سماجی علم

جماعت ہشتم

Social Studies

Class - VIII

सत्यमेव जयते

FREE

نا شر
حکومت تلنگانہ، حیدرآباد۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

سماجی علم
Social Studies
جماعت ہشتم
CLASS VIII

Social Studies CLASS VIII

حکومت تلنگانہ
محکمہ ترقی نسواں و بہبود اطفال - چائلڈ لائین فاؤنڈیشن

خطروں اور مشکلوں سے بچوں کے تحفظ کے لیے

جب اسکول یا اسکول سے باہر بدسلوکی ہو

جب افراد خاندان یا رشتہ دار بدتمیزی سے پیش آئیں

جب بچوں کو اسکول سے روک کر کام پر لگایا جائے

CHILD LINE 1098 NIGHT & DAY

24 گھنٹے قومی ہلپ لائین

مفت خدمات کے لیے (دس......نو.......آٹھ) 1098 پر ڈائیل کریں

نا شر
حکومت تلنگانہ، حیدرآباد۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

One can feel secured about once land rights only when there is a patta in the hand; name in the record; and land in physical possession.

RIGHTS OF THE CHILD

India is a signatory to the 'Convention on the Rights of the Child'. Thus India is obliged to protect the Rights of Children. Some of them are:

- ***The Right to Survival***: which includes the Right to life, health, nutrition and adequate standards of living;
- ***The Right to Protection***: which includes the Freedom from all forms of exploitation, abuse , inhuman or degrading treatment and neglect;
- ***The Right to Development***: which includes the Right to Education, support for early childhood development and care, social security and the right to leisure, recreation and cultural activities;
- ***The Right to Participation***: which includes respect for the views of the Child, freedom of expression, access to appropriate information and freedom of thought, conscience and religion.

The Indian state has made some significant Laws for Children such as:

- The Children (pledging of labour) Act, 1933 aims at eradicating the evil of pledging the labour of young children by their parents to employers in lieu of loans and advances;
- The Employment of Children Act, 1938 lays down that children cannot be employed in hazardous works;
- The Factories Act, 1948 provides that children shall not be required or allowed to work in any factory.

CHILD LINE 1098 NIGHT & DAY

CHILDLINE 1098 is a national, 24 hour, free, emergency telephone help line and outreach service for children in need of care and protection.

Dial 1098 when you see a child in distress.
Help is just a phone call away.

SCERT TELANGANA

سماجی علم

جماعت ہشتم

SOCIAL STUDIES - CLASS-VIII

ایڈیٹرس

سری سی۔این۔سبرامنیم' ایکلویا' بھوپال' مدھیہ پردیش

شریمتی پروفیسر آئی۔لکشمی' شعبہ تاریخ' عثمانیہ یونیورسٹی' حیدرآباد

ڈاکٹر کے۔نارائنا ریڈی' شعبہ جغرافیہ' عثمانیہ یونیورسٹی' حیدرآباد

شری الیکس ۔ایم۔جارج' یکلویا' بھوپال' مدھیہ پردیش

پروفیسر ایس۔پدماجا' شعبہ جغرافیہ' عثمانیہ یونیورسٹی' حیدرآباد

پروفیسر جی۔اوم کارناتھ' شعبہ معاشیات' یونیورسٹی آف حیدرآباد

ڈاکٹر ایم۔وی۔سرینواسن' اسسٹنٹ پروفیسر' DESS' NCERT' نئی دہلی

شریمتی پروفیسر آئی۔تھرولی' شعبہ تاریخ' دہلی یونیورسٹی' دہلی

پروفیسر کے۔وجیہ بابو' شعبہ تاریخ' کا کتیہ یونیورسٹی' ورنگل

شریمتی سکنیا بوس' اسسٹنٹ پروفیسر' این آئی پی ایف پی' نئی دہلی

اروند سرداہ' ایکلویا' بھوپال' مدھیہ پردیش

پروفیسر ایم کودنڈارام' شعبہ سیاسیات' پی جی کالج سکندرآباد' حیدرآباد

شری کے۔سریش' منچی پُستکم' حیدرآباد

پروفیسر کے۔کیلاش' شعبہ سیاسیات' حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی' حیدرآباد

ایڈیٹر اردو

ڈاکٹر مسعود جعفری

موظف اسوسی ایٹ پروفیسر' حیدرآباد

کمیٹی برائے فروغ و اشاعت درسی کتب

محترمہ چارو سنہا، آئی پی ایس

(مشیر برائے جینڈر سنسٹو یٹی)

ڈائرکٹر اے سی بی، تلنگانہ، حیدرآباد

شریمتی بی۔شیشوکماری' ڈائریکٹر

ایس۔سی۔ای۔آر ٹی' تلنگانہ' حیدرآباد

ڈاکٹر این۔اوپیندر ریڈی

پروفیسر شعبہ نصاب و درسی کتب' SCERT' تلنگانہ' حیدرآباد

شری بی۔سدھاکر' ڈائریکٹر

گورنمنٹ ٹکسٹ بک پرنٹنگ پریس' تلنگانہ' حیدرآباد

ناشر حکومت تلنگانہ' حیدرآباد

Advisor Gender Sensivity and :	Ms. Charu Sinha, I.P.S.
Child Sexual Abuse	Director, ACB, Hyderabad.

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

© Government of Telangana, Hyderabad.

First Published 2014

New Impressions 2015,2016,2017,2018,2019

All rights reserved.

No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means without the prior permission in writing of the publisher, nor be otherwise circulated in any form of binding or cover other than that in which it is published and without a similar condition including this condition being imposed on the subsequent purchaser.

The copy right holder of this book is the Director of School Education, Hyderabad, Telangana.

This Book has been printed on 70 G.S.M. Maplitho
Title Page 200 G.S.M. White Art Card

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

Printed in India
for the Director of Telangana Govt. Text Book Press,
Mint Compound, Hyderabad,
Telangana.

SCERT TELANGANA

پیش لفظ

یہ کتاب آپ کے سماجی علم کے نصاب کا ایک حصہ ہے ۔ یہ کئی چیزوں پر مشتمل ہے جن کا آپ مطالعہ کریں گے ۔ یہ یاد رکھئے کہ یہ نصاب کا چھوٹا سا حصہ ہے ۔ سماجی علم کا نصاب چاہتا ہے کہ جو کچھ آپ جانتے ہیں اس کا تجزیہ کریں اور اپنی کمرہ جماعت میں تبادلہ خیال کریں ۔ یہ آپ سے تقاضہ کرتا ہے کہ آپ سوالات کریں ۔ سوچیں کہ چیزیں ایسی کیوں ہیں ۔ آپ اور آپ کے رفقا جماعت ، جماعت کے باہر بازار' پنچایت' بلدیہ کے دفتر' گاؤں کے کھیتوں' مندروں' مسجدوں' عجائب گھروں میں جائیں اور مختلف چیزوں کا مشاہدہ کریں ۔ آپ دہقانوں' دکانداروں' ملازمین' مذہبی شخصیات وغیرہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کریں ۔

اس کتاب میں آپ کو بہت سے مسائل سے وقفیت ہوگی ۔ جن کے مطالعہ اور انہیں سمجھنے کے بعد آپ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں گے ۔ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جوابات نہیں ہیں ۔ اصل میں یہ کتاب مکمل نہیں ہے' یہ اُس وقت مکمل ہوگی جب آپ اور آپ کے دوست' اساتذہ اپنے سوالات' تجربے لائیں گے اور جماعت میں اُن کے بارے میں بحث کریں گے ۔ آپ اس کتاب کی بہت سی چیزوں سے متفق نہیں ہوں گے ۔ اس کا اظہار کرنے سے مت ڈریئے ۔ صرف اپنی وجوہات بیان کیجیے ۔ آپ کے دوست آپ سے نامتفق رہیں گے ۔ اُن کا نقطہ نظر الگ ہوگا ۔ اُس کو سمجھنے کی کوشش کریں ۔ آپ اپنے جوابات پر نگاہ رکھیں ۔ آپ اپنے جوابات کے تعلق سے پُر امید نہیں رہ سکتے ۔ آپ اپنے ذہن کو تیار کرنے سے پہلے کچھ اور معلوم کرنے کی کوشش کریں ۔ اُس صورت میں آپ احتیاط سے اپنے سوالات کی فہرست بنایئے اور اپنے دوستوں' اساتذہ اور بزرگوں سے گزارش کریں کہ وہ جوابات کے حل میں مدد کریں ۔

یہ کتاب آپ کی سماجی زندگی کے مختلف گوشوں کے مطالعہ میں آپ کی مدد کرے گی ۔ ہمہ قسم کے لوگ اور ہمہ قسم کے ممالک کے بارے میں بتلائے گی ۔ لوگ کس طرح روزگار حاصل کرتے ہیں ۔ لوگ کس طرح اُن کی ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہیں ۔ ہمارے سماج میں سارے لوگ مساوی نہیں ہیں ۔ لوگ کس طرح مساوات کے لیے جدوجہد کرتے ہیں ۔ لوگ کس طرح مختلف دیوتاؤں اور پیدا کرنے والے کی عبادت مختلف طریقے سے کرتے ہیں ۔ وہ ایک دوسرے سے کس طرح بات چیت کرتے ہیں اور کس طرح ایک ایسی ثقافت کو فروغ دیتے ہیں جہاں سارے لوگ ایک دوسرے سے رفاقت رکھتے ہیں ۔

آپ کو کچھ حقائق کو سمجھنے کے لیے کرۂ ارض' پربتوں' میدانوں' دریاؤں' سمندروں کا مطالعہ کرنا پڑے گا ۔ دوسروں کو سمجھنے کے لیے آپ کو یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ سینکڑوں ہزاروں برس پہلے کیا ہوا ۔ آپ کو اپنے اطراف واکناف میں رہنے والے مختلف لوگوں سے مل کر بات چیت کرنی ہوگی ۔

جب آپ اس کتاب کو پڑھیں گے تو آپ کے سامنے بہت سے سوالات آئیں گے ۔ توقف کیجیے اور اُن سوالات کے جواب دیجیے ۔ آگے بڑھنے سے پہلے تجویز کردہ سرگرمیاں انجام دیجیے ۔ سبق کو عجلت میں ختم کرنا کارآمد نہیں ہوتا ۔ سوالات کے بارے میں بحث کرنا اور سرگرمیاں پائے تکمیل تک پہنچانا ہے ۔

بہت سے اسباق میں منصوبے ہوتے ہیں ۔ انہیں پورا کرنے میں کچھ دن لگ جاتے ہیں ۔ ان منصوبوں سے آپ میں تلاش وجستجو' تجزیہ پیش کشی جیسی سماجی علم کی قدریں فروغ پائیں گی ۔ یہ بات اسباق میں لکھی ہوئی چیزوں کو رٹ لینے سے زیادہ اہم ہے ۔

براہِ کرم آپ اس بات کو یاد رکھیں کہ سبق میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اُسے ازبر نہ کریں ۔ بلکہ اُن کے بارے میں غور وفکر کیجیے اور اپنے ذاتی خیالات کی تعمیر وتشکیل کیجیے ۔

ڈائریکٹر
ایس ۔ سی ۔ ای ۔ آر ٹی
تلنگانہ' حیدرآباد

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

مصنفین

ڈاکٹر این۔ چندرایوڈو ‘اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ جغرافیہ‘ایس وی یونیورسٹی‘ تروپتی
شری کے۔ کماراسوامی ‘ایس اے زیڈ پی ایچ ایس دوڑے پلی عادل آباد
شری کے۔ سبرامنیم ‘لکچرر گورنمنٹ ڈائیٹ‘ کرنول
شری یو۔ آنند کمار ‘ایس۔ اے زیڈ پی ایچ ایس‘ سجاتا نگر‘ کھمم
شری ٹی۔ رویندر ‘لکچرر گورنمنٹ ڈائیٹ‘ ورنگل
شری پی۔ سرینواسلو ‘ایس۔ اے زیڈ پی ایچ ایس حویلی گھن پور‘ میدک
شری ایم۔ نرسمہا ریڈی ‘جی ایچ ایم زیڈ پی ایچ ایس‘ پدا جنگم پلی‘ ضلع کڈپہ
شری پی۔ جگن موہن ریڈی ‘ایس اے زیڈ پی ایچ ایس‘ بچے ڈو گجویل‘ میدک
ڈاکٹر راچرلا گنپتی ‘اسکول اسسٹنٹ‘ ایم پی یو پی ایس‘ آر آر پلی‘ تکالی‘ سریکا کولم
شری اے۔ رویندر ‘ایس اے جی ایچ ایس‘ اورس‘ ورنگل
شریمتی بی۔ ماریارانی ‘اسکول اسسٹنٹ ایم پی یو پی ایس‘ چلوکا نگر‘ رنگا ریڈی
شری اے۔ ایم۔ سرینواس راؤ ‘ایس اے زیڈ پی ایچ ایس‘ کولالا پوڈی‘ پرکاشم
ڈاکٹر بی۔ وی۔ این سوامی ‘اسکول اسسٹنٹ‘ جی ایچ ایس‘ حضور آباد کریم نگر
شری کے۔ مکھالنگم ‘ایس اے زیڈ پی ایچ ایس‘ تلاڈ‘ سریکا کولم
شری کے۔ سرینواس راؤ ‘اسکول اسسٹنٹ ایم پی یو پی ایس‘ پی آر پلی‘ سریکا کولم
شری ایم۔ سبرامنیم ‘ ایس اے زیڈ پی ایچ ایس‘ ٹنگٹور‘ نیلور
شری پی۔ وی۔ کرشنا راؤ ‘ایل ایف ایل ایچ ایم پی ایس محلّہ نمبر 16‘ یلنڈو‘ کھمم
شریمتی ایس۔ لکشمی ‘جی پی ایس‘ باغ موسیٰ ریمو‘ حیدرآباد
شری اے۔ لکشمن راؤ ‘اسکول اسسٹنٹ جی۔ ایچ۔ ایس‘ دھنگرواڑی‘ کریم نگر
شری ٹی۔ وینکٹیا ‘اسکول اسسٹنٹ زیڈ پی ایچ ایس‘ ایگوا ویدھی‘ چتور
شری ایس۔ رحمت اللہ ‘اسکول اسسٹنٹ زیڈ پی ایچ ایس‘ بھاکا رپیٹ‘ ضلع کڑپہ

کوآرڈینیٹر

محمد افتخار الدین

کوآرڈینیٹر‘ شعبہ نصاب و درسی کتب‘ ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت‘ تلنگانہ‘ حیدرآباد

مترجمین

ڈاکٹر مسعود جعفری ‘ موظف اسوسی ایٹ پروفیسر‘ حیدرآباد
محمد تاج الدین ‘ایس اے‘ جی ایچ ایس‘ حسینی علم (نیو)‘ حیدرآباد
محمد حفیظ ‘ گورنمنٹ ہائی اسکول دھول پیٹ‘ حیدرآباد
ذکیہ بیگم ‘ایس اے‘ جی ایچ ایس‘ پولیس بوائز‘ عنبر پیٹ‘ حیدرآباد
محمد آصف الدین ‘ایس اے‘ جی ایچ ایس‘ اعظم پور نمبر (1)‘ حیدرآباد
سید روف ‘ گورنمنٹ اسکول کمہارواڑی‘ گولکنڈہ‘ حیدرآباد۔
محمد ریاض احمد خان ‘ایس اے زیڈ پی ایچ ایس‘ نمبر (2) بی گڑھی‘ ظہیرآباد‘ ضلع سنگاریڈی
محمد عبدالکریم ‘ایس اے‘ زیڈ پی ایچ ایس‘ ڈگوال‘ کوہیر‘ سنگاریڈی

مصور

سری کوریلا سرینواس

جی ایچ ایم زیڈ پی ایچ ایس‘ کرمیڈو‘ نلگنڈہ

لے آوٹ ڈیزائن

محمد ذکی الدین لیاقت ،ممتاز کمپیوٹرس‘ شاہ گنج‘ حیدرآباد
ٹی محمد مصطفے ،حبیب کمپیوٹرس‘ بھولکپور‘ مشیرآباد
شیخ حاجی حسین ،امپرنٹ کمپیوٹیک، بالانگر، حیدرآباد

SCERT TELANGANA

معلم اور طلبا کے لیے کتاب کے استعمال سے متعلق ہدایات

❖ اس کتاب میں ہم نے سماجی علم کے تصورات کے متعلق مربوط طرز فکر کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔ یہ قومی اور ریاستی نصابی ساخت کا تسلسل ہے۔ اس میں تدریسی ضرورتوں کی شروعات وسطانوی مدرسہ کی سطح پر ہوتی ہے۔ اس میں مکتبی انداز کی تجویز رکھی گئی ہے۔ آپ نے تاریخ' معاشیات' شہریت' جغرافیہ کی مختلف شاخوں کو روایتی انداز میں پڑھایا ہے۔ ان کے تحت بحث کیے جانے والے تصورات آپس میں خلط ملط ہوجاتے تھے۔ اس کتاب میں 6 موضوعات ہیں۔ آپ نے انہیں متن کی فہرست کے ورق میں دیکھا ہوگا۔ اُس کے تحت مختلف تصورات سے گفتگو کی گئی ہے۔

☆ اس نصابی کتاب کو اس خیال کے زیر اثر مرتب کیا گیا ہے کہ سماجی علم کے اساتذہ اور طلبا اُسے جماعت میں روشناس کریں گے اور تدریسی کے لیے جماعت میں اُن کا استعمال کریں گے۔ نصابی کتاب کا جماعت میں پڑھا جانا ضروری ہے اور اُس کی رفاقت میں بحث کا اہتمام کیا جائے

❖ **متن کی زبان:** اس کتاب کے متن کو لکھنے میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ طلبا کے لیے سہل اور آسان ہو۔ تاہم اس میں بعض اصطلاحیں اور سمجھ میں نہ آنے والی زبان ہے۔ اُس کی تشریح کی جانی چاہیے۔ ہم معلومات سے معمور نصابی کتاب سے انحراف کر چکے ہیں۔ کتاب میں عموماً تصورات سے مطابقت پیدا کرنے والی مثالیں دی جاتی ہیں جو زیر بحث ہوتی ہیں۔ ہر سبق میں مرکزی خیال ہوتا ہے۔ اُسے ذیلی سرخیوں کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے۔ آپ جماعت میں ایک گھنٹے میں کم وبیش 2 سے 3 ذیلی سرخیوں کا احاطہ کرسکتے ہیں۔

❖ اس نصابی کتاب میں مختلف اسلوب نگارش کو برتا گیا ہے۔ بعض دفع افسانوی بیانیہ جیسے امان اور سریتا کو نویں سبق میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ اکثر وبیشتر افسانوی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ حقائق پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس میں ایک منظر کو پیش کیا جاتا ہے۔ کچھ اقتباسات بھی ہیں۔ وہ موضوعاتی مطالعہ کی ہیئت میں ہیں۔ چھٹے سبق میں سنگارینی کے کوئلہ کی کانوں کا تذکرہ ہے۔ جدول میں بھی متن ہوتا ہے۔ جہاں تقابلی عناصر کو ایک دوسرے سے مربوط کیا جاتا ہے۔ اس کا عکس چودھویں سبق میں قانون سازی کے اختیارات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ زبان کے مختلف اسالیب میں تصورات کی آئینہ داری کی گئی ہے۔

❖ درمیان میں سوالات غیر متنی ہوتے ہیں اور سبق کا اختتام متن کے سوالات پر ہوتا ہے۔ آپ اس بات کو محسوس کریں گے کہ متن کے درمیان میں سوالات پوچھے گئے ہیں۔ ان سوالات کو ترک مت کیجیے۔ یہ درس وتدریس اور اکتساب علم کے عمل کا ایک مربوط حصہ ہیں۔ یہ سوالات مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ بعض سوالات خلاصہ اور آپ کے پڑھے ہوئے اقتباسات کا جائزہ ہوتے ہیں۔ وہ اور زیادہ معلومات اکٹھا کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ وہ پچھلی ذیلی سرخی کے تحت پیش کردہ تصورات کے اردگرد ہوتے ہیں۔ جس پر بحث کی جاچکی۔ اُن سوالات کے جوابات مت لکھوایئے۔ بچوں کو اجازت دیں کہ وہ خود سے جوابات تلاش کریں۔ اُنھیں موقع دیا جائے کہ وہ ایک دوسرے سے بحث کریں۔ ان سوالات کا مفہوم معلوم کرنے کی کوشش کریں اور ممکنہ جوابات کے بارے میں گفتگو کریں۔

❖ اس کتاب میں مختلف قسم کے سوالات لکھے گئے ہیں۔

1. اُن کے تجربات بیان کرنے کے لیے پوچھا گیا ہے۔
2. متن میں دی گئی مثالوں سے اپنے تجربات کا تقابل کریں۔
3. کتاب میں دیئے گئے دو تین واقعات سے اپنے تجربات کا تقابل کیا جائے۔
4. طلبا کو واقعات یا موضوعاتی مطالعہ کے تعلق سے اپنی رائے دینے کے لیے کہا گیا۔

(جب سوالات کیے جائیں تو تمام طلبا کے لیے یکساں ہوں۔ انھیں اپنی رائے دینے کی اجازت دی جائے)

5. ایک مخصوص حالت کا جائزہ لینے کے لیے سوالات سبق میں درج کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

- اُستاد جماعت میں اُن سوالات کے پوچھنے کے لیے مختلف حکمت عملی اپنا سکتا ہے۔ بعض سوالات نوٹ بک میں لکھے جاسکتے ہیں۔ دیگر سوالات پر چھوٹوں گروپوں میں بحث کی جاسکتی ہے۔ چند سوالات کو انفرادی آزمائش کے طور پر لکھا جاسکتا ہے۔ تمام حالتوں میں بچے کو اپنے الفاظ میں لکھنے کی ترغیب دی جائے۔ تمام بچوں کو جوابات ایک ہی اسلوب اور ساخت میں لکھنے کی ہدایت نہ دی جائے۔
- ہر سبق میں مخصوص قوسین ہیں۔ یہ اکثر سبق میں تصورات پر بحث کی گئی اساس پر زائد معلومات ہوتے ہیں۔ اُن پر جماعت میں بحث کی جائے اور اُن کے اطراف سرگرمیاں انجام دی جائیں لیکن اُنھیں آپ کے خلاصہ کے اکتساب میں شامل نہ کیا جائے۔
- **نصابی کتاب میں تصویریں استعمال کی گئیں:** روایتی نصابی کتاب میں تصویریں بصری تسکین کے کام آتی تھیں۔ ہمارا مقصد تصویروں کا استعمال ایک فن کی طرح اہم ہے۔ قانون اور انصاف کی طرح چند خاکے ہیں۔ جہاں بیانیہ کی تصویری کشی کی گئی ہے یا ہم بہت سی سماجی اور سیاسی تحریکوں میں رہنماؤں کی شبیہ استعمال کرتے ہیں۔ تمام مواقع پر تصویریں نصابی کتب ہی کی طرح اہم ہوتی ہیں۔ وہ تصورات کی صراحت کے لیے کارآمد ہوتی ہیں یا نصابی کتابوں میں بیان کردہ خیالات کی تصویر کشی میں کام آتی ہیں۔ ہم نے مختلف قسم کی تصویروں کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ تصویریں، خاکے، کارٹون، اشتہار وغیرہ تاریخی نقطہ نظر سے لیے گئے ہیں۔ جس طرح نصابی کتاب میں مختلف طرز اسلوب کو برتا گیا ہے اُسی طرح اشکال میں بھی تکثیریت پائی جاتی ہے۔
- **نقشے، جدول اور گراف:** اس کتاب میں نقشے جغرافیائی، معاشی، سیاسی اور تاریخی پہلو کے بارے میں وضاحت کرتے ہیں۔ وہ معلومات کو دلچسپ پیرایے میں پیش کرتے ہیں۔ آپ جدول اور اشکال کا بھی استعمال دیکھ سکتے ہیں۔ جدول کو پڑھنے اور شکلوں کا مشاہدہ سماجی علم میں اہم ہوتا ہے۔ تصورات کی وضاحت شفاف آئینہ کی طرح ہوتی ہے۔
- **منصوبے:** کتاب میں مختلف منصوبوں کی تجاویز رکھی گئی ہیں۔ تمام منصوبوں پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے۔ ہم صرف کتاب خوانی کرتے ہوئے تصورات کے تمام زاویوں کی تدریس نہیں کر سکتے۔ منصوبے بچوں کو سماج کے اراکین سے رابطہ میں آنے کے قابل بناتے ہیں۔ وہ معلومات اکٹھا کرتے ہیں اور اپنے انداز سے انھیں ترتیب دے کر پیش کرتے ہیں۔ انٹرویو کے لیے سوالات مرتب کرتے ہیں۔ بینک جانے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ منصوبہ کی پیش کشی میں جمع کردہ معلومات کی اساس پر اشکال، جدول، اعداد و شمار سماجی علم کی دنیا میں اہم ہوتے ہیں۔ منصوبے بچوں کو گروپ میں مل کر کام کرنے، خیالات میں شریک ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔

☆ ہم مشق کروانے اور جانچ کے لئے متعلقہ مواد کے نقشے، جدول اور گراف کا استعمال درسی کتاب کے علاوہ بھی کر سکتے ہیں۔

☆ مباحثہ، انٹرویو کا انعقاد، مذاکرے اور پراجکٹ، دوران سبق اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجیۓ، کے بعد دیۓ گئے ہیں۔ اس کا مقصد بچوں میں سماجی شعور، حساسیت اور مثبت رجحان کا فروغ ہے۔ لہٰذا ان کا حصول لازمی ہے۔

ACKNOWLEDGEMENT

We would like to acknowledge the contributions of Sri K. Joshi, State Coordinator, AP Human Rights Education, Dr. Ramani Atkuri, Medical Practitioner, Bhopal, Smt K. Bhagya Lakshmi, Manchi Pustakam, Hyderabad, Prof. M.S.S Pandian, JNU, New Delhi, Prof. E. Shiva Nagi Reddy, Stapathi, Dept. of Archaeology and Museums, Govt. of A.P, Director State Central Library and reference section staff A.P and others who directly or indirectly participated in our workshops and contributed in improving the quality of specific chapters in the textbook. Some of the photographs used in the book are taken from flickr, wikipedia or other internet sources, under creative commons license.

SCERT TELANGANA

فہرست

سلسلہ نشان	عنوان		صفحہ نمبر
	موضوع-I: زمین پر تنوع		
1.	نقشوں کا مطالعہ اور تجزیہ	جون	1-17
2.	سورج سے حرارت (توانائی)	جون	18-32
3.	زمین کی گردشیں اور موسم	جولائی	33-39
4.	قطبی خطے / منطقے	جولائی	40-48
5.	جنگلات۔ حفاظت اور استعمال	جولائی	49-61
6.	معدنیات اور کان کنی	جولائی	62-74
	موضوع-II: پیداوار، مبادلہ، زر اور ذریعہ معاش		
7.	زر اور بینک کاری	اگست	75-87
8.	روزگار پر ٹکنالوجی کے اثرات	اگست	88-98
9.	حکومت اور صحت عامہ	اگست	99-108
	موضوع-III: سیاسی نظام اور طرز حکمرانی		
10.	انگریزوں اور نظاموں کے تحت زمیندار اور لگان دار	ستمبر	109-118
11A.	قومی تحریک - ابتدائی مرحلہ 1885-1919	ستمبر	119-126
11B.	قومی تحریک - آزادی کی جانب 1919-1947	ستمبر	127-137
12.	ریاست حیدرآباد میں تحریک آزادی	ستمبر	138-150
13.	دستور ہند	اکتوبر	151-161
14.	پارلیمنٹ اور مرکزی حکومت	اکتوبر	162-173
15.	قانون اور انصاف۔ ایک مقدمے کا مطالعہ	نومبر	174-185
	موضوع-IV: سماجی تنظیمیں اور عدم مساوات		
16.	زمینداری نظام کی تنسیخ	نومبر	186-192
17.	غریبی کا ادراک	نومبر	193-204
18.	حقوق۔ ترقی تک رسائی	ڈسمبر	205-211
	موضوع-V: مذہب اور سماج		
19.	سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکیں	ڈسمبر	212-223
20.	سیکولرزم کا فہم	ڈسمبر	224-227
	موضوع-VI: تہذیب اور ترسیل		
21.	عہد جدید میں مظاہرہ کیے جانے والے فنون اور فنکار	جنوری	228-237
22.	فلم اور پرنٹ میڈیا	فبروری	238-244
23.	کھیل۔ قومیت اور تجارت	فبروری	245-252
24.	تباہی سے نمٹنا	فبروری	253-260
	اعادہ ۔ سالانہ امتحانات	مارچ	

SCERT TELANGANA

قومی ترانہ

جن گن من ادھی نایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا، ڈراوڈ، اتکل، ونگا
وندھیا، ہماچل، یمنا، گنگا، اُچ چھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے، تواشبھ آشش ماگے
گاہے تو جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیا ہے، جیا ہے، جیا ہے
جیا جیا جیا جیا ہے

- رابندرناتھ ٹیگور

عہد

-پائیڈی مری وینکٹا سبّاراؤ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ مجھے اپنے وطن سے پیار ہے۔ تمام ہندوستانی میرے بھائی اور بہن ہیں اور میں اس کے عظیم اور گوناگوں ورثے پر فخر کرتا ہوں/کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ اس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کرتا رہوں گا/کرتی رہوں گی۔ اپنے والدین، اساتذہ اور بزرگوں کی عزت کروں گا/کروں گی اور ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں جانوروں کے تئیں رحم دلی کا برتاؤ رکھوں گا/رکھوں گی۔ میں اپنے وطن اور ہم وطنوں کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے کا عہد کرتا ہوں/کرتی ہوں۔

SCERT TELANGANA

باب 1

نقشوں کا مطالعہ اور تجزیہ

شکل 1.1: سٹیلائیٹ سے لی گئی آفریقہ، یورپ اور امریکہ کی تصویر

آپ ششم جماعت میں نقشہ نویسی اور بلندی کی نشاندہی کرنے والے نقشے بنانا سیکھ چکے ہیں۔ اب تک آپ مختلف مقامات کے نقشوں کے بارے میں مزید جانکاری حاصل کر چکے ہیں۔کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ تصویر اور نقشے میں کیا فرق ہے۔شکل 1.1 میں کافی بلندی سے لی گئی تصویر ہے اور نقشہ 1 میں اسی علاقہ کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔یعنی ایک ہی علاقہ کی تصویر اور نقشہ ہے۔کیا آپ نشاندہی کرسکتے ہیں ان دونوں میں کونسی باتیں یکساں اور کونسی مختلف ہیں۔

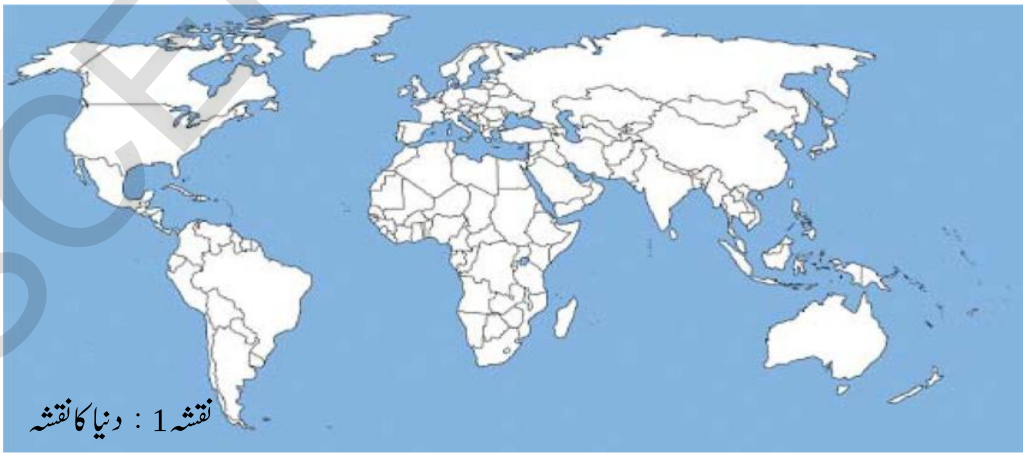

نقشہ 1 : دنیا کا نقشہ

SCERT TELANGANA

نقشہ تصویر کی طرح حقیقی خصوصیت نہیں بناتا ہے۔ نقشہ کا استعمال ماہرین جغرافیہ کسی مقام کے ان خصوصیات اور معلومات کی نشاندہی کے لئے کرتے ہیں جنہیں ہم اہم سمجھتے ہیں جیسے بارش کی تقسیم، مٹی کے اقسام، آبادی، لوگوں کی زبان، فصلوں کی پیداوار، بازار، اسکول وغیرہ۔

ایک نقشہ نویس ان خصوصیات کا احاطہ نہیں کرسکتا ہے جو تصویر میں دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے مکانات، سڑک، درخت وغیرہ نقشے میں جوں کا توں نہیں بتائے جاتے، نقشہ دراصل ایک ماڈل ہوتا ہے جو کسی جگہ کے مخصوص نکات کو بتاتا ہے۔ جو نقشہ نویس یا ماہر جغرافیہ کے لیے اہم ہوتے ہیں۔ اسی طرح تصویر بھی نقشے میں ظاہر کیے جانے والے نکات بتانے سے قاصر ہے۔ کوئی تصویر کی مقام کی بارش درجہ حرارت اور زبان کی نشاندہی نہیں کرسکتی۔ جب کہ یہ تمام باتیں نقشے میں بتائی جاسکتی ہیں۔ اسی لئے لوگ مختلف نقشے بناتے ہیں جو مقاصد پر مبنی ہوتے ہیں۔ اب آپ قدیم زمانے کے نقشوں کو دیکھیں گے کہ وہ کس طرح مقاصد کی بنیاد پر ایک دوسرے سے مختلف تھے۔

قدیم دور کے نقشے

بھارت میں نقشہ نویسی : ماقبل تاریخی دور سے ہی لوگ کائنات کے مظاہر جیسے زمین، دریا، سمندر اور آسمانوں وغیرہ پر غور و

نقشہ 2.: پانی سے گھری ہوئی گول دنیا جس کا تصور مہابھارت میں پیش کیا گیا تھا۔

فکر کیا کرتے تھے۔ اکثر ان مشاہدات کو بصارتی نقشوں کی شکل میں اتارا جاتا تھا۔ ہمارے یہاں بھی جاورا (Jaora)، مدھیہ پردیش کی ماقبل تاریخی دور کی تصویر موجود ہے۔ جس میں زمین (خشکی)، پانی اور آسمان کو دکھایا گیا ہے۔ کائناتی انکشافات کا آغاز ویدوں اور

نقشہ 3: دنیا کی ساتھ دوی پائیں جس کا تصور قدیم بھارت میں کیا گیا تھا

پرانوں کے دور ہی میں ہو چکا تھا، اُس وقت یہ سمجھا جاتا تھا کہ زمین سات جزائر پر مشتمل ہے جو سات سمندروں سے گھری ہوئی ہے جو کہ ترتیب وار واحد مرکزی دائرے میں موجود ہیں۔ جن کے مرکز میں ماؤنٹ میرو (Meru) موجود ہے۔ ہندوستان جسے بھارت ورشا سے موسوم کیا جاتا تھا ان جزائر میں سے ایک پر موجود تھا، جس کا نام جمبودوپا (Jambudvipa) تھا۔ ویدک دور اور خاص طور پر عہد وسطیٰ میں ماہرین تعمیرات نے قربانی گاہوں اور عمارتوں کے تفصیلی نقشے بنائے تھے۔ ان میں سے چند خاکے آج بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ہم کئی تصویری نقشوں کے حوالہ جات لے سکتے ہیں۔ جن میں مقامات، خاص طور پر زیارتی مراکز کی نقشہ نویسی کی گئی ہے۔ بحر ہند کی ساحلی پٹی میں سفر کرنے والے سیاح بھی اس پٹی کے تفصیلی نقشوں اور خاکوں کا انتظام رکھتے تھے۔ جن میں بندرگاہوں، کم گہرے مقامات اور جزائر، وغیرہ کی نشاندہی کی گئی تھی۔ عرض البلد اور طول البلد کا فہم مختلف مقامات کے جائے وقوع کو طئے کرنے میں مددگار ثابت ہوا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آریا بھٹا

SCERT TELANGANA

نے ان تصورات کو پانچویں صدی عیسوی میں استعمال کیا تھا ۔
اگرچیکہ نقشہ نویسی میں ان کا استعمال واضح نہیں تھا۔

مغلیہ دور میں ہندوستانی نقشہ نویسی وسط ایشیائی نقشہ نویسوں کے طریقہ کار سے متعارف ہوئے تھے ۔ جونپور میں صادق اسفہانی نے سترھویں صدی میں اٹلس تیار کیا تھا' جس میں انھوں نے اپنے نقشوں میں مقامات کے محل وقوع کی وضاحت کے لیے عرض البلد کا استعمال کیا تھا ۔ مغلیہ دور کے خاتمہ کے بعد جب برطانویوں نے

شکل 1.2: سمیریوں کا چکنی مٹی کا تختہ

بھارت کی نقشہ نویسی کا آغاز کیا تھا' ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت کئی اقسام کے نقشے زیر استعمال تھے۔ لیکن بدقسمتی سے ان میں سے زیادہ تر نقشے نابود ہو چکے ہیں' صرف چند ہی باقی رہ پائے ہیں۔

نقشوں کی طویل تاریخ ہے' قدیم نقشوں میں چند دستیاب نقشے وہ ہیں جنہیں سمیریوں (موجودہ عراق کے لوگ) نے 4 ہزار سال قبل بنایا تھا۔ یہ نقشے چکنی مٹی کے تختوں پر بنائے گئے تھے' سمیریوں کے مندروں کے تحت بہت بڑی زمینیں تھیں۔ وہ زمین سے حاصل آمدنی کا حساب رکھنا ہوتا تھا' نقشوں کی مدد سے ہی وہ ان کا ریکارڈ رکھتے تھے۔

بابل کے لوگ (موجودہ عراق کے یہی لوگ) ابتداء میں دنیا کے نقشے ان کے معلومات کے مطابق بناتے تھے نیچے کے نقشہ کا مشاہدہ کریں جو چکنی مٹی کے تختے پر تقریباً 2600 سال قبل بنایا گیا وہ سمجھتے تھے کہ دنیا گول طشتری کی طرح ہے۔ نقشہ کے اندرونی دائرہ میں تمام شہر تھے (جو چھوٹے دائروں میں ہیں) ان کے علاوہ گاؤں' دریا' دلدلی میدان' پہاڑ بھی بنے تھے جن سے وہ واقف تھے درمیان میں شہر بابل بتایا گیا ہے۔ اندرونی دائرہ کے پچھلے حصّہ میں کھاری دریا یا نمکین سمندر تھا۔ جس میں سات مثلثی بحر اعظم تھے۔

شکل 1.3: بابل کا چکنی مٹی کا تختہ

اسی دوران یونان کے ماہرین جغرافیہ جیسے Anaximander اور Miletus (جو اب ترکی میں ہے) اور Heactaeus

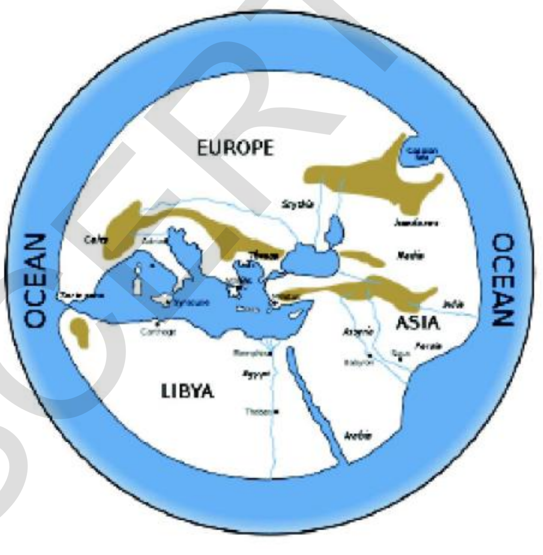

نقشہ 4: Hecataeus کے بعد کی دنیا

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

Herudotus نے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کے مقام کو ترتیب دے کر دنیا کے نقشے بنائے تھے' ان کے خیالات بابل کے ماہرین جغرافیہ سے مماثلت رکھتے تھے۔ وہ بھی مانتے تھے کہ دنیا گول طشتری کی طرح ہے جو سمندر سے گھری ہوئی ہے۔

ان ماہرین جغرافیہ نے طویل سفر کیا اور وہاں کے لوگوں کی طرز زندگی اور تاریخ کا مشاہدہ کر کے تحریریں قلمبند کیں۔ اپنے سفر اور تحریروں کی بنیاد پر نقشے بنائے' گو کہ یہ نقشے اب دستیاب نہیں ہیں لیکن ماہرین تاریخ نے ان کی تحریروں کی مدد سے ان نقشوں کو دوبارہ ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔

آپ دیکھ سکتے ہیں انہوں نے یونان کو نقشے کے درمیان بتایا ہے انہوں نے دنیا کو تین بر اعظموں یورپ' لیبیا' (آفریقہ) اور ایشیا میں تقسیم کیا ہے جن کو بحر روم جدا کرتا ہے۔ (نقشہ 4)
یونانیوں اور ان کے بعد رومیوں کو نقشے بنانے اور دور دراز کے مقامات جاننے میں بڑی دلچسپی تھی۔ وہ دنیا کو فتح کرنا چاہتے تھے دور دور تک کالونیاں قائم کر کے تجارت کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے یونان کے بادشاہ سکندر آعظم کا نام سنا ہوگا وہ بھی دنیا کو فتح کرنا چاہتا تھا' اسی کوشش میں 2300 سال قبل ہندوستان آیا تھا۔ رومی تاجر بھی پانی کے جہاز سے ہندوستانی ساحل پر آئے اور تجارتی مراکز قائم کیے۔ اس مرحلہ پر ان کے لیے نقشے کارآمد اور ضروری تھے۔

سمندری سفر کرنے والوں کے لئے درست نقشے ضروری ہیں' یونانیوں نے طول بلد اور عرض بلد کی مدد سے درست نقشے بنانے کی کوشش کی آیئے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیسے کیا؟ انہوں نے وہ مقامات تلاش کئے جہاں ایک وقت پر دوپہر تھی اور سب کو یکجا کیا اور ایک خط شمال سے جنوب تک کھینچا جو Meridian (خط دوپہر) یا طول بلد تھا۔
اسی طرح دوپہر میں ان مقامات کو جہاں مساوی لمبائی کے سائے ہیں یکجا کیا اور عرض بلد بنانے کی کوشش کی۔ ان دو خطوط کی مدد سے انہوں نے نقشے پر مقامات کے لیے جنگلہ بنایا۔ مشرق سے مغرب' شمال سے جنوب تک ان خطوط پر مقامات کا تعین کیا۔ ان خطوط کی تشکیل بہت مشکل تھی اور آخر کار صحیح عرض بلد اور طول بلد بنانے کے لئے 2000 سال لگے۔ یہ دو خطوط مقامات کی نشاندہی اور بحری سفر کرنے والوں کے لئے کارآمد ثابت ہوئے اور وہ سمت سفر اور منزل کا تعین کرنے کے قابل ہوئے۔ اس کے بدلے میں سمندری سفر کرنے والے ملاحوں نے جن مقامات کا سفر کیا ان مقامات کے بارے میں بتا کر نقشہ نویسیوں کی مدد کرنے لگے۔

پٹولمی (Ptolemy) دنیا کے قدیم کا ماہر جغرافیہ گزرا ہے' جس نے ان خطوط کو استعمال کرتے ہوئے تفصیلی نقشے بنائے جو کافی عرصے سے مفقود ہیں۔

آپ نے غور کیا ہوگا کہ بہت سارے نقشے یوروپ اور قریبی ممالک کی درست معلومات فراہم کرتے ہیں' جو یونان اور روم کو نقشے کے بیچ میں بتاتے ہیں اس کے علاوہ تاجر' جہازراں سفر کیے ہوئے مختلف ممالک کے ساحلوں کی معلومات ٹھیک ٹھیک فراہم کرتے ہیں مگر وہ اندرونی مقامات سے لاعلم تھے۔ اس لیے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ نیچے بتائے گئے ایشیا کے نقشے میں ہندوستان' سری لنکا سے چھوٹا بتایا گیا ہے کیونکہ جہازراں اس سے خوب واقف تھے۔

عرب اسکالرس اور ملاح نقشہ نویسی کے لیے پٹولمی کی کتابیں استعمال کرتے تھے' الادریسی ایک مشہور عرب نقشہ کار گزرا ہے۔ جس نے 1154 عیسوی میں اپنے بادشاہ کی خاطر دنیا کا نقشہ بنایا جس میں نکات عربی میں درج ہیں اس نقشے میں مکمل یوریشائی بر اعظم ہے جو صرف بر اعظم آفریقہ کا شمالی حصّہ بتاتا ہے۔ جب کہ جنوبی آفریقہ اور جنوب مغربی ایشیاء کی تفصیل موجود نہیں ہے۔

SCERT TELANGANA

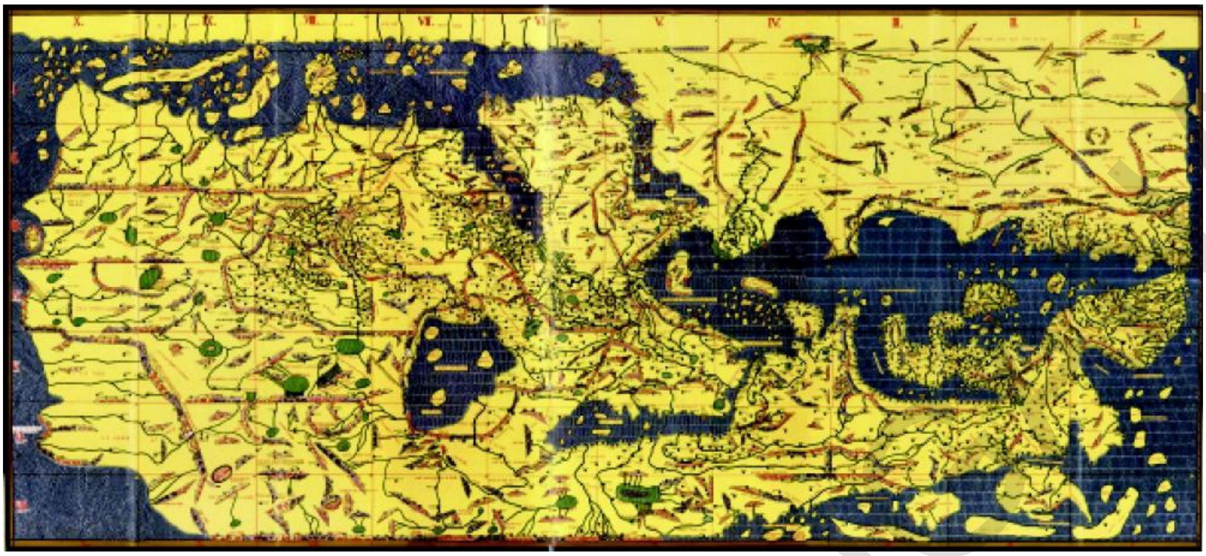

نقشہ 5: الادریسی کا نقشہ (1154ء)

اس نقشے میں کئی دلچسپ باتیں ہیں مثلاً کہ نقشہ میں جنوب کو اوپر اور شمال کو نیچے بتایا گیا ہے (نقشہ 5) نقشے کے میں درمیان عرب خطہ کو بتایا گیا ہے۔

- آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ کیا آپ اس میں ہندوستان اور سری لنکا کی نشاندہی کر سکتے ہیں اس نقشہ میں بھی اسے بہت بڑا بتایا گیا ہے۔

Ptolemy کی کتابوں کی دریافت سے قبل یوروپی نقشہ نویسی بائبل کے مذہبی نظریات سے بے حد متاثر تھے اور نقشوں کی تیاری میں ان خیالات کی نمائندگی کرتے تھے اس دور کا نقشہ درج ذیل ہے۔

یہ نقشہ دراصل بائبل کے تناظر میں دنیا کا نقشہ تھا' اس میں دنیا سمندروں سے گھری ہوئی اور تین براعظموں ایشیا' یوروپ اور آفریقہ میں منقسم ہے۔ ان میں ایشیا بڑا اور اہم بتایا گیا ہے کیونکہ اسی میں یروشلم ہے جو عیسیٰؑ کا مقام پیدائش ہے۔ اس لیے اسے اوپر بتایا گیا جب کہ یوروپ و آفریقہ نیچے اور چھوٹے بتائے گئے ہیں۔

یوروپیوں نے 1480 کے آس پاس Ptolemy کی کتابوں کو دریافت کیا (مگر نقشوں کو نہیں) تو مقامات کی درست نشاندہی پر حیرت زدہ ہوگئے پھر انہوں نے نئے نقشے اسی بنیاد پر بنائے ایک نقشہ ملاحظہ کیجیے۔ (نقشہ-7)

نقشہ 6: بائبل/انجیل کے مطابق دنیا کے نقشہ کا نمونہ

نقشہ 7: Ptolemy کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد حسابی طریقے سے تیار کیا گیا نقشہ

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

اوپر دکھایا گیا نقشہ فاصلے اور سمتوں کے حسابی طریقے پر مبنی ہے اور دیگر نقشوں سے مختلف ہے۔

15 ویں صدی میں Ptolemy نے غیر عرب دنیا اور بعض اہم مکاتیب فکر میں نیا جوش پیدا کیا' نتیجے میں اطالوی' فرانسیسی' انگریزی اور جرمن مکاتیب فکر پروان چڑھے۔ حسن اتفاق سے وہ دور تلاش' جستجو دریافت کا دور تھا' جس میں نقشہ اور اس کی اہمیت کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ جب عربوں نے بحر روم سے ہندوستان کا بحری راستہ بند کردیا تو مغربی یوروپی تاجر (جن کا تعلق اسپین' پرتگال' ہالینڈ' اور انگلستان وغیرہ سے تھا) ہندوستان کے دوسرے بحری راستے تلاش کرنے لگے' کولمبس نے مغرب کی جانب سفر کیا اور امریکہ دریافت کیا۔ واسکوڈی گاما آفریقہ کے گرد سفر کرتے ہوئے ہندوستان پہنچ گیا۔ یہ تمام دریافتیں اس بات کو ثابت کرنے میں معاون بنے کہ زمین چپٹی نہیں بلکہ گیند کی طرح گول ہے۔

16 ویں صدی میں ہالینڈ سمندری بالادستی اور تجارتی فروغ کی بناء پر ایک بڑی تجارتی طاقت بن کر ابھرا۔ ان کے نقشہ نویسوں نے نقشوں کی تیاری کے میدان میں بڑے کام کیے۔ Gerardus Mercator جو بابائے ڈچ نقشہ کشی کہلاتا ہے۔ 1512 تا 1594 بقید حیات رہا۔ جس نے سابقہ کام کی جانچ کے ذریعہ نقشوں پر اصل کام کیا۔ Mercator کی خیالی نقشہ کشی Mercator Projection کے نام سے مشہور ہے۔ ہم زیادہ تر جو دنیا کے نقشے استعمال کرتے ہیں وہ اسی پر مبنی ہیں۔

نقشوں میں خاکہ کشی (Projection)

آپ کو معلوم ہے کہ دنیا گیند کے جیسی ہے لیکن جب ہم اسے کاغذ پر اتارتے ہیں تو ابھری ہوئی شکل گولائی اتار نہیں سکتے' بلکہ چپٹی اتارتے ہیں جس سے نہ صرف شکل میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے بلکہ بر آعظموں کی ساخت و فاصلے میں نقص پیدا ہوگا یا مقامات غلط سمت میں بتائے جائیں گے جب کہ ملاحوں کو مختلف مقامات کی شناخت کرنے کے لیے صحیح سمت اور ساختوں کی نشاندہی ضروری ہوتی ہے۔ Mercator نے ایک طریقہ ایجاد کیا جس سے بر آعظموں کی صحیح ساخت وسمت کی نشاندہی ہوسکتی ہے مگر یہ طریقہ سائز اور فاصلوں میں تحریف سے خالی نہیں ہے۔ یہ طریقہ Mercator کا Projection کہلاتا ہے۔ جو آج بھی نقشوں کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔

- آپ کے خیال میں قدیم زمانے میں بحری سفر کرنے والوں نے نقشوں کی تیاری کرنے والوں کو کس طرح متاثر کیا؟
- آپ کے خیال میں نقشہ کاروں نے اپنے ملک کو درمیان میں کیوں بتایا؟

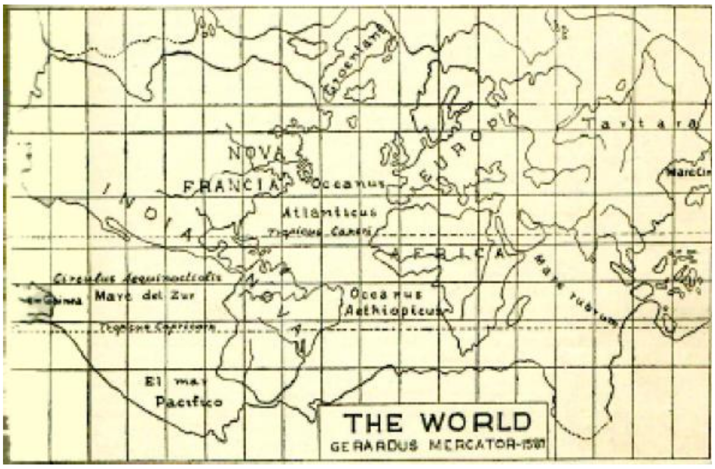

نقشہ 8: 16 ویں صدی میں Gerardus Mercator دنیا کا نقشہ

نوآبادیت۔ دریافتیں' فوجی استعمال اور نقشہ نویسی

جب یوروپی طاقتوں نے بر آعظم شمال و جنوبی امریکہ' آسٹریلیا' آفریقہ اور ایشیا میں نوآبادیاں قائم کیں تو انہیں وہاں کے مقامات' آب و ہوا' فصلوں' معدنی ذرائع اور لوگوں کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مقصد کے تحت انہوں نے نقشہ نویسوں اور دیگر لوگوں کو سائنٹفک مہم پر دنیا کے مختلف علاقوں کی سیاحت ونقشہ کشی کے لیے روانہ کیا۔ ان ٹیموں

SCERT TELANGANA

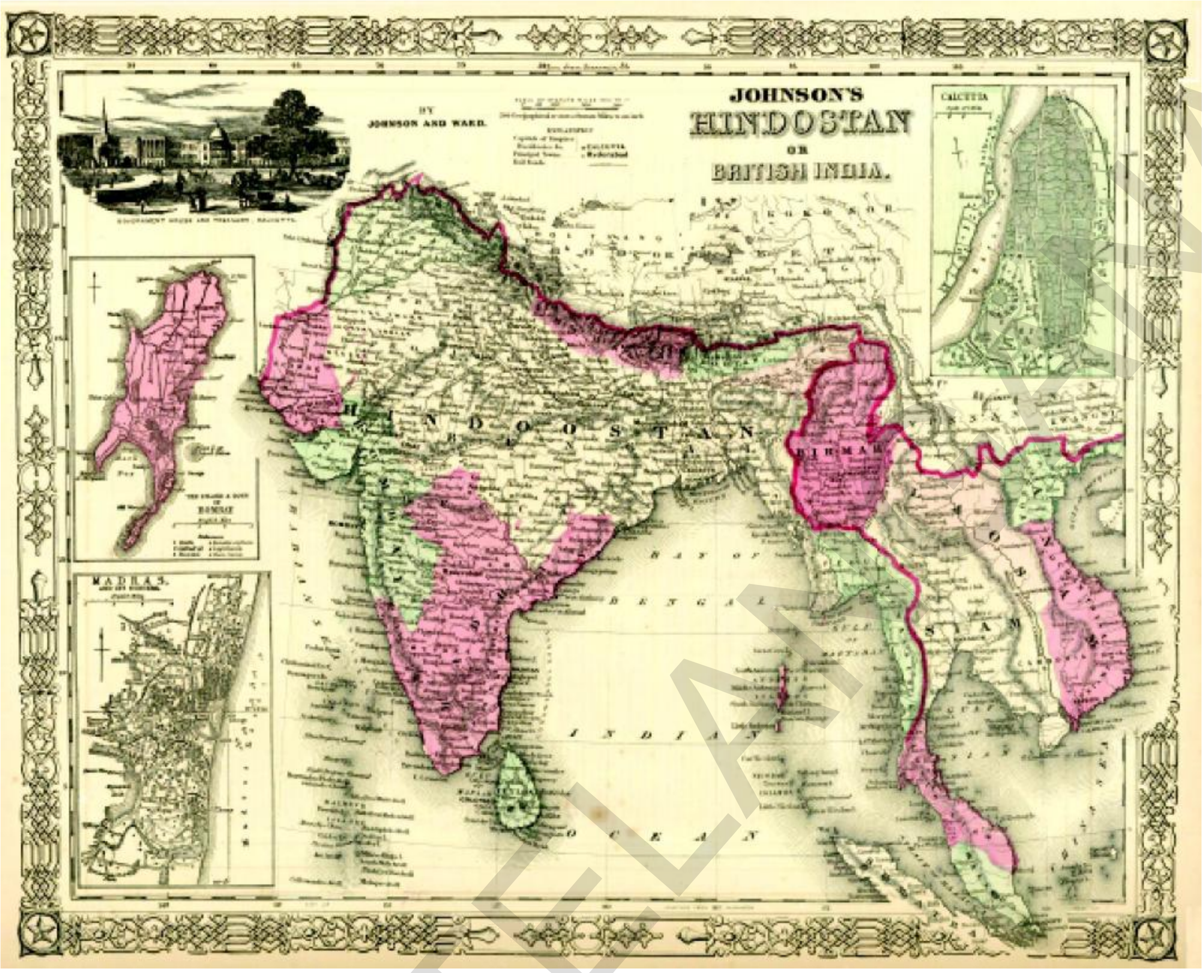

نقشہ 9: ہندوستان کا قدیم نقشہ

نے پہاڑوں، صحراؤں، دریاؤں کو عبور کیا۔ مقامی لوگوں سے ضروری معلومات حاصل کیں۔ان معلومات اور نقشوں کے سبب نو آبادیاتی طاقتیں اور ان کی حکومتیں ان علاقوں میں مستحکم ہوئیں۔ اور مقامی وسائل کا استحصال کیا گیا۔

جب برطانیہ نے ہندوستان پر حکومت قائم کی تو ملک کے اندرونی حصوں کے تفصیلی نقشے بنانے شروع کیے۔اس مقصد کے لیے ایک محکمہ سروے آف انڈیا قائم کیا تاکہ پورے ملک کا سروے کر کے نقشے بنائے جائیں۔ James Rennel کا سرویر جنرل کی حیثیت سے تقرر ہوا۔جس نے سب سے پہلے ہندوستان کے سروے پر مبنی نقشے بنائے۔ نقشہ 9میں ہندوستان کے نقشہ کا مشاہدہ کیجیے جو برطانوی دور میں بنایا گیا ہے اور موجودہ ہندوستان کے نقشے سے اس کا تقابل کیجیے۔

1802ء میں Willian Lambton نے ایک جغرافیائی سروے شروع کیا جو دنیا کا ایک مشہور جغرافیائی سروے شمار ہوتا ہے۔سروے کا آغاز جنوب میں چینائی سے ہوتا ہوا ہمالیہ پر ختم ہوا تاکہ طول بلد کی لمبائی اور مختلف مقامات کی اونچائی کی پیمائش ہوسکے۔اس سروے کو سر جارج ایورسٹ نے مکمل کیا تھا۔اسی سروے سے یہ ثابت ہوا کہ دنیا کی سب سے اونچی چوٹی ایورسٹ ہے۔(اس چوٹی کا نام جارج ایورسٹ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جنھوں نے پہلی مرتبہ سائنٹفک طرز پر چوٹی کی پیمائش کی۔) سروے

SCERT TELANGANA

کی شروعات چینائی سے ہوئی کیونکہ تمام بلندیوں کی پیائش سطح سمندر سے کی جاتی ہے۔

دوران جنگ نقشوں کی مانگ بڑھ جاتی ہے چونکہ بری اور بحری فوجوں کو ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ دونوں عالمی جنگوں میں نقشوں کی تیاری کو بے پناہ اہمیت حاصل ہوئی۔ کئی حکومتوں نے تفصیلی نقشوں کو مخفی اور راز میں رکھا تا کہ دشمن اس کا استعمال نہ کرسکیں۔ لیکن عصر حاضر میں سیٹلائٹ کے استعمال نے نقشوں کی نوعیت بدل دی ہے۔ آج ہمیں نہ صرف تفصیلی و درست نقشے دستیاب ہیں بلکہ حکومت بھی ان کو راز یا مخفی رکھنے سے قاصر ہے کیونکہ نقشوں کا مطالعہ عوامی مطالعہ اور عام استعمال کے لیے دستیاب ہے۔

- آپ کے خیال میں نقشوں تک آزادانہ رسائی ٹھیک ہے؟ کیوں
- آپ کے خیال میں نوآبادیاتی طاقتوں نے تفصیلی نقشوں کی تیاری پر کثیر رقم خرچ کیوں کی تھی؟
- چند عظیم سیاحوں David Living Stone، Stanley، Amudsan وغیرہ کی زندگی کے بارے میں جانیے اور معلوم کیجیے کہ ان کی مہمات کی کفالت (سرمایہ کاری) کس نے کی؟ اور کیوں؟

عصر حاضر میں نقشوں کا استعمال

جیسے کہ ہم نے دیکھا کہ تجارت، بحری سفر، فتوحات نوآبادیاتی نظام اور جنگ جیسے مختلف مقاصد کے لیے نقشے بنائے اور استعمال کیے جاتے تھے، عصر حاضر میں منصوبہ بندی اور ممالک کی ترقی کے لیے وسیع پیمانے پر نقشوں کا استعمال کیے جارہے ہیں۔ منصوبہ سازوں کو علاقے میں موجود وسائل اور ان سے درپیش مسائل کی نشاندہی کرنی پڑتی ہے۔ اس کے لئے نقشوں سے مدد لینی پڑتی ہے۔ مثلاً ہم پینے کے پانی کی قلّت والے علاقوں کا نقشہ بنا سکتے ہیں، اور اس کا پانی کے وسائل، بارش، زیر زمین پانی اور دریاؤں کے نقشے سے تقابل کرسکتے ہیں۔ جس کی بنیاد پر ہم فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ان علاقوں کے لوگوں کو پانی کی فراہمی کا بہترین طریقہ کونسا ہے؟

یعنی ٹیوب ویل، ڈیم کی تعمیر، تالاب، دوردراز مقامات سے بذریعہ پائپ لائن پانی کی فراہمی وغیرہ۔ اسی طرح زرعی ترقی، نئی صنعتوں کا قیام، سڑکوں کی تعمیر، ہسپتال اور اسکولوں کے لیے بھی نقشہ کی مدد سے منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ نئے اسکولوں اور کالجوں کے قیام کے لیے نقشے کس طرح مفید ثابت ہوتے ہیں؟ اس کے لیے کن اقسام کے نقشوں کا مطالعہ کرنا ہوگا؟

کمپنیاں بھی تجارتی کام کی منصوبہ بندی کے لیے نقشوں کا استعمال کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک موبائل ٹیلی فون کمپنی کسی علاقہ میں اپنا نیٹ ورک پھیلانا چاہتی ہے تو اسے دیہاتوں، شہروں کے نقشے۔ اور ٹاور قائم کرنے کے لیے پہاڑوں اور جنگلات کے نقشے درکار ہوں گے۔

- اگر کوئی ہسپتال قائم کرنے کے لیے موزوں جگہ کا انتخاب کرنا چاہتا ہے تو اسے کونسے نقشے کارآمد ہوں گے؟ فہرست بنایئے؟
- آپ کے خیال میں دورانِ جنگ فوج کے لیے نقشے کس طرح کارآمد ہوتے ہیں؟

موضوعاتی نقشوں کا مطالعہ

آپ نے دیکھا کہ نقشے صرف مقامات کے نام اور ان کے درمیان فاصلوں کی نشاندہی کرنے تک محدود نہیں ہوتے بلکہ مختلف النوع امور جیسے پہاڑی، کوہستانی، میدانی خطوں کی معلومات، لوگوں کی معاشی سرگرمیاں، زبانیں، خواندگی وغیرہ کی نشاندہی کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ عموماً نقشہ ایک خاص پہلو کی نشاندہی کرتا ہے جسے موضوعاتی نقشہ کہتے ہیں۔ مثلاً منڈل، اضلاع، ریاستیں، ممالک صدر مقام کی معلومات فراہم کرنے والے سیاسی نقشے کہلاتے ہیں۔ پہاڑوں دریاؤں، سطح مرتفع وغیرہ کی نشاندہی

دکانوں کے لیے مختص ہوتے ہیں۔ کچھ حصّے بنجر زمین اور ذخیرہ آب کے لیے مختص ہوتے ہیں۔ جب ہمیں گاؤں میں زمین کے استعمال کا نقشہ بنانا ہو تو ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ طور پر دکھانے کے لئے مختلف علامتوں، رنگوں، خاکوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔

درج ذیل رنگ کو بطور علامت کو ڈ استعمال کیا گیا ہے جو نقشے میں زمین اور اس کے استعمال کی نشاندہی کرتا ہے۔

رنگ		گھری ہوئی زمین استعمال شدہ زمین
گہرا ہرا		جنگل
ہلکا ہرا		گھاس کے میدان
بھورا		زراعت کے لیے کارآمد زمین
پیلا (جغرافیائی کی خصوصیات کے نقشے)		فصل کی کٹائی کا علاقہ
گہرا خاکی		پہاڑ
ہلکا خاکی		ٹیلے
پیلا		سطح مرتفع، اور دلدل
ہلکا لال		بے کار زمین
ہلکا نیلا		تالاب، دریا، نہریں، باولیاں وغیرہ
گہرا نیلا		سمندر اور بحر اعظم
سفید		معدنیات پائے جانے والی زمین
کالا		سرحدوں کے لیے

کئی سماجی و معاشی امور کی نشاندہی کے لیے ہم نقشے میں نمونوں کی تکنیک استعمال کر سکتے ہیں۔علامات اور اشارے یا خاکے تعدادی تفصیلات کی نشاندہی، نقطے دائرے، گراف، چارٹ وغیرہ سے کی جاسکتی ہے، مقررہ موضوعاتی نقشوں میں سایہ (Shade) کرنے کو بھی بطور نمونہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

آبادی کا نقشہ بنایئے!

مثال کے طور پر آپ اپنے اسکول کا خاکہ بنایئے جس میں مختلف کلاس رومس ہوں۔ ہر کلاس میں طلباء کی تعداد معلوم کیجیے اور ہر پانچ طلباء کو ایک (1) پوائنٹ دیجیے۔ یہ آپ کے اسکول کی آبادی کا نقشہ ہوگا، کلیدی خانہ (Key box) میں لکھتے وقت یہ ذہن میں رکھیں کہ ایک پوائنٹ کتنے طلباء کی نمائندگی کرتا ہے۔

آبادی کو سایہ (Shading) کے ذریعہ نقشہ میں ظاہر کیا جاسکتا ہے، جسے نقشہ کثافت آبادی کہتے ہیں۔ پہلے ایک مقام پر رہنے والی جملہ آبادی کو شمار کرتے ہیں۔ پھر مقام کے رقبہ کی پیمائش کرتے ہیں آبادی کو رقبہ سے تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً ایک گاؤں کا رقبہ 10 مربع کلومیٹر ہے۔ جس میں ایک ہزار لوگ رہتے ہیں تو اس گاؤں کی کثافت آبادی 100 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ اسی طریقے پر تمام ریاستوں کی کثافت آبادی معلوم کی جاسکتی ہے۔ درج ذیل جدول (Table) کو دیکھیے جو ہندوستان کی مختلف ریاستوں کی کثافت آبادی کو ظاہر کرتا ہے۔

SCERT TELANGANA

کثافت آبادی (مردم شماری - 2011ء)

ریاست	کثافت	ریاست	کثافت	ریاست	کثافت
آندھراپردیش	309	جھارکھنڈ	414	پنجاب	550
اروناچل پردیش	17	کرناٹک	319	راجستھان	201
آسام	397	کیرالا	859	سکم	86
بہار	1102	مدھیہ پردیش	236	ٹامل ناڈو	555
چندی گڑھ	189	مہاراشٹرا	365	تلنگانہ	207
گوا	394	منی پور	122	تریپورہ	350
گجرات	308	میگھالیہ	132	اترکھنڈ	189
ہریانہ	573	میزورم	52	اترپردیش	828
ہماچل پردیش	123	ناگالینڈ	119	مغربی بنگال	1030
جموں کشمیر	56	اڑیسہ	269		

درجہ ذیل نقشہ میں دیے گئے اشاروں کے مطابق ریاستوں کی آبادی کی کثافت کے لحاظ سے مختلف رنگ بھریئے۔

0 - 250	(زرد)	751 - 1000	(سرخ)
251 - 500	(بنفشی)	1000 - above	(کتھئی)
501 - 750	(سبز)		

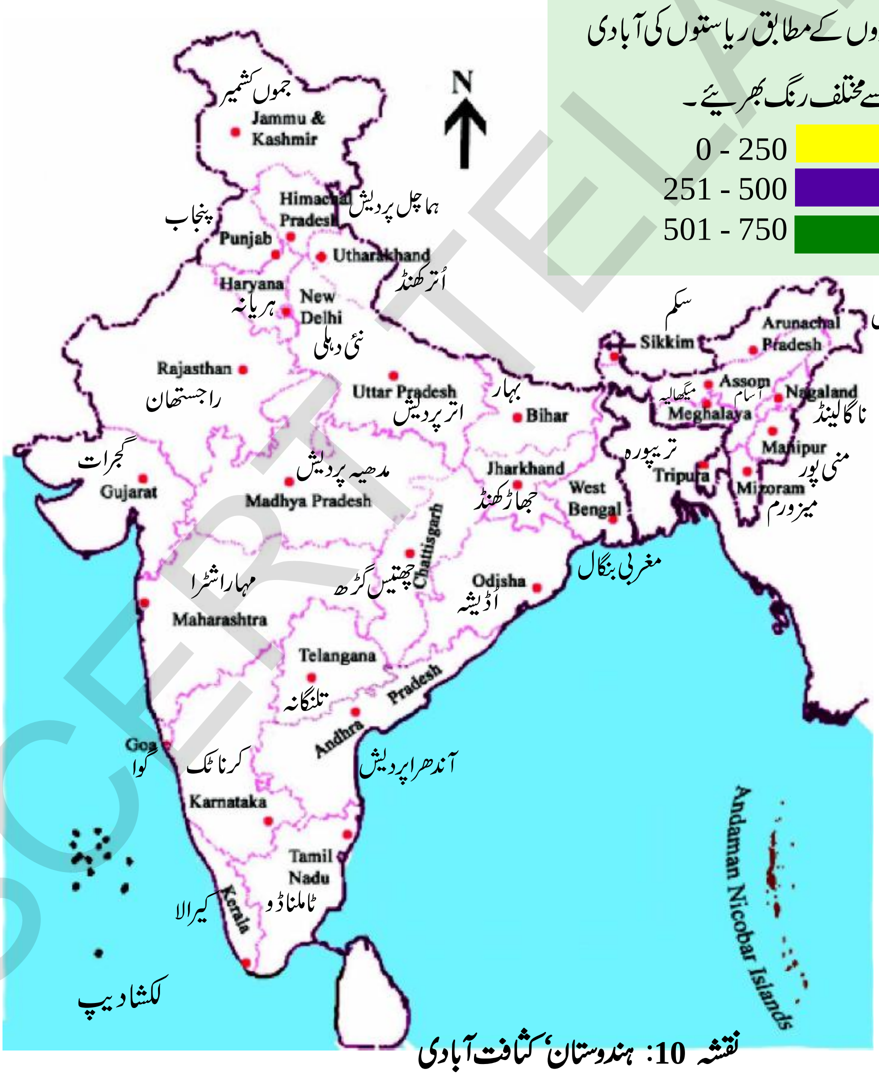

نقشہ 10: ہندوستان، کثافت آبادی

SCERT TELANGANA

نقشوں کی روایتی علامات

نقشہ نویس ان کی اپنی علامتیں استعمال کرتے ہیں، ان میں کچھ روایتی ہیں یا ایسی ہیں جنہیں زیادہ تر نقشہ نویس نقشہ بناتے وقت استعمال کرتے ہیں۔ ہندوستان میں عموماً سروے آف انڈیا کی روایتی علامتیں استعمال کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل روایتی علامتوں کا مشاہدہ کیجیے۔ جو سروے آف انڈیا استعمال کرتا ہے۔

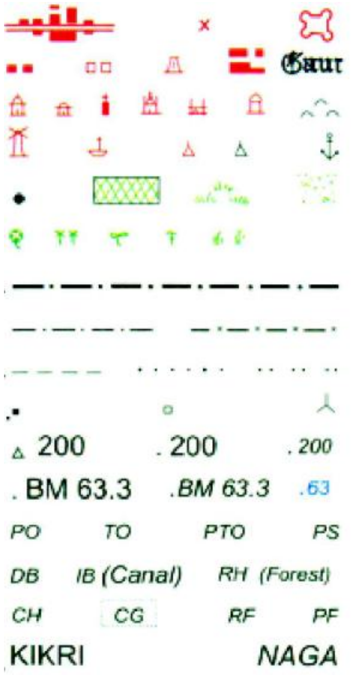

گاؤں یا شہر: رہائش، ویران قلعے ....
جھونپڑیاں، مستقل عارضی، لقتار، آثار قدیمہ ....
مندر، چھتری، چرچ، مسجد، عیدگاہ، گنبد، قبرستان ....
Light House، Light Ship، روشن لنگرگاہ اور غیر روشن لنگرگاہ ....
کان، ٹھاٹھر جس پر انگور کی بیل چڑھتی ہے، گھاس، جھاڑیاں ....
تاڑ کے جھاڑ، بامریا جس کے پتوں سے چٹائی بنتی ہے، دیگر پودے، صنوبر کا درخت، بمبو، و دیگر جھاڑ ....
سرحدیں، بین الاقوامی ....
متعینہ، غیر متعینہ ریاستی حد بندی ....
ضلع، سب ڈویژن، تحصیل یا تعلقہ جنگل ....
سرحدیں: ستون سروے شدہ، غیر نشاندہ، گاؤں کا سرجنکشن ....
بلندیاں: مثلثی اسٹیشن، پوائنٹ تقریباً ....
بنچ مارک (Bech Mark): Geodetic، تیسرے درجہ کی نہر ....
پوسٹ آفس: ٹیلی گراف آفس، ڈاک وتار گھر، پولیس اسٹیشن ....
مسافر خانہ: ڈاک بنگلہ، معائنہ گھر، آرام گھر ریسٹ ہاؤز ....
سرکٹ ہاؤز: Camping، میدان، جنگل Protected Reservec ....
محفوظ نام: انتظامی، مقامی، اگر قبائل ہوں ....

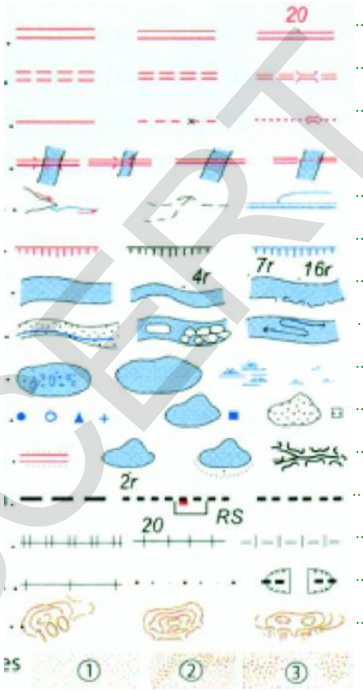

کنکریٹ کی سڑک: اہمیت کے مطابق سنگ میل ....
کچی سڑک: ،، ،، پل ....
بنڈی: کارا ستہ بند، راستہ فٹ پاتھ پل کے ساتھ ....
پل: Piers کے ساتھ، Peirs کے بغیر Cause way Ferry ford ....
نہریں: پکی نہریں، غیر معروف نہر ....
ڈیم: پتھروں کی تعمیر، مٹی کے لیشتے ....
دریا کے کنارے: Shelving، 3 سے 6 میٹر یا 6 میٹر سے زیادہ گہرا ....
سوکھا دریا، جزیرہ، پہاڑ، دریا کا مدوجزر ....
ڈوبی ہوئی چٹانیں: اچھل پانی، دلدلی زمین، طوب زمین ....
باولیاں: لکیر/خط، یا بنا خط کی موسمی ٹیوب ویل، تالاب: بھرے ہوئے، خشک ....
پشتے: ریل اور سڑک کے کٹی پھٹی زمین ....
ریلوے: براڈ گیج ڈبل وسنگل لائن، اسٹیشن زیر تعمیر ....
دوسرے سنگل و ڈبل گیج، زیر تعمیر سنگ میل ....
معدنی لائن: ٹرام وے، ٹیلی گراف لائن، غار یا سرنگ ....
پہاڑی سڑک: ضمنی خصوصیات کے ساتھ چٹانی ڈھلان، چٹان ....
ریت کی خصوصیات، مسطح ریت کے پہاڑ (سروے شدہ) کھسکتے ریت کے تودے، مچکاں کی منتقلی ....

SCERT TELANGANA

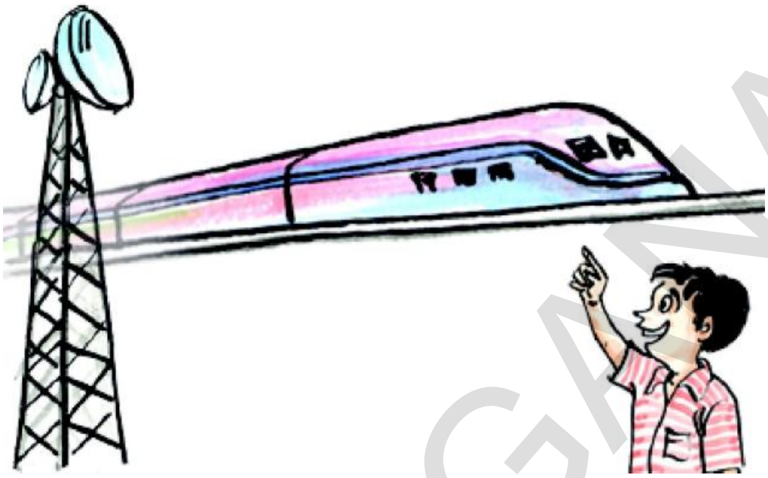

شکل 1.4: شکر ہے انہوں نے کوئی علامتیں وضع نہیں کیں

کرنے والے طبعی نقشے کہلاتے ہیں۔ زمینی استفادے کے نقشے جولوگوں کی جانب سے زمین کے طریقۂ استعمال کو بتاتے ہیں۔ مثلاً گاؤں کی زمین کے کچھ حصّے چراگاہ ، غذائی وتجارتی پیداوار کی کاشت ، رہائش ، اسکول ، عبادت گاہوں اور

نقشوں میں ارتفاعی خصوصیات کی نمائندگی

ارتفائی خصوصیات سے مراد سطح زمین کے اونچے اور نشیبی مقامات ہیں پہاڑ، وادیاں سطح مرتفع ،میدان، دریا کا سیرابی علاقہ کوہستانی، ریتیلے مقامات اہم ارتفائی خصوصیات ہیں۔ چونکہ نقشے

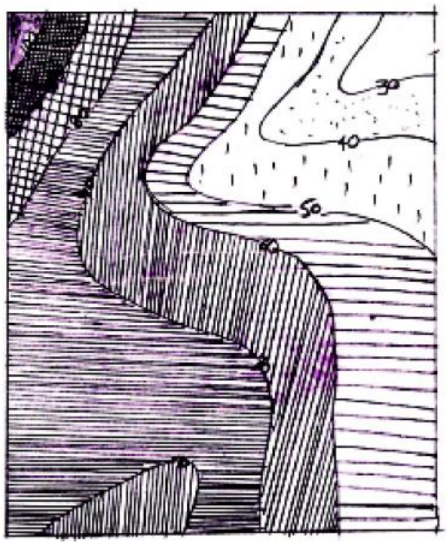

شکل 1.5: اشکال کی شدت کا نقشہ (مساوی غلبے کا نقشہ)

مسطح ہوتے ہیں ہم مختلف مقامات کی ان پر اونچائی ظاہر نہیں کرسکتے ہیں۔ اس غرض سے ہم ایک خاص علامت کا استعمال کرتے ہیں جسے ارتفاعی خطوط کہا جاتا ہے۔ جوآپ ساتویں جماعت میں پڑھ چکے ہیں۔ بلند مقامات کی پیائش کرکے یکساں بلند والے جن خطوط سے جوڑا جاتا ہے۔ وہ ارتفاعی خطوط Contours کہلاتے ہیں دوسرے الفاظ میں ارتفاعی خطوط پر موجود تمام مقامات یکساں بلند ہوتے ہیں۔ Contours Lines کو Iso Lines یا مساوی الخطوط کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسے

ارتفاعی خطوط (Contour Lines)

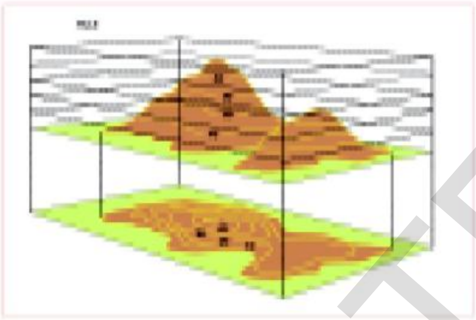

خطوط جومشترکہ خصوصیات کے حامل مقامات کوایک دوسرے سے

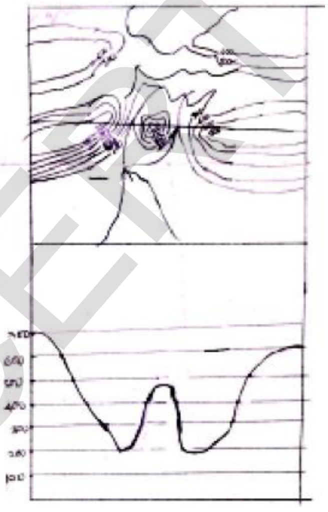

جوڑتی ہیں۔

SCERT TELANGANA

Contour Lines عام طور پر بلندی کے مقررہ وقفوں جیسے 20 میٹر 50 میٹر یا 100 میٹر کے لیے کھینچے جاتے ہیں۔خطوط کے یکساں وقفہ کا نقشے میں اہتمام کیا جاتا ہے۔ ارتفاعی خطوط Contour Lines زمین کے ڈھلان اور سطح سمندر سے بلندی کو ظاہر کرتی ہیں۔ جہاں خطوط خاکہ علیحدہ و دور دور ہوں تو سمجھو کہ ڈھلان متعدل ہے یہی خطوط قریب قریب ہوں تو ڈھلان گہرا ہے۔خطوط یکساں فاصلے پر ہوں تو ڈھلان بھی یکساں ہے۔

اس کتاب میں مختلف موضوعاتی نقشے جیسے نشیب وفراز، نکاسی (صفحہ 14) اوسط سالانہ بارش (صفحہ 15) مٹی (صفحہ 16) جنگلات (صفحہ 55) اور معدنیات (صفحہ 66) ہیں۔اب ایک ٹیبل (Table) بنائیے تاکہ مندرجہ بالا نقشوں سے آپ کے ضلع کی معلومات کی نشاندہی کی جائے۔

اٹلس (Atlas)

مختلف موضوعات پر ترتیب دیا جانے والا نقشوں کا مجموعہ اٹلس کہلاتا ہے، آپ اسکول کا اٹلس کھولیں اس کے تمام نقشوں کی فہرست کا مشاہدہ کریں۔اٹلس کی مدد سے آپ مختلف مقامات کے بارے میں مفید معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔اس کے ذریعے ان مقامات کے باشندوں کی طرز زندگی کا تصور کریں۔کیا آپ اٹلس

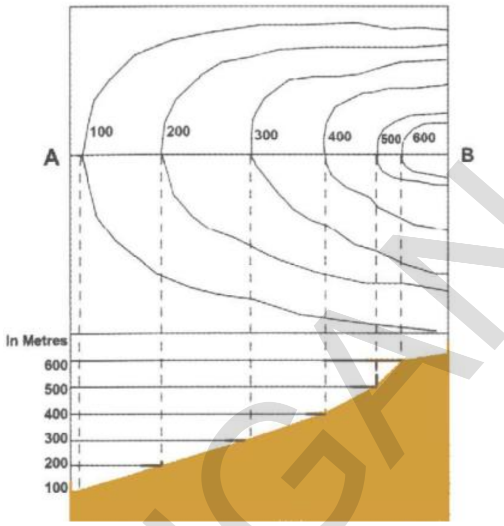

شکل 1.8: Gentle Slope

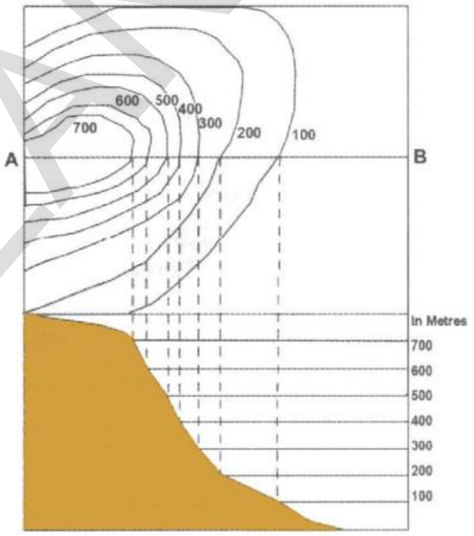

شکل 1.9: Steep slope عمیق ڈھلان

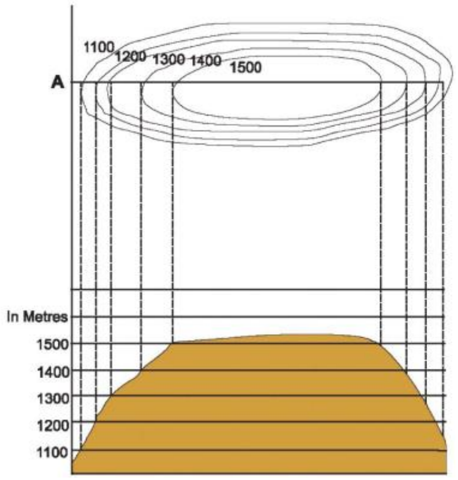

شکل 1.10: Plateau سطح مرتفع

SCERT TELANGANA

نشیب وفراز اور نکاسی

عمومی نشیب وفراز

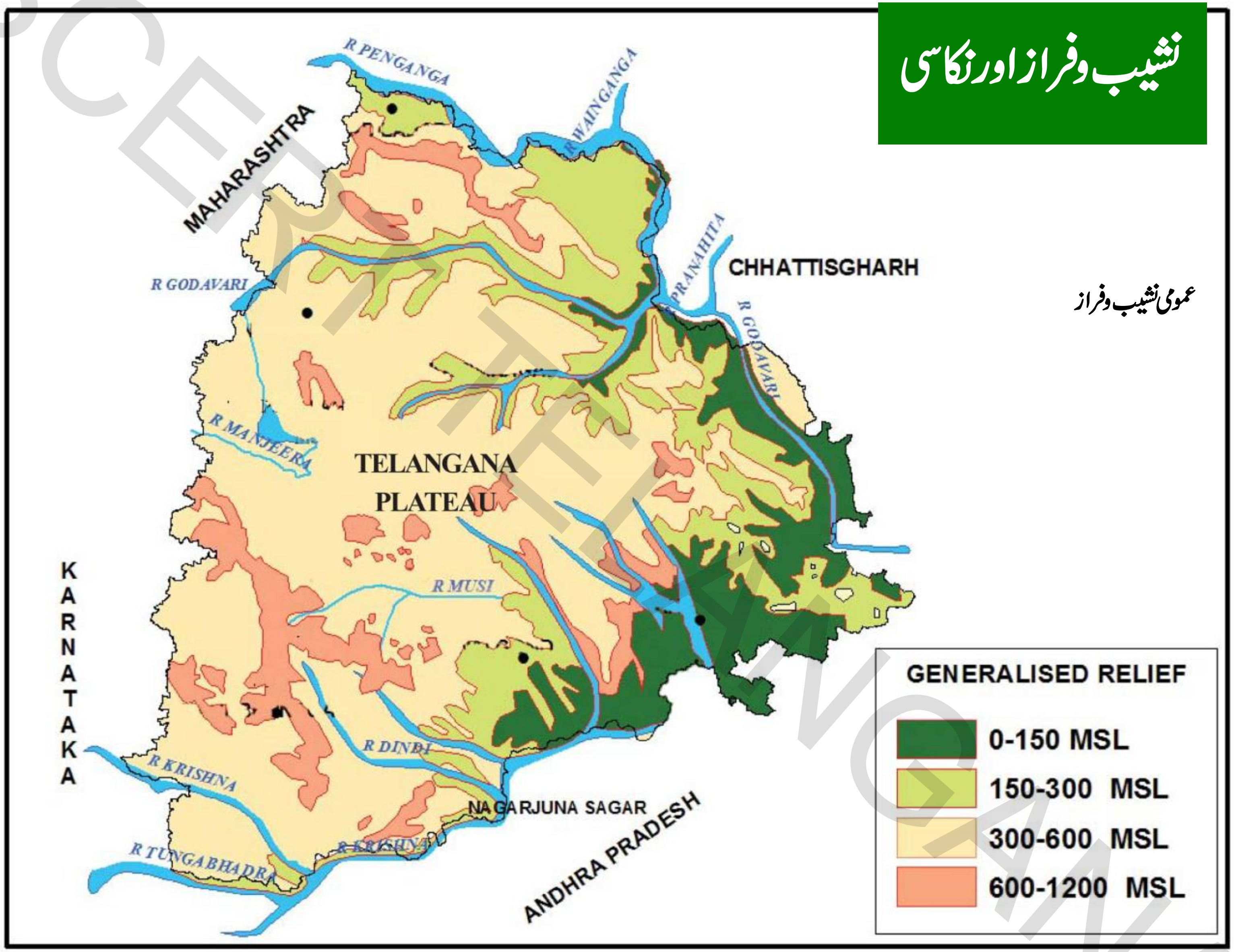

SCERT TELANGANA

اوسط سالانہ بارش

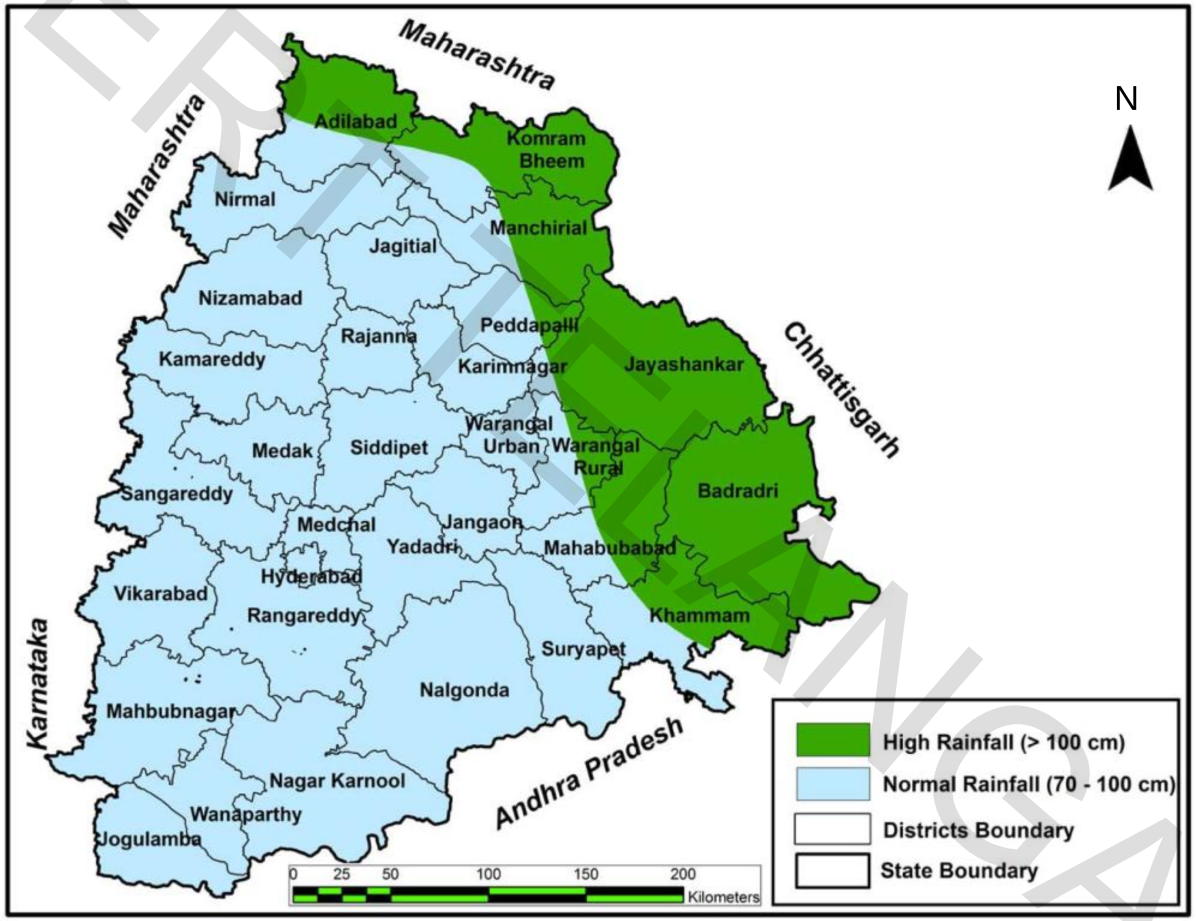

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

تلنگانہ

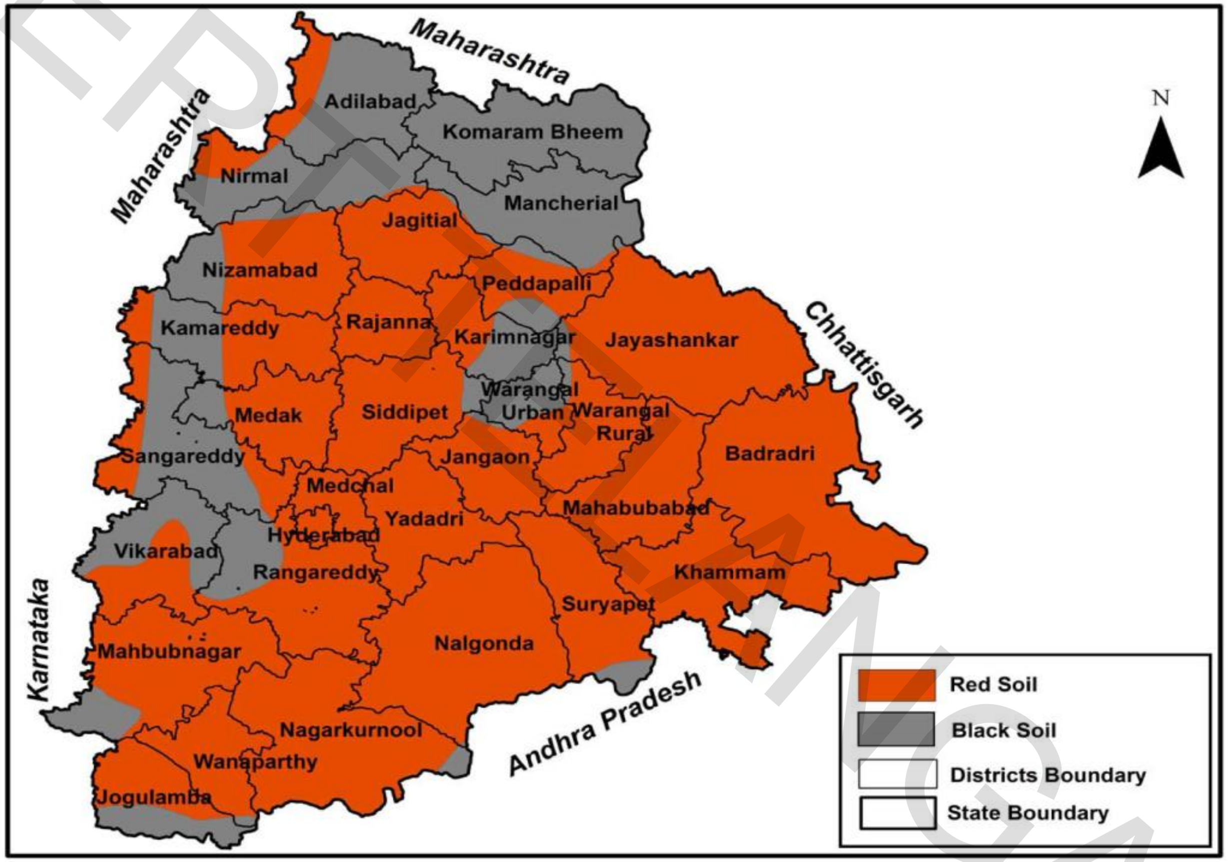

مٹی کے اقسام

SCERT TELANGANA

ایریل تصویر کشی (Arial Photography)

ایریل فوٹوگرافی ایک ایسی ٹکنیک ہے جس میں اونچے مقام سے ہوائی جہاز، ہیلی کاپٹر، گرم ہوائی غبارے وغیرہ کے ذریعہ زمین کی تصاویر لی جاتی ہیں۔ ایریل تصاویر نقشے نہیں ہوتے ہیں۔

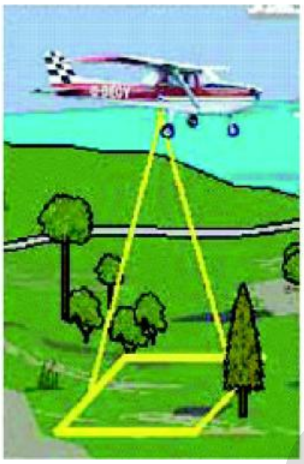

سٹیلائیٹ تصاویر (Satellite imagery)

سٹیلائیٹ تصاویر ایسی تصاویر ہوتی ہیں جنھیں خلاء میں داغے گئے مصنوعی سیارچوں کی مدد سے لیا جاتا ہے۔ یہ نقشہ کشی، منصوبہ بندی، موسمی پیش قیاسی، جنگلات اور جنگلوں وغیرہ میں کار آمد ثابت ہوتی ہے۔

آپ روزآنہ اخبارات اور ٹیلی ویژن کے خبروں کے چیانل سے موسمی پیش قیاسی سے واقف ہوتے ہیں۔ موسمی نقشہ کو جمع کیجیے، جائزہ لیتے ہوئے وضاحت کرنے کی کوشش کیجیے۔

کلیدی الفاظ

1. خاکہ کشی (Projection)
2. علامات
3. ماہر جغرافیہ
4. ارتفاعی خطوط
5. Cartography

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. مختلف موضوعاتی نقشوں کا اسکول اٹلس میں بغور مطالعہ کیجیے؟ (AS5)
2. آپ کے خیال میں قدیم یونانی دور اور عصر حاضر میں نقشوں کے استعمال میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں؟ یہ کس طرح ایک دوسرے سے مشابہہ اور مختلف ہیں؟ (AS1)

کیفیت	قدیم یونانی دور میں	عصر حاضر میں
مشابہت		
فرق		

3. اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ نوآبادیاتی طاقتوں کا نقشوں کو تیار کرنے کا عمل نوآبادیوں کو کنٹرول کرنے اور ان کا استحصال کرنے میں ہتھیاروں سے زیادہ موثر تھا؟ کیا آپ ان سے متفق ہیں؟ کیوں؟ (AS1)
4. برطانیہ کے تیار کردہ نقشے کس طرح Ptolemy کے نقشوں سے الگ تھے؟ (AS5)
5. کتاب کے صفحہ نمبر 8 پر عنوان عصر حاضر میں نقشوں کا استعمال کا مطالعہ کریں اور اس سوال کا جواب دیں؟ (AS2)
عصر حاضر میں نقشوں کا استعمال کن مختلف مقاصد کے لئے کیا جا رہا ہے؟
6. مختلف قسم کے نقشوں کو بارے میں مزید جاننے کے لیے چند سوالات تیار کیجیے۔ (AS5)

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

باب 2

سورج سے توانائی

ہم جس دنیا میں رہتے ہیں وہ تنوع سے بھرپور ہے۔ آپ پچھلی جماعتوں میں اس تنوع کے چند پہلو یعنی سمندروں، براعظموں پر پہاڑ، سطح مرتفع، میدانوں، قلت اور وافر مقدار میں برسات کے علاقوں کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ اس سبق میں ہم ایک اور اہم تنوع کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے، جس کو ہم دیکھ نہیں سکتے صرف محسوس کرسکتے ہیں۔ یہ ہے درجہ حرارت میں تنوع۔ آپ نے یہ محسوس کیا ہوگا کہ صبح کے وقت موسم سرد رہتا ہے، دوپہر کے وقت گرم اور پھر رات کو دوبارہ سرد ہوجاتا ہے۔ ویسے ہی کچھ مہینوں میں آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ بہت گرم ہوتا ہے، اور کچھ مہینوں میں کم گرم، یہ ایک مقام کی حرارت کے تغیرات ہیں، زمین پر مختلف مقامات پر حرارت بھی مختلف ہوتی ہے۔ کچھ علاقے گرم اور کچھ علاقے سردترین ہوتے ہیں۔ جو سال بھر برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ آپ نے خط استواء کے علاقوں کے بارے میں پڑھا ہے جو سال بھر گرم ہوتے ہیں اور آگے کے ابواب میں قطبی علاقوں کے بارے میں پڑھیں گے۔ جو سرد اور برف سے ڈھکے ہوتے ہیں۔

درجہ حرارت میں اختلاف ہواؤں اور برسات کی وجہ بنتا ہے۔ کسی علاقے کی برسات کے مقدار کا تعین کچھ حد تک مقامات کے درمیان درجہ حرارت کے فرق سے کیا جاتا ہے۔

بارش اور حرارت ہماری زندگی پر راست اثر کرتی ہے، پودے اور جانور بھی گرمی اور برسات پر ہی انحصار کرتے ہیں، بعض قسم کے پودے اور درخت گرم علاقوں میں ہی اگتے ہیں، اور بعض قسم کے پودے صرف سرد مقام پر ہی اگتے ہیں۔ سردترین مقامات پر کچھ بھی نہیں اگتا۔ اس طرح پودوں اور جانوروں کی زندگی میں بھی تنوع پیدا ہوتا ہے۔ اس سبق میں ہم دنیا کے مختلف حصوں میں حرارت کے اختلاف کے بارے میں پڑھیں گے۔

- کیا آپ کسی ایسے مقام پر گئے ہیں جہاں کی آب و ہوا آپ کے علاقے سے مختلف ہو؟ کمرہ جماعت میں اس کے بارے میں بیان کیجیے۔
- آپ جانتے ہیں سورج ہی زمین کے لیے حرارت کا اہم ذریعہ ہے، لیکن آپ کے خیال میں کیوں صبح اور شام، ایک موسم سے دوسرے موسم اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی حرارت میں فرق ہوتا ہے۔ اس سبق کے آگے بڑھنے سے پہلے اس فرق کے بارے میں اپنی جماعت میں طلباء سے تبادلہ خیال کریں۔

1. صبح سویرے سرد ہونا اور دوپہر کے وقت گرم ہونا۔
2. گرما میں گرم اور سرما میں سرد ہونا۔
3. پہاڑی علاقوں پر سرد / ہونا اور میدانی علاقوں کا گرم ہونا۔
4. استوائی خطوں میں گرم اور قطبی علاقوں میں سرد ہونا۔

شمسی توانائی اور سورج کی شعاعیں

سورج ہی زمین پر توانائی کا اہم ذریعہ ہے، یہ ایک توانائی کا خزانہ ہے، یہ توانائی کی پیداوار کرتا ہے اور روشنی اور گرمی کی شکل میں یہ توانائی سورج سے مستقل خارج ہوتی رہتی ہے، سورج سے جو توانائی مستقل خارج ہوتی ہے اس کو ''شمسی اشعاع

SCERT TELANGANA

خضرا خانہ (Green House)

یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ انسان اپنے اطراف مصنوعی ماحول تیار کر کے اس مقام پر پودے، درخت اور جانوروں کی افزائش کی کوشش کر رہا ہے۔ سرد ترین مقامات پر بھی گرین ہاوس تیار کر کے سبزیاں اور پھل اگائے جا رہے ہیں۔ گرین ہاوس کے چھت اور دیواریں شفاف ہوتی ہیں جس میں سے سورج کی روشنی اندر آتی ہے، لیکن باہر نہیں جا سکتی۔ اس میں دھان جیسے: اناج کی کاشت بھی دلدلی ماحول تیار کر کے کی جا رہی ہے۔

شکل 2.1 : پودوں کی کاشت کے لیے مصنوعی ماحول

(Solar Radiation) '' کہتے ہیں۔ کسی بھی جسم سے توانائی کے خارج ہونے کا عمل اشعاع (Radiation) کہلاتا ہے۔

سورج جو توانائی کی پیداوار کرتا ہے وہ سورج کی شعاعوں کی شکل میں ہم تک پہنچتی ہے۔ اس کے کچھ پہلوؤں کو ہم دیکھ سکتے ہیں، محسوس کر سکتے ہیں، مثلاً جیسے روشنی اور گرمی۔ البتہ کئی دوسری شکلوں میں بھی ہم سورج سے توانائی حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً الٹرا وائلٹ شعاعیں (UV-rays)، ریڈیو ویوس (Radio waves) ایکس ریس (X-rays) جنہیں نہ ہم دیکھ سکتے ہیں نہ محسوس کر سکتے ہیں۔

سورج سے توانائی کا جو اشعاع (Radiation) ہوتا ہے وہ کم وبیش تھوڑے سے فرق کے ساتھ سال بھر یا سال در سال ایک جیسا ہوتا ہے۔ پھر زمین پر درجہ حرارت میں فرق کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

سطح زمین جو شمسی توانائی حاصل کرتی ہے اس کو انجذاب حرارت (Insolation) کہتے ہیں۔

دراصل فضائی کرہ کو سورج سے جو توانائی حاصل ہوتی ہے اس کی تھوڑی مقدار میں شمسی توانائی زمین حاصل کرتی ہے کیونکہ 1/3 ایک تہائی توانائی فضائی کرہ سے واپس منعکس (Reflected) ہو جاتی ہے (جیسا کہ آئینہ سے روشنی منعکس ہوتی ہے) اس کے بعد توانائی کا کچھ حصہ فضاء کی اوپری پرتوں میں منتشر اور جذب ہو جاتا ہے۔ درحقیقت سورج کی کچھ مضر شعاعیں جیسے UV rays زمین کی سطح تک نہیں پہنچتی ان شعاعوں کی کچھ مقدار کو بادل، دھواں اور گرد فضائی کرہ میں جذب کر لیتے اور منعکس کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے زمین پر زندگی کی بقا ہے۔ آپ نے یہ محسوس کیا ہوگا جب آسمان بادل سے گھرے ہوتے ہیں اس دن زیادہ گرمی نہیں ہوتی۔

- کیا آپ انسولیشن اور ریڈیشن میں فرق کر سکتے ہیں؟
- فضائی کرہ دھواں اور گرد سے آلودہ ہو جائے تو کیا ہوگا؟

SCERT TELANGANA

سورج کی شعاعیں اور سطح زمین

سورج کی شعاعیں جو زمین تک پہونچتی ہیں زمین کی سطح کو یکساں گرم نہیں کرتیں' اس لیے کہ زمین کی سطح گولائی والی ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے دی گئی دونوں تصویروں کا مقابلہ کیجیے۔

آپ دی گئی تصویریں دیکھ سکتے ہیں کہ سطح زمین کی گولائی کی وجہ سے شمسی توانائی کی ایک متعین مقدار استوائی خطے میں تھوڑی جگہ پر پڑتی ہے۔ جب کہ وہی مقدار قطبی علاقے میں زیادہ جگہ پر پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطبین کے مقابلے میں استوائی خطے گرم رہتے ہیں۔

آپ دیکھیں گے سورج کی شعاعیں جب خط استوا 90^0 درجہ پر پڑھتی ہیں اور قطبین پر ترچھی پڑتی ہیں۔ یہ ''زاویہ وقوع'' کہلاتا ہے۔ یعنی وہ زاویہ جس پر شعاعیں سطح زمین پر پڑتی ہیں۔ ذیل کے جدول کا مشاہدہ کیجیے اور دیکھیے کہ زاویہ وقوع میں فرق کی بناء پر سطح زمین کو حاصل ہونے والی شمسی توانائی میں کیا فرق ہوتا ہے۔

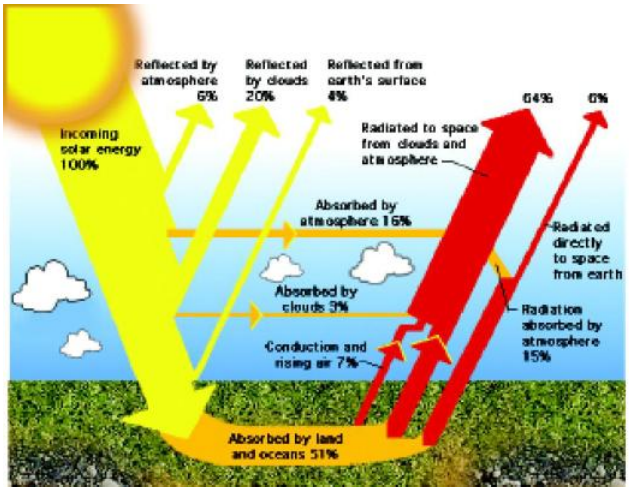

شکل 2.2: انجذاب حرارت اور ارضی اشعاع حرارت

حالانکہ خط استواء پر سورج کی شعاعیں کثیف اور زیادہ پڑتی ہیں' لیکن دوپہر کے بعد موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے سطح زمین پر شعاعیں کم مقدار میں پڑتی ہیں۔ اسی لیے استوائی خطے اتنے گرم نہیں ہوتے جتنے کہ ان سے متصل شمالی اور جنوبی علاقے ہوتے ہیں۔

اگر خط استوا (0^0 درجہ) پر حاصل کردہ انسولیشن کی اکائیاں 100 ہوں تو		
At 45^0	شمالی جاپان	75 اکائیاں حاصل ہوئیں
At $66\frac{1}{2}^0$	قطبی دائرہ	50 اکائیاں حاصل ہوئیں
At 90^0	شمالی اور جنوبی قطب	40 اکائیاں حاصل ہوئیں

- سورج کی شعاعیں کہاں زیادہ ترچھی پڑتی ہیں؟ جاپان میں یا قطب شمالی میں؟
- سورج کی شعاعیں کہاں زیادہ پڑتی ہیں تلنگانہ یا راجستھان میں؟

- اگر زمین گول نہ ہو کر چپٹی ہوتی تب کسے زیادہ حرارت ملتی؟ جاپان کو یا خط استوا کو یا دونوں کو مساوی حرارت ملتی؟
- گلوب دیکھ کر بتائیے کونسے ممالک زیادہ ٹھنڈے اور کونسے ممالک گرم ہوں گے؟

لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ زمین سال بھر سورج کے اطراف گردش کرنے کی وجہ سے مختلف مقامات کے زاویہ وقوع بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً شمال میں زاویہ وقوع نومبر اور ڈسمبر کے مہینے میں بڑھتا ہے اور مئی جون کے مہینوں میں گھٹتا رہتا ہے۔ اگلے سبق میں ہم اس کے بارے میں تفصیل سے پڑھیں گے۔

شکل 2.3 : زاویہ وقوع

SCERT TELANGANA

خشکی اورتری کا تضاد

حرارت کی تقسیم خشکی اور تری (سمندر) پر بالکل مختلف ہے۔ اگر آپ کچھ بر اعظموں اور سمندروں کے علاقوں کی حرارت ریکارڈ کریں گے۔تو یہ فرق واضح طور پر سمجھ میں آ ئے گا۔زمین حرارت کا بہترین موصل (Conductor) تصور کیا جاتا ہے' جب کہ پانی حرارت کا ناقص موصل(Bad Conductor) ہے۔زمین جلد گرم ہوتی ہے اور جلد ہی ٹھنڈی ہوتی ہے۔آبی ذخائر گرم ہونے کے لیے بھی وقت لیتے ہیں اور سرد ہونے کے لیے بھی۔

- کیا آپ بتا سکتے ہیں گرم ہونے کے لیے خشکی اور تری میں فرق کیوں ہے؟

صفحہ 22 پر دیئے گئے نقشے میں جن علاقوں کو بھورے رنگ میں دکھایا گیا وہ کثیر گرمی حاصل کرنے والے ہیں جب کہ جن علاقوں کو نیلے رنگ سے ظاہر کیا گیا کم گرمی حاصل کرتے ہیں۔

فضائی کرہ کی حرارت

آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا فضائی کرہ یا ہوا کا غلاف جو زمین کے اطراف لپٹا ہوا ہے سورج کی شعاعوں سے راست گرم نہیں ہوتا بلکہ سورج کی شعاعیں اس کو گرم کیے بغیر ہی اس میں سے گزر جاتی ہیں۔یہ شعاعیں پہلے سطح زمین کو گرم کر دیتی ہیں اور پھر زمین گرمی کو خارج کرتی ہے۔یہ خارج ہونے والی گرمی اطراف کی ہوا کو گرم کر دیتی ہے' اس لیے سطح زمین کے قریب زیادہ گرمی ہوتی ہے بہ نسبتاً فضائی کرہ کے اونچے مقاموں کے۔

توازن حرارت

حرارت جسے زمین سورج سے حاصل کرتی ہے مختلف شکلوں میں زمین سے واپس ہو جاتی ہے' جیسے ہم نے دیکھا ہے کہ اس کی حرارت کا 1/3 ایک تہائی حصہ واپس منعکس ہو کر خلاء میں چلا جاتا ہے۔باقی کی حرارت سطح زمین کو گرم کرتی ہے اور سطح زمین کی گرمی سے فضائی کرہ گرم ہوتا ہے اور آخر کار خلا میں واپس ہو جاتی ہے۔سورج سے حاصل شدہ گرمی کا مکمل اخراج بہت اہم ہوتا ہے ۔ اگر حرارت کا مکمل اخراج نہ ہوا اور حرارت کی کچھ مقدار زمین میں روزانہ باقی رہ جائے تو زمین مسلسل گرم ہوتی جائے گی۔اسی طرح اگر زمین کم حرارت حاصل کرے تو زمین مسلسل سرد ہوتی جائے گی۔

کیا آپ نے بالکل چپٹی اور وسیع پھیلی ہوئی زمین دیکھی ہے؟ ہر جگہ زمین تھوڑی گھٹتی ہوئی ڈھلان جیسی دیکھائی دیتی ہے' جس کے نتیجہ میں شمسی توانائی کے حصول میں یکسانیت نہیں ہوتی' کیا یہ مسطح زمین پر یا ڈھلان پر زیادہ ہوتی ہے؟ کیا پہاڑ کے دونوں طرف کے حصے ایک جیسے ہی حرارت یا شعاعیں حاصل کرتے ہیں؟ اس کے کیا اسباب ہو سکتے ہیں؟

کچھ گیسیں جیسے کاربن ڈائی آکسائیڈ زمین سے حرارت کے اخراج کے عمل میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے' پٹرول اور ڈیزل کے زیادہ استعمال اور جنگلات کے کاٹنے وغیرہ سے فضائی کرہ میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بڑھتی جا رہی ہے۔

اگر کاربن ڈائی آکسائیڈ کا مقدار فضائی کرہ میں زیادہ ہو جائے گا تو یہ حرارت کو خارج ہونے سے روکے گی' جس سے کرہ ارض پر حرارت بڑھتی جائے گی۔ اس کے نتیجہ میں عالمی حدّت (Global warming) بڑھ جائے گی۔

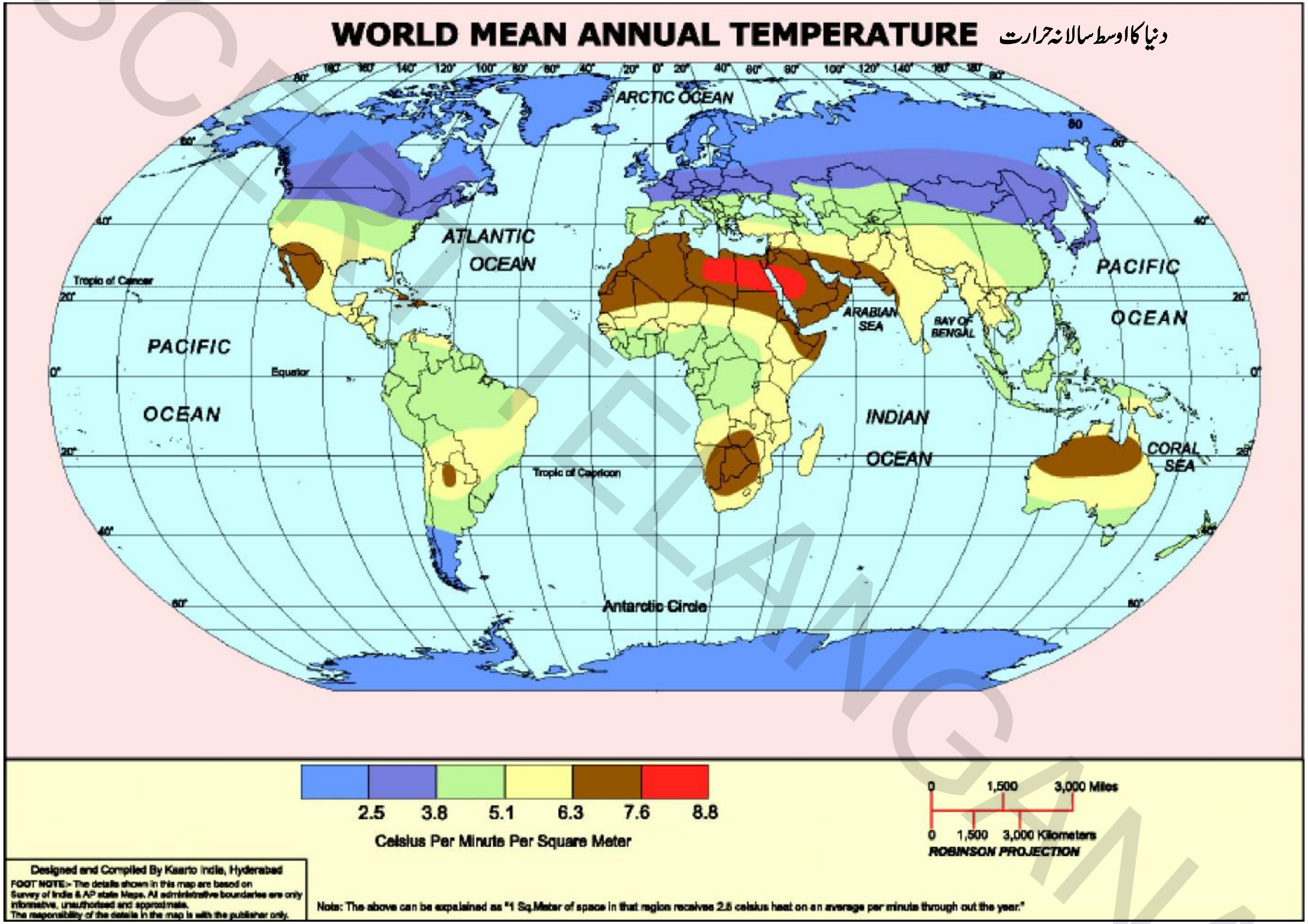

SCERT TELANGANA

فضائی کرہ کا درجہ حرارت

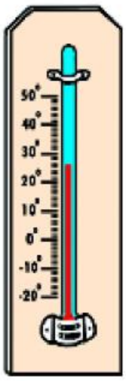

تھرما میٹر

جماعت میں ایک سیلسیس تھرما میٹر (Celsius Thermometer) لے آئیں اور تھرما میٹر پر ظاہر ہونے والی درجہ حرارت کو نوٹ کریں یہ آپ کے کمرہ جماعت کی ہوا کا درجہ حرارت ہے۔

- دوسری چیزوں میں درجہ حرارت کا تصور کرنے کے لیے مختلف چیزوں کے حرارت کی پیمائش کریں اور اسے نوٹ کریں، پیمائش کرنے سے پہلے ہر ایک شئے کے درجہ حرارت کے بارے میں قیاس کریں۔

چیزیں	درجہ حرارت سنٹی گریڈ میں	
	قیاس	پیمائش
بکیٹ میں موجود پانی		
برف		
گلاس میں موجود ٹھنڈا پانی		
نہانے کا گرم پانی		

- ایسا تھرما میٹر استعمال کریں جس کا پیمانہ 10^0C سے 110^0C درجہ ہو کیونکہ یہ محفوظ اور موزوں رہے گا، اور اس تھرما میٹر کے استعمال سے ابلتا پانی اور گرم چائے کی بھی پیمائش کریں۔

اگر آپ مختلف مہینوں میں ایک ہفتہ بھر درجہ حرارت کی پیمائش کریں تو اس سے آپ کو سال بھر میں گرما، سرما اور برسات کے موسموں میں مختلف درجہ حرارت کے بارے میں معلوم ہوگا۔

- اگلے ہفتے ہر روز یکساں مقام اور وقت مقام کے ہوا کی حرارت کی پیمائش کریں۔ (یاد رہے سایہ دار مقام کا انتخاب کریں)

ہر روز پیمائش سے پہلے اپنے قیاس کو درج کریں، اور اپنے ریکارڈ کو الگ کتاب میں نوٹ کریں۔

جگہ ____________

وقت ____________

مہینہ ____________

تاریخ	ہوا کی حرارت سنٹی گریڈ میں	
	قیاس	پیمائش

- چند مہینوں کا ایک ہفتہ بھر ہر روز درجہ حرارت ریکارڈ کریں۔
- ہر ہفتہ کے اوسط درجہ حرارت کی پیمائش کریں۔
- مختلف ہفتوں میں واقع ہونے والی تبدیلیوں پر تبادلہ خیال کریں۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

اعظم ترین اور اقل ترین درجہ حرارت

سائنسدانوں نے زمین پر پہونچنے والی زیادہ سے زیادہ (اعظم ترین) اور کم از کم (اقل ترین) حرارت کو ریکارڈ کیا ہے، مثال کے طور پر سب سے زیادہ حرارت مقام عزیزیہ (Azizia) جو براعظم افریقہ کے ملک لیبیا میں ہے۔ جہاں جولائی 1922 میں درجہ حرارت 57.8^{0}C سنٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ ویسے ہی انتارتیکا کے وسٹوک اسٹیشن (Vostok station) میں درجہ حرارت -89.2 سلسیس (Celcius) جولائی 1983 میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔

آپ کیا یہ بتا سکتے ہیں حرارت –5°C or –89°C کا کیا مطلب ہے؟ آپ کو پہلے ہی یہ معلوم ہے کہ پانی درجہ حرارت 100°C پر ابلنا شروع ہوتا ہے اور 0°C پر Freez یعنی منجمد ہونا شروع ہوتا ہے۔ اقل ترین درجہ حرارت –273.16°C ہوتا ہے، حرارت اس سے کم نہیں ہوتی۔ جب حرارت 0°C سے کم ریکارڈ ہو تو –x °C لکھا جاتا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں '+' اور '-' اعداد کیسے لکھے جاتے ہیں۔ ذیل میں دیئے گئے عددی خط کو دیکھیے۔

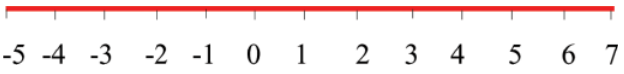

- کونسا درجہ حرارت زیادہ ہے: 5°C یا -5°C
- ان میں سے کس درجہ حرارت پر ہم زیادہ سردی محسوس کرتے ہیں۔

- –5°C اور 5°C کے درمیان کتنے درجہ کا فرق ہے؟
- نیچے دیے گیے درجہ حرارت کی اختصاری شکل لکھیے۔

  صفر سے 88 درجہ کم سیلسیس

  درجہ انجماد سے اوپر 38 درجہ سیلیس

  32 درجہ انجماد سے نیچے 32 درجہ سلسیس
- کیا آپ نے آج اپنے کمرہ جماعت کا درجہ حرارت نوٹ کیا ہے۔ اس درجہ حرارت سے صفر سے 88 درجہ کم سلسیس کتنی کم ہے؟
- عام طور پر انسانی جسم کا درجہ حرارت 37°C ہے 50°C درجہ حرارت عام جسمانی حرارت سے کس قدر زیادہ ہے؟
- اگر –5°C عام انسانی جسم کے درجہ حرارت سے قدر کم ہوتی ہے؟
- دیے گئے درجہ حرارت کو گھٹتی ترتیب میں لکھیے:

  12°C‘–16°C‘29°C‘0°C‘–4°C
- اوپر کے کونسے درجہ حرارت میں سب سے زیادہ گرمی محسوس ہوگی؟
- اوپر کے کونسے درجہ حرارت میں سب سے زیادہ سردی محسوس ہوگی؟

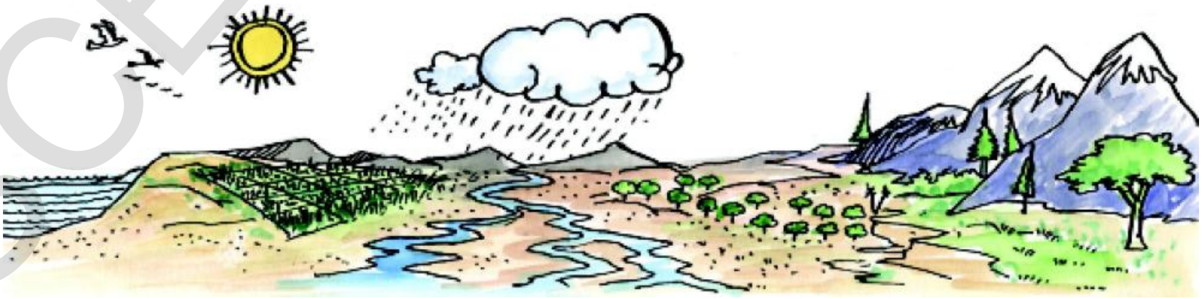

شکل 2.4: درجہ حرارت پر اثر انداز ہونے والے عوامل

SCERT TELANGANA

درجہ حرارت کی ریکارڈنگ کو درج کرنا

تھرما میٹر (Thermometer) کا استعمال کرتے ہوئے ایک دن کا اعظم ترین اور اقل ترین درجہ حرارت ریکارڈ کریں۔ مہینے کے آخر میں تمام دنوں کے اعظم ترین درجہ حرارت کو جمع کریں اور اس کو کل دنوں سے تقسیم کرتے ہوئے اس مقام کا اوسط اعظم ترین درجہ حرارت معلوم کریں۔ اسی طرح ہم اس مقام کا اس ماہ کا اوسط اقل ترین درجہ حرارت بھی معلوم کر سکتے ہیں۔

نیچے دیکھیے: حیدرآباد کا مہینہ واری اوسط درجہ حرارت پر جدول I :

مہینے C° (Month)	اعظم ترین C° (Maximum)	اقل ترین C° (Minimum)
جنوری	28	16
فبروری	32	18
مارچ	35	21
اپریل	38	24
مئی	39	26
جون	34	24
جولائی	31	23
اگست	30	22
سپٹمبر	31	22
اکٹوبر	31	21
نومبر	28	17
ڈسمبر	28	15

گراف: 1 (حیدرآباد کا مہینہ واری اوسط درجہ حرارت)

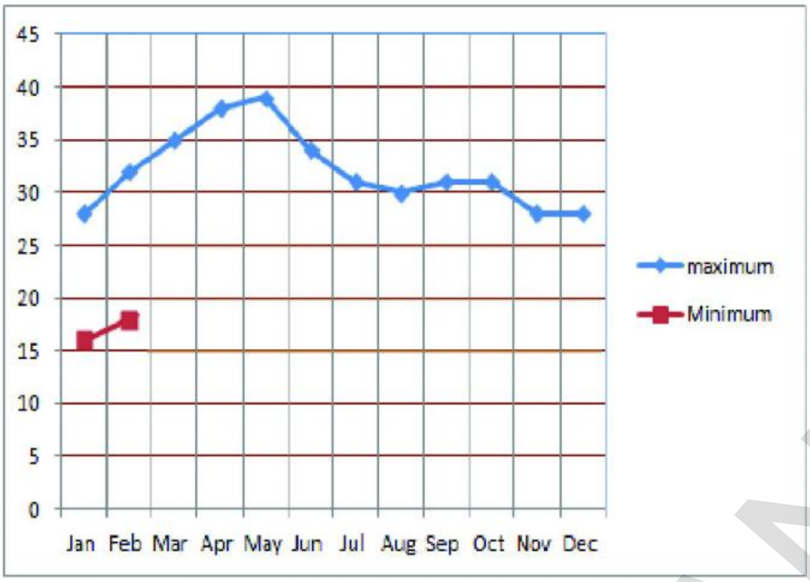

جدول I : میں دیئے گئے اعداد و شمار کی مدد سے گراف میں حیدرآباد کا اوسط اقل ترین درجہ حرارت بتائیے' آپ کی سہولت کے لیے اوسط اعظم ترین درجہ کی حرارت گراف پر نشاندہی پہلے ہی کی گئی ہے اقل ترین اوسط درجہ حرارت کی نشاندہی بھی گراف پر دو مہینوں کی دی گئی ہے۔

جدول I حیدرآباد کے اعداد و شمار اور گراف کو دیکھتے ہوئے ذیل کے سوالات کے جواب دیجیے۔

- عام طور پر حیدرآباد میں نومبر کے مہینے میں کتنی سردی ہوتی ہے؟
- حیدرآباد میں کونسے مہینے میں اعظم ترین درجہ حرارت ہوتا ہے؟
- سال بھر کے دوران زیادہ اعظم ترین اوسط درجہ حرارت اور اقل ترین درجہ حرارت میں کیا فرق ہے؟

SCERT TELANGANA

- حیدرآباد میں تین گرم ترین مہینے کون سے ہیں؟
- کونسے تین مہینے سرد ترین ہوتے ہیں؟
- حیدرآباد میں جنوری کے مہینے میں اوسط اعظم ترین درجہ حرارت کیا ہوتی ہے؟
- حیدرآباد میں جون سے ڈسمبر تک کے مہینے کا اوسط اقل ترین درجہ حرارت کم ہوتا جا رہا ہے کیا اوسط عظیم ترین درجہ حرارت بھی کم ہو رہا ہے؟
- مئی کے مہینے میں عظیم ترین اور اقل ترین درجہ حرارت میں کیا فرق ہے؟
- اگسٹ کے مہینے میں عظیم ترین اور اقل ترین درجہ حرارت میں کیا فرق ہے؟
- مذکورہ بالا دو سوالات کے جوابات کی روشنی میں بتلائیے کہ کیا حیدرآباد میں موسم گرما میں اور موسم برسات میں اعظم ترین اور اقل ترین درجہ حرارت میں زیادہ فرق ہوتا ہے؟

مختلف مقامات پر مختلف درجہ حرارت

آپ یہ جانتے ہیں مختلف مقامات پر مختلف حرارت ہوتا ہے‘ کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ اس کے کئی وجوہات ہیں اب ہم اس کے کچھ وجوہات پر نظر ڈالیں گے۔

وہ مقامات جو سمندر سے قریب اور سمندر سے بہت دور فاصلے پر ہیں عام طور پر ان کے میں فرق ہوتا ہے۔ پہاڑوں کی بلندیوں پر اور ان کے دامن میں بھی درجہ حرارت میں فرق ہوتا ہے۔ پہلے بھی ہم پڑھ چکے ہیں جیسے جیسے ہم خط استوا سے شمال یا جنوب کی سمت بڑھیں گے درجہ حرارت میں تبدیلی آئے گی۔

ساحلی اور اندرونی براعظمی آب وہوا

پہلے ہی ہم حیدرآباد کا اوسط درجہ حرارت دیکھ چکے ہیں‘ حیدرآباد سمندر سے کافی فاصلے پر ہے‘ اب ہم سمندر سے قریب شہر پاناجی کے حرارت پر نظر ڈالیں گے۔

جدول 2 : (پاناجی کا اوسط مہینے واری درجہ حرارت)

مہینے (Month)	عظیم ترین °C (Maximum)	اقل ترین °C (Minimum)
جنوری	32	19
فبروری	32	21
مارچ	32	23
اپریل	33	25
مئی	33	26
جون	30	24
جولائی	29	24
اگسٹ	28	24
سپٹمبر	29	24
اکٹوبر	32	24
نومبر	33	22
ڈسمبر	32	21

مہینے کے اعظم ترین اور اقل ترین اوسط درجہ حرارت کو گراف: 2 میں ظاہر کیا گیا ہے۔

SCERT TELANGANA

گراف-2: پاناجی کا ماہانہ اوسط درجہ حرارت

- پاناجی میں کونسے مہینے میں کم تر اقل ترین حرارت درج ہے اور یہ کتنا ہے؟
- پاناجی میں کونسا مہینہ گرم ترین ہے؟ اس مہینے میں اوسطاً اعظم ترین حرارت کتنی ہے؟
- حیدرآباد اور پناجی دونوں شہروں کی حرارت کا مقابلہ کیجیے؟ اور ذیل کے سوالات کے جواب دیجیے۔
- جنوری میں کونسا مقام سرد ترین ہے؟
- جون میں کونسا مقام گرم ترین ہے؟
- کس مقام پر یعنی حیدرآباد یا پاناجی میں سال بھر درجہ حرارت کم وبیش یکساں رہتی ہے؟

پاناجی میں سال بھر درجہ حرارت کم وبیش یکساں کیوں ہوتا ہے؟ کیونکہ وہ ساحل سمندر پر واقع ہے۔ سورج کی شعاعیں سمندر کو جلد گرم اور جلد ٹھنڈا نہیں کرسکتی ہیں۔ چونکہ سمندر کافی گرم اور کافی سرد نہیں ہوتا اس لیے سمندر کے اوپر پائی جانے والی ہوا بھی شدید گرم یا شدید ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ نتیجتاً وہ مقامات جو سمندر سے قریب ہوتے ہیں۔ سال بھر یکساں درجہ حرارت کے حامل ہوتے ہیں اس قسم کی آب وہوا معتدل آب وہوا کہلاتی ہے۔

اس کے برعکس حیدرآباد سمندر سے کافی فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں سمندر کے اعتدال کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہاں پر گرما اعتدال کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہاں پر گرما کے موسم میں زمین کا درجہ حرارت گر جاتا ہے جس کی وجہ سے ہوا بھی ٹھنڈی ہوجاتی ہے۔ اس قسم کی آب وہوا کو شدید آب وہوا کہا جاتا ہے یعنی ایسی آب وہوا جس کے اعظم ترین درجہ حررت اور اقل ترین درجہ حرارت میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔

بلندی اور درجہ حرارت

گرما کا موسم جب عروج پر ہوتا ہے تو بعض لوگ گرمی سے بچنے کے لیے میدانی علاقوں سے پہاڑی مقامات جیسے اوٹی یا شملہ چلے جاتے ہیں۔ گرما کے مہینوں میں بھی بلند پہاڑوں کی چوٹی والے علاقوں میں درجہ حرارت کم ترین ہوتا ہے۔ یعنی بلندی کے ساتھ ساتھ درجہ حرارت گھٹتا جاتا ہے۔

ذیل میں دہلی اور شملہ کے ماہانہ اوسط درجہ حرارت کو ظاہر کرنے والے گرافوں کو دیکھیے۔ آپ واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ سال کے ہر ماہ میں شملہ کا درجہ حرارت دہلی کی نسبت کم تر ہے۔
دہلی، سطح سمندر سے تقریباً 200 میٹر بلندی پر واقع ہے جب کہ شملہ سطح سمندر سے 2200 میٹر بلندی پر ہے۔ عموماً ہر 1000 میٹر کی بلندی پر درجہ حرارت میں $6.4^{o}C$ کی کمی ہوتی جاتی ہے، کم ترین درجہ حرارت کی بناء پر پہاڑوں اور کوہستانوں میں مختلف النوع نباتات اگتے ہیں۔

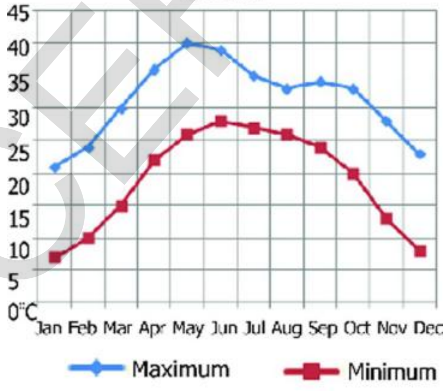

گراف: 3 (دہلی کا ماہانہ اوسط درجہ حرارت)

SCERT TELANGANA

گراف: 4 (شملہ کا ماہانہ اوسط درجہ حرارت)

- شملہ، دہلی سے کتنے میٹر بلندی پر ہے؟
- بلندی میں فرق رکھنے والے کوئی دو مقامات کے درجہ حرارت میں فرق کو محسوب کیجیے۔
- کس ماہ میں شملہ کا اعظم ترین درجہ حرارت زیادہ ہے؟ اور وہ کتنا ہے؟
- کس ماہ میں دہلی کا اعظم ترین درجہ حرارت زیادہ ہے؟ اور وہ کتنا ہے؟
- ماہ ستمبر میں شملہ کا اوسط اعظم ترین درجہ حرارت ________ سنٹی گریڈ ہے جب کہ دہلی میں یہ ________ سنٹی گریڈ ہے۔
- کونسا سرد تر ہے؟ ماہ جنوری میں دہلی یا ماہ جولائی میں شملہ؟

حرارت کی معکوسیت

بعض اوقات، خصوصاً موسم سرما میں صبح کے وقت میں نچلے علاقوں میں بھی درجہ حرارت کم نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ گھاس اور ہریالی وغیرہ پر شبنم کے قطرے دیکھ سکتے ہیں۔ جو درجہ حرارت کے گر جانے اور انجماد کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ نچلے علاقوں میں اس طرح درجہ حرارت کم ہونے کی سب سے بڑی وجہ دن کی لمبائی کم ہونے سے کم مقدار میں سورج سے حرارت کا حصول (Isolation) ہے اور اس کے علاوہ راتیں لمبی ہونے کی وجہ سے زمین سے حرارت کی بڑی مقدار کا خارج ہوجانا بھی ہے۔ یعنی بلندی کے ساتھ ساتھ حرارت کی شرح کا گھٹنا عمومی کلیہ ہونے کے باوجود اس کے برخلاف بھی ہوسکتا ہے۔ اسی کو حرارت کی معکوسیت کہا جاتا ہے۔

- حرارت کی معکوسیت کی کوئی اور وجہ آپ بتا سکتے ہیں؟
- معکوسیت کے واقع ہونے سے کیا ہوتا ہے؟

خط استواء سے قریب اور دور کے مقامات پر حرارت

ہم ساتویں جماعت میں ناجیریا کے بارے میں پڑھ چکے ہیں، جو خط استوا پر واقع ہے، ہم فرانس کے بارے میں بھی پڑھ چکے ہیں جو خط استوا سے دور شمال میں ہے۔

موجودہ جماعت میں ہم آرٹیک ٹنڈرا کے بارے میں پڑھیں گے جو شمال میں بہت دور واقع ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ استوائی علاقے جیسے انڈونیشیا سال بھر گرم رہتے ہیں یہاں سرما کا موسم نہیں ہوتا۔ جیسے جیسے ہم خط استوا سے شمال اور جنوب کی سمت بڑھتے ہیں آب وہوا سرد تر ہوتی جاتی ہے اور یہاں گرما اور سرما کے موسم علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ خط استواء کے قریب اور دور کے مقامات کے درجہ حرارت پر ایک نظر ڈالنے سے یہ امر مزید واضح ہوجائے گا۔

گرما اور سرما کے موسم علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اسے اگر ہم خط استوا سے قریب اور دور ہوتے جائیں گے تو مقام کے حرارت کو واضح اور صاف سمجھتے جائیں گے۔

اوپر کے نقشے میں سنگاپور، شنگھائی اور ولاڈی وسٹوک کے مقام کی نشاندہی کیجیے۔

SCERT TELANGANA

گراف 5 میں تین مقامات سنگاپور، شنگھائی اور ولاڈی وسٹوک کے اوسط اعظم ترین درجہ حرارت کو بتایا گیا ہے، گراف کے نیچے جواب (KEY) کے آخری کالم میں سال بھر کا اوسط درجہ حرارت بتایا گیا ہے۔ یہ ہر ماہ کے اوسط اعظم ترین اور اقل ترین درجہ حرارت کا مشاہدہ کرنے کے بعد تمام مہینوں کے درج کیے گئے اعداد کو جمع کرکے 12 (ماہ) سے تقسیم کرکے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس طرح ہم کو کس مقام کا ایک دن کا اوسط درجہ حرارت معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے ہم کسی سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔ مثلاً کیا سنگاپور، شنگھائی سے اوسطاً زیادہ گرم مقام ہے؟

عام طور پر خط استوا کے قریب کے مقامات زیادہ حرارت حاصل کرتے ہیں۔

خط استوا سے دور فاصلے کے مقامات (علاقے) اکثر سال بھر کم اوسطً درجہ حرارت والے ہوتے ہیں۔

گراف: 5 سنگاپور، شنگھائی اور ولاڈی وسٹوک کا زیادہ سے زیادہ اوسط درجہ حرارت

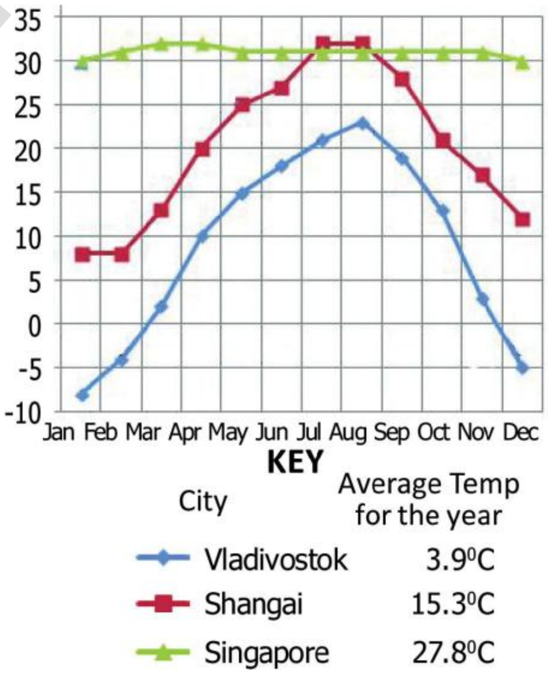

- گراف میں بتائے گئے تین مقامات میں سے خط استوا کے قریب کونسا مقام ہے؟

- اس مقام کا سالانہ اوسط درجہ حرارت کیا ہے؟
- کیا وہاں کا موسم گرما، موسم سرما سے زیادہ گرم ہوتا ہے؟
- کیا سنگاپور کے موسم سرما سے والڈی واسٹک کا موسم گرما گرم ہوتا ہے؟
- جولائی میں ولاڈی وسٹوک عام طور پر گرم رہتے ہیں؟
- گراف میں بتائے گئے تین مقامات میں کس مقام پر شدید ترین آب وہوا پائی جاتی ہے؟
- شنگھائی میں کونسا مہینہ گرم ترین ہے؟
- وہاں کا سالانہ اوسطً درجہ حرارت کیا ہے؟
- وہاں کس مہینے میں اوسطً اعظم ترین درجہ حرارت کم ہوتا ہے؟

حرارت کو ظاہر کرنے والے نقشے

ہندوستان ایک وسیع وعریض ملک ہے جہاں مختلف علاقوں میں درجہ حرارت مختلف ہوتا ہے، اگر ہم یہ جاننا چاہیں گے، کونسے مقامات گرم ہیں اور کونسے سرد ہیں، تو ہم اس کے لیے حرارت کو ظاہر کرنے والے نقشے استعمال کرسکتے ہیں۔

اپنے اٹلس میں ہندوستان کے اس نقشے کی تلاش کیجیے جو ماہ جنوری میں اوسط درجہ حرارت کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ اوسط درجہ حرارت دراصل اس ماہ کے اعظم ترین اور اقل ترین درجہ حرارت کا اوسط ہوتا ہے۔ اس نقشے میں آپ دیکھ سکتے ہیں ہندوستان کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر حصہ کو علحٰدہ علحٰدہ رنگوں سے ظاہر کیا گیا ہے۔ نقشے کے نیچے دی گئی کلید کی مدد سے آپ ان علاقوں (حصوں) میں سے ہر ایک کی ماہ جنوری میں اوسط درجہ حرارت کو معلوم کرسکتے ہیں۔

- اپنے اٹلس میں موجود نقشوں کی مدد سے ذیل کے مقامات کے عرض بلد اور ماہ جنوری میں ان کا اوسط درجہ حرارت معلوم کیجیے۔ آپ کی سہولت کے لیے ایک مقام کے بارے میں مندرجہ بالا معلومات دی گئی ہیں۔

SCERT TELANGANA

مقام (Place)	عرض بلد (Latitude)	جنوری کے مہینے میں اوسطِ حرارت
حیدرآباد، تلنگانہ	17^0 شمالی	20^0C اور 22.5^0C کے درمیان
آگرہ۔اترپردیش		
مدورائی۔ٹامل ناڈو		
ناگپور۔مہاراشٹرا		

اس نقشہ کے مطابق ہندوستان میں ایسا کوئی مقام نہیں جہاں اوسطاً درجہ حرارت جنوری کے مہینے میں 30^0C سے زیادہ ہو (یاد رہے یہ اوسطاً درجہ حرارت ہے جنوری کے کچھ دنوں میں کچھ مقامات پر 30^0C سے زیادہ درجہ حرارت والے بھی ہوسکتے ہیں)۔ نقشہ دیکھ کر بتائیے عام طور پر ہندوستان کے کن مقامات پر اعظم ترین اوسط درجہ حرارت جنوری میں زیادہ ہوتا ہے؟ اگر آپ نقشہ میں اس مقام سے شمال کی طرف بڑھیں گے تو جنوری میں اوسطِ درجہ حرارت بڑھے گا یا کم ہوگا؟

سرما میں شمالی علاقہ کیوں سرد رہتا ہے؟

جدول کو غور سے دیکھیے ۔ ہندوستان کے کچھ شہروں میں 10/جنوری کو ریکارڈ کیا گیا طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کا وقت بتایا گیا ہے۔ نیچے دیئے گئے سوالوں کا جواب دیجیے

مقام	طلوع آفتاب	غروب آفتاب
حیدرآباد، تلنگانہ	6:49	5:58
آگرہ، اُترپردیش	7:09	5:42
مدورائی، ٹامل ناڈو	6:37	6:12
ناگپور، مہاراشٹرا	6:53	5:48
وشاکھاپٹنم، آندھراپردیش	6:29	5:38
کوہیما، ناگالینڈ	6:02	4:40

- ان چھ (6) شہروں میں سورج سب سے پہلے کہاں طلوع ہوتا ہے؟
- ان میں سے کس شہر میں سورج سب سے آخر میں غروب ہوتا ہے؟
- ان تمام شہروں میں ہر ایک جگہ دن کی لمبائی کیا ہے؟ (دن کی لمبائی سے مراد طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے درمیان گھنٹوں کی تعداد ہے)
- شمال کی جانب شہروں میں نسبتاً دن لمبے ہیں یا چھوٹے ہیں؟ جنوب کے شہروں کے بہ نسبت۔
- مذکورہ بالا سوالوں کے جوابات کی روشنی میں کیا آپ بتاسکتے ہیں ہندوستان میں موسم سرما میں جنوبی علاقوں کی بہ نسبت شمالی علاقوں کے سرد ہونے کی وجہ کیا ہے؟

کلیدی الفاظ

1. فضائی کرہ
2. استوائی خط
3. عمل تکثیف
4. اشعاع حرارت
5. انجذاب حرارت
6. زاویہ وقوع
7. توازن حرارت
8. اعظم ترین حرارت
9. اقل ترین حرارت
10. حرارت کی معکوسیت
11. عالمی حدّت

SCERT TELANGANA

اپنے اکتساب کو بڑھائیے

1. غلط جملوں کو درست کیجیے۔

(a اگر کوئی مقام چاہے وہ خط استوا سے دور ہو یا نہ ہو‘ سمندر کے قریب ہے تو وہ ہمیشہ ٹھنڈا رہے گا۔(AS1)

(b آپ جیسے جیسے سطح زمین سے اوپر کی جانب جائیں گے سورج سے قریب ہونے کی وجہ سے گرمی بڑھتی جائے گی۔

(c سورج کی شعاعیں پہلے ہوا کو گرم کرتی ہیں پھر اس کے بعد زمین کو۔

(d عالمی حدّت (Global Warming) کا تعلق آکسیجن سے ہوتا ہے۔

2. جدول '2' کے اعظم ترین درجہ حرارت اور جدول '1' کے اقل ترین درجہ حرارت میں کیا فرق ہے؟(AS3)

3. فرض کیجیے 6/ڈسمبر کو ماسکو میں صبح 10 بجے کا درجہ حرارت -8°C ہے اور 24 گھنٹوں میں درجہ حرارت 12°C بڑھ جاتا ہے تو بتایئے 7/ڈسمبر کی صبح 10 بجے وہاں کیا درجہ حرارت ہوگا؟(AS5)

4. دہلی اور ممبئی دونوں شہر میدانی علاقوں میں ہیں‘ اور ان کی بلندی سطح سمندر سے 300 میٹر سے بھی کم ہے۔ان دونوں کے ماہانہ اوسط درجہ حرارت میں اس قدر زیادہ فرق کیوں پایا جاتا ہے؟ کن مہینوں میں ان دو شہروں کا اوسط درجہ حرارت تقریباً یکساں ہوتا ہے؟ کیا آپ اس کی وضاحت کرسکتے ہیں؟(AS1)

5. نیچے جدول میں جودھ پور کا ماہانہ اوسط درجہ حرارت دیا گیا ہے۔اس کو گراف میں ظاہر کیجیے۔بتلایئے کہ وہاں سال کا سرد ترین اور گرم ترین مہینہ کونسا ہے؟(AS3)

جدول: راجستھان‘ جودھ پور کا ماہانہ اعظیم ترین اوسط درجہ حرارت (سنٹی گریڈ میں)۔

مہینے	جنوری	فبروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	سپٹمبر	اکٹوبر	نومبر	ڈسمبر
اقل ترین	9	12	17	22	27	29	27	25	24	20	14	11
اعظم ترین	25	28	33	38	42	40	36	33	35	36	31	27

6. A‘B اور C تین مقامات کا اعظم ترین اوسط درجہ حرارت دیا گیا ہے۔ان کا گراف بنایئے۔جدول اور گراف کو دیکھ کر آپ ہر مقام کے لئے کیا اندازہ کرسکتے ہیں؟(AS3)

مہینے	جنوری	فبروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	سپٹمبر	اکٹوبر	نومبر	ڈسمبر
A	23	26	33	38	41	39	34	33	33	33	29	25
B	-3	1	6	12	17	21	25	24	21	14	8	2
C	31	32	33	32	32	29	29	29	30	30	30	31

SCERT TELANGANA

7. شملہ اور تروانتاپورم کے اوسط درجہ حرارت میں جو فرق ہے اس کے کوئی تین ممکن وجوہات بیان کیجیے۔ (اٹلس کی مدد لیجیے)

8. بھوپال، دہلی، ممبئی اور شملہ میں سے کون سے دو مقامات مماثل حرارت کے خاکوں کے حامل ہیں؟ ان کے درمیان پائی جانے والی مماثلت کی توضیح آپ کس طرح کریں گے؟

9. دیئے گئے گراف پر اعظم ترین، اقل ترین درجہ حرارت کو دیکھتے ہوئے سوالوں کے جواب دیجیے۔

a) جولائی میں اوسطاً اعظم ترین درجہ حرارت کیا ہے؟

b) ڈسمبر میں عام طور پر کتنی حرارت ہوتی ہے؟

c) جون میں کس قدر سردی ہوتی ہے؟

d) کیا اگست اور مئی کے مہینے میں دن اور رات کے درجہ حرارت میں زیادہ فرق ہوتا ہے؟

e) گرما کا موسم کب ہوتا ہے؟

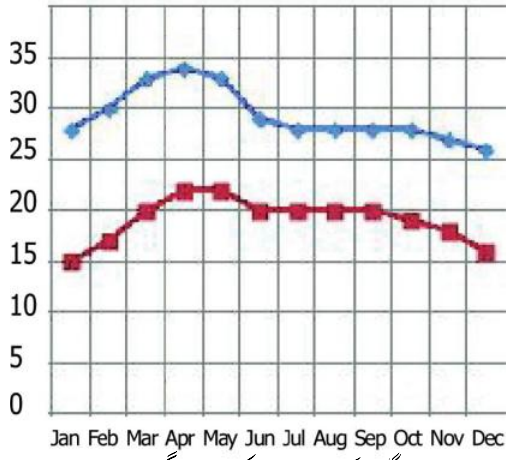

بنگلور کے درجہ حرارت کو بتلاتا ہوا گراف

10. شمسی توانائی کس طرح تھرمل توانائی سے بہتر ہے۔

11. پیراگراف بلندی اور حرارت (صفحہ نمبر - 27) پڑھیے اور تبصرہ کیجیے۔ (AS2)

مباحثہ:

سورج توانائی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ درخت سورج کی روشنی سے غذا پیدا کرنے والی فیکٹری ہے۔ کیا ہم ایسے درخت اُ گا رہے ہیں یا انہیں کاٹ رہے ہیں؟ درختوں کے فوائد اور ان کے اُ گانے میں ہماری ذمہ داریوں پر مباحثہ کیجیے۔

منصوبہ کام

اپنے گاؤں/علاقے کے چند خاندانوں کا مشاہدہ کیجیے اور حسب ذیل معلومات جدول میں درج کیجیے۔

شمار	صدر خاندان کا نام	استعمال کیے جانے والے برقی بلب کی تعداد	قسم			برقی بل (روپے میں)
			بلب	ٹیوب	CFL	

برقی بچت کے معاملے میں ان خاندانوں میں شعور بیدار کیجیے اور اسی طرح کا سروے تین ماہ بعد پھر کیجیے اور تبدیلی کا جائزہ لیجیے۔

SCERT TELANGANA

باب 3

زمین کی گردشیں اور موسم

بدلتے موسم

انسان کرہ ارض پر نباتات اور حیوانات کی ایک وسیع دنیا کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ ہم سال میں ہمیشہ تبدیلیوں کا مشاہدہ کرسکتے ہیں۔ مثلاً درختوں پر پھولوں اور پھلوں کا آنا' اور ہمارے اطراف پائے جانے والے جانوروں کے افعال زندگی میں پودوں کی وجہ سے تبدیلیوں کا رونما ہونا وغیرہ۔ وقت کے گزرتے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کبھی درختوں سے پتے جھڑرہے ہیں' کبھی درخت بالکل سوکھے کھڑے ہیں' کبھی نئی کونپلیں پھوٹتی دکھائی دیتی ہیں اور کبھی پھل پھول اگتے نظر آتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ سال کے مختلف اوقات میں الگ الگ قسم کے پھل اور ترکاریاں دستیاب ہوتی ہیں۔ بعض مہینوں میں موسم بہت گرم ہوتا ہے' اور بعض میں سرد یا مرطوب۔

- آپ نے جن بڑے موسموں کا مشاہدہ کیا ہے کیا آپ ان میں کوئی تعلق محسوس کرتے ہیں؟
- کیا آپ وضاحت کرسکتے ہیں کہ ان موسموں میں کیا ہوتا ہے؟ یہ کس قدر گرم ہوتے ہیں یا ان میں کتنی بارش ہوتی ہے؟ ان کا اثر درختوں' پودوں اور جانوروں پر کیا ہوتا ہے۔ اور خود آپ کو دستیاب ہونے والی غذاؤں میں کیا فرق ہوتا ہے؟
- اپنی جماعت میں ایسے طلباء کی تلاش کریں جو کسی دور دراز مقام سے یہاں منتقل ہوا ہو' اور جہاں کا موسم یہاں سے کافی مختلف ہو۔ ان سے ان کے علاقے کے بارے میں بولنے کے لیے کہا جائے۔

ہندوستانی ذیلی براعظم کے بڑے علاقے میں عموماً گرما' مانسون اور سرما کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ انتہائی جنوبی علاقے جیسے ٹاملناڈو' کیرلا یا انڈومان میں موسم سرما میں زیادہ سردی کا تجربہ نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح انتہائی شمالی ریاستوں میں موسم گرما نہایت مختصر ہوتا ہے' جب کہ شمالی ہندوستان کے بڑے حصہ میں تمام تین موسموں کا مشاہدہ سخت گرما' سخت سرما اور کثیر بارش والے مانسون کے ساتھ ہوتا ہے۔

شکل 3.1: لانسٹر امریکہ کا ایک درخت 4 موسموں میں

SCERT TELANGANA

قدیم سنسکرت ادب سال کو چھ (6) موسموں میں تقسیم کرتا ہے‘ اس میں تین اصل موسموں میں ہر ایک کے درمیان ایک موسم کو شامل کیا گیا ہے۔ جو ”رِتو“ (Ritu) کہلاتے ہیں۔ چھ رِتوئیں اس طرح ہیں: وسنتا (بہار)‘ گرِشما (گرما)‘ ورما (بارش)‘ شرد (خزاں)‘ ہیمانتا (ماقبل سرما) اور ششرا (سرما)۔ ہر موسم کسی نہ کسی زرعی سرگرمی اور تہواروں سے منسلک ہے۔ ”وسنتا (بہار)“ سخت موسم سرما کے اختتام کے ساتھ درختوں پر پھولوں کے کھلنے اور موسم سرما کی فصلوں کی کٹوائی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کی مختلف کمیونٹیاں اس موسم میں نئے سال کا استقبال کرتی ہیں اور مختلف تہوار مناتی ہیں جیسے وسنت پنچمی‘ ہولی‘ اُگادی‘ گڑی پڑوا‘ وشو‘ بیہو‘ بیساکھی اور پُلنندو۔ ”گرِشما“ وہ وقت ہے جب کہ ہندوستان کے بڑے حصے میں سخت گرمی رہتی ہے۔ ”ورشا رِتو“ ہندوستان کے بڑے حصہ میں مانسون کے آغاز اور زرعی سرگرمیوں کی شروعات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ”شرد“ کے دوران آسمان صاف ہوتا ہے اور مانسون کی فصلوں کی کٹوائی ہوتی ہے‘ اس موسم کے دوران دیوالی تہوار منایا جاتا ہے۔ اس موسم کے فوراً بعد ”ہیمانتا“ آتا ہے، جو کہ ملک بھر ایک اور خوشگوار وقت ہوتا ہے۔ اگلا موسم ”ششرا (سرما) ہے‘ جو کہ ملک بھر میں ایک اور خوشگوار وقت ہوتا ہے۔ اگلا موسم ”ششرا (سرما)“ ہے‘ جو کہ سال بھر میں سرد ترین وقت ہوتا ہے۔ اس موسم کے دوران ہمالیائی علاقہ میں برف باری ہوتی ہے۔

دی گئی تصویر 3.1 کا بغور مشاہدہ کیجیے۔

- آپ کے خیال میں تصویر میں دکھائے گئے درخت مختلف ہیں یا ایک ہی درخت کے مختلف تصویریں ہیں؟
- آپ کو ان درختوں میں کیا تبدیلیاں دکھائی دے رہی ہیں؟

پہلی تصویر میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ درخت اور اس کے اطراف کا ماحول ملائم برف (Snow) سے ڈھکا ہوا ہے۔ تیسری تصویر میں اسی درخت سے نئی کونپلیں پھوٹتی نظر آ رہی ہیں۔ یہاں برف موجود نہیں ہے۔ دوسرے تصویر میں وہی درخت پتوں سے مکمل طور پر ڈھکا ہوا ہے۔ جب کہ آخری تصویر میں اس درخت پر سے سرخ سوکھے پتے جھڑتے نظر آتے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ تبدیلیاں کیونکر واقع ہوتی ہیں؟ ہاں! صحیح ہے۔ یہ موسموں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

کیا آپ نے کبھی اپنے اطراف کے ماحول کو برف سے ڈھکا ہوا دیکھا ہے؟ آپ شدید بارش کے موسم میں سیلاب آتے دیکھے ہوں گے لیکن برفباری کے منظر سے واقف نہیں ہوں گے۔

بعض مہینوں میں زمین کے بعض حصے بہت سرد ہو جاتے ہیں‘ اتنے سرد کہ برفباری ہونے لگتی ہے۔ یہ تصویر USA کے ایک مقام Ohio کی ہے۔ شمالی ممالک میں موسم سرما میں شدید برفباری ہوتی ہے۔ موسم گرما میں اتنی سردی نہیں ہوتی مگر ہماری ریاست کے مقابلے وہاں موسم گرما سرد ہی ہوتا ہے۔ بہر حال ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ ان ملکوں میں موسم گرما کے دوران دن کافی بڑے ہوتے ہیں۔ اتنے زیادہ بڑے کہ آپ آدھی رات کے وقت بھی سورج کو دیکھ سکتے ہیں۔

معلوم کیجیے کہ کس ملک کو نصف شب کے آفتاب کی سر زمین (Land of midnight sun) کہا جاتا ہے۔ اور گلوب پر اس کی تلاش کیجیے۔ اس کے عرض بلد کو معلوم کر کے تلنگانہ کے عرض بلد سے اس کا تقابل کیجیے۔

گلوب میں آسٹریلیا‘ جنوبی افریقہ اور چلی کی نشاندہی کیجیے؟ یہ تمام جنوبی براعظموں کے ملک کہلاتے ہیں کیونکہ یہ براعظم خط استوا کے جنوب میں ہیں۔ ان ملکوں میں موسموں کا چکر بالکل مختلف ہوتا ہے۔ جب ہمارے ملک میں موسم گرما ہوتا ہے تو وہاں موسم سرما ہوتا ہے اور جب ہمارے پاس سرما ہو تو وہاں موسم گرما ہوتا ہے۔ درحقیقت خط استوا کے جنوب میں واقع تمام مقامات میں موسموں کی ترتیب یہی ہوتی ہے۔

- گلوب میں خطہ استوا کے جنوب میں واقع ملکوں کی نشاندہی کیجیے؟

SCERT TELANGANA

ایشیاء ______________________

آفریقہ ______________________

یوروپ ______________

شمالی امریکہ ______________

جنوبی امریکہ ______________

آسٹریلیا ______________

- کیا آپ ایسے برآعظم کی نشاندہی کرسکتے ہیں جومکمل طور پرخط استوا کے شمال میں ہو؟
- کیا آپ کوایسا کوئی برآعظم دکھائی دیا جومکمل طور پرخط استوا کے جنوب میں ہو؟
- کیا آپ کوایسا کوئی برآعظم نظرآیا جوخط استوا کے شمال وجنوب دونوں جانب پھیلا ہوا ہو؟
- کیا جماعت کے تمام طلباء موسموں کی سحرانگیزی سے متعلق تین تین سوال لکھ سکتے ہیں؟ ہم ان کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

ان سوالات کو کرنے والے آپ اکیلے فرد نہیں ہیں، کئی ہزارروں سال سے انسان ان معاملات کے تعلق سے متجسس ہیں۔ اور کافی عرصے کی جدوجہد کے بعدان کے جوابات کوحاصل کرنے میں کامیابی ملی ہے۔آیئے پہلے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں موسم کس طرح واقع ہوتے ہیں؟ زمین کے کچھ حصے گرم اور کچھ سرد کیوں ہوتے ہیں؟ اور شمالی وجنوبی نصف کروں میں موسموں کی ترتیب ایک دوسرے کے برعکس کیوں ہوتی ہے؟

ان باتوں کوسمجھنے کے لیے ہمیں مختلف عوامل کے باہمی تعامل کوسمجھنا ہوگا۔یہ عوامل درج ذیل ہیں۔

1) زمین کی کروی شکل اوراس کی سطح کی گولائی (Curvature)۔

2) زمین کی اپنے محور پرروزانہ گردش۔

3) زمین کے محور کا جھکاؤ اوراس کا مدارارضی سے موازنہ۔

4) زمین کی سورج کے اطراف سال میں ایک دفعہ گردش (مداری گردش)

1. زمین کی گولائی

زمین کی کروی شکل کے اثرات اورسطح زمین پراس کی وجہ سےحرارت کی تقسیم میں اختلاف کے بارے میں اورخط استوا کے قریبی علاقوں کاقطبین کی نسبت گرم ہونے کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

2. زمین کی اپنے محور پرگردش

زمین اپنے محور پر ''لٹو'' کی طرح گردش کرتی ہے۔وہ کس کے اطراف گھومتی ہوگی؟

درحقیقت یہ ایک فرضی خط کے اطراف گردش کرتی ہے جوقطب شمالی اورقطب جنوبی کوملاتا ہے۔اسی فرضی لکیرکوہم زمین کی گردش کامحور کہتے ہیں۔زمین کے تمام حصے دن میں ایک مرتبہ اس لکیر کے اطراف سے گذرتے ہیں۔ بالفاظ دیگرزمین کواپنے محور کے اطراف گردش کرنے کے لیے 24 گھنٹے کاوقت درکار ہوتا ہے۔زمین مغرب سے مشرق کی طرف گھومتی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرایک گلوب آپ کے سامنے ہوتو یہ بائیں سے دائیں جانب گردش کرے گا۔اورآپ دیکھ سکتے ہیں کہ مغربی حصہ مشرق کی طرف حرکت کرے گا۔

> جب زمین گھومتی ہے تب اطراف کی ہوا، بادل اور پرندے بھی اس کے ساتھ گھومتے ہیں۔اس لیے ہم اس گردش کومحسوس نہیں کرسکتے جیسا کہ ہم ریل یابس میں سفرکرتے وقت بس یا ریل کی حرکت کومحسوس نہیں کرتے۔

یہی وجہ ہے کہ سورج، چانداورتارے مشرق سے طلوع ہوتے ہوئے اورمغرب میں غروب ہوتے نظرآتے ہیں۔یہ زمین کی مسلسل مشرقی سمت گردش کی وجہ سے ہے۔

زمین کی محوری گردش کا سب سے اہم اور پہلا اثر روزانہ دن اور رات کا تبدیل ہونا ہے۔کیونکہ زمین کاایک رخ سورج کے بالمقابل آتا ہے اورپھراس کے سامنے سے چلا جاتا ہے۔سورج کی روشنی میں زمین

SCERT TELANGANA

کے آنے اور جانے کا عمل مقامی طور پر حرارت اور ہوا کی حرکتوں کو بہت زیادہ متاثر کرتا ہے۔

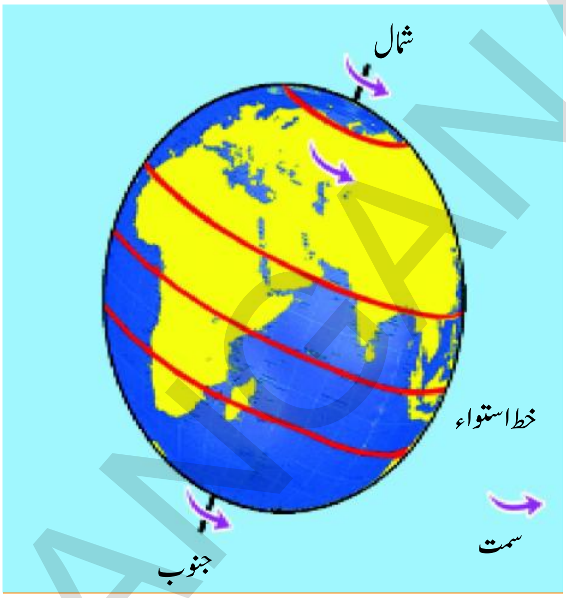

شکل 3.2 مغرب سے مشرق کی سمت زمین کی گردش

مشغلہ:

ایک گلوب لیجیے اور اس پر کچھ فاصلے سے ٹارچ لائٹ سے روشنی ڈالیئے۔ ٹارچ گلوب کے آدھے حصے کو ہی روشن کرتی ہے۔ اگر آپ گلوب کو روشنی کے آگے گھمائیں گے تو دیکھیں کہ گلوب کا آدھا حصہ ہی روشن رہتا ہے۔

اسی طرح سورج کسی وقت زمین کے آدھے حصے کو ہی روشن کرتا ہے۔ سورج کی شعاعوں سے منور زمین کے نصف کرہ کا کنارہ روشنی کا دائرہ کہلاتا ہے۔ یہ ایک عظیم دائرہ ہوتا ہے جو زمین کو دو حصوں کو روشن نصف کرہ اور تاریک نصف کرہ میں تقسیم کرتا ہے۔

اگر زمین اپنے محور پر گردش نہ کرے تو کیا ہوگا؟ تب زمین ایک حصہ جو سورج کے سامنے ہوگا مسلسل سورج سے حرارت اور روشن حاصل کرے اور دوسرا حصہ سرد اور تاریک رہ جائے گا۔ اس سے زمین کے دونوں حصے زندگی کے لیے موزوں نہیں رہیں گے۔ کیونکہ روشنی والا حصہ شدید گرم اور تاریکی والا حصہ شدید سرد ہوجائے گا۔ لہٰذا محوری گردش سے پورے کرہ زمین کو روزانہ حرارت اور روشنی ملتی ہے۔

3. زمین کا جھکاؤ اور سورج کے اطراف اس کی مداری گردش

زمین اپنے محور پر گھومتے ہوئے سورج کے اطراف بھی گردش کرتی ہے۔ یعنی یہ ایک لٹو کی طرح گھومتے ہوئے ساتھ ہی ساتھ سورج کے اطراف گردش کرتی ہے۔ زمین کی سورج کے اطراف گردش کو ''مداری گردش'' (Revolution) کہتے ہیں۔ ایسی ایک گردش کے لیے زمین کو 365 دن اور 5.56 گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ یہ زمین پر ایک سال کی مدت ہے۔ زمین کی مداری گردش کی وجہ موسم کیسے بنتے ہیں؟

اگر زمین صرف سورج کے اطراف گھومتی ہوتی تو دنیا کے تمام مقامات پر سال بھر ایک ہی موسم ہوتا تھا۔ زمین کے وہ حصے جو زیادہ سورج کی روشنی حاصل کرتے وہ سال بھر اسی کیفیت میں رہتے اور اسی طرح دوسرے حصوں میں اس کے برعکس کیفیت ہوتی تھی۔ لیکن واقعتاً ایسا نہیں ہوتا کیونکہ زمین کا محور جھکا ہوا ہوتا ہے اور سال بھر ایک ہی زاویہ پر جھکا ہوتا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ''محور کے جھکاؤ'' سے کیا مراد ہے؟

زمین' سورج کے اطراف ایک مقررہ راستہ پر گردش کرتی ہے جسے زمین کا مدار کہا جاتا ہے۔ اور زمین کی یہ گردش خلاء میں ایک ہموار سطح پر ہوتی ہے۔ یعنی زمین سورج کے اطراف گردش کرتی ہوئی اس مقررہ سطح سے اوپر نیچے نہیں ہوتی۔

اس ہموار خلائی سطح کو Orbital plane کہا جاتا ہے۔ زمین کا محور اس ہموار سطح پر عمودی یعنی 90^0 کے زاویہ پر کھڑا نہیں ہوتا بلکہ یہ 66.5^0 کے زاویہ بناتے ہوئے جھکا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا جھکاؤ 23.5^0 $(90^0 - 66.5^0 = 23.5^0)$ ہوتا ہے۔ اس تصور کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل تصویر کا غور سے مشاہدہ کیجیے۔

SCERT TELANGANA

اگر ہم آسمان سے زمین کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہم کو اس کا محور یا اس کا جھکاؤ نظر نہیں آتا۔ ہمیں زمین سے چاند یا سورج جس طرح ایک گول طشتری کی مانند دکھائی دیتے ہیں زمین بھی ویسے ہی دکھائی دیتی ہے۔ زمین کا جھکاؤ دراصل ایک فرضی لکیر (محور) کا جھکاؤ ہے جو ہمیں واضح طور پر نظر نہیں آتا۔

جب زمین سورج کے اطراف گردش کرتی ہے تو اس کا محور ہمیشہ ایک سمت میں جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا رخ قطبی تارے کی جانب ہوتا ہے جو رات کے وقت آسمان پر شمال کی جانب دکھائی دیتا ہے۔ محور کی اس کیفیت کو محور کی قطبیت (Polarity of Axis) سے موسوم کیا جاتا ہے۔

3.4: چاند سے زمین کا نظارہ

آپ تصویر میں یہ دیکھ سکتے ہیں کہ سورج کے اطراف زمین کے اس طرح گھومنے سے کیا ہوتا ہے۔ کچھ مہینوں کے دوران (جون) میں شمالی نصف کرہ سورج کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے' اور کچھ مہینوں میں جنوبی نصف کرہ سورج کی طرف رخ کیے ہوئے ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں جب شمالی نصف کرہ میں گرما کا موسم ہوتا ہے تو جنوبی نصف کرہ میں

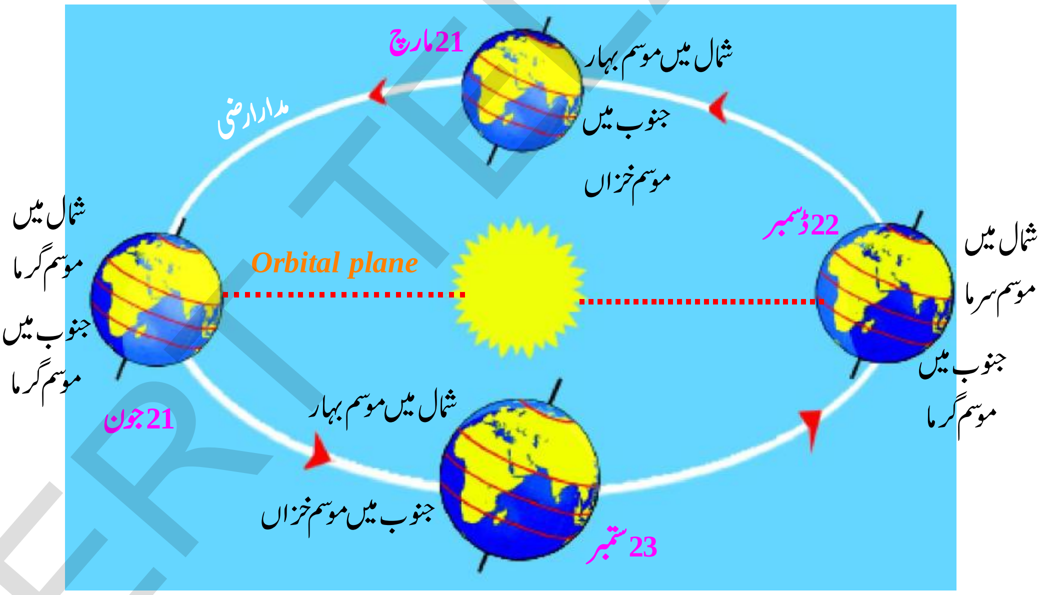

شکل 3.3: شمالی اور جنوبی نصف کروں میں موسم

سرما کا موسم ہوتا ہے۔ چھ مہینے کے بعد (ڈسمبر) میں رخ تبدیل ہوجاتا ہے۔ شمالی نصف کرہ میں سرما کا موسم اور جنوبی نصف کرہ میں گرما کا موسم رہتا ہے۔ آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کچھ مہینوں میں جیسے: مارچ اور سپٹمبر میں خطِ استوا راست سورج کے سامنے ہوتا ہے جس کی وجہ سے دونوں نصف کرے شمالی اور جنوبی یکساں مقدار میں سورج سے حرارت حاصل کرتے ہیں۔

- فرض کرو کہ زمین سورج کے اطراف گردش تو کرتی ہے' لیکن اس کا محور جھکا ہوا نہیں ہے۔ اس کا تلنگانہ میں موسموں کی تبدیلی پر کیا اثر پڑتا ہے؟ اور شمالی خطوں کے موسموں کی تبدیلی پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے جن کی تصاویر آپ اس باب کے شروع میں دیکھ چکے ہیں؟

SCERT TELANGANA

زمین پر حرارت کی پٹیاں یا منطقے

آیئے دیکھتے ہیں کہ محور کا جھکاؤ' زمین کی کروی شکل کے ساتھ ملکر زمین پر شمسی حرارت کی تقسیم کے لیے کس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ پچھلے باب میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جب سورج کی شعاعیں سطح زمین پر پڑتی ہیں تو زمین کے ان حصوں پر بالکل سیدھی پڑتی ہیں جو سورج کے راست مقابل ہوتے ہیں' اور ان حصوں سے شمال یا جنوب کی سمت بڑھتے جائیں تو ان کا زاویہ بڑھتا جاتا ہے۔

محور کے جھکاؤ کے نتیجے میں سورج کے راست مقابل آنے والے زمین کے علاقے سال بھر تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مارچ کے مہینے میں سورج کی شعاعیں خط استوا پر سیدھی پڑتی ہیں' تو جون کے مہینے میں شمالی نصف کرہ میں خط سرطان پر سورج کی شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں۔ اور جب زمین سورج کے اطراف گردش کرتی ہوئی آگے بڑھتی ہے تو ماہ ستمبر میں دوبارہ خط استوا سورج کے راست مقابل ہوتا ہے۔ اور ڈسمبر کے مہینہ میں سورج کی شعاعیں جنوبی نصف کرہ میں خط جدی پر سیدھی پڑتی ہیں۔

اس طرح آپ دیکھ سکتے ہیں زمین پر ایک ایسی پٹی یا علاقہ موجود ہے جس کے درمیان ہی سورج کی شعاعیں سال بھر سیدھی پڑتی ہیں۔ اور یہ پٹی خط سرطان سے خط جدی کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ اور اسے منطقہ حارہ (Tropical Belt) کہا جاتا ہے۔

اور یہ پٹی سورج سے کثیر مقدار میں حرارت اور توانائی حاصل کرتی ہے۔

21/جون - سورج خط سرطان پر

21/مارچ، 23/ستمبر - سورج خط استوا پر

22/ڈسمبر - سورج خط جدی پر

21/مارچ اور 23 ستمبر کو دنیا بھر میں دن اور رات کی مدد یکساں ہوتی ہے۔ اسی لیے ان کو معتدل النہار (مساوی ایام) (Equinoxes) کہتے ہیں۔

ہم منطقہ حارہ سے شمالی سمت یا جنوبی سمت آگے بڑھتے ہیں تو ہم ایک ایسے خطے میں جا پہونچتے ہیں جو موسم گرما میں گرم اور موسم سرما میں بہت سرد ہوتا ہے۔ یہ خط منطقہ معتدلہ (Temperature Zone) ہے۔ اس منطقے کے شمالی حصوں میں موسم سرما میں برفباری بھی ہوتی ہے۔

- معلوم کیجیے کہ تلنگانہ منطقہ حارہ میں واقع ہے یا منطقہ معتدلہ میں؟
- کیا تلنگانہ میں سورج کی شعاعیں کسی مہینے میں ہمارے سروں پر سیدھی پڑتی ہیں؟ اگر پڑتی ہیں تو کس مہینے میں؟
- معلوم کیجیے کہ دہلی کس منطقہ یا پٹی میں ہے؟ کیا موسم سرما میں وہاں برفباری ہوتی ہے؟

اگر آپ منطقہ معتدلہ سے شمال یا جنوب میں مزید آگے بڑھیں گے تو قطبی خطے میں پہنچ جائیں گے۔ اس خطے میں موسم نہایت ہی منفرد ہوتے ہیں۔ یہ خطہ سرما کے مہینوں میں سورج کے سامنے نہیں ہوتا' یہاں تک کہ ان دنوں وہاں سورج کی روشنی بھی نہیں پڑتی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ چھ ماہ تک قطبین پر سورج نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد مزید چھ ماہ تک قطبین کے علاقے دن کے 24 گھنٹے مسلسل سورج کے بالمقابل ہوتے ہیں۔ اس وقت یہاں تاریکی یا رات نہیں ہوتی۔ یہ ایسا مقام ہے جہاں دن چھ مہینے کا ہوتا ہے اور رات چھ مہینے کی۔ یہاں تک کہ ''دن'' کے وقت بھی سورج کی شعاعیں نہایت ترچھی پڑتی ہیں۔ اس خطے میں سورج کبھی بھی بلندی پر نظر نہیں آتا بلکہ طلوع آفتاب کے مقام سے کسی قدر بلند ہوتا ہے۔ جیسے افق کہتے ہیں۔ اس لیے یہاں کسی بھی وقت شدید گرمی نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف چھ مہینے شدید سردی ہوتی ہے۔ اتنی سردی کہ بحر آرکٹک سال بھر منجمد رہتا ہے۔ یہاں کی مٹی بھی سردی کی وجہ سے سخت پتھر کی طرح جم جاتی ہے۔ اتنی سخت کہ یہ درختوں کے اگنے کے قابل نہیں رہتی۔

جب چھ مہینے کے بعد سورج نظر آنے لگتا ہے تو برف پگھلنا شروع ہوتی ہے۔ سمندر کی برف بھی پگھلنے لگتی ہے۔ زمین کی سختی کم

SCERT TELANGANA

ہونے کی وجہ سے چند پودے مثلاً Moss,Lichen اور چند پھولدار پودے وغیرہ اگتے ہیں۔

شکل 3.5 : شمالی تابانی
قطب شمالی کے خطے ایک منظر جب سورج افق سے بلند نہیں ہوتا۔

کلیدی الفاظ

1.موسم	2. سطح زمین کی گولائی	3.زمین کا جھکاؤ
4.برفباری	5.حرارت کے منطقے	6.افق

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے علاقے میں اگنے والی فصلوں میں اور موسموں میں کوئی تعلق ہے؟ اپنے بزرگوں اور دوستوں سے معلوم کیجیے اور ایک مختصر مضمون تحریر کیجیے۔(AS4)
2. آپ کے خیال میں موسم سرما میں تلنگانہ میں برفباری کیوں نہیں ہوتی ؟
3. ہمارے علاقے میں جو بارش کا موسم ہے' کیا وہ کسی طرح زمین کی گردش اور سورج کی شعاعوں کی ترتیب سے جڑا ہوا ہے؟ کیا کبھی گرما' سرما یا ان دونوں موسموں کے درمیان بارش ہوتی ہے؟(AS1)
4. آپ کے مقام پر مختلف مہینوں میں طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات کے معلومات کو اکٹھا کیجیے (اس کے لیے آپ مقامی اخبار سے مدد لیجیے) دن اور رات کی مدت (وقت) معلوم کیجیے۔ دیکھیے کہ ہر مہینے میں دن کتنے گھنٹے کے ہوتے ہیں؟ کیا آپ اس میں کوئی ترتیب محسوس کرتے ہیں؟(AS3)
5. زمین کی محوری گردش کے تصور کو اپنے والدین یا بہنوں اور بھائیوں کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ان کے سوالات اور شکوک وشبہات کو درج کرلیں اور ان کا جواب دینے کی کوشش کریں۔(AS1)
6. فرض کیجیے کہ زمین اپنے محور پر نہیں گھومتی ہے اور صرف سورج کے اطراف گردش کرتی ہے' ایسی حالت میں موسموں اور درجہ حرارت کی تقسیم پر کیا اثر پڑے گا؟(AS4)
7. شمالی نصف کرہ اور جنوبی نصف کرہ میں کسی ایسے ملک کی تلاش کیجیے جو منطقہ معتدلہ میں واقع ہو۔اس ملک کے موسموں کا تقابل اپنے علاقے کے موسموں سے کیجیے۔(AS5)
8. ہندوستان میں آب وہوا کے چھ موسم کون سے ہیں؟(AS2)
9. سبق کا پہلا پیرا گراف پڑھیے اور مندرجہ ذیل سوال کا جواب دیجیے۔
''انسانی زندگی پر موسموں کا کیا اثر پڑتا ہے''؟(AS2)

SCERT TELANGANA

باب 4

قطبی خطے

اس اکائی میں آپ ان خطوں کے بارے میں پڑھیں گے جو کسی بھی جگہ سے بالکل مختلف ہوں گے جن کے بارے میں ہم اب تک ششم اور ہفتم میں پڑھا ہے۔ ان خطوں میں مسلسل کئی مہینے دن اور کئی مہینے رات رہتی ہے۔ ہمارے ملک کی طرح روزانہ سورج طلوع وغروب نہیں ہوتا۔ کیا تم ایسی جگہ کا تصور کر سکتے ہو؟ یہ خطے بہت سرد ہوتے ہیں' اتنے سرد کے ہر طرف برف ہی برف نظر آتی ہے' جھیلوں میں برف' ندیوں میں برف یہاں تک کہ سارا سمندر منجمد رہتا ہے۔ (جماعت ششم کی اکائی نمبر 2 دیکھیے جہاں آپ نے منجمد براعظموں سے متعلق پڑھا ہے۔

نقشہ 1: دنیا کے نقشہ میں شمالی نصف کرہ میں قطبی منطقے

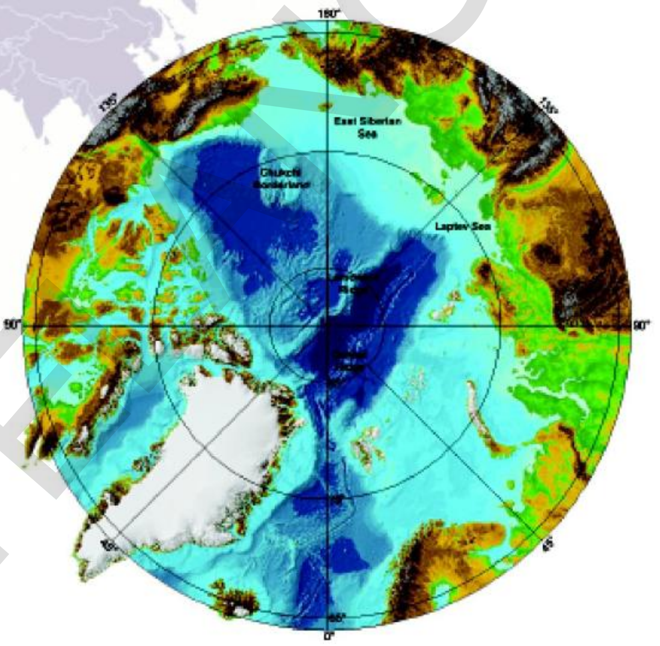

نقشہ 2: قطبی منطقے کا قریبی منظر

قطبی خطے کہاں ہیں؟

آپ نے گلوب پر قطب شمالی اور قطب جنوبی دیکھا ہے' ایسے خطے جو قطبین سے قریب ہوتے ہیں قطبی خطے کہلاتے ہیں۔ اس باب میں آپ شمالی قطبی خطے کے بارے میں پڑھیں گے۔ نقشہ نمبر 1 دیکھیے۔ یہ قطب شمالی اور اس کے اطراف کے خطوں کو بتلاتا ہے' سارا قطبی علاقہ ہلکا سا سایہ دار کیا گیا ہے۔ اس خطے کی سرحدوں کو دیکھیے یہ آرکٹک دائرہ کہلاتا ہے۔

- کونسے براعظم کے علاقے اس خطہ میں واقع ہیں؟

قطبی علاقوں میں واقع براعظموں کا شمالی حصہ ٹنڈرا کہلاتا ہے' ٹنڈرا کے معنیٰ ''بہت سرد'' کے ہیں۔ چونکہ ٹنڈرا کے علاقوں میں سورج کی شعاعیں بہت کم پڑتی ہیں۔ اس لیے یہاں منفرد قسم کے نباتات پائے جاتے ہیں۔ جنہیں ٹنڈرا کے نباتات کہتے ہیں۔

- یاد کرنے کی کوشش کیجیے کہ ہم خطہ استواء سے دور جاتے ہیں تو کیا ہوگا؟

SCERT TELANGANA

شکل 4.2: ٹنڈرا خطہ میں موسم سرما

ٹنڈرا میں موسم

ٹنڈرا خطہ انتہائی سرد ہوتا ہے ۔ یہاں کی سردی کا تصور بھی محال ہے ۔ ہمارے ملک میں سورج روزانہ طلوع اور غروب ہوتا ہے۔لیکن ٹنڈرا میں ایسا نہیں ہوتا۔نومبر' ڈسمبر اور جنوری کے مہینوں میں یہاں تقریباً مکمل تاریکی رہتی ہے ۔ یہ ٹنڈرا کا موسم سرما ہوتا ہے ۔ اس وقت ایسی شدید سردی ہوتی ہے کہ پانی منجمد ہوجاتا ہے۔ ندیاں' جھیلیں اور سمندر منجمد ہوجاتے ہیں' طاقتور سرد ہوائیں چلتی ہیں اور برفباری ہوتی ہے۔

شدید ترین سردی تاریک اور برفیلی کیفیت کی وجہ سے پودے ہلاک ہوجاتے ہیں یہاں تک چرندے اور پرندے بھی دوسرے مقامات کو نقل و مکانی کر لیتے ہیں۔ سارا علاقہ تاریک اور سنسان ہوجاتا ہے۔

موسم گرما

یہاں پر سورج تقریباً فروری اور مارچ میں طلوع ہونا شروع ہوتا ہے۔شروع شروع میں سورج ایک آدھ گھنٹہ چمکتا ہے' اور پھر غروب ہوجاتا ہے' اور اس کے بعد دھیرے دھیرے بڑھتا ہوا 2 گھنٹے' 6 گھنٹے' 8 گھنٹے' 16 گھنٹے اور آخر میں 24 گھنٹے چمکتا ہے۔

اس کے بعد تقریباً 3 مہینے مئی سے جولائی تک سورج غروب ہی نہیں ہوتا اور سورج 24 گھنٹے چمکتا رہتا ہے۔

لیکن سورج ایک دم سر پر نہیں آتا۔ یہ افق سے تھوڑا اوپر منڈلاتا ہے۔(افق یعنی وہ جگہ جہاں زمین آسمان سے ملتی نظر آتی ہے) کیونکہ سورج آسمان پر بلند نہیں ہوتا اس لیے کبھی بھی زیادہ گرمی نہیں رہتی۔

یہاں تک کے گرما کے مہینوں میں بھی سردی رہتی ہے' لیکن سرما کے بہ نسبت سردی کم رہتی ہے۔ نسبتاً گرم موسم کی وجہ سے کچھ برف پگھلتی ہے' وہ ندیاں جو موسم سرما میں منجمد ہوجاتی ہیں پگھل کر بہنے لگتی ہیں۔ جھیلیں بھر جاتی ہیں' اور برف کی بڑی چٹانیں ٹوٹ کر بہتے ہوئے سمندر میں جا ملتی ہیں' یہ برف کے تودے کہلاتے ہیں۔

وہ زمین جو سرما میں منجمد اور ویران تھی گرما میں پھر رنگوں سے زندہ ہوجاتی ہے جیسے ہی موسم گرما آجاتا ہے کئی رنگ برنگ پودے' اشنہ (کائی)' گھاس' جھاڑیاں' اور بیری کے پودے اطراف اگنے لگتے ہیں' اور یہ مختلف رنگوں کے پھل پھول دیتے ہیں اور کئی چرند اور پرند انہیں کھانے کے لیے آتے ہیں۔

- کیا آپ کو شکل 4.1 اور 4.2 میں کوئی فرق نظر آیا؟

نباتات

سردی کی وجہ سے علاقے کی زمین اوپری سطح سال بھر پتھر کی مانند منجمد ہوجاتی ہے' اور یہ Permafrost کہلاتا ہے' جہاں تھوڑی سی مٹی ہوتی ہے' اور صرف بعض چھوٹے پودے اگ سکتے ہیں' زیرزمین پرت سخت ہونے کی وجہ سے درختوں کے لیے اگنا

SCERT TELANGANA

دشوار ہوتا ہے، اگر وہ کسی طرح اگ بھی جائیں تو سخت آندھیوں اور طوفانوں سے ٹوٹ جاتے اور جڑ سے اکھڑ جاتے ہیں۔ اس لیے ٹنڈرا کا زیادہ تر حصہ بے درخت ہوتے ہیں۔

ٹنڈرا خطہ کے باشندے: اسکیموس

قطبی خطہ بہت وسیع بے درخت، میدانوں، برفیلے سمندروں اور بنجر زمینوں، پتھریلے جزیروں پر مشتمل ہے۔ یہ سخت، سرد سرزمین ان اسکیموس کا مادر وطن ہے جو گرین لینڈ، کنیڈا، الاسکا اور سائبریا میں بکھری ہوئی بستیوں میں آباد ہیں۔ کئی ہزار برسوں سے اسکیموس دوسرے لوگوں سے الگ تھلگ تھے۔ یہ لوگ مچھلی پکڑنے اور جانوروں کے شکار کے ذریعے زندگی گذارتے تھے۔ ان لوگوں کی ایسی طرز زندگی کو ترقی دی جو ان ماحول کے لیے مناسب تھا۔

اسکیموس کی رسمی طرز زندگی کی ترقی دور دراز کے شمالی حصوں کے چیالنجس کا سامنا

شکل 4.2: ٹنڈرا خطہ میں موسم گرما

- ٹنڈرا میں موسم گرما پر پانچ جملے لکھیے۔
- خالی جگہوں کو پر کیجیے۔
  - سال کے ______ اور ______ مہینوں میں سورج طلوع نہیں ہوتا۔
  - ان واقعات میں پانی ______ ہو جاتا ہے اور پودے ______۔
- ٹنڈرا کے باشندے سرما میں رشنی کس طرح حاصل کرتے ہیں۔

شکل 4.3: 1930ء کے قطبی علاقے کے لوگوں کی ایک تصویر

SCERT TELANGANA

- آپ کے خیال میں لوگ ٹنڈرا کے علاقوں میں کیوں قیام نہیں کرتے؟

شکل 4.4: سائبریا کے Yepik قبیلے کی ایک خاتون کی بہت قدیم تصویر جس میں وہ والرس کے دانت اٹھائے ہوئے ہے۔

گروہی زندگی

اسکیموس چھوٹے گروہوں کی شکل میں رہتے ہیں الاسکا کے شمالی ساحل پر 500 سے زیادہ نفوس پر مشتمل دیہات ہیں۔ مشرقی ساحلی علاقوں میں (گرین لینڈ، جزیرہ بافن اور لیبراڈر) 25 تا 45 لوگوں پر مشتمل گروہ پائے جاتے ہیں۔ مشرقی گروہ سال بھر جگہ جگہ موسمی سرگرمیوں میں سرگرداں رہتا ہے۔ یہ لوگ موسم سرما ساحل کے قریب Seals اور مچھلی کا شکار کرکے گزارتے ہیں گرما میں یہ لوگ اندرونی علاقوں کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں اور وہاں بارہ سنگھا کا شکار کرتے اور Berries جمع کرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ 1100 کلومیٹر کی مسافت بھی طئے کرجاتے ہیں۔ برفیلے علاقوں کو Sledge (ایسی گاڑی جسے برف میں کتے کھینچتے ہیں) کے ذریعے عبور کرتے ہیں پانی پر کھلی کشتیوں Umiaks سے سفر کرتے ہیں۔

شکل 4.5: Harpoon سیل کا شکار کرنے کا ایک ہتھیار

اسکیموس کے گروہوں کو اس سخت حالات والی سرزمین پر زندہ رہنے کے لیے آپسی تعاون نہایت ضروری ہوتا ہے۔ شکار جیسی سرگرمیوں کو انجام دینے کے لیے گروہ کے ارکان کو آپس میں مل جل کر کام کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر مشرق میں رہنے والے

اسکیموس حالیہ عرصے تک اپنائے ہوئے تھے۔

سب سے زیادہ عام قابل قبول اسکیموس کے معنی Snowshoe-netter ہے، اسکیموس کے دو اہم گروپ بتائے گئے ہیں Inuit اور Yupik۔ ان کی زبان میں Inuit کے معنی ''لوگ'' یا ''حقیقی لوگ''، اسکیموس سائبریائی باشندوں کی نسل سے ہیں جو اب روس کے شمالی ایشیاء کا حصہ ہیں۔

اسکیموس کی زبانیں ہزاروں برس سے بولی جارہی ہیں، لیکن دور جدید تک بھی ان کا رسم الخط نہیں تھا۔ ان کی تین اہم زبانیں ہیں، الیوٹ (Aleut)، یوپک (Yepik) اور اینوپک (Inupik)۔

اسکیموس سب سے پہلے 5000 سال قبل شمالی امریکہ میں ایشیاء سے آبنائے بیرنگ کو عبور کرکے داخل ہوئے، آج کل اسکیموس کی آبادی زیادہ نہیں ہے، لیکن یہ بڑھتی جارہی ہے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

اسکیموس کے گروہ سرما میں منجمد سمندروں سے سیل مچھلی کا شکار دس تا بارہ شکاری مل جل کر شکار کرتے ہیں۔ 100 سے زائد افراد پر مشتمل گروہ مل کر بارہ سنگھوں اور سمندری جانوروں مثلاً وہیل وغیرہ کا شکار کرتے ہیں۔ چند ایک سرگرمیاں جیسے ریچھوں کا تعاقب' جال کے ذریعے مچھلی پکڑنا' اور بیری جیسے پھل جمع کرنا انفرادی طور پر یا خاندان کے چھوٹے گروپ کے ذریعے انجام پاتی ہیں۔

شکار اور ماہی گیری

چونکہ ان کا گزر بسر ماہی گیری اور شکار پر منحصر ہوتا ہے اس لیے یہ لوگ ان سرگرمیوں میں بہت ماہر ہوتے ہیں' بارہ سنگھا کا شکار تقریباً سارے اسکیموس گروہوں کے لیے بے حد ضروری ہوتا ہے' اس کا شکار موسم گرما کے دوران اور موسم خزاں کے ابتداء میں کیا جاتا ہے۔ کچھ جگہوں پر بارہ سنگھوں کو لوگوں کے ذریعے جھیلوں یا تنگ نالوں میں ہنکایا جاتا ہے' جہاں پر ان کو بھالوں و تیر کمانوں سے یہاں تک کے نیزوں سے مارا جاتا ہے۔ بعض وقت اسکیموس پتھروں کی ایک طویل قطار جما دیتے ہیں دور سے بارہ سنگھوں کو یہ پتھر انسانوں کی طرح نظر آتے ہیں اور بارہ سنگھا جیسے ہی وہاں تک جا کر مڑ جاتے ہیں پکڑے جاتے ہیں۔

کچھ گروپوں کے لیے ماہی گیری اتنی ہی اہم ہے جتنا کہ شکار کرنا۔ مچھلی گہرے کیچڑ کے پانی میں یا برف میں سوراخ ڈال کر پکڑی جاتی ہے۔

شکل 4.6: بارہ سنگھا

اس کے علاوہ مچھلی کا شکار اتھل پانی میں' پشتوں کے قریب' نہروں کے راستوں میں بنائے گئے پتھر کے بندوں کے قریب کیا جاتا ہے۔ ماہر شکاری بندروں میں مچھلیوں کی تلاش کرتے ہیں۔ اور انہیں پشتوں کے قریب تیز نیزوں سے شکار کرتے ہیں۔

اسکیموس ہڈیوں کے کڑیاں بھی بناتے اور موسم سرما میں برف کی سوراخوں میں ڈالتے اور مچھلیوں کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں' موسم بہار میں برفانی خطوں کے کناروں سے بھی مچھلیوں کو باہر نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیل مچھلیوں کو بھی سمندر پر جمی برف میں سوراخ ڈال کر یا کشتیوں کے ذریعے پکڑا جاتا ہے۔ یہ کشتیاں لکڑی سے بنی ہوتی ہیں اور ان پر جانوروں کی کھال منڈھ دی جاتی ہے۔ جو Kayak کہلاتے ہیں۔

شکل 4.7: Sledge Vehicle

غذا

گوشت چربی اور مچھلی اسکیموس کی غذا کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں ترکاری کی قلت ہوتی ہے' غذا ضائع نہیں کی جاتی۔ چونکہ اسکیموس کا انحصار شکار اور ماہی گیری پر ہوتا ہے' مچھلی اور دوسرے جانوروں کی بہتات نہ ہونے کی وجہ سے بھوک اور فاقہ کشی ایک عام بات ہے۔ موسم گرما میں پکڑی ہوئی مچھلی اور گوشت کو اتھل گڑھوں (گودام) میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے' یہ گڑھے برفیلی زمین میں کھودے جاتے ہیں اور پتھروں کے ڈھیر سے ڈھانک دیے جاتے ہیں تاکہ بھوکے جانوروں سے تحفظ ہو سکے۔

SCERT TELANGANA

اسکیموس کے اکثر علاقوں میں بھوننے اور پکانے کے لیے لکڑی کی بہت قلت ہوتی ہے' اکثر مچھلی اور گوشت کچے کھائے جاتے ہیں۔ کچے گوشت اور مچھلی کو منجمد کرکے باریک ٹکڑے کاٹ کر وھیل یا سیل کے تیل میں ڈبویا جاتا ہے۔

کچھ گوشت' خاص کر بڑے سمندری جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے' کیونکہ سخت گوشت اور زود ہضم ہوتا ہے۔

اگر غذا کو پکانا ہو تو اسے ہمیشہ تیل کے چراغوں کی گرمی سے ابالا جاتا ہے۔

رہائش گاہیں

اسکیموکا لفظ اگلو کے معنی رہائش گاہ کے ہیں' اس سے مراد کوئی بھی گھر ہوسکتا ہے صرف بیضوی گنبد کی شکل کا ہی نہیں جیسا کہ کئی لوگ اس لفظ سے مراد لیتے ہیں۔

گرما میں اکثر اسکیموس جانوروں کے کھال سے بنے خیموں میں رہتے ہیں' مغربی الاسکا میں لکڑی کے فریم پر سمندری گھوڑے کی کھال کے بہت بڑے سرمائی خیمے لگائے جاتے ہیں۔ الاسکا کے شمالی ساحل پر وھیل کی پسلیوں اور لکڑی کے گنبد نما گھر بنائے جاتے ہیں۔ یہ گنبد نما مکانات نشیبی میدانوں میں بنائے جاتے ہیں۔ گرین لینڈ میں گھر پتھر کی سلوں سے بنائے جاتے ہیں۔

برف کے مکانات صرف مشرقی اور وسطی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ برف کے بند بلاکوں سے گنبد تیار کئے جاتے ہیں۔ مختصر داخلی راستوں والے برف کے چھوٹے مکانات سفر کے دوران استعمال کیے جاتے ہیں۔ جب کہ طویل غار نما راستوں والے رہائش کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان میں موجود لمبے راستے غذا وغیرہ کو ذخیرہ کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔ یہ راستے فرش کے نچلے حصے میں واقع مکان میں بھی کھلتے ہیں۔

شکل 4.8: Inuit people from Alaska Qamutik 1999

گھر کے پچھلے آدھے حصہ اور دروازہ کے دونوں جانب ایک میٹر اونچے برف کے بنچ ہوتے ہیں پچھلی بنچ کو جانور کے چرم سے ڈھانک کر سونے کے لیے استعمال کرتے ہیں' بازو والے بنچ کپڑے سکھانے کے لیے غذائی اشیاء اور تیل کے چراغ رکھنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو روشنی اور گرمی فراہم کرتے ہیں۔ کبھی کبھار برف کے دو بڑے گھروں کو راستوں کے ذریعے جوڑ دیا جاتا ہے۔ برف کے بعض مکانات کو سیل کے سلے ہوئے کھال سے ڈھانک دیا جاتا ہے۔

- مکانات کی تعمیر کے لیے ان کے اطراف واکناف میں ذرائع کس طرح دستیاب ہوتے ہیں؟
- مکان موسم سے کیسے متاثر ہوتا ہے؟

لباس اور دستکاری

اسکیموس (Mukluks) نامی جوتے' پتلون اور سر ڈھانکنے والے جیکٹ جو Parkas کہلاتے ہیں۔ استعمال کرتے ہیں۔ یہ تمام جانوروں کی کھال سے بنے ہوتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے لباس میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ مردوں کے استعمال میں آنے والے Parkas نامی جیکٹوں میں آگے اور پیچھے لمبے Flap ہوتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

شکل 4.9: Inuit people from Alaska taken in 1912

موسم سرما میں اسکیموس دوتہہ والا لباس استعمال کرتے ہیں' موسم سرما میں بارہ سنگھا کے بچھڑے کی چرم کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ یہ نرم اور گرم ہوتی ہے' ساحلی مقامی باشندے موسم بہار اور گرما میں سیل کے چمڑی کو ترجیح دیتے ہیں' اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ یہ واٹر پروف (Water Proof) ہوتی ہے' لیکن اس کا نقصان یہ ہے کہ یہ بہت سخت ہوتی ہے۔ لباس کو اکثر ایمبر انڈری کیا جاتا ہے اور جھالروں کے ذریعے سجایا جاتا ہے' مختلف رنگ برنگ جانوروں کی چمڑی کے ٹکڑوں کو ملا کر پرکاس پر نت نئے ڈیزائن بنائے جاتے ہیں۔

اسکیموس روز مرہ کے استعمال میں آنے والے چیزوں کو سجاتے ہیں' ہڈی' ہاتھی دانت' لکڑی اور نرم پتھر جیسے Soap Stone وغیرہ، انسانوں اور جانوروں کی چھوٹے Figures اور ساتھ ہی ساتھ ہتھیار اور اوزار بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں ۔ اوزار کو بہت احتیاط سے تراشتے تا کہ لوگ آسانی سے استعمال کر سکیں ۔ بحرالکاہل اور دور دراز کے مغربی علاقوں میں لکڑی کے ماسک بنا کر انہیں جانوروں کی چمڑی اور پروں سے سجاتے اور رنگتے ہیں۔

مذہبی عقائد

اسکیموس کے مذہب کا زندگی' صحت' بیماری' فاقہ کشی اور موت سے گہرا تعلق نظر آتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ روح یہ سارے چیزوں کو کنٹرول کرتی ہے' اسکیموس کے سارے گروہ Sila نامی مافوق الفطرت طاقت اور روحوں پر یقین رکھتے ہیں (جیسے سڈنا' زندگی' صحت اور غذا کی دیوی) ان کا ماننا ہے کہ انسانوں اور حیوانوں میں روح ہوتی ہے جو موت کے بعد بھی زندہ رہتی ہے' اس کے علاوہ ہر گروہ کے کچھ اپنے عقیدے اور رسومات ہوتے ہیں۔ ہر فرد' خاندان اور گروہ کے بعض محرمات ہوتی ہیں۔ کچھ ممنوع افعال جیسے کسی خاص غذا کو کھانا۔ ہر گروہ کے کچھ بڑی تقاریب پیدائش یا موت کے وقت یا شکار میں کامیابی یا ناکامی کے وقت سے منائی جاتی ہیں۔ Shamans (مذہبی رسومات کے ماہر لوگ) کے بارے میں ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ روحانی دنیا سے تعلق جوڑنے کے لیے معاون ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے مظاہروں میں ڈراموں اور جادوئی کرتبوں میں استعمال کرتے ہیں۔

سیر و تفریح

کشتی' دوڑ کے مقابلے' بھالے پھینکنا اور دوسرے چاق و چوبند رکھنے والے کھیل کود بہت زیادہ مقبول ہیں' بعض مہارتیں جیسے کہانیاں سنانا' گانا بجانا اور رقص کرنا' مذہب کی بے حد ضروری رسومات تھیں۔ دعوتوں اور سماجی میل جول میں اکثر چربی اور گوشت سے تواضع کی جاتی ہے۔

بیرونی دنیا سے رابطہ

آئس لینڈ کے Viking پہلے یوروپی ہیں جنہیں اسکیموس نے دیکھا انہوں نے گرین لینڈ میں بود و باش اختیار کی۔ آئس لینڈ اور اسکیمو کا رابطہ تقریباً 1200ء میں شروع ہوا اور تقریباً 1400ء تک جاری رہا۔

SCERT TELANGANA

دوسرے یوروپی 78–1576 کے بعد اسکیموس کے علاقوں میں دور دور تک آنے لگے برطانوی ملاح مارٹن فراس بیشر جزیرہ بافن کے دور کے بعد ڈنمارک' ناروے اور برطانوی ہم جدوں نے چین کا شمال مغربی راستہ دریافت کرنے کی خاطر شمالی سمندر میں دور تک سفر کیا۔ 1728 تک روسی باشندے شمالی الاسکا اور سائبریا تک پہنچ گئے۔ یوروپین اقوام سے مزید رابطہ اس وقت ہوا جب سیاحوں کے بحرالکاہل اور بحراقیاس سے شمال مغربی راستہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن قطب شمالی کے جزائر کے اسکیموس کے کچھ گروپ کا 19 ویں صدی کے آخر تک بھی باہر کے لوگوں سے زیادہ رابطہ نہیں رہا۔

1850 کے بعد یوروپیوں' امریکی وھیلر (وھیل کے شکاری) اور فر کے تاجروں کی آمد سے بہت تبدیلیاں ہوئیں۔ اسکیموس وھیلرس کے لیے کام کرتے اور انہیں چرم فروخت کرتے تھے' اس کے بدلے میں بیرونی باشندے مادی ہتھیار اور رائفل مہیا کرتے تھے۔ نئے اوزار و ہتھیار کے ذریعے اور چرم کی بھاری مقدار میں مانگ کی وجہہ سے بڑی مقدار میں جانوروں کا شکار کیا گیا۔ یہاں تک کہ کچھ علاقوں میں بارہ سنگھا اور Seal جیسے جانور اتنے مارے گئے کہ ان کی قلت ہوگئی۔

بیرونی باشندے اپنے ساتھ نئی بیماریاں لائے جس کا اسکیموس کے پاس علاج تھا اور نہ قوت مدافعت۔ یہ چیچک' تپ دِق' انفلوئزا' کالی کھانسی' نمونیا' ممس (غدود) کھرے کے دانے (Scarlet fever) ڈپھتریا (خناق) وغیرہ خطرناک بیماریاں تھیں۔ 18 ویں صدی کے آخر تک بڑی تعداد میں یوروپی باشندے سال بھر قطبی خطے میں رہنے لگے اور یہ بیماریاں بہت زیادہ پھیل گئیں۔

اسکیموس اور غیر ملکوں کے درمیان روابط کی ترتیب عروج و زوال سے عبارت تھی۔ بیرونی باشندوں کی لہر مختصر عرصے کے لیے دولت' تعلیم اور روزگار جیسی سہولتیں لے آئی۔ اس کے بعد کا دور غربت اور بدحالی کا رہا۔

کارکردگی کی ہر لہر اسکیموس کو مختلف سماجی و معاشی طاقتوں سے رابطہ میں لے آئی تھی۔ کسی زمانے کی الگ تھلگ شمالی سرزمین پر ہوائی سفر' مشاہراہوں' طاقتور جدید جہازوں اور سٹیلائیٹ کمیونیکیشن کا آغاز ہوا۔ یہ تبدیلیاں اسکیموس کی طرز زندگی میں بڑی الجھنوں کا باعث بنیں۔

شکل 4.10 : Walrus' چوکوٹا میں 2000 میں شکار کرتے ہوئے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

- آپ کے خیال میں بیرونی باشندوں سے تال میل کی وجہ ٹنڈرا کے باشندوں کی زندگی میں سدھار آیا یا بگاڑ؟ اپنے جواب کے لیے وجوہات بیان کیجیے۔
- اس سبق کی تصاویر کو دیکھیے اور بتلایئے کہ ان کے شکار کا انداز اور لباس کیسے تبدیل ہوا؟

کلیدی الفاظ

1. قطبی دائرہ	2. ٹنڈرا کے نباتات	3. برفی تودے
4. اسکیموس	5. کایاکس	6. اگلو

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. غلط بیانیات کو درست حقائق کے ساتھ دوبارہ لکھیے۔ (AS1)
   a) جانوروں کے اعضاء کے حصے صرف لباس میں استعمال ہوتے تھے۔
   b) غذا کا بڑا حصہ نباتات پر مشتمل ہوتا تھا۔
   c) مشہور و معروف کھیلوں کا قریبی تعلق ٹنڈرا کے باشندوں کی روزمرہ کی زندگی سے ہے۔
   d) بیرونی لوگوں سے رابطہ کی وجہ سے ان کی صحت متاثر ہوئی۔
2. جماعت ہفتم میں پڑھے گئے خط استوائی خطے سے قطبی علاقے کس طرح مختلف ہیں؟ (AS1)
3. ٹنڈرا کے لوگوں کی زندگی کے حسب ذیل پہلو اس خطے کی آب و ہوا پر کیسے انحصار کرتے ہیں۔ بیان کیجیے۔ (AS1)

غذا	لباس	سفر	رہائش گاہ

4. اس سبق میں کئی ایسے امور ہیں جو آپ کے علاقے سے کافی مختلف ہیں۔ اب ایک دیواری پوسٹر بنایئے اور آپ کے علاقے کا ٹنڈرا کے خطے سے تقابل کیا گیا ہو۔ (AS6)
5. تصور کیجیے کہ ایک روز دن بھر (24 گھنٹے) سورج غروب نہیں ہوتا' اور دوسرا دن سورج نظر ہی نہیں آتا' آپ اپنی زندگی میں کیا تبدیلیاں کریں گے' اس پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔ (AS4)
6. اٹلس کی مدد سے دنیا کے نقشہ میں اسکیمو کے رہائشی علاقوں کی نشاندہی کیجیے۔ (AS5)

SCERT TELANGANA

باب
5

جنگلات کی حفاظت اور استعمال

- آپ کی جماعت میں چند طلباء قریب کے جنگل اس کے درخت' پودے' جانور' پتھر' ندیاں' پرندے اور حشرات سے واقف ہوں گے جنگل کے بارے میں اپنی معلومات بیان کریں۔ اور بتلائیں کہ آپ نے وہاں جا کر کیا کیا؟
- کیا آپ کبھی ایندھن کی لکڑی' پتے' پھل اور جڑ یا گڈے والی سبزی جیسے آلو' تالو' گاجر' شلجم حاصل کرنے کے لیے جنگل گئے تھے؟ ان کے بارے میں اپنی جماعت کے ساتھیوں کو بتایئے۔ آپ کے علاقے کے لوگ جنگل سے جو اشیاء حاصل کرتے ہیں ان کی فہرست بنایئے اور ان کے استعمالات لکھیئے ۔
- پچھلی جماعتوں میں آپ نے جنگل اور جنگل میں رہنے والے لوگوں کے بارے میں پڑھا ہے۔ کیا آپ اس کو ذہن میں لا کر جنگل میں رہنے والوں کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟
- کیا آپ میں سے ہر ایک طالب علم جنگل کی تصویر یا تار کران کا تقابل کر سکتا ہے؟
- ہماری لوک کتھائیں' پرانا س اور کہانیوں میں بار ہا جنگلوں کا ذکر آیا ہے۔ کیا آپ ایسی کوئی کہانی کہہ سکتے ہیں جس میں جنگل کا ذکر ہو؟
- کئی جنگل مقدس تصور کئے جاتے اور لوگوں کی جانب سے پوجے جاتے ہیں۔ اور کئی جنگل دیوی' دیوتاؤں کے مسکن کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں معلوم کیجیے اور سب کو بتایئے۔

جنگل کیا ہے؟

جنگل سے مختلف لوگ مختلف معنٰی مراد لیتے ہیں۔ کچھ لوگ جنگل کے نام ہی سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہاں جنگلی جانور سانپ' حشرات' دلدل' پتھریلی' ڈھلانی گھاٹیاں اور بڑی بڑی خوف ناک کھائیاں موجود ہوتی ہیں۔ کئی لوگ بے خوف ہو کر جنگلوں میں گھومتے' پھرتے اور کھیلتے ہیں جیسے وہ ان کا گھر ہو۔ کچھ لوگوں کے لیے جنگل دیوی' دیوتاؤں کو پوجنے (عبادت) کی جگہ ہے اور کچھ لوگوں کے لیے یہ اک ایسی جگہ ہے جہاں سے یہ خام مال حاصل کرتے ہیں۔ جیسے چوبینہ' بانس (بمبو) یا برگ آبنوس (بیڑی کا پتہ) اور جانوروں کا شکار کر کے ان کو بازار میں فروخت کرتے ہیں۔

اسی طرح مختلف لوگ جنگلوں کو مختلف طرح سے استعمال کرتے ہیں۔ کئی لوگ اس میں سادہ رہائش گاہیں بناتے ہیں اور اس میں چند ترکاریاں' سبزیاں اگاتے۔ پھل' گڈ شکاری جانور جمع کرتے اور چھوٹے جانوروں کا شکار کرتے ہیں اور بعض لوگ جنگل کو جانور چرانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے بھیڑ' بکری گائے اور اونٹ وغیرہ اور کئی لوگ کاشت کاری کے لیے جنگلات کے تھوڑے سے حصے کو صاف کرتے ہیں یا جنگلات میں پوڈو طریقہ اپناتے ہیں اور اپنی ضرورت کے مطابق کاشت کرتے ہیں اس کے متعلق آپ نے ششم جماعت کے باب Penugolu میں پڑھ چکے ہیں اور چند دوسرے لوگ درختوں اور بانس کو کاٹ کر شہروں میں لا کر کاغذ' فرنیچر بنانے والی فیکٹری کو فروخت کرتے ہیں اور بعض لوگ جنگلات کو ایسے مقامات کی حیثیت سے دیکھتے ہیں جہاں پر کھیت' تفریح گاہ' بند باندھنے اور پانی کو ذخیرہ کرنے کے لیے ڈیم تعمیر کئے جا سکتے ہیں۔

بے شک ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جنگلات کو صرف انسان ہی استعمال نہیں کرتے بلکہ درخت' پودے' گھاس' چڑیاں' حشرات' جانور' مچھلی اور بے شمار جاندار اس میں بستے اور اسے استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے جب ہم جنگل کے بارے میں

SCERT TELANGANA

سوچیں تو ہم کو چاہیے کہ ہم ان تمام کے بارے میں بھی سونچیں۔

● جنگل کیا ہیں؟ جنگل کی تعریف کئی طرح سے کی جا سکتی ہے کوئی ایک تعریف لکھئے۔

● پھر جماعت میں تمام طلباء کے ساتھ مباحثہ کروائیے اور اس مباحثہ میں سے ایسے نکات کو قلم بند کیجیے جن کو زیادہ تر طلباء درست مانتے ہوں۔

ہم جنگل کو جس نظر سے دیکھتے ہیں ویسے ہی اس کی تعریف کرتے ہیں۔ مثلاً ایک آسان تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ ایسا بہت بڑا زمینی کا علاقہ جو درختوں سے گھرا ہوا ہے۔

حالانکہ یہ ایک مفید تعریف ہوسکتی ہے لیکن پھر بھی اسے محدود خیال کیا جائے گا اور اس پر کئی سوال اٹھ کھڑے ہوں گے۔

مثال کے طور پر ہمیں یہ پوچھنے کی حاجت ہوگی کہ کتنا بڑا زمینی خطہ؟ درختوں سے گھرا ہونے کا کیا مطلب ہے؟ درختوں کا گھنا پن کتنا ہو؟ کیا ہم کسی جنگل اور باغ یا کاشت کئے گئے خطے میں فرق کر سکتے ہیں؟ کیونکہ وہ خطے بھی درختوں سے گھرے ہوتے ہیں؟ کیا کوئی جنگل اس میں گذر بسر کرنے والے جانوروں، پرندوں اور حشرات کے بغیر مکمل ہوسکتا ہے؟ کسی بھی ایسی تعریف پر ایسے متعدد سوالات اٹھتے ہیں۔

اس کے باوجود ہمیں ایک مشترکہ خیال پر متفق ہونا پڑے گا کہ جنگل کیا ہے؟ شاید ہم یہ کہیں گے کہ جنگلات میں حسب ذیل میں سے اکثر خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

1. ایک بڑا زمینی خطہ جو طول و عرض میں کئی کلومیٹروں پر پھیلا ہوا ہو۔
2. درختوں اور دیگر جھاڑیوں، گھاس پوس، پودوں، بیلوں سے بھرا ہوا علاقہ جو انسانی مداخلت کے بغیر اگتے ہوں۔
3. قابل لحاظ حیاتیاتی تنوع۔ جہاں ہمہ اقسام کے درخت، پودے اور جانور فطری طور پر بغیر کسی مداخلت کے رہتے بستے ہوں۔
4. کم از کم ہندوستان میں اکثر جنگلات ایسے لوگوں سے آباد ہیں جو جنگلات کے ماحول کے مطابق خود کو ڈھال لیتے ہیں۔ لیکن اس ماحول کو زیادہ تبدیل نہیں کرتے۔

جنگلات کے اطراف و اکناف میں رہنے والے افراد ان کا استعمال مختلف مقاصد کے لیے کرتے ہیں۔ مثلاً غذا کے حصول کے لیۓ، مکانات کی تعمیر، زرعی اوزار کی تیاری، ایندھن کے لیے لکڑی کے حصول کے لیۓ، جانوروں کو چرانے کے لیۓ، عبادت کے لیۓ عزت نشینی کے لیے وغیرہ۔ جو لوگ جنگلات سے دور رہتے ہیں۔ وہ بھی کئی اشیاء مثلاً لکڑی، ادویات وغیرہ کو بازار سے خرید تے ہوئے جنگلات سے استفادہ کرتے ہیں۔ اسی طرح کئی لوگ جنگلات کی پیداوار کو اکٹھا کر کے فروخت کرتے ہیں اور اپنا روزگار حاصل کرتے ہیں۔ آخر میں ہم دیکھیں گے کہ جنگلات سے مستفید ہونے والے یہ تمام استفادہ کنندگان کس طرح ایک دوسرے کے مدمقابل آتے ہیں اور ان کے درمیان ہونے والے تنازعات کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔

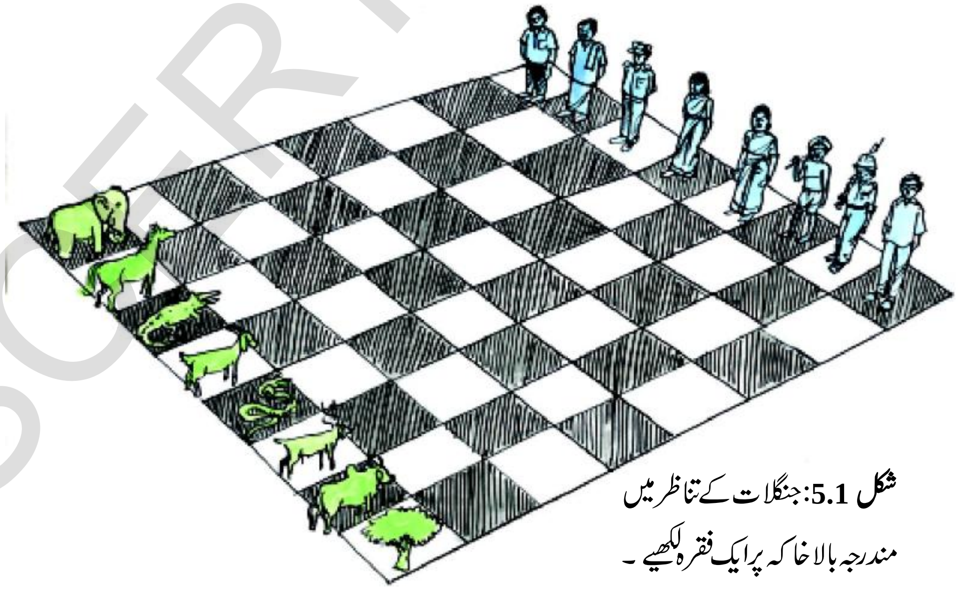

شکل 5.1: جنگلات کے تناظر میں مندرجہ بالا خاکہ پر ایک فقرہ لکھیے۔

SCERT TELANGANA

- کیا آپ کے خیال میں جنگلات کا ہونا ضروری ہے؟ اگر تمام جنگلات کاٹ کر ان کی جگہ پر فصلیں اگائی جائیں' کارخانے قائم کئے جائیں' کان کنی کی جائے یا پھر لوگوں کے رہنے کے لیے مکانات کی تعمیر کی جائے تو کیا ہوگا؟ کیا ہم جنگلات کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے؟ اپنی جماعت میں مباحثہ کیجیے۔

جنگلات کا جائے وقوع اور ان کے اقسام

جنگلات کہاں اگتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینا مشکل ہے۔ ہزاروں سال قبل جنگلات ہر ایسی جگہ اگتے تھے جہاں مٹی' پانی اور سورج کی روشنی دستیاب ہوتی تھی' اور ایسے علاقوں میں جنگلات نہیں اگتے تھے جو برف سے ڈھکے ہوئے (قطبی خطے' ہمالیہ کے پہاڑوں پر) یا ریگستانی یا پتھریلے خطے ہوں یا ریتیلی ساحل کے علاقے ہوں۔ ایسے علاقوں کے علاوہ تقریباً تمام علاقوں میں جنگلات اگتے تھے۔لیکن جب سے انسانوں نے زراعت کرنا اور دیہاتوں اور شہروں میں رہنا شروع کیا' کاشتکاری' کان کنی' باغبانی' صنعتوں اور شہروں کے قیام کی خاطر جنگلات کو کاٹا جانے لگا۔ دھیرے دھیرے 20 ویں صدی کی ابتداء تک جنگلات صرف ایسے علاقوں تک محدود ہو کر رہ گئے جو زراعت اور کاشتکاری کے قابل نہ ہوں۔ ایسے علاقے جو آبادیوں سے دور ہوں یا پہاڑی' پتھریلی' دلدلی علاقوں والی زلقنات یا شدید سرد موسم والے خطے جنگلات کی حیثیت سے باقی رہ گئے۔

- آپ کے گاؤں یا شہر سے قریب کونسے جنگل کا علاقہ ہے؟ معلوم کیجیے کہ جنگل کا یہ علاقہ ابھی تک درختوں سے ڈھکا ہوا کیوں ہے؟ اور کاشتکاری' رہائشی آبادی اور کانوں میں تبدیل کیوں نہیں ہوا؟

جنگلات کی درجہ بندی مختلف بنیادوں پر کی جاسکتی ہے۔ مثلاً ہم جنگلات کو ان کے گھنے پن یا کم گنجان ہونے کی بنیاد پر تقسیم کرسکتے ہیں۔ تب ہم ان کو بہت گھنے جنگلات' گھنے جنگلات' کھلے یا بکھرے درختوں کے جنگلات اور کم تر درجہ کے جنگلات میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ اس درجہ بندی سے ہم کو پتہ چلتا ہے کہ کس علاقے میں جنگلات گھنے اور گنجان ہیں اور کہاں کم تر درجے کے جنگلات واقع ہیں۔ جنگلات کی درجہ بندی کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انہیں درختوں کی پیداوار کے مطابق تقسیم کیا جائے۔ مختلف اقسام کے درخت ایسے علاقوں میں اگتے ہیں جہاں مخصوص قسم کی آب و ہوا یعنی بارش' درجہ حرارت اور خشک' مرطوب اور گرم موسموں کا دور وغیرہ کی مخصوص ترکیب پائی جاتی ہو۔ مثال کے طور پر کونیز س (مخروطی) درخت جیسے صنوبر وغیرہ ایسے شدید سرد علاقوں میں ہی اگتے ہیں جہاں برفباری بھی ہوتی ہو۔ ساگوان جیسے بعض درخت ایسے خطوں میں اگتے ہیں جہاں معتدل بارش اور گرم درجہ حرارت پایا جاتا ہو۔ جنگلات میں درختوں کے گھنے پن کا انحصار بھی بارش اور درجہ حرارت کی کیفیت پر ہوتا ہے۔

اب ہم جنگلات کی چند اہم اقسام کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

1. سدا بہار جنگلات

خط استوائی خطے یا ہندوستان میں کیرالا اور انڈومان جیسے علاقے جہاں بہت زیادہ بارش ہوتی ہے اور آب و ہوا شدید گرم ہوتی ہو وہاں سدا بہار جنگل ہوتے ہیں۔ یہ جنگلات بہت ہی گھنے ہوتے ہیں اور ان میں ہمہ اقسام کے درخت' پودے اور بیلیں وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ یہ جنگلات ہمیشہ ہرے بھرے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ درخت بہت جلد پرانے پتوں کو جھاڑ کر نئے پتے پیدا کرلیتے ہیں۔ جب کہ ایک درخت پتوں کو جھاڑتا ہے تو دوسرا ہرا بھرا رہتا ہے۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ کیونکہ انہیں نمی (رطوبت) اور حرارت مسلسل حاصل ہوتی رہتی ہے۔ جامن' گنا' بانس' کدم (Kadam) وغیرہ یہ تمام اس علاقے کے مخصوص درخت ہیں۔ اس قسم کے جنگلات تلنگانہ میں موجود نہیں ہیں۔

ہمالیہ کے جنگلات میں بھی مختلف قسم کے سدا بہار جنگلات پائے جاتے ہیں۔ ان کو پائن (Pine) جنگلات بھی کہتے ہیں۔ جو سال بھر ہرے بھرے رہتے ہیں۔ جب کہ ان درختوں میں ایسے پتے پائے جاتے ہیں جو شکل میں نوک دار اور بہت باریک (پتلے) ہوتے ہیں جو پھول نہیں اگاتے۔ لیکن Cones پیدا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو صنوبری (مخروطی) درخت بھی کہتے ہیں یہ درخت ایسے علاقے میں اگتے اور پنپتے ہیں جہاں پر ژالہ باری ہوتی ہے۔ اور درختوں پر برف جمنے لگتی ہے۔ چونکہ ان درختوں کے

SCERT TELANGANA

شکل 5.2: (اوپر) مشرقی گھاٹ' انائی مڑی کے سدا بہار جنگلات

(نیچے) ہمالیہ کے گلبرگ میں برف سے ڈھکے دیوار کے جنگلات

پتے نوکدار ہوتے ہیں اس لیے ان پر برف پھسل کر گرتے رہتی ہے۔(جیسے کہ ڈھلوان چھت والے مکانات پر پانی رکنے نہیں پاتا)

2. پت جھڑ کے جنگلات

یہ جنگلات ایسے علاقوں میں پائے جاتے ہیں جہاں پر بارش صرف چند ماہ کے لیے ہوتی ہے' اور سال کے اکثر موسم گرم اور خشک رہتا ہے' یہ درخت خشک مہینوں میں اپنے پتے جھاڑ دیتے ہیں۔کیونکہ پانی پتوں کے ذریعے بخارات بن کر نکلتا ہے۔اور یہ درخت اپنی نمی کو بچانے کے لیے سوکھے موسم میں ان پتوں سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں۔اور موسم برسات کی آمد ساتھ نئے پتے آنے لگتے ہیں کیونکہ یہ درخت اپنی غذا فراہم کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔تلنگانہ کے زیادہ تر جنگلات اسی قسم میں شمار ہوتے ہیں' کیونکہ ہمارے ہاں بارش کم ہوتی ہے'اور سال کے اکثر مہینوں میں شدید گرمی ہوتی ہے۔

عموماً دو قسم کے پت جھڑ کے جنگلات پائے جاتے ہیں ایک جو زیادہ بارش کو حاصل کرتے ہیں اور دوسرے بارش کو کم حاصل کرتے ہیں۔وہ پت جھڑ کے جنگلات جو زیادہ بارش حاصل کرتے ہیں ان میں اس قسم کے درخت ملتے ہیں جیسے ویجی (Vegi) ' اجیسا (Ageisa) 'مدّی' ارجنا (Arjuna) ' بھندارو' گٹیگی Jeak(Gtttegi) (ساگوان) وغیرہ۔ہماری ریاست تلنگانہ میں اس قسم کے جنگلات کو مرم بھیم، محبوب آباد، آصف آباد، جئے شنکر اور بھدرادری شمال مشرقی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

شکل :5.3(a)۔موسم گرما میں ساگوان کے درخت

شکل 5.3(b): امرآباد کے شہروں کے محفوظ جنگلات

ایسے علاقے جہاں پر بارش کم مقدار میں ہوتی ہے وہاں پر مدّی (Maddi)‘ساگوان (Teak)‘ویلاگا (Valega)‘ ایگس (Aegis)‘ یاپی (Yepi)‘ چیگورو (Chiguru)‘ بلّو (Billu)‘ نیم (Neem)‘ ڈیری سینا (Dirisena)‘ بروگا (Buruga) اور مدوگا (Moduga) جیسے درخت پائے جاتے ہیں ہماری ریاست میں ایسے جنگلات ہماری ریاست میں عادل آباد، نرمل، ورنگل، کھمم، نظام آباد، کاماریڈی، جگتیال اور کریم نگر، راجنا پداپلی محبوب نگر، ناگرکرنول کے چند علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

3. خاردار جنگلات (Thorny Forests)

یہ جنگلات خشک علاقوں‘ کم بارش اور زیادہ درجہ حرارت والے علاقوں میں اگتے ہیں‘ یہاں اکثر درخت خاردار ہوتے ہیں جن میں ببول (Babul)‘ بلوسریگا (Bulusurega)‘ سیتاپھل نیم (Neem) شامل ہیں۔تلنگانہ میں اس قسم کے جنگلات کو مرم بھیم عادل آباد، منچریال، ناگرکرنول، جے شنکر اور بھدرادری اضلاع میں پائے جاتے ہیں۔

شکل 5.4: خاردار جھاڑیاں

آپ کو یاد ہوگا کہ یہ ایسے اضلاع ہیں جہاں بہت معمولی بارش اور ریگستان جیسی صورتحال ہوتی ہے۔ خاردار درختوں کو چھوٹے پتے اور کانٹے ہوتے ہیں جو پانی کا تحفظ کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ یہ جنگلات زیادہ گھنے نہیں ہوتے۔ان میں کھلی جگہ ہوتی ہے‘ جس میں زیادہ تر جھاڑیاں اور کم مقدار میں درخت پائے جاتے ہیں۔

4. ساحل سمندر اور دلدلی جنگل

یہ جنگلات زیادہ تر ساحل سمندر پر ریتیلے کناروں‘ دلدلی زمینوں اور مدوجزر کی لہروں سے متاثر زمینوں پر اگتے ہیں۔ یہاں کے درخت نمکین پانی سے مطابقت پیدا کر لیتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ مدوجزر کی لہروں سے بھی مطابقت پیدا کر لیتے ہیں۔(مدوجزر کی لہروں سے یہ علاقے روزانہ کئی گھنٹوں تک زیر آب رہتے ہیں اور پھر کچھ وقت کے بعد پانی اتر جاتا ہے۔اس طرح یہ درخت کھارے پانی میں بھیگتے اور خشک ہوتے رہتے ہیں)۔ ان جنگلات کو مانگرو کے جنگلات بھی کہا جاتا ہے۔ اس دشوارکن ماحول میں اپنی بقا کے لیے ان درختوں نے اپنے اندر چند منفرد خصوصیات کو فروغ دے لیا ہے۔اپّو پنّا (Uppu Ponna)‘ بدّو پنّا (Baddu Ponna)‘ ارادا (Urada)‘ مدا (Mada)‘ تیلا مدا (Tellamada)‘ گنڈو مدا (Gundu mada)‘ کڈیلی (Kadeli) اور بیلاّ (Bella) یہ سب ساحلی علاقے کے منفرد نباتات ہیں۔

- معلوم کیجیے کہ مانگرو درخت ساحل سمندر کے مخصوص حالات میں کیسے اپنے آپ کو ڈھالتے ہیں؟
- آپ نے نائجیریا کے خط استوائی جنگلات کے بارے میں پڑھا ہے۔ تلنگانہ کے جنگلات اور خط استوائی جنگلات کے درمیان اہم فرق کیا ہیں؟
- تلنگانہ کا نقشہ دیکھئے جو اگلے صفحہ پر دیا گیا ہے۔ جس میں جنگلات کی تقسیم کو بتلایا گیا ہے‘ معلوم کیجیے کہ آپ کے ضلع میں کوئی جنگل موجود ہے اگر ہے تو کس قسم کا ہے؟

تلنگانہ میں جنگلات کا موقف (Status of Forests in Telangana)

آپ نے ہماری ریاست کے چند اہم اقسام کے جنگلات کے بارے میں پڑھا ہے۔لیکن یہ جنگلات کتنے وسیع ہیں؟ کیا وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں چلئے معلوم کرتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

حکومت کی جانب سے تقریباً 26,904 چھبیس ہزار نو سو چار مربع کلومیٹر علاقے کو جنگلاتی علاقہ قرار دیا گیا ہے۔ جو ریاست کی کل زمین کا تقریباً 24% فیصد ہے یعنی قریب قریب ریاست کا 1/4 حصہ ہے۔ جب کہ یہ تمام کا تمام علاقہ حقیقت میں جنگل نہیں ہے۔ بلکہ صرف 16.74% حصہ درختوں سے گھرا ہے۔ جس کو جنگل مانا جا سکتا ہے' جب کہ ہمارے جنگلات کے رقبے کا تقریباً 7% حصہ میدانی ہے۔ جس میں صرف چند درخت پائے جاتے ہیں۔
اسی طرح یہ جنگلات درختوں کا کاٹنے کی وجہہ' غیر قانونی قبضوں اور کان کنی کی وجہ سے ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ ہر سال تقریباً 30 تیس مربع کلومیٹر جنگل کے علاقے ہماری' ریاست میں ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

- کیا یہ اطمینان بخش صورت حال ہے؟ اپنی جماعت میں بحث کیجیے۔

تلنگانہ میں شجر کاری کا آغاز

اسی وجہ سے حکومت تلنگانہ نے سال 2015ء سے جنگلاتی علاقہ میں اضافہ کے مقصد سے بڑے پیمانے پر شجر کاری پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ اس کے تحت چار سال کے عرصہ میں تقریباً 230 کروڑ نوخیز پودے بونے کا منصوبہ ہے۔ اس پروگرام کے حصے کے طور پر عوامی رہائشی علاقوں کے قریب کھلی جگہوں پر' سڑکوں کی دونوں جانب تمام تالابوں کے پشتوں پر' تمام عوامی مقامات جیسے اسکولوں' کالجوں' یونیورسٹیوں' دواخانوں اور دفاتر کے حدود میں نوخیز پودوں کی شجر کاری کی جا رہی ہے۔

زائد سرسبز علاقہ' کثیر بارش اور زیادہ مقدار میں آبادی وسائل کے حصول میں مددگار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ مٹی کے کٹاؤ کا تحفظ بھی کرتی ہے۔ اگر ہم فطرت کا تحفظ کریں گے' تو یہ ہمارا تحفظ کرے گی اسی لیے ریاستی حکومت پودوں کی شجر کاری پر سنجیدگی سے توجہ دے رہی ہے۔ قدرتی اور سماجی ماحول کا تحفظ' بازیابی اور ترقی' ساری دنیا کے لیے ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس میں قدرتی وسائل کا تحفظ' آلودگی کی روک تھام اور زمین کا منصفانہ استعمال شامل ہیں۔

- کثیف جنگلاتی علاقہ سے کس قسم کی آب و ہوائی تبدیلیاں رونما ہوں گی؟
- شجر کاری کی بہتر عمل آوری اور پودوں کے تحفظ کے لیے تجاویز پیش کیجیے۔

قبائلی لوگ اور جنگلات

ہمارے ملک میں جنگلات کا تصور ان قبائل کے بغیر مشکل ہے' جو ان جنگلات میں بستے اور انہیں استعمال کرتے ہیں۔ ہماری ریاست میں جنگلات بہت سے غریب عوام کا سہارا بنے ہوئے ہیں۔ تلنگانہ کی 75% فی صد عوام جنگل کی معمولی پیداوار کو جمع کرتے ہیں۔ (جیسے لکڑی کے علاوہ دیگر اشیاء) کو NTFP (Non-Timber Forest Produce) کہتے ہیں' اور ان کو قریبی بازار میں فروخت کر کے روزگار کماتے ہیں۔
آپ جنگلات سے حاصل ہونے والی اشیاء کی طویل فہرست تیار کر سکتے ہیں' جو عوام جنگل سے حاصل کرتے ہیں' لیکن فہرست بہت طویل ہو جاتی ہے' کیونکہ اس فہرست میں تقریباً (60) سے زائد اشیاء کو شامل ہیں۔

ایسے لوگ جو اپنے روزگار کے لیے جنگلات پر انحصار کرتے ہیں' ان میں قبائلی لوگ بہت اہم ہیں' گذشتہ ہزاروں سال سے یہ قبائلی اپنی زندگی جنگلات میں گزارتے آ رہے ہیں' اور ان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنا روزگار بھی حاصل کرتے ہیں' ان کے متعلق آپ نے پچھلی جماعتوں میں بھی پڑھا ہے۔

یہاں تک کہ آج بھی تلنگانہ میں جنگلات کا 60% فی صد ایسے علاقہ میں ہے جہاں قبائلی لوگ زندگی گزار رہے ہیں۔ اسی طرح ہماری ریاست تلنگانہ کے تقریباً 60% فی صد قبائلی عوام آج بھی جنگلوں میں رہتے ہیں۔ قبائلی عوام کیسے جنگلات کو اپنے استعمال میں لاتے ہیں؟ پہاڑوں کے اطراف کے جنگلوں کو کس طرح پوڈو (Podu) کاشت کاری کے لیے' جنگل سے حاصل ہونے والی غذائی اشیاء جمع کرنے کے لیے' بیڑی کے پتے' جڑی بوٹیاں' بانس' املی وغیرہ کے حصول کے لیے استعمال کرتے تھے۔

میدانی علاقے کے دیہاتوں کے برخلاف جنگلاتی اور پہاڑی علاقوں میں قبائلی لوگوں کے پاس ذاتی زلقنات کا تصور نہیں ہوتا بلکہ وہ لوگ گاؤں کے بزرگوں کی اجازت سے مل جل کر جنگلات سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہر خاندان کو اس زمین پر جس پر کاشتکاری کر رہے ہوں رسمی اختیار حاصل رہتا ہے اور آنے والے برسوں میں وہ

SCERT TELANGANA

جنگلات

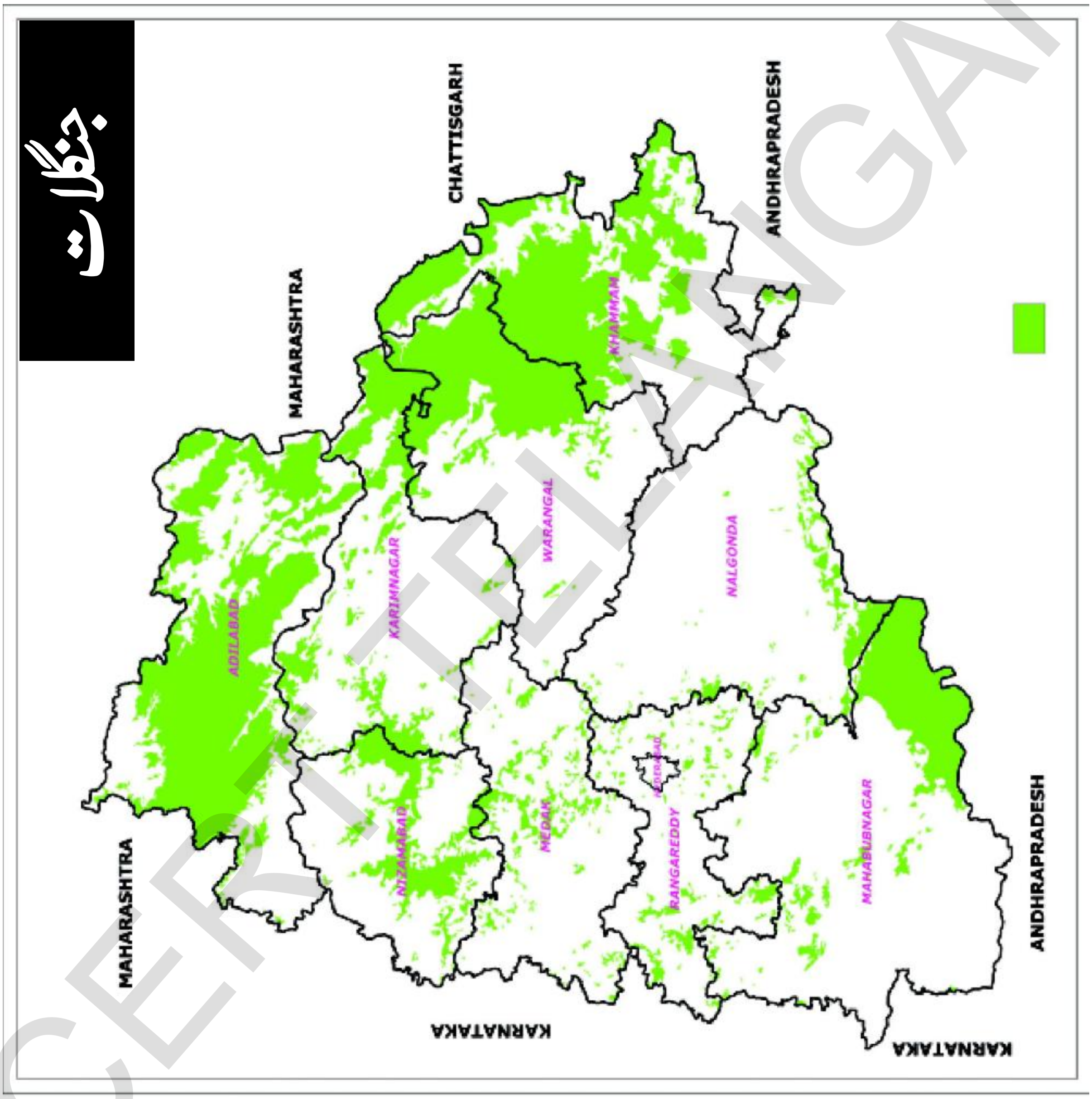

SCERT TELANGANA

اسے تبدیل بھی کرسکتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ Podu یعنی متبادل کاشتکاری کرتے ہیں جس میں زمین کو بدل بدل کر کاشت کی جاتی ہے۔ لہٰذا زمینوں کی ملکیت کا کوئی ریکارڈ نہیں ہوتا۔ جب کبھی آبادی میں اضافہ ہوتا ہے یا نئے خاندان وجود میں آتے ہیں گاؤں کے بزرگ انہیں زمین کے نئے قطعوں کو صاف کرکے کاشت کرنے کا اجازت دیتے ہیں۔ انگریزوں کے دورِ حکومت سے قبل قبائلی لوگ جنگلات کو اپنی ملکیت تصور کرتے تھے۔ لیکن ان کے لیے یہ ایک مقدس ملکیت تھی اسے اور اس میں موجود جانوروں کو وہ لوگ کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر اپنے استعمال میں لاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ جانوروں کا شکار کرتے یا پوڈو کاشت کے جنگلات کی کٹائی کرتے تو اس بات کی احتیاط کرتے تھے کہ جانوروں اور درختوں کی بقاء کو خطرہ لاحق نہ ہو۔ کسی کسان کی طرح جو اپنے کھیتوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ یہ قبائلی بھی جنگلات کو استعمال کرتے اور ان کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

- کیا آپ کے خیال میں یہ ممکن ہے کہ لوگ جنگلات کی حفاظت کریں اور ساتھ ہی ساتھ ان کو استعمال بھی کریں؟ اگر کوئی شخص درختوں کو کاٹنے اور انہیں بازار میں فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو انہیں کیا کرنا چاہیے۔

گذشتہ دوسو سال کے عرصے میں ہمارے ملک میں برطانوی حکومت کے قیام کے بعد سے جنگلات پر قبائلی لوگوں کا حق اور غلبہ دھیرے دھیرے ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس وقت سے جنگلات تیزی سے کاٹے جا رہے ہیں۔ یہ دو طرح سے ہوا۔ پہلے تو یہ کہ مختلف مقاصد کے لیے لکڑی کی مانگ میں بے تحاشہ اضافہ ہوا۔ مثلاً ریلوے، جہاز سازی، کارخانوں، کانوں، مکانات اور فرنیچر کی تعمیر وغیرہ۔ اسی طرح کئی کارخانوں اور صنعتوں میں مثلاً کاغذ کا کارخانہ جس کے بارے میں آپ نے جماعت ہفتم میں پڑھا۔ کثیر مقدار میں لکڑی کے گودے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان ضرورتوں کے پیش نظر جنگلات کے بڑے بڑے خطے کاٹ کر لکڑی کو فروخت کردیا جاتا ہے۔ کئی علاقوں میں کافی، چائے اور ربڑ کے باغات لگانے کے لیے اور بعض جگہوں پر یوکلپٹس یا بمبو کے درخت اگانے کے لیے جنگلات کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے جنگلات کے رقبے میں تیزی سے کمی آتی جاتی ہے۔

- کیا آپ کے خیال میں یوکلپٹس یا چائے کے باغات اور کسی جنگل میں کوئی فرق ہوتا ہے؟ کمرہ جماعت میں بحث کیجیے۔

اس کے علاوہ نظام سرکار کی حکومت نے بھی اپنے زیر اقتدار علاقوں میں ایسے ہی مشابہہ قوانین نافذ کئے۔ ان قوانین نے جنگلات کو ''مخصوص جنگلات'' اور ''محفوظ جنگلات'' میں زمرہ بندی کرتے ہوئے جنگلات پر قبائلیوں اور مقامی لوگوں کے رسمی و روایتی حقوق کو محدود کردیا۔ مخصوص جنگلات (Reserved Forests) سے مراد ایسے جنگلات ہوتے ہیں جن میں کسی کو بھی داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی۔ البتہ محفوظ جنگلات یعنی Protected Forests کو لوگ استعمال کرسکتے ہیں۔ سر پر لکڑی لاد کر لے جانے اور جنگلات کی چھوٹی چھوٹی اشیاء کو لے جاسکتے ہیں اور اپنے مویشی چرا سکتے ہیں۔ لیکن یہاں پر بھی درختوں کے کاٹنے اور ایک حد تک جانوروں کو چرانے کے بارے میں محکمہ جنگلات کی جانب سے پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں ان جنگلات میں بہت سے لوگ زندگی گذارتے ہیں اور ان پر انحصار کرتے ہیں۔ حکومت اس مرحلے پر ان لوگوں کے لیے کچھ نہیں کرتی۔ البتہ جب حکومت کو کسی علاقے کو جنگل کی حیثیت سے مخصوص کرنا ہوتا ہے وہ قبائلیوں کی زیر استعمال علاقوں کو سرکاری جنگل قرار دیتی ہے۔

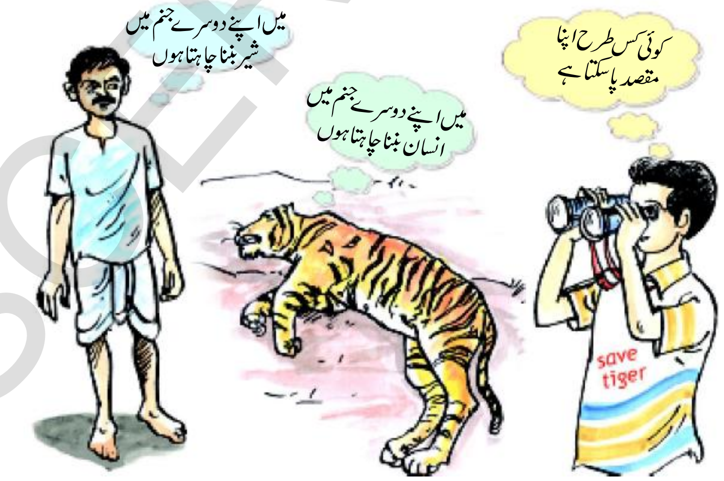

SCERT TELANGANA

ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ میدانی علاقوں کے برخلاف جہاں کی زلقنات کا باقاعدہ ریکارڈ ہوتا ہے' قبائلی لوگ بلا کسی ملکیت کے ریکارڈ کے کاشتکاری کرتے رہتے ہیں۔ شمالی تلنگانہ کے اضلاع میں گونڈ قبائل نے مستقل کاشتکاری کو اپنایا جب کہ کولم قبائل نے پہاڑی ڈھلانوں پر پوڈو کاشتکاری جاری رکھی۔ یہاں تک کہ گونڈس جو مستقل کاشتکاری کرتے ہیں ہر دو سال میں ایک مرتبہ بے کاشت زمینوں اور کاشت والی زمینوں کو بدلتے رہتے ہیں۔ مخصوص جنگلات کی حد بندی کرتے وقت ان چیزوں کا کوئی خیال کئے بغیر یکلخت قبائیلیوں کو ان کے حقوق سے محروم کر کے وہاں سے جبری طور پر بے دخل کر دیا گیا۔

اس طرح اچانک قبائلی عوام کو ان کے وطن سے ہی بے گھر کر دیا گیا۔ مزید یہ کہ حکومت ان علاقوں کو دوسرے علاقے کے زمینداروں اور کاشتکاروں کو حوالے کرنے کی خواہش مند تھی جو کاشتکاری کر کے ان بے دخل قبائلی لوگوں کو ان زمینداروں کے ہاں کام کرنا پڑا تھا۔ وہ زمین جو قبائلی لوگوں کو کاشت کے لیے دی گئی تھی اس کا انہیں حکومت کو بھاری لگان ادا کرنا پڑ رہا تھا۔ محصول کی ادائیگی کے لیے اکثر وہ ساہوکاروں سے قرض لیتے تھے قرض کی ادائیگی نہ ہونے پر آخر میں زلقنات ساہوکاروں کو بیچ دینی پڑتی تھیں۔ اس طرح ان کے پاس جو زمین تھی وہ بھی چلی گئی۔

اس دور میں قائم کئے گئے محکمۂ جنگلات کے سامنے جنگلات کا تحفظ کرنا اور نئے درختوں کو اگانے کا مقصد تھا۔ اس کے علاوہ جنگلات کی ترویج کی ذمہ داری بھی اس پر تھی تا کہ قدیم پختہ درختوں کو فروخت کر کے حکومت کے لیے مالیہ حاصل کیا جا سکے۔ محکمۂ جنگلات کے عہدیدار عموماً امیر اور دولت مند خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے اور قبائلی لوگوں کو جاہل اور خطرناک تصور کرتے ہوئے ان سے کسی قسم کی ہمدردی روا نہیں رکھتے تھے۔ ان افسروں نے بے سہارا قبائلی لوگوں کا استحصال کیا' ان کے ساتھ دھوکہ کرتے ہوئے انہیں مسلسل ہراساں کرتے تھے۔ جنگلات کے تحفظ کے نام پر 1920 کے دہے میں بڑے پیمانے پر قبائیلیوں کو جنگلات سے بے دخل کیا گیا۔ اور یہ مہمات 1940 تک جاری رہیں۔ اس سے قبائلی لوگوں کے لیے ایک ختم نہ ہونے والی عدم تحفظ کی فضا قائم ہوگئی۔

قبائلی لوگوں نے ابتداء ہی سے ان حالات کے خلاف جدو جہد کی اور بعض مقامات مثلاً شمال مشرقی علاقوں میں انہوں نے حکومت سے چند تحفظات حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

- گزشتہ دوسو برسوں کے دوران جنگلات کی زوال پذیری کے تمام وجوہات کی فہرست تیار کیجیے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پوڈو کاشت کاری کا طریقہ بھی اس کے لیے ذمہ دار تھا۔ اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔
- جنگلات کی حفاظت کے معاملے میں قبائلی لوگوں کی حفاظت اور محکمہ جنگلات کی حفاظت میں کیا فرق تھا؟
- آپ کے خیال مین حکومت کی طرف سے طلب کی گئی مالگزاری کو قبائلی لوگ ادا کرنے کے قابل کیوں نہیں تھے؟

آزادی کے وقت ہمارے قومی رہنما اس بات پر گفت وشنید کر رہے تھے کہ کیا یہ بہتر ہوگا کہ قبائلی لوگوں کو ان کے حال پر تنہا جنگلوں میں روایتی زندگی گزارنے کے لیے چھوڑ دیا جائے یا ان کو زراعت (Settled agriculture) جدید تعلیم اور صنعتی کام کی طرف راغب کیا جائے۔

- آپ کے خیال میں کونسا طریقہ بہتر ہوتا؟ اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے گفتگو کیجیے۔

SCERT TELANGANA

1988-90ء سے تبدیلی

1988 حکومت نے یہ محسوس کیا کہ قبائلی لوگوں میں اس وقت تک ترقی نہیں لائی جاسکتی جب تک انہیں جنگلات پر حقوق نہ دیے جائیں اور ان کے عملی کردار (Active role) کے بنا جنگلات کی حفاظت ناممکن ہے۔ 1988 میں (NFP) قومی جنگلاتی پالیسی نے اعلان کیا کہ سب سے پہلا مقصد قبائلی لوگوں کی شمولیت کو ہی جنگلات کی حفاظت دوبارہ پیداوار' اور ترقی کے عمل میں یقینی بنایا جائے' اور ساتھ ہی ساتھ جنگل میں اور جنگل کے اطراف رہنے والوں کو فائدہ مند روزگار مہیا کیا جائے گا۔

حکومت نے جنگلات کی تباہ شدہ زلقنات کے تحفظ اور ترقی کے لیے جنگلات کے قریب میں رہنے والے گاؤں کی کیمونٹیوں کو شامل کرنا چاہا۔ یہ بھی تجویز کیا گیا کہ گاؤں کے قبیلوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جنگلات کی پیداوار کو استعمال میں کرنے کا حق دیا جائے۔ اور جنگلات کی باز آبادکاری کے پروگرام میں عملی شمولیت کا حق دیا جائے۔ تباہ شدہ جنگلات کی بازآبادکاری اور ترقی میں جنگلات / گاؤں کے قبیلوں اور محکمۂ جنگلات کے درمیان عملی تعاون کی یہ شروعات تھی' اس طرح 1988ء میں ایک نئی پالیسی پر عمل شروع کیا گیا جس نے دھیرے دھیرے جنگلات کے مشترک انتظام (Joint Forest Management) کی راہ ہموار کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تباہ حال جنگلات کی افزائش کرنے اور درختوں کو اگانے کے کام میں محکمۂ جنگلات اور مقامی گروہ اشتراک کریں گے۔ اور ان مقامی گروہوں کو جنگلات سے گھاس اور دیگر معمولی قسم کی پیداوار کو استعمال کرنے کی اجازت دی گئی۔

تلنگانہ میں اس پروگرام کا نام بدل کر Community Forest Management (CFM) رکھا گیا۔ اس پروگرام کی وجہ سے محکمۂ جنگلات اور مقامی گروہوں کو قریب ہونے کا موقع ملا۔ لیکن اس کے ذریعے قبائلی لوگوں کو Podu کاشتکاری کو ترک کرنے پر مجبور کیا گیا تاکہ جنگلات کی ترقی ہو۔ اسی دوران جنگلی جانوروں کے تحفظ کی خاطر جنگلاتی علاقوں میں کئی ایک شیروں کے Santuries قائم کئے گئے۔

- CFM اور سماجی جنگلاتی پراجکٹ سے متعلق اپنے بڑوں سے ان کے تجربات کو معلوم کیجیے۔
- آپ کے خیال میں حکومت نے یہ کیوں سمجھا کہ قبائلی لوگوں کی ترقی میں جنگلات اہم نہیں ہوتے؟

حقوق جنگلات کا قانون 2006

قبائلی عوام ان زیادتیوں کے خلاف مسلسل لڑتے اور احتجاج کرتے آرہے تھے' ان کے مقصد کی حمایت میں کئی غیر سرکاری اداروں نے آواز اٹھائی جس کی وجہ سے جنگلات پر قبائلیوں کے حقوق کی تحریک ایک قومی تحریک بن گئی۔ طویل عرصے کے بحث و مباحثوں کے بعد 2006 میں پارلیمنٹ نے حقوق جنگلات کا قانون منظور کیا۔ پہلی بار یہ تسلیم کیا گیا کہ گذشتہ دوسو سال سے قبائلیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ جو جنگل میں زندگی گذارتے آرہے ہیں' صریح ناانصافی کی جاتی رہی ہے۔ اور جنگلات پر ان کے حقوق کو مسترد کیا جاتا رہا اور یہ بھی تسلیم کیا گیا کہ قبائلی لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے بغیر جنگلات کا تحفظ ناممکن امر ہے۔

اس قانون کی منظوری کی تین وجوہات بتائی گئیں۔

پہلی یہ کہ جنگلات کا تحفظ کرنا اور ساتھ ہی ساتھ جنگل کے باشندوں کے روزگار اور غذائی سلامتی کو یقینی بنانا۔

دوسرے یہ کہ نوآبادیاتی دور میں اور آزاد ہندوستان میں بھی قبائلی لوگوں کے آباء واجداد کی زمینوں پر ان کے حقوق کو جائز طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں جنگلات کے باشندوں کے ساتھ تاریخی ناانصافیاں کی جاتی رہیں۔ حالانکہ یہ لوگ جنگلات کی بقاو ترقی کے لیے لازمی عنصر ہیں۔

داخلوں پر پابندیاں ختم کی جائیں' اور ان لوگوں کے حقوق کا بھی تحفظ کیا جائے جو ریاستی ترقیاتی امور (ڈیموں کی تعمیر یا شیروں کی Santuries کے قیام) کی وجہ سے ان کے علاقوں سے جبراً ہٹائے گئے تھے۔

SCERT TELANGANA

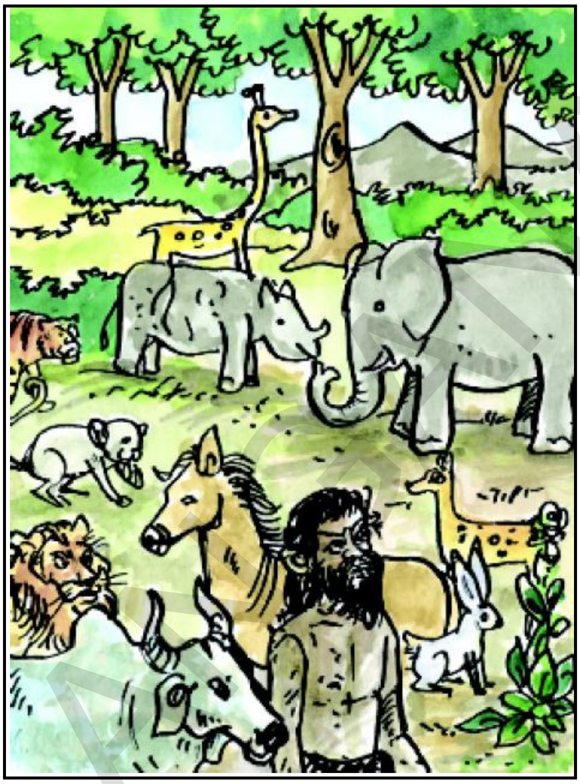

تصویر1: کسی زمانے میں انسان ہمارے درمیان رہتے بستے تھے۔

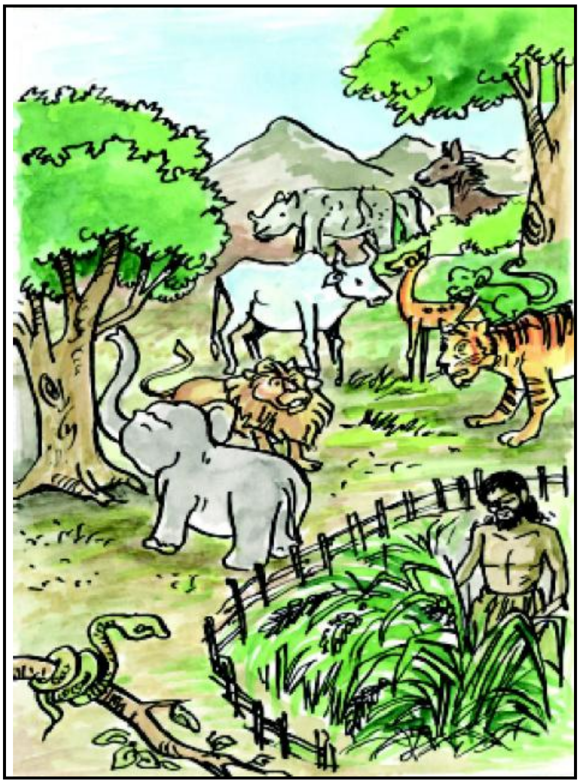

2. کچھ عرصے بعد انہوں نے ہمیں اپنے احاطے کے باہر کر دیا۔

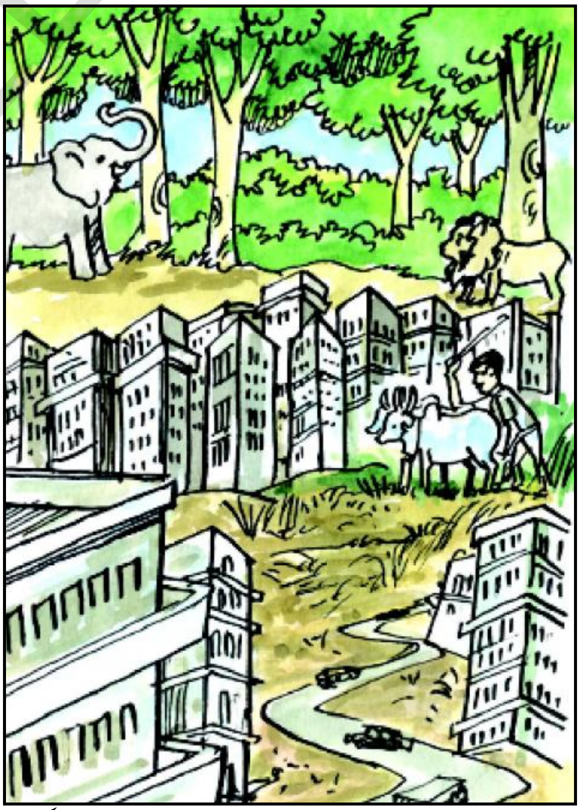

3. اس کے بعد انہوں نے شہر اور گاؤں بسانے شروع کیے اور آخر کار کسی جنگل کو کاٹے بنا نہ چھوڑا۔ اس کے باوجود کہتے ہیں ''محفوظ جنگلات''۔

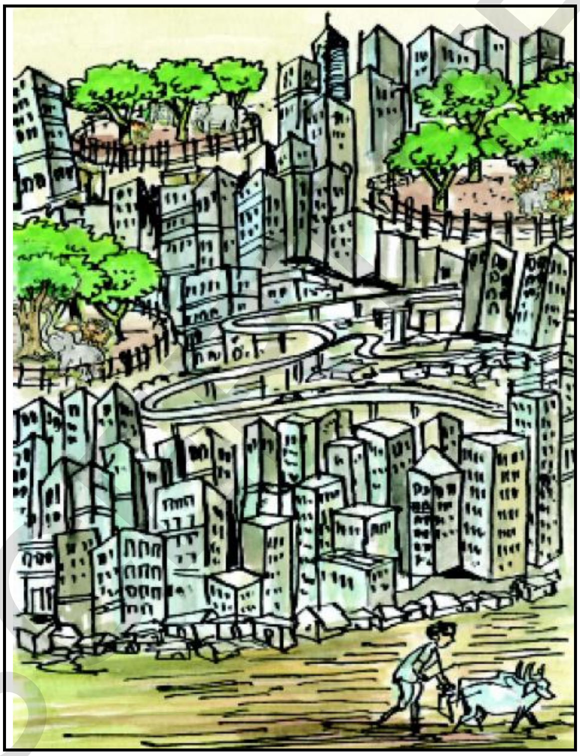

4. آپ کے خیال میں کیا جانور خود کو انسانوں سے محفوظ تصور کرتے ہیں؟ کیا آپ نے محفوظ جنگلات کے بارے میں سنا ہے؟

تیسری یہ کہ یہ ضروری ہوگیا کہ جنگلات کے باشندوں کو زمینوں (جنگلاتی) پرحق عطا کا جائے اور جنگلات میں ان کے یہ قانون جنگلات کے باسیوں (قبائل) اور جنگلات کے دیگر روایتی استفادہ کنندگان کو جنگلات پر حق عطا کرتا ہے اور ان کے زیر استعمال زلقنات پر ان کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔ اگر اس قانون کو مناسب انداز میں نافذ کیا جائے تو قبائلی لوگوں کے ساتھ نسلوں سے کی جانے والی زیادتیوں کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔

- آپ کے خیال میں قبائلی عوام کے ساتھ 200 برسوں سے کی جانے والی ناانصافیوں کا تدارک کیسے ہوسکتا ہے؟

بہت سے لوگوں کے جو جنگلات کی حفاظت کے کام سے وابستہ تھے یہ اندیشہ ہوا کہ یہ قانون جنگلات کی مزید بربادی کا باعث ہوگا۔ کیونکہ لوگ جنگلات کو روایتی گھریلو مقاصد کے بجائے تجارتی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے بجائے ان کا خیال تھا کہ قبائلی لوگوں کو جو روایتی طور پر جنگلات کی حفاظت کرتے آرہے ہیں جنگلات کا محافظ بنادیا جائے تو ہم جنگلات کی بہتر حفاظت کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔

- جماعت میں یہ بحث کیجیے کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قبائلی لوگوں کے ساتھ کی گئی زیادتیوں کا ازالہ کرنے کے لیے یہ طریقہ صحیح تھا؟ جنگلات کے تحفظ میں یہ کس حد تک مددگار ہوگا؟ اس کے لیے مزید دوسرے قدم کیا اٹھانے ہوں گے؟

اپنے استاذ کی مدد سے حقوق جنگلات کے قانون کی مراعات کو سمجھنے کی کوشش کیجیے

a. جنگلات میں رہنے والے قبائل (Scheduled Trible) یا دیگر روایتی باشندوں کے گروہ یا رکن کو روزگار کے حصول کی خاطر خود کاشت کرنے کے لیے یا انفرادی اور اجتماعی طور پر بود و باش اختیار کرنے کے لیے جنگلات میں رہنے اور زندگی گذارنے کا حق۔

b. کمیونٹی کے حقوق...... (جیسے لکڑی جلانے کا روایتی حق، مویشیوں کو چروانا وغیرہ)

c. حق ملکیت: جنگلات کی معمولی پیداوار کو جمع کرنے استعمال کرنے اور بیچنے کا حق جو روایتی طریقوں سے جنگل کے حدود کے اندر یا باہر جمع کی جاتی رہی ہے۔

d. دوسرے قبائلی حقوق جیسے مچھلیوں کا استعمال، پانی کے ذرائع سے ملنے والی دوسری پیداوار مویشی چرانا وغیرہ.......

e. قدیم قبائلی گروپ اور قدیم زراعتی قبیلوں کے لیے رہنے بسنے کے بشمول قبیلے کی حق لگان داری۔

f. کسی ریاستی حکومت، مقامی ارباب مجاز کے ذریعے جاری کردہ پٹوں یا جنگلات کی دی گئی امداد یا لیز کو تبدیل کرنے کا حق۔

g. جنگلات کے سارے دیہاتوں، پرانی آبادیوں کی تبدیلی اور قیام کے حقوق۔

h. کسی قبیلے کے جنگلاتی وسائل کا تحفظ، دوبارہ پیداوار یا تبدیل کرنے کا حق۔

i. حیاتیاتی تنوع تک رسائی کا حق، قبیلے کا Intellectual property کا حق اور رسمی علم جو حیاتیاتی تنوع اور ثقافتی تنوع سے متعلق ہو۔

SCERT TELANGANA

کلیدی الفاظ

.1 شجرکاری	.2 جنگلات کی کٹائی	.3 جنگلات کا انتظامیہ
.4 حقوق جنگلات کا قانون	.5 محفوظ جنگلات (Reserve Forests)	

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

.1 کیا آپ حسب ذیل بیانات سے متفق ہیں؟ اپنی تائید یا مخالفت کے اسباب بیان کیجیے (AS1)

- جنگلات کے تحفظ کے لیے خانگی جائدان کا تصور اہم ہے۔
- تمام جنگلات کو انسانوں سے تحفظ فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔
- صدیوں کے گذرتے زمین پر بسنے والے انسانوں نے اپنے روزگار کے لیے جنگلات پر انحصار کو کم کردیا ہے۔

.2 ایک جدول کے ذریعے بتائیے کہ صدیوں سے چلے آرہے جنگلات کے استعمال میں جو تبدیلیاں رونما ہوئیں' شائد آپ کو اس کے لیے پچھلے جماعتوں کے نصابی کتابوں کو دیکھنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ (AS3)

واقعات	قبائلی عوام کو متاثر کرنیوالی تبدیلیاں	جنگلات پر اثر
زراعت کا وجود میں آنا		
نوآبادیاتی حکمرانوں کی آمد		
سرکاری ضوابط		

.3 اوپر دی گئی عبارت یا جنگلات کے بارے میں آپ کی جو معلومات ہیں اس کی اساس پر آپ کی رہائش سے قریب جو جنگلات ہیں حسب ذیل عوامل میں ان کا تقابل خود کی دستیاب معلومات سے کیجیے۔ (AS4)

درختوں کی گنجائیت	پائے جانے والے درخت	درختوں کی خاص خصوصیات

.4 تلنگانہ کے نقشہ کو دیکھ کر بتائیے کہ کونسا ضلع یا اضلاع جنگلات سے زیادہ گھرے ہوئے ہیں؟ (AS5)

.5 اسکول کے چند طلباء Vanamahothsavam پروگرام میں حصہ لے کر کچھ پودے لگائے۔ اس پر آپ کا کیا ردعمل ظاہر کریں گے؟

.6 تلنگانہ کے جنگلات کے عنوان کے تحت پیراگراف پڑھ کر اس سوال کا جواب دیجیے۔ (AS2)

''ہماری ریاست میں جنگلات کے رقبے میں اضافہ کے لیے آپ کیا تجاویز پیش کرتے ہیں؟''

.7 سدابہار جنگلات اور پت جھڑ کے جنگلات میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟ (AS1)

.8 صفحہ (59) کی تصاویر کا بغور مشاہدہ کرتے ہوئے ان پر تبصرہ کیجیے؟ (AS2)

SCERT TELANGANA

باب 6

معدنیات اورکان کنی

ہمارے گھروں میں موجودمعدنیات

اگر اپنے گھر میں نظر دوڑائیں گے تو دیکھیں گے کہ آپ کے مکان کی دیواریں مٹی سے یا مٹی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہوتی ہیں ۔ جسے ریت اور سمنٹ سے جوڑا گیا اور چونے سے اس کی آہک پاشی کی گئی ہے۔فرش کڑپہ کے پتھروں کا ہوسکتا ہے ۔ گرینائٹ سے بنے ستون اور بیم ہوں گے ۔ ان میں سے اکثر زمین سے حاصل ہونے والی معدنیات ہیں یعنی مٹی، ریت، کڑپہ کے پتھر، گرینائیٹ وغیرہ۔اپنے مکان میں مزید نظر دوڑائیں گے تو آپ کوکوئی ایسی اشیاءملیں گی جودھاتوں جیسےلوہا، تانبہ،سیسہ،المونیم وغیرہ سے بنی ہوں گی ۔ آپ سونے یا چاندی کے زیورات پہنتے ہوں گے ۔ یہ دھاتیں بھی درحقیقت معدنیات ہیں جو قدرتی کچدھاتوں سے حاصل کی جاتی یا کشید کی جاتی ہیں ۔ ہم پٹرول، ڈیزل اور کیروسین (مٹی کا تیل) جیسے ایندھن استعمال کرتے ہیں ۔ان کوبھی معدنی تیل یا خام تیل سے کشید کرکے حاصل کیا جاتا ہے ۔ایندھن کی دوسری شکلیں مثلاً کوئلہ اورگیس بھی معدنیات کی قسمیں ہیں ۔ زیرزمین پانی جسے ہم کنووں اور ٹیوب ویلوں کے ذریعے حاصل کرتے ہیں یہ بھی دراصل معدن ہے۔بالفاظ دیگرتقریباً ہروہ چیز جسے ہم قدرتی طور پر زمین کی تہوں کے اندر سے حاصل کرتے ہیں(اورجوپودوں یاجانوروں کی شکل میں نہ ہو)معدن ہے۔

قابل تجدیداورناقابل تجدیدوسائل

ماہرین ماحولیات نے وسائل کو دواقسام میں درجہ بندکیا ہے۔قابل تجدید وسائل اور ناقابل تجدید وسائل ۔ قابل تجدید وسائل وہ ہیں جن کی تجدید کی جاسکتی یا جنہیں دوبارہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔مثلاًلکڑی۔اگرہم کسی درخت کوکاٹیں تو یہ توقع کرسکتے ہیں کہ وہ چندسالوں میں دوبارہ لکڑی پیدا کرے گا۔البتہ اگرہم کسی پتھر کے ٹیلے یا پہاڑی کو کاٹ کرگرینائیٹ حاصل کرتے ہیں اورانہیں فروخت کردیتے ہیں تو کیا ہم کسی ٹیلے یا پہاڑی کو دوبارہ اگا سکتے ہیں یا وجود میں لاسکتے ہیں؟ ایسے وسائل کو چونکہ دوبارہ اگایا یا پیدا نہیں کیا جاسکتا' انہیں ناقابل تجدیدوسائل یا ختم ہوجانے والے وسائل کہاجاتا ہے۔اکثرمعدنیات ناقابل تجدیدہوتی ہیں۔اگرہم ان کا مسلسل استعمال کریں گے تو ایک دن ایسے مرحلے پر پہونچ جائیں گے کہ وہ معدنیات مزید باقی نہیں رہیں گی ۔ مثال کے طور پر سونے کو لیجیے ۔ یہ گہری گہری کانوں میں نہایت قلیل مقدار میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان کی واحدسونے کی کان''کولارسونے کی کان'' کو بند کردینے کی نوبت آگئی ہے ۔اس طرح کوئلہ اور پٹرول ہیں۔ان کے ذخائرمحدودمقدارمیں زمین میں پائے جاتے ہیں۔اگرہم ان کوختم کردیں تو وہ باقی نہیں رہیں گے۔انہیں توانائی کے ناقابل تجدیدوسائل کہاجاتا ہے۔

- کیاتم ایسی دنیا کا تصورکرسکتے ہوجس میں موٹر یا ریل گاڑیاں نہیں چلائی جاسکتی ہوں۔
- کیاتم چندایسی معدنیات کے بارے میں سوچ سکتے ہو جن کی خود بہ خودتجدیدہوتی ہواورہم ان کے بڑھاوے میں مددکرسکتے ہوں۔
- کیاتم توانائی کےایسےوسائل کے بارے میں سوچ سکتے ہوجو ہمارےاستعمال سے نہ گھٹتے ہوں' اور ہمارے کچھ نہ کرنے پر بھی اس کی تجدیدہوتی رہتی ہو؟

SCERT TELANGANA

- مندرجہ ذیل قدرتی چیزوں کی قابل تجدید اور نا قابل تجدید میں درجہ بندی کیجیے جو معدنیات ہیں ان کے آگے (✓) کا نشان لگائیے اور جو غیر معدنیات ہیں ان کے آگے (×) کا نشان لگائیے۔

بمبو، کوئلہ، سمندری پانی، کیچڑ، چونٹیاں، ریت، لوہے کی کچ دھات، ہیرے، درخت، پٹرولیم، گھاس، ہوا، سنگ مرمر، مچھلیاں، کنویں کا پانی، سورج کی روشنی۔

قابل تجدید وسائل	نا قابل تجدید وسائل	معدنیات
1. بمبو		×
2.	کوئلہ	✓
3.		
4.		

- کیا تم حسب ذیل معدنیات کو دھاتوں، غیر دھاتوں، توانائی کے ذرائع میں درجہ بندی کر سکتے ہو؟ لوہے کی کچ دھات، باکسائٹ (المونیم کی کچ دھات) کوئلہ، تانبہ کی کچ دھات، چونے کا پتھر، جپسم، ابرق، زیر زمین پانی، پٹرول، Rock salt، ریت، Gem-stone۔

دھاتی	غیر دھاتی	ذریعہ توانائی
لوہے کی کچ دھات		

کچھ اہم معدنیات اور ان کا استعمال

آپ کو پہلے سے کچھ معدنیات جیسے لوہے کی کچ دھات، ریت، پٹرولیم، چونے کے پتھر، کوئلہ وغیرہ کے استعمال کے بارے میں معلوم ہوگا۔ جدید صنعتوں میں ہم کئی قسم کی معدنیات کا استعمال کرتے ہیں اس طرح یہ معدنیات ہماری زندگیوں میں بہت اہم بن گئیں ہیں۔ یہاں بعض اہم معدنیات کے استعمالات دیئے جا رہے ہیں۔ مزید معلومات کے لیے آپ اپنی لائبریری سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اور انٹرنیٹ پر بھی ان کے بارے میں مواد تلاش کر سکتے ہیں۔

لوہے کی کچ دھات: ہماری ریاست میں ہیماٹائیٹ، اور میگینٹ لوہا کی کچ دھات پائے جاتے ہیں۔

ابرک: یہ ایک چمکدار معدن ہے اور زیادہ تر الکٹرانیکل اور الیکٹرانک صنعتوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کی کئی خصوصیات ہیں جو اسے فائدہ مند بناتی ہیں۔ یہ باریک پرتوں میں دستیاب ہوتی ہے۔ برقی اور حرارت کی غیر موصل ہوتی ہے۔

چونے کا پتھر: اس کا استعمال کاربائیٹ، لوہا اور اسٹیل Sodash کیمیائی شکر، کاغذ کھاد اور گلاس میں کیا جاتا ہے۔

گرینائٹ: اس کا استعمال کٹائی اور پالش، آرائشی تختیوں، یادگاروں کی تعمیر اور فرشی تختیوں کی صنعت میں کیا جاتا ہے۔

میگنیز: اس کا استعمال پوٹاشیم پرمینگنیٹ، لوہے کی مرکب دھات، فولاد اور اسٹیل، بیڑی، کیمیکل، سرامک (چینی مٹی) اور کانچ کی صنعت میں کیا جاتا ہے۔

اسبسطاس: یہ ایک گرمی کی مدافعتی معدن ہے، جو زیادہ تر صنعتوں اور گھروں کی چھتوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ ان لوگوں کی صحت کے لیے بہت مضر ہے جو اس پر کام کرتے ہیں، اور اس کے استعمال پر ساری دنیا میں پابندی لگائی جا رہی ہے۔

Barytes: یہ کچ دھاتوں کا ایک گروپ ہے جس سے ایک عنصر بیریم نکالا جاتا ہے بیریم صنعتوں اور طبی مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے، بیرائٹ، پٹرولیم اور قدرتی گیس کے لیے گہرے سوراخوں کے کھودنے (Drilling) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

Feldspar: یہ شیشہ اور مٹی کی اشیاء (جیسے واش بیسن وغیرہ) کی تیاری میں استعمال ہونے والا ایک خام مال ہے۔

باکسائیٹ: المونیم باکسائیٹ کی کچ دھات سے نکالا جاتا ہے، المونیم کم وزن دھات ہونے کی وجہ سے ہمارے دور کی اہم معدن بن گئی ہے یہ ہوائی جہاز، برتن بنانے میں استعمال ہوتی ہے۔ برقی تار وغیرہ اور زیادہ تر غذائی اشیاء کی پیا کنگ میں استعمال ہوتی ہے۔

SCERT TELANGANA

تلنگانہ کے معدنی وسائل

ہماری ریاست کی مختلف اراضیات کی تہہ ہمہ اقسام کی معدنیات سے وسیع پیمانے پر مالا مال ہے اور یہ مخصوص صنعتوں کے لئے موزوں بھی ہیں۔ریاست تلنگانہ ہمہ اقسام کی معدنیات بالخصوص کوئلہ،لوہا کچ دھات،چونے کے پتھر،ڈولامائیٹ،میگنیز ،کوارٹرز ،فیلڈ سپیر،چکنی مٹی ،بیرائیٹ ،یورانیم ،سیاہ اور رنگین گرانائیٹ اور سنگ مرمر کا مخزن ہے۔

ہماری ریاست میں بیارم محفوظ جنگلات میں اوسط درجے کی لوہے کی کچ دھات اور ضلع محبوب آباد میں واقع فلوٹ لوہا کے ذخائر سرکاری اور پٹہ زلقنات میں پھیلے ہوئے ہیں۔کم درجے کے لوہے کے کچ دھات کے ذخائر اضلاع پداپلی اور منچریال میں پھیلے ہوئے ہیں۔وسیع پیمانے پر چونے کے پتھر کے ذخائر کی کان کنی نلگنڈہ، وقارہ آباد، پداپلی اور منچریال اضلاع کی سمنٹ صنعتوں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

بھورے گرانائیٹ کے ذخائر کریم نگر میں پائے جاتے ہیں اور یہ منفرد ہیں اور انھیں خانگی شعبہ وسیع پیمانے پر برآمد کرتا ہے۔اکثر سرخ اور بھورے سنگ مرمر کی بنیاد پر ان کی برآمد چین اور جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کو کی جاتی ہے۔

تانڈور کے نیلے پتھر (شاہ آباد پتھر) جو جنوبی ہندوستان میں فرش بچھانے کے لئے مشہور ہیں۔ضلع وقار آباد میں پائے جاتے ہیں۔تقریباً 11 ملین ٹن یورانیم ذخائر نلگنڈہ کے دیہاتوں لامبا پور، پولی چرلا، نما پورم اور یلا پورم میں پائے جاتے ہیں۔

جنوبی ہندوستان میں تلنگانہ واحد ریاست ہے جہاں پر وسیع پیمانے پر کوئلہ کے کثیر ذخائر پائے جاتے ہیں اور اس کی کان کنی عوامی شعبہ کی سنگارینی کالوریز کمپنی لمیٹیڈ کرتی ہے۔

تلنگانہ کے معدنی نقشہ کو دیکھیے اور اس جدول کو پر کیجیے۔

ضلع	معدنیات

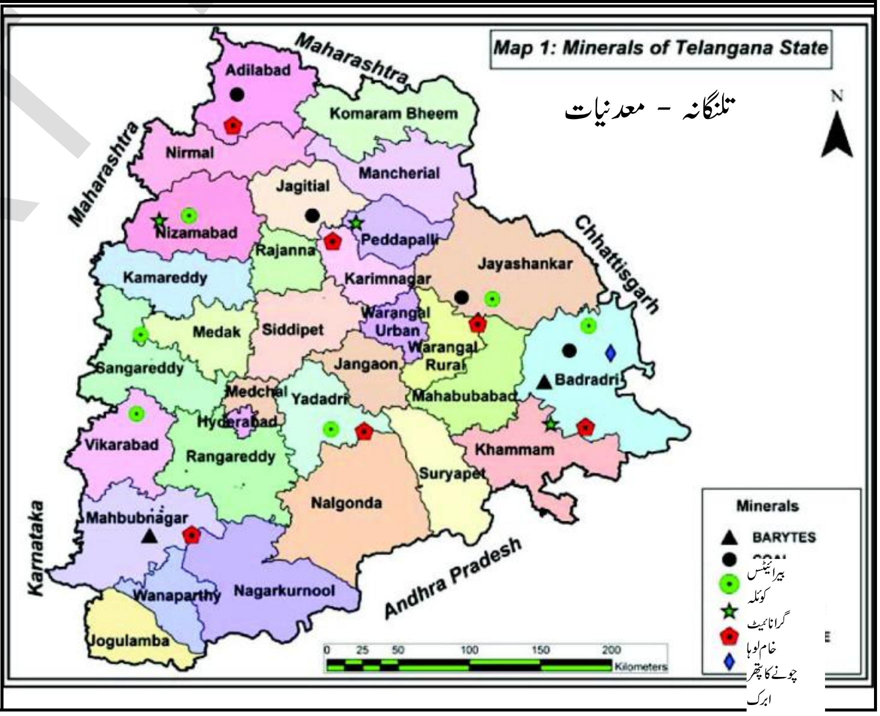

معدنیات کی کان کنی

معدنیات کو استعمال میں لانے کے لیے ہم کان کنی یعنی زمین کھود کر حاصل کرتے ہیں' کان کنی کے کئی طریقے ہیں ہم ایک بڑا گڑھا کھودتے ہیں اور معدنیات نکالتے رہتے ہیں۔ ہم گرانائیٹ اور بیرائٹ کو دھماکے سے حاصل کرتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

اسے ''اوپری تہہ کی کان کنی (Open cast mining) ''
کہتے ہیں۔ ہم زمین کی گہرائی میں پائے جانے والے معدنیات کو نکالنے کے لیے زیر زمین سرنگ بنا سکتے ہیں۔ اسے زیر زمین کان کنی کہتے ہیں۔ ہم معدنی پانی (Mineral water) کو حاصل کرنے کے لیے کنواں یا بورویل کھودتے ہیں' قدرتی گیس اور خام تیل حاصل کرنے کے لیے ہم گہرے بورویل کھودتے ہیں' کئی مقامات پر یہ عمل سمندر کی تہہ میں سوراخ کر کے کیا جاتا ہے جیسے ممبئی کے قریب بامبے ہائی میں۔

زیادہ تر کان کنی کے عمل سے زمین کے سطح میں خلل پڑتا ہے اس کا مطلب جنگلات کی کٹائی' رہائشی علاقوں اور کھیتوں کی تباہی' بڑے گڑھے یا ٹیلے بنانا۔ کانوں میں معدنیات کو دھونے کے لیے کثیر مقدار میں پانی کی ضرورت ہوتی ہے' جس کے نتیجے میں قریبی ندیاں اور پانی کے ذرائع آلودہ ہوجاتے ہیں۔ اس کا مطلب عام طور پر زمین کے سابقہ استعمال کو جاری نہیں رکھ سکتے اور کسانوں یا قبائلی لوگوں کو زمین چھوڑنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ قرب و جوار میں رہتے ہیں انہیں کان کنی کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے' لیکن ساتھ ہی ساتھ کان کنی سے کئی لوگوں کو روزگار فراہم ہوتا ہے' اور اطراف واکناف میں نئے گاؤں اور شہر بسنے لگتے ہیں۔ اس ہندوستان میں تقریباً ایک ملین اور آندھرا پردیش میں ایک لاکھ لوگوں کو روزگار کا سامان مہیا ہوتا ہے۔ کان کنوں کا کام بہت خطرناک بھی ہوتا ہے۔ سانس لینے میں زہریلے مادوں کی وجہ سے طویل مدت تک صحت خراب رہنے کے علاوہ مسلسل حادثات کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔

شکل 6.2: Granite Quary

- حسب ذیل تصاویر کو دیکھیے اور اندازہ کیجیے کہ ان کانوں میں کونسی ''اوپری تہہ والی کان (Open cast mine)'' ''زیر زمین کان' تیل کے لیے' گہرے سوراخ والی کان ہے (تصویر: 6.1' 6.2' 6.3)۔
- اگر آپ کے علاقے میں کسی قسم کی کان کنی ہو رہی ہو تو ان لوگوں کے بارے میں معلوم کیجیے جو وہاں کام کرتے ہیں اور وہاں رہتے ہیں۔ اور کان کنی وہاں کے ماحول پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم کیجیے کہ کتنے لوگ اس سے مستفید ہو رہے ہیں؟

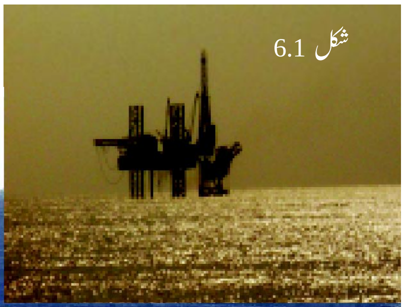

شکل 6.1

شکل 6.2

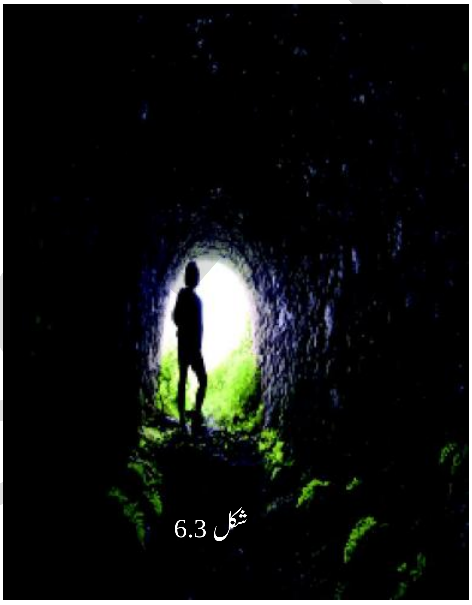

شکل 6.3

SCERT TELANGANA

معدنیات کس کی ملکیت ہیں؟

معدنیات اکثر زمین کی گہرائی میں پائی جاتی ہے اور وہ کسی ایک مخصوص فرد کی ملکیت نہیں ہوتیں بلکہ ملک میں بسنے والے تمام شہریوں کی ملکیت ہے اوران کا استعمال سب کے مفاد کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس لیے تمام قومی معدنیات حکومت کی ملکیت ہوتی ہے اور حکومت اس کا استعمال ملک کے لوگوں کے مفاد کو ذہن میں رکھ کر کرتی ہے۔

- حکومت معدنیات کا استعمال کس طرح کرتی ہے؟

آزادی کے وقت زیادہ تر کانیں خانگی لوگوں یا کمپنیوں کی ملکیت تھی ان کی دلچسپی صرف قلیل وقفہ میں زیادہ سے زیادہ معدنیات کا حصول تھا انہیں کانوں کی ترقی اور مزدوروں کے تحفظ کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ 1970 ء کے دہے میں حکومت نے تمام کانوں کو اپنی ملکیت میں لے کر خود چلایا اور معدنیات کو مختلف کارخانوں یا تاجروں کو فروخت کیا یا پھر اس سے برآمد کیا۔ اس طرح حکومت کانوں کے پھیلاؤ پر کنٹرول کے قابل ہوگئی۔ معدنیات کے کثیر استعمال میں کمی ہوئی اور مزدوروں کے استحصال اور ایسے طریقے جو کہ مزدوروں کے لیے ضرررساں ہو پر قابو پالیا گیا۔ اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا کہ اہم معدنیات جیسے ایندھن، قیمتی دھاتیں وغیرہ عوام کے استفادہ کے لیے کان کنی کی گئی نہ کہ خانگی کمپنیوں کو دی گئیں جو صرف اپنا منافع کمانے پر توجہ مرکوز کرتے تھے۔ جب کہ حکومت اس قابل نہیں تھی کہ زیادہ، جدید اور ترقی یافتہ ٹکنالوجی لائے جو زیرزمین موجود معدنیات کو معلوم اور اس کا سروے کرسکے۔

اس طرح معدنیات کی پیداوار جامد ہوگئی، اس لیے حکومت نے یہ محسوس کیا اور ضروری سمجھا کہ خانگی کمپنیوں کو حکومت کے کنٹرول میں دیتے ہوئے قواعد کے مطابق کان کنی کی جائے اور معدنیات کو فروخت کرنے کی اجازت دی جائے۔ 1993ء میں ایک نئی معدنی قومی پالیسی کا اعلان کیا جس کی رو، سے کمپنیوں کو کانیں لیز پر دی جانے لگیں۔ کمپنیوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ جو بھی معدنیات کی کان کانی اور فروخت کرے اس کے عوض حکومت کو معاوضہ (Royalty) ادا کرے۔ اس طرح سے حکومت کا کانوں پر دوبارہ کنٹرول قائم ہوا، کانوں سے آمدنی حاصل ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ خانگی کمپنیوں کو سرمایہ کاری کرنے اور نئی ٹکنالوجی کو متعارف کرنے کی ہمت افزائی کی گئی۔ حکومت نے جوہری توانائی سے متعلق مکمل کنٹرول اپنے پاس برقرار رکھا۔

نتیجتاً اس پالیسی سے اندرون 20 سال حیرت انگیز تبدیلی آئی۔ کانوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ معدنیات کی کان کنی ہوئی اور معدنی شعبہ میں روزگار کے مواقع کھلے۔

دوسری جانب خانگی کمپنیوں نے دی گئی اجازت سے کئی گنا زیادہ آزادانہ کان کنی کی جس سے سلامتی اور ماحول کو خطرہ لاحق ہوا۔ ضرورت سے زیادہ کان کنی کا مطلب زیادہ مقدار میں کان کنی کرنا۔ کمپنیاں حکومت کو بغیر کسی معاوضہ (Royalty) ادا کیے معدنیات حاصل کرلیے اس طرح حقیقت میں معدنیات جن کی ملکیت تھیں انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوا یہ ماحولیات کے لیے بھی بہت مضر ثابت ہوا۔ مثلاً اگر ندی کی تہہ سے زیادہ سے زیادہ ریت نکالی گئی تو اس سے ندی کے بہاؤ پر اثر ہوگا اور جلد سوکھ جائے گی اسی طرح نئے کان کی کمپنیاں زیرزمین کان کنی کرنا نہیں چاہتی کیونکہ اس میں پیسہ زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ بجائے اس کے اوپری تہہ سے شروع ہونے والی کان کنی کو ترجیح دیتی ہیں۔ یہ دوسری کان کنی کی بہ نسبت سستا عمل ہے۔ جب تک کان کی کھدائی کے گڑھے، نکلی ہوئی مٹی کے ٹیلے صحیح طور پر ہٹائے نہیں جاتے تب تک یہ ایک سنجیدہ ماحولیاتی مسئلہ ندیوں کی کثافت جیسا پیدا کرتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

- خانگی کمپنیوں کو ہماری معدنیات کے کان کنی کی اجازت دینے سے کیا نفع ونقصان ہوگا؟ آپ کا کیا خیال ہے وہ کیسے باقاعدہ بنایا جاسکتا ہے۔ آپ کے خیال میں ماحولیات کے تکلف سے آپ کا جو سروکار ہے اس کا کیسے خیال رکھا جاسکتا ہے۔
- اگر ملک کے سارے لوگ معدنی وسائل کے مالک ہوں تو ہم کیسے یقین کرسکتے ہیں کہ یہ سب کے فائدے کے لیے استعمال ہوں گے۔
- آپ کے خیال میں آنی والی نسلیں، ہمارے بچے اور پوتے بھی یہ وسائل استعمال کرنے کے قابل بنیں گے ہم کیسے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ تب تک یہ دستیاب رہیں گے اور ختم نہ ہوں گے۔

سنگارینی کوئلے کے ذخائر (SCCL)

ریاست کے چھ اضلاع پداپلی، منچریال، بھدرادری، عادل آباد، جگتیال اور جے شنکر میں کوئلے کے بڑے ذخائر موجود ہیں۔ یہ کوئلے کی کانیں سنگارینی کالیریز کمپنی لمیٹڈ (SCCL) ابتداء میں یہ کمپنی 1886ء میں ایک خانگی برطانوی معدنی کمپنی کے ذریعہ قائم کی گئی تھی بعد میں 1920 میں حیدرآباد کے نظام نے اسے خرید لیا پھر آزادی کے بعد حکومت ہند نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ آج SCCL حکومت ہند اور حکومت تلنگانہ کی مشترکہ ملکیت ہے۔ فی الحال SCCL تلنگانہ کے 6 اضلاع میں پندرہ اوپری تہہ سے شروع ہونے والی کان کنی اور 35 زیرزمین کان کنی چلا رہی ہے جس سے 65,000 لوگوں کو روزگار مل رہا ہے۔ (2015) ہمارے دو اساتذہ نے مشہور سنگارینی کوئلے کے ذخائر کا دورہ کیا۔

ہم لوگ حیدرآباد بس اسٹانڈ اکتہ گوڑم کے لیے بس میں سوار ہوئے، کتہ گوڑم پہنچنے کے بعد ہم SCCL کے دفتر پر گئے اور کانیں دیکھنے کی اجازت حاصل کیے اس کے بعد کوتہ گوڑم سے سفر کرتے 40 کلومیٹر دور Yellomdu گئے۔ یہاں پھر ہم SCCL کے دفتر پر گئے اور نیچے No.21 Incline کے لیے اجازت حاصل کیے۔

شکل 6.4: 21 Incline کان کنی کا باب الداخلہ

اس کے بعد ہم لوگ ایک لوہے کے پل کو پار کرکے ریلوے لائن کی طرف گئے جس پر ایک مال گاڑی کھڑی تھی، ہم لوگ کان کے داخلہ پر گئے جہاں حفاظتی عملے کے عہدیدار (Security officer) نے ہمارا استقبال کیا۔ افسر نے بتایا کہ کوئلہ زیرزمین موٹی پرتوں میں پایا جاتا ہے۔ اگر زمین کے لیول سے پہلی تہہ کو کھودا جائے تو پہلے تھوڑی مٹی اس کے بعد پتھر اور پانی رہتا ہے۔ اگر ہم اسی طرح گہرائی تک 200 تا 300 فٹ کھودے جائیں تو ہم کوئلہ کی تہہ تک پہنچتے ہیں۔ ایک علاقہ میں کوئلہ کی کئی تہہ پتھر اور کھلی مٹی کو جدا کرتی ہوئی موجود رہتی ہیں۔

SCERT TELANGANA

خطرہ اوراحتیاطی تدابیر

حفاظتی عہدیدار نے ہمیں یہ بھی سمجھایا کہ نیچے جانا ہمیشہ پُر خطر ہوتا ہے کیونکہ حادثات رونما ہونے کا خدشہ ہوتا ہے سرنگ دھنس سکتی ہے علاقہ زیرآب ہوسکتا ہے یا پھر وآگ لگ سکتی ہے۔ اورزہریلی گیسوں کی وجہہ سے دم گھٹ سکتا ہے۔اس نے یہ بھی بتایا کہ کانوں کے انتظامیہ نے ایک وسیع حفاظتی انتظام کیا ہے جس سے اس طرح کے حادثات کی روک تھام ہوسکتی ہے۔اور ہم بھی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا چاہیے۔اس نے یہ بھی بتایا کہ اس طرح کے حادثات کا سامنا حفاظتی کٹ (Safety kit) سے کس طرح کیا جاتا ہے۔ہم لوگوں نے حفاظتی کٹ پہن کر نیچے جانے کے لیے تیار ہوں گئے۔ ہم نے آن لائن رجسٹریشن کے لیے Master point پر رجسٹریشن کے لیے رپورٹ کی۔

- کیاتم ان اوزاروں کے نام بتا سکتے ہو؟
- چھڑی کا کیا استعمال ہے؟

شکل 6.5 کان کنیوں کا حفاظتی کٹ

- ہلمٹ پر لائٹ کیوں ہوتی ہے؟
- کیاتم تصویر میں شمع (Lamp) کی شناخت کرسکتے ہو، اوراس کا استعمال کیا ہے؟

اب ہم کان کے داخلہ پر پہنچ گئے، دراصل یہ ایک لفٹ ہے جولوگوں کوکان کے اندر اور باہر لیجاتی ہے۔ہم دونوں، حفاظتی مینجر اور تین کان کن لفٹ میں داخل ہوئے ۔ لفٹ کے انچارج نے سائیڈس بند کردیے اور زیر زمین لفٹ آپریٹر کو اپنا کوڈ استعمال کرتے ہوئے گھنٹی بجا کر ایک سگنل دیا۔

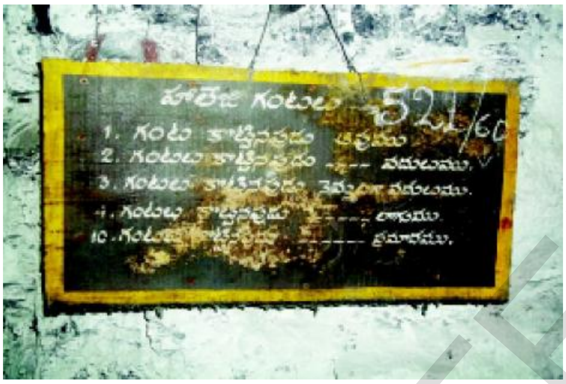

شکل 6.6: بیل کوڈ بورڈ

کانوں کے اندرونی حصہ میں

ہماری لفٹ سطح زمین سے 500 فٹ نیچے گئی۔ایسا لگ رہا تھا جیسے کنویں کے اندر جارہی ہے۔ جیسے ہی لفٹ تیزی سے نیچے اتر رہی تھی ہم خوف سے گھبرا گئے اور ہم کہیں سے پانی گرنے کی آواز سنی، حفاظتی عہدہ دار جو ہمارے ساتھ تھا اس نے بتایا کہ ''یہ زیرزمین پانی ہے'' تم جانتے ہو جب ہم زمین کھودتے ہیں تو ہم پانی پاتے ہیں۔ہمیں اس پانی کو پمپ کے ذریعے باہر نکالتے ہیں ورنہ یہ ہماری کان کے سرنگ کو

SCERT TELANGANA

بہالے گا۔ سارے پانی کا رخ ایک پل کی طرف کرتے ہیں جہاں سے یہ پانی نکالا جاتا ہے۔اس نے مزید یہ بھی بتایا کہ کمپنی کا اپنا ایک پراجکٹ اور منصوبہ جاتی ونگ ہے جو اس کے سارے پہلوؤں کا خاکہ بناتا ہے۔لفٹ رک گئی اور ہم کان کے ایک تنگ سرنگ میں داخل ہوئے جسے Shaft (کان کے اندر ایسی جگہ جہاں دھوئیں سے بچا جاسکتا ہے) کہتے ہیں ۔ جیسے ہی ہم آگے بڑھے ہم نے برقی قطاریں دیکھیں جہاں پائپ کے ذریعے پانی لے جایا جارہا تھا اور زمین پر ایک تنگ ریلوے لائنس تھی جس کے ذریعے کان کنی کیا ہوا کوئلہ ویاگن کے ذریعے لفٹ تک پہنچایا جاتا تھا اور یہ لفٹ سطح زمین تک جاتی تھی۔ ہماری رہبر (Guide) نے بتایا کہ ہم لوگ دراصل کوئلہ کی تہہ (کوئلہ کی پرت) پر چل رہے ہیں۔ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اوپر نیچے اور دونوں جانب کان کنی کی دیواریں چمک دار نہیں بلکہ سیاہ ہیں۔ رہبر (Guide) نے بتایا کہ ان دیواروں کو کوئلہ کی سستی (گراوٹ) اور تکسید سے بچانے اور روشنی کے عکس کو بڑھانے کے لیے Dolomite (ایک کیمیائی مادہ) سے رنگا گیا ہے۔

شکل 6.7:ڈالمائیٹ کوئلہ دیوار

کوئلہ میں دھماکہ کرنا

اب ہم وہاں پہنچ رہے تھے جہاں کوئلہ کو سوراخ (Drill) کر کے نکالا جاتا تھا جس کو FACE (دہانہ) کہتے ہیں ہر روز نگران کار کوئلہ کی تہہ کا معائنہ کرتا ہے اور جس مقام سے کوئلہ نکالا جائے ہدایات جاری کرتا ہے اور حفاظتی اقدامات پر بھی زور دیتا ہے ۔ایک گروپ کو نیومیٹک کمپریسر (Pneumetic Compressor) کے ذریعہ سوراخ ڈالنے اور دھماکہ کرنے پر فائز کیا گیا۔Resin Packets اس مقام پر ڈالے گئے اور اس دھماکے کو انجام دینے کے لیے الکٹرانک Devices استعمال کیے گئے ۔اس طریقہ میں کوئلہ جیسا سخت پتھر توڑا جاتا ہے تاکہ اسے کاٹ کر حمل ونقل کیا جاسکے۔اس عمل کو دھماکہ کرنا (Blasting) کہتے ہیں۔ یہ عمل بہت پرخطر ہے کبھی کبھار یہ عمل کان میں کام کرنے والے سارے کان کنوں کی موت کا سبب بھی بنتا ہے۔اس لیے اس کام کو بڑے احتیاط سے کرنا پڑتا ہے۔

کان کنوں کا دوسرا گروپ لوہے اور لکڑی کے Supports کان کی چھت پر لگاتے ہیں تاکہ اس کی چھت کام کرنے والے کان کنوں کے سر پر نہ گرنے پائے۔ ایک اور گروپ حرکی موٹر جسے Drill machine کہتے ہیں لے کر تیار رہتا ہے تاکہ دھماکہ آمیز کوئلہ میں سوراخ ڈال سکے۔ اب آپ شکل نمبر 6.8 میں بنایا گیا دھماکہ سوراخ دیکھ سکتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

شکل 6.8: Detonator
(بائیں)
Battery (دائیں)
دھماکو اشیاء کو سوراخ میں داخل کیا
جاتا ہے۔(نیچے دائیں)
دھماکو اشیاء (بائیں)

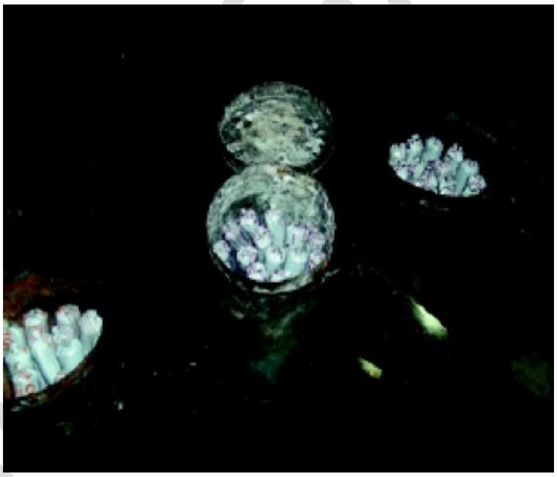

جب دھماکہ کی ساری تیاری مکمل ہوگئی ہر کوئی محفوظ مقامات پر چلے گئے تب انتباہی سیٹی (Warning whistle) بجائی گئی۔ پھر دھماکہ کرنے کے آلہ کو بٹھا دیا جاتا ہے۔ اچانک پوری کان میں دھماکہ کی زوردار آواز سنائی دی۔ در و دیوار اور زمین ایسا زور سے ہل گئی جیسے زلزلہ نے انہیں متاثر کیا ہو ہر طرف گرد و غبار اور دھواں نظر آیا، تھوڑی دیر بعد دوبارہ سیٹی کی آواز سنائی دی اور ہم پھر ایک بار کان کے دہانہ کی طرف ہٹ گئے دھیرے دھیرے دھواں ختم ہوگیا۔ دو یا تین کان کن گرد کے بادل میں کھانستے ہوئے داخل ہوئے۔ وہ کوئلہ پر سے چلتے ہوئے ہاتھ میں سلاخ لیے اس جگہ کا معائنہ کیا جہاں سے کوئلہ نیچے گرا تھا۔ ایک جگہ چھت اتنی کمزور تھی کہ لکڑی کے کھمبوں کا سہارا دینا پڑا۔

کوئلہ کی حمل و نقل

اس کان میں کوئلہ کنویئر بیلٹ Coal Convyer Belt کے ذریعے منتقل کیا جاتا ہے، اس سے قبل کان کنوں کو کوئلہ چھوٹے ویگنس میں خود بھرنا پڑتا تھا، اب کوئلہ بھرنے والے مشینوں (Dumpers) کے ذریعے بیلٹ پر ڈالا جاتا ہے جو زمین کی سطح تک منتقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد کوئلے کے معیار کی جانچ کر کے گاڑیوں اور ریلوے ویگنس میں بھرا جاتا ہے۔ سنگارینی حکومت کو حراری توانائی کی پیداوار (Thermal power plants) کے لیے کوئلہ سپلائی کرتی ہے۔ بقیہ کوئلہ دیگر کمپنیاں خریدتی ہیں۔

فلاح (Welfare)

سنگارینی کالیریز کوارٹرس معہ سڑک، پینے اور برتنے کا پانی، برائے نام چارج جس پر برقی مہیا کرتی ہے۔ اسکول اور دواخانے قائم کئے گئے

SCERT TELANGANA

حفاظت اور طبی جانچ

کان کے حفاظتی ڈائرکٹر جنرل حفاظتی پہلوؤں اور میقاتی طبی معائنہ کی نگرانی کرتے ہیں۔ مزدور نہ صرف حادثات سے دوچار ہوتے ہیں بلکہ مسلسل کوئلہ کے گرد کی سانس لینے سے ''کالے پھیپھڑے'' کی بیماری (ایک قسم کی T.B) کا شکار ہوجاتے ہیں۔ کان کنوں کی طبی جانچ کے لیے تفصیلی (Guide line) موجود ہیں۔ 45 سال سے کم عمر لوگوں کو 5 سال میں ایک بار 45 سال سے زائد عمر کے لوگوں کو ہر 3 سال میں ایک بار طبی جانچ کروانا پڑتا ہے۔ ایسے کان کن جو کالے پھیپھڑے کی بیماری کا شکار ہوتے ہیں انہیں عام طور پر دوسرے محکمہ میں تبادلہ کر دیا جاتا ہے۔

کان کنی کی صنعت اور کان کنوں میں نیا رجحان

حال ہی میں کوئلہ کی مانگ میں بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے' خاص کر حراری توانائی کے لیے جب کہ ہماری کانیں کم پیداوار کی وجہہ سے اس مانگ کو پورا نہیں کر پا رہی ہیں۔ اس طرح SCCL اوپری سطح کی کھلی کان کنی میں تبدیل کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ اس لیے اس نے طرح کی 15 کانیں قائم کی ہیں جس میں مکمل خود ساختہ مشینیں متعارف کر کے خانگی گتہ داروں کو دی گئی ہیں۔ اس میں چند مزدور زیادہ پیداوار کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ 10 تا 15 برسوں میں کوئلے کے سارے ذخائر ختم ہو جائیں گے اور اس علاقہ میں کوئی کان کنی باقی نہ رہے گی۔

29/جون 2009ء کے خبرنامہ کی رپورٹ پڑھیے

سنگارینی کوئلے کے کھلے کانوں کے اثرات

نامہ نگار سے

ورنگل 28/ جون: SCCL نے طئے کیا ہے کہ کوئلہ کی طلب سے نمٹنے کے لیے (OCM) اوپری سطح کی کھلی کان کنی کے طریقے کو اپنایا جائے۔ یہ فیصلہ 20,000 لوگوں کو بے گھر 200 گاؤں کو متاثر کرے گا اندازے کے مطابق یہ کانیں 3000 ہکٹر جنگلات کو متاثر کریں گی۔

اگر زیر زمین کان کنی سے یومیہ 1500 ٹن کوئلہ پیدا ہوتا ہے تو (OCM) سے 10,000 ٹن کوئلہ کئی گنا کم خرچ سے پیدا کیا جاسکتا ہے کمپنی کے سینئر افسر نے یہ بات بتائی۔

جب کہ یہ بات مصدقہ ہے کہ OCM کی وجہ ہزاروں خاندان بے گھر' درجنوں آبادیاں تباہ' مقامی لوگوں کی زندگی کو نقصان ہوگا۔ کمپنی شجرکاری کے معاوضہ ادا کرے گی اور جتنی زمین پر OCM کی گئی اتنی ہی زمین پر SCCL نئے جنگلات کو فروغ دے گی۔ انہوں نے بتایا کہ فی ہکٹر 4.38 لاکھ تا 10.43 لاکھ روپیے ادا کئے جائیں گے۔ مقامی لوگوں نے شکایت کی کہ اس طرح کی کان کنی سے کھلی مٹی کے مصنوعی پہاڑ بن رہے ہیں۔ جھیلیں' ندیاں متاثر ہو رہی ہیں زیرزمین پانی آلودہ ہو رہا ہے اور پینے کے پانی کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

☆ آپ کا کیا خیال ہے کہ اس الجھن کا حل ہوسکتا ہے؟ کیا یہ مناسب ہوگا کہ کم خرچ پر کوئلے کی پیداوار کی جائے جبکہ اس سے زندگی کا زمین کا نقصان ہوگا اور یہ ماحول کی بربادی کا سبب بنے گا۔

SCERT TELANGANA

ستو پلی کی کھلی کانیں

جلاگم وینگل راؤ کی کھلی کانیں ضلع کھمم کے ست پلی میں واقع ہے۔ جب ست پلی میں کوئلہ کے ذخائر برآمد ہوئے تب اس سے اس کے معیار کی جانچ اس کے مالکانہ حقوق رکھنے والی کمپنی SCCL نے کیا۔ سروے میں یہ ظاہر ہوا کہ ستو پلی کی زیرزمین کوئلہ کانوں میں کوئلہ تقریباً کم ازکم 50 سال تک دستیاب رہے گا۔

کسانوں کی زلقنات لی گئی اور اس کے عوض ان میں سے بعض کو دیگر مقامات پر زلقنات دی گئی اور بعض کو کانوں میں روزگار کے مواقع فراہم کئے گئے۔ ستو پلی میں کھلی کان کنی کا آغاز 2005ء میں کیا گیا۔

کان کنی کے کام کے لئے مشین جیسے بلڈوزرس، موٹر گریڈرس، شوولس، ڈرلس، ٹپر ٹرکس، ڈمپرس اور مختلف قسم کے ٹرکس کا استعمال بھاری کوئلہ کی منتقلی کے لئے کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے شولس اور بلڈوزرس کا استعمال زمین کی اوپری سطحی مٹی کو صاف کرنے اور زائد چٹانوں کو ہٹانے کے جاتا ہے۔

اس کے بعد بنچیس (Benches) کا ایک سلسلہ بنایا جاتا ہے۔ (بنچس کان کا ایک عمودی سکشن ہوتا ہے جہاں پر زائد کوئلہ کا اخراج کیا جاتا ہے۔) کان میں کان کنی کے لئے تہہ تک سڑکیں بچھائی جاتی ہیں جو تمام بنچس کو مربوط کرتی ہیں۔ زائد اور فاضل چٹانوں و بنچس سے دور کرتے ہوئے دھماکہ کیا جاتا ہے۔

بنچس میں دھماکہ سے حاصل کیا ہوا کوئلہ کو شویل اور ڈمپرس کی مدد سے نکا جاتا ہے اور ٹپر ٹرک کے ذریعہ اسے لے جایا جاتا ہے۔ کوئلہ کو پلانٹ تک ریلوے وگنس کے ذریعہ پاور پلانٹ، سمنٹ فیکٹری اور دیگر صنعتوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ روزآنہ

شکل 6.9: جلاگم وینگالا راؤ (ست پلی کی کھلی کانیں)

JVE کی کھلی کان کنی سے 10,000 ٹن کوئلہ کو لے جایا جاتا ہے۔

زیرزمین کان کنی کے مقابلہ میں کھلی کان کنی میں لاگت کم آتی ہے لیکن ماحول پر اس کے اثرات منفی مرتب ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر لنکا پلی ریزرو جنگلات (محفوظ جنگلات) کی تقریباً 550 ہیکٹر زمین فی الحال بنجر ہوچکی ہے۔ SCCL کوشش کررہی ہے کہ اس زمین پر شجرکاری کریں اور آلودگی میں تخفیف کریں اور آلودگی پھیلانے والے محرکات پر قابو پائے۔

اس کان کنی میں تقریباً 700 لوگ کام کرتے ہیں جن میں 400 مستقل ہیں اور انھیں اچھا معاوضہ بھی ملتا ہے لیکن بقیہ

شکل 6.10: کان کنی Shovel Dumper کے اشتراک سے کام لیا جاتا ہے

SCERT TELANGANA

شکل 6.11:
کان کنی کے فاضل اشیاء بنا ہوا پہاڑ (ستوپلی)

ملازمین عارضی طور پر کنٹراکٹ کی بنیاد پر کام انجام دیتے ہیں۔ کان کنی میں کام کرنے والے اکثر مرد ہیں۔ SCCL خانگی خدمات مہیاء کرنے والے افراد کا استعمال کرتی ہے اور کان کنی کے اخراجات کی کمی کے لئے اور فاضل کوئلہ کے اخراج کی سرگرمیوں میں خانگی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

اس کو پڑھنے کے بعد آپ کوئلہ کی کان کنی کے متعلق امور اور اس کے انسانی طرز زندگی پر اثرات کے معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ جب قدرتی وسائل کا استحصال ہوتا ہے تب یہ ضروری ہے کہ ماحول کے تحفظ کے لئے مختلف ذرائعوں کے متعلق غور وفکر کریں۔

شکل 6.12:

- آپ کیوں سوچتے ہیں کہ SCCL کنٹراکٹ ملازمین کو روزگار فراہم کرتی ہے۔
- ان کسانوں کا کیا ہوگا جو کان کنی کی وجہ سے زلقنات کھو چکے ہیں۔
- آپ کیوں سوچتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ کھلی کان کنی کے لئے بھاری مشنری اور اوزار کا استعمال ضروری ہے۔
- کیوں صرف مرد ہی کھلی کان کنی کے شعبہ سے منسلک ہیں۔
- اس میں سے اہم کی ا ہے۔ پیدوار کے خرچ میں کمی لائی جائے یا پھر ماحول کو آلودگی سے بچایا جائے۔
- آپ کی نظر میں اگر صرف با قاعدہ ملازمین کو ہی کان کنی میں تقرر کیا جائے تب کیا ہوگا۔

کلیدی الفاظ

1. معدنیات	2. زیر زمین کان کنی	3. کھلے کھڑ کی کان کنی
4. قابل تجدید وسائل	5. نا قابل تجدید وسائل	6. کوئلہ
7. بیرائٹس		

SCERT TELANGANA

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. ایک فلوچارٹ تیار کیجیے جس میں زیرزمین کان کنی کی Visit کو دکھلایئے۔(AS1)
2. ایک جدول تیار کیجیے جس میں صحت پر اثر انداز ہونے والے Challenges کی درجہ بندی کیجیے۔(AS3)
3. کانوں میں کام کرنے سے مشینوں کے اور انسانی مزدوروں کو لاحق ضروریات کے فرق کو بیان کرو۔(AS1)
4. تلنگانہ کے نقشہ کو دیکھئے اس باب میں جن معدنیات کا ذکر کیا گیا آپ ضلع میں ان کی شناخت کیجیے۔
5. پیراگراف ''معدنیات کس کی ملکیت ہے'' پڑھیے اور درج ذیل سوال کا جواب دیجیے۔(AS2)
   معدنیات کسی خاص فرد کے نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ سب لوگوں کے ہوتے ہیں۔تم کیسے انصاف کرسکتے ہو؟
6. زیرنظر شکل کو دیکھئے۔ یہاں دومختلف لوگوں کے دومختلف بیانات دیے گئے ہیں۔کان کنی کے وہ کن پہلوؤں کے بارے میں بات کر رہے ہیں؟(AS1)
7. ملک کی ترقی میں معدنیات کس طرح مددگار ثابت ہوتے ہیں؟(AS6)
8. مختلف معدنیات اور ان کے استعمالات کا جدول تیار کیجیے؟(AS3)

SCERT TELANGANA

باب
7

زراور بینک کاری

زر کے بغیر تجارت

موہن راگی لے کر شیاملا کے پاس آیا تاکہ راگی کے بدلے شیاملا سے آم خریدے۔ شیاملا نے راگی کو دو برابر حصوں میں تقسیم کیا اور ایک حصے کے وزن کے بقدر آم تول کر موہن کو دیئے۔ یعنی ''اناج کے آدھے وزن کے بقدر'' آم فروخت کیے گئے۔ اسی طرح دوسری قیمتیں بھی مقرر کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً ''اناج کے وزن کے مساوی۔''

ضلع عادل آباد کے بعض دیہاتوں میں بچے چاول دے کر اس کے بدلے بانس کے بنے کھلونے لیتے ہیں۔ اس طرح اشیاء کے بدلے اشیاء کا لین دین جس میں زر کے بغیر تجارت ہوتی ہے بارٹر سسٹم کہلاتا ہے۔

لوہار کسانوں کے ہلوں، بیل گاڑیوں کے پہیوں کی درستگی کو بغیر رقم کے ہر فصل پر اناج کی مقررہ مقدار کسانوں سے حاصل کر لیتے تھے۔

- کیا آپ اس قسم کے زر کے بغیر ہونے والی لین دین کے بارے میں جانتے ہیں؟
- آپ نے کبھی پرانے ملبوسات، پلاسٹک کی اشیاء، اخبارات اور دھان وغیرہ کے بدلے کچھ سامان یا اشیاء خریدے ہوں گے۔

اس قسم کے لین دین کے بارے میں بحث کیجیے۔

ایک اور مثال پر غور کیجیے۔ گوپال کے پاس ایک بکری ہے اور وہ اسکے بدلے چاول حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ سرینو کے پاس جاتا ہے جسکو بکری کی ضرورت ہے مگر اس کے پاس چاول نہیں ہیں، جوار ہے۔ تب گوپال راموسے ملتا ہے جو چاول اگاتا ہے۔ مگر راموچاول کو بکری کے بدلے نہیں بدل دینا چاہتا ہے کیونکہ اسے جوار کی ضرورت ہے۔

مندرجہ ذیل جدول کو پُر کریں۔

	گوپال	سرینو	رامو
یہ خریدنا چاہتا ہے۔			
یہ بیچنا چاہتا ہے۔			

- اوپر کے جدول سے ہم کس نتیجے پر پہنچتے ہیں؟
- اپنے الفاظ میں سمجھائیے کہ گوپال اور سرینو کے درمیان لین دین کیوں نہیں ہوسکتا؟
- کیا زر (رقم) کا استعمال مددگار ہے؟ خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

اگر گوپال زر کے بدلے ______ کو بکری دیتا ہے تب گوپال اس _ _ _ _ _ _ _ سے ______ کے پاس سے چاول خرید سکتا ہے۔ اب _ _ _ _ _ _ رقم کو استعمال کرکے سرینو سے ______ خرید سکتا ہے۔

SCERT TELANGANA

- اپنے والدین سے معلوم کیجیے کہ دیہاتوں اور قصبوں میں دھوبی، حجام اور پانی بھرنے والوں کو ان کے کام کی ادائیگی کیسے کی جاتی تھی؟

زر کے ذریعے لین دین (مبادلہ)

اگر ہم زر کو استعمال کرتے ہیں تو اشیاء کے مبادلے میں ہمیں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ زر کی موجودگی میں کسی شخص کو اپنے پاس موجود زائد اشیاء کو دینے کے لیے ایسے شخص کی تلاش کی ضرورت نہیں پڑتی جسکے پاس پہلے شخص کے لیے درکار اشیاء ہوں اور اسے پہلے شخص کے پاس موجود اشیاء کی ضرورت ہو۔ زر ایک درمیانی شئے کا کام کرتا ہے۔ جو کچھ مدت کے لیے ذخیرہ کیا جاسکتا ہے تا کہ مستقبل میں اس کا استعمال کیا جا سکے۔ ہم اوپر کی مثالوں میں زر کی ضرورت کے مواقعوں کو محسوس کر سکتے ہیں۔ زر کے ذریعہ اشیا کی لین دین کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ وہ سب کے لیے قابل قبول ہوتا ہے یعنی فروخت کرنے والے بھی زر کی ادائی کو قبول کریں گے اسی طرح خریدنے والے بھی بدلے میں صرف زر کی ہی پیشکش کریں گے۔ کوئی بھی شئے یا خدمت کی زر سے مبادلہ ممکن ہے اور ایسے ہی زر سے کسی بھی شئے یا خدمت کا مبادلہ ممکن ہوسکتا ہے۔ زر بذات خود کسی کام کا نہیں ہوتا بلکہ اس میں موجود مبادلہ کی صلاحیت کی وجہ سے اسکی طلب کی جاتی ہے۔ کوئی شخص زر کو کسی سے قرض بھی لے سکتا ہے اور زر کی صورت میں واپس کرسکتا ہے۔

- گوپال، سرینو اور راموکے درمیان معاملت کے لیے زر کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے؟ ایک فلو چارٹ کی مدد سے سمجھایئے۔
- مندرجہ بالا پیرا گراف میں زر کو مبادلہ کا ذریعہ بتلایا گیا ہے، کیا آپ اس سے متفق ہیں؟ وجوہات بیان کیجیے۔
- بارٹر نظام میں آپ حجام (نائی) کو اسکے کام کے بدلے کیسے ادائی کرتے ہیں؟ بحث کیجیے۔

بارٹر سسٹم میں ایک اور دشواری ہوتی ہے۔ ذیل کی گفتگو سے اسکا اندازہ لگایئے۔

گوپال: اس بکری کے بدلے تم کتنے تھیلے چاول دوگے؟

سیتیا: چار تھیلے

گوپال: مجھے دو تھیلے چاول کی ضرورت ہے۔ کیا آپ بقایا دو تھیلے چاول کے بدلے گیہوں دیں گے؟

سیتیا: میرے پاس گیہوں نہیں ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں خوردنی تیل یا دال دے سکتا ہوں۔

گوپال: مجھے دال کی ضرورت نہیں ہے، مجھے شکر چاہیے۔

گوپال: ______________ دے گا۔

سیتیا: ______________ دے گا۔

بارٹر سسٹم میں مبادلہ کو ممکن بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ایک شئے کی قدر دوسری شئے کی شکل میں طے کی جائے۔ اگر ایک شئے کی قدر کو کئی اشیاء کی صورتوں میں طئے کرنا ہو تو یہ ایک انتہائی پیچیدہ مسئلہ ہوگا۔ اور تجارت یا لین دین کے لیے سہولت بخش ثابت نہیں ہوگا۔ اس لیے مبادلے کی دوسری شکلیں وجود میں آئیں جن کے بارے میں ہم آگے پڑھیں گے۔ البتہ بعض صورتوں میں بارٹر سسٹم مفید ہوتا ہے اور اب بھی دیہی علاقوں میں مروج نظر آتا ہے۔

- گوپال کو اپنی بکری کتنے چاول کے بدلے تبادلہ کرنا چاہیے؟

SCERT TELANGANA

- اگر آپ یا کوئی تاجر ہفتہ واری بازاروں اور سنتوں میں زر کا استعمال نہ کرتے تو تصور کیجیے کیا ہوا ہوتا؟ اس صورت حال کو ایک پیراگراف میں بیان کیجیے۔
- کیا آپ کے خیال میں زر، اشیاء اور خدمات کی قدر کے پیمانے کے طور پر کام کرتا ہے؟ سمجھائیے۔

گوپال کے پاس ایک بکری ہے اور وہ ایک ماچس کی ڈبیا خریدنا چاہتا ہے۔ کیا بکری کے بدلے ماچس کی ڈبیا کی تجارت اس کے لیے فائدہ مند ہوگی؟ وہ بکری کے کسی ایک حصے کو ماچس کے بدلے نہیں دے سکتا کیونکہ بکری ناقابل تقسیم ہے۔ لیکن زر کے ذریعے آپ چھوٹی چھوٹی اشیاء بھی خرید سکتے ہیں۔ اس لئے کہ زر روپیوں اور پیسوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ترکاری وغیرہ جیسی اشیاء جلد خراب ہوجاتی ہیں۔ اسلئے ان جلد از جلد ان کا مبادلہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر اشیاء کو زر کے بدلے فروخت کیا جائے تو اس دشواری سے بچا جاسکتا ہے۔ زر میں پائیداری ہوتی ہے اور اسے مستقبل کے استعمال کے لیے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ بعض اشیاء مثلاً بھیڑ بکریاں، چاول کے تھیلے وغیرہ کو رکھنے کے لیے زیادہ جگہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان کو مبادلے کے لیے لانے، لیجانے کے لیے بیل گاڑیوں اور ٹرکوں کی ضرورت پڑتی ہے جبکہ زر کو رکھنے کے لیے اس قدر بڑی جگہ کی ضرورت نہیں ہوتی اور اسے آسانی سے کسی پرس یا بیاگ میں لے کر کہیں بھی منتقل کیا جاسکتا ہے۔

زر کی شکلوں کا ارتقاء

دنیا بھر کے لوگوں نے بارٹر سسٹم پر عمل کیا اور انہیں اس نظام کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جب تجارت کافی وسیع پیمانے پر ہونے لگی، کثیر مقدار میں اشیاء کی خرید و فروخت عمل میں آنے لگی۔ اشیاء کی دور دراز کے مقامات تک منتقلی عمل میں آرہی تھی۔ ان حالات میں تمام علاقوں میں زر کسی نہ کسی شکل میں وجود میں آیا۔ مثال کے طور پر ابتدائی دور میں لوگوں نے اجناس اور مویشیوں کو زر کے طور پر استعمال کیا۔ مگر ان کو ذخیرہ کرنا اور ان کا حمل و نقل بہت مشکل تھا۔ ان کی پائیداری بھی ایک بڑا مسئلہ تھا۔ کیونکہ ان پر امراض وغیرہ کا حملہ ہوسکتا تھا۔

وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے قلیل مقدار میں دستیاب اور پر کشش دھاتوں کو زر کے لیے استعمال کرنا شروع کیا۔ تانبہ، کانسہ، چاندی اور سونا پائدار تھے۔ انکی تقسیم کی جاسکتی تھی اور حمل و نقل آسان تھا۔ قلت میں دستیابی کی وجہ سے سب کے لیے قابل قبول تھے۔ بہرحال زر کے وجود میں آنے سے چند مسائل ختم ہوئے اور چند نئے مسائل نے جنم لیا۔ مثلاً کسی بھی شئے کی خرید و فروخت کے وقت دھاتوں کو تولنا پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ تاجر دھاتوں کے معیار کے بارے میں پر اعتماد نہیں تھے۔ مبادلے کے لیے استعمال ہونے والا سونا یا چاندی خالص ہو، اس کی ضمانت نہیں تھی۔ کچھ عرصے بعد زر کے طور پر استعمال ہونے والے دھات کا خالص ہونا مشکوک ہونے کی وجہ سے اس پر بھروسہ کرنا ایک مسئلہ بن گیا۔

ان حالات میں بہت سے بادشاہوں کو اس بات کا موقع ملا کہ وہ ایک ایسے قابل قبول نظام کو لے آئیں جس سے مذکورہ بالا مسائل کا تدارک ہوجائے۔ اس طرح شاہی ٹکسال کے ذریعے معیاری سائز اور اوزان کے خالص سکے ڈھالنے کی راہ ہموار ہوئی۔ اب ہر بار انہیں تولنے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ان سکوں کے خالص ہونے پر مکمل اعتماد کیا جانے لگا۔ اور ان کی منتقلی بھی آسان ہوگئی۔ رومی دور میں "Besant" سونے کے ایک معیاری سکہ ایک معیاری زر تھا۔ موریا دور میں "Pana" نامی چاندی کے سکہ کو معیاری زر کا درجہ حاصل تھا۔ سکے زر کے طور پر تاجروں اور عوام میں یکساں طور پر مقبول ہوگئے۔

- زر کے طور پر استعمال کرنے کے لیے دھاتوں کو کیوں ترجیح دی جانے لگی؟
- کیا آپ کے خیال میں سکے ڈھالنا ایک مفید خیال تھا؟
- سکے ڈھالنے سے بادشاہوں کو کس طرح فائدہ ہوا ہوگا؟ کیا آپ کسی تین اسباب کے بارے میں سوچ سکتے ہیں؟

SCERT TELANGANA

شکل 7.1 : مختلف ادوار کے سکے ۔ حکومتیں

کاغذی زر اور بینکوں کا ظہور

بڑے پیمانے پر تجارت کرنے والوں کو سونے اور چاندی کے سکے کثیر مقدار میں لے کر گھومنا دشوار ہونے لگا۔ لہٰذا انہوں نے انکی حفاظت کی خاطر محفوظ مقامات کی تلاش شروع کردی۔ وہ سناروں کے پاس پہونچے تا کہ وہ انکے زر (سکوں) کی حفاظت کریں۔ سناروں نے لوگوں کی قیمتی رقومات (سونے کے سکے وغیرہ) محفوظ رکھنے اور بوقت ضرورت واپس کرنے کے لیے معاوضہ عائد کرنے لگے۔ دھیرے دھیرے یہ ایک رواج بن گیا اور بعض سناروں پر لوگوں کے بھروسے میں اضافہ ہونے لگا۔

یہ سنار قرض بھی دیتے تھے اور دوسرے شہروں میں ان کے کاروبار کی شاخیں بھی قائم کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے کاغذی زر کے نظام کی ترقی ہوئی۔ جسے ہنڈی کا طریقہ بھی کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مشینہ کل پرزوں کا ایک تاجر ''سومو'' جو وجئے واڑہ میں رہتا ہے، حیدرآباد جانا چاہتا ہے تا کہ وہاں ''چندو'' نامی تاجر سے چند مشینیں خریدے۔ اسکے لیے سونے کے سکے لیکر حیدرآباد کا سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ اس لیے اس نے سونے کے دس سکے ایک سنار کے پاس رکھوائے اور اس سے اپنے نام ایک رسید لے لی۔ جس میں لکھا تھا کہ ''میں وعدہ کرتا ہوں کہ سونے کے دس سکے ادا کروں گا۔'' اب سومو چندو کے پاس سے مشینیں خریدتا ہے۔ اس نے چندو کو سنار کی رسید حوالے کی اور اس سے کہا کہ وہ سنار سے ادائیگی کے طور پر سونے کے دس سکے حاصل کرلے۔ چندو کو معلوم ہے کہ اس سنار کے کاروبار کی ایک شاخ حیدرآباد میں بھی موجود ہے اور اس سے کسی بھی وقت سونے کے دس سکے لے سکتا ہے۔ چندو وہ رسید لے کر سعید کے پاس گیا جو لوہے اور فولاد کا کاروبار کرتا ہے اور لوہے کے بدلے میں اُسے سومو کے دس سونے کے سکوں کی رسید دی۔ اور کہا کہ وہ اس سنار سے سکے حاصل کرلے۔ چونکہ سنار سے سبھی لوگ واقف ہیں اور اسکی جاری کردہ رسیدوں پر بھروسہ کرتے ہیں، سعید نے بھی وہ رسید قبول کرلی۔ اسطرح سومو کو دی گئی رسید معیشت میں گشت کرنے لگی اور ایک فرد سے دوسرے فرد کے ہاتھوں میں منتقل ہوتی رہی اور سب نے اس رسید کو ادائیگی کے ذریعے کے طور پر قبول کیا۔ ایسی رسیدوں پر بڑھتے ہوئے یقین اور بھروسے کی بنا پر اسطرح کی رسیدیں زر کی ایک نئی شکل کے طور پر وجود میں آئیں۔

ہندوستان کے ابتدائی بینک کار جیسے بنگال کے جگت سیٹھ، پٹنہ کے شاہ، سورت کے ارون جی ناتھ جی، مدراس کے چٹیار اس قسم کی دولت اور رتبے سے مستفیض ہوئے کیوں کہ اُن کی جاری کی گئی رسیدیں جو کہ یہ کاغذی زر یا ہنڈی کہلاتے تھے۔ سارے ملک میں اور بیرون ملک بھی قبول کئے جاتے تھے۔

بینکوں کے قیام کے سلسلے میں ایک اور دلچسپ کہانی بھی سنئے۔ 1606ء میں ایمسٹرڈم، یورپ میں ایک بڑا تجارتی مرکز تھا۔ وہاں پر 846 قسم کچا چاندی اور سونے کے سکے تھے جو حکومت کی طرف سے مسلمہ قرار دیئے گئے اور مبادلے کے لیے قبول کئے جاتے تھے۔ اس کے باوجود تاجروں میں ایک دوسرے کے لیے شک وشبہ کی کیفیت پائی جاتی تھی۔ ہر ایک کو سکوں کے وزن اور خالص ہونے پر شبہ رہنے لگا۔ اس لیے ایمسٹرڈم کے تاجروں نے متحدہ طور پر اس مسئلہ کو ایک منفرد طریقے سے حل کیا انہوں نے شہر کا ایک بینک قائم کیا کوئی تاجر

SCERT TELANGANA

اپنے سکے لیکر اس بینک کو جاتا اور بینک ان کے وزن کے اور معیار کی جانچ کرکے سکے میں خالص دھات کی مقدار دریافت کرتا اور ایک رسید جاری کرتا اور بینک میں تاجر کے نام پر ایک کھاتہ کھول دیا جاتا اور سکہ اس میں جمع کردیا جاتا تھا اگر وہ تاجر چاہتا تو کسی بھی وقت اپنی خالص دھات کے سکوں کو واپس لے سکتا تھا اور چاہے تو اس کا کچھ حصہ دوسرے فرد کو منتقل بھی کرسکتا تھا۔ یہ طریقہ تاجروں کے لیے کافی سہولت بخش ثابت ہوا۔

بینک نے اپنا فرض ایمانداری کے ساتھ انجام دیا اور سارے تاجر اس پر بھروسہ کرنے لگے۔ وہ لوگ بینک سے سکوں کے بجائے رسید حاصل کرتے یا اپنے کھاتے میں رقم منتقل کرواتے تھے۔ تاجر جانتے تھے کہ بینک انھیں طلب کرنے پر خالص دھات لوٹائیں گے۔ اس طرح بینک میں جمع رقومات (Deposits) زر کی ایک نئی شکل بن گئے۔ بینک کا کاروبار بڑھنے لگا اور وہ تقریباً دوصدیوں تک کامیابی کے ساتھ کام کرتا رہا۔ بینکوں میں جمع ذخائر کا عمل زر کی حیثیت میں ارتقاء پانے لگے۔

- سنار کی رسیدیں زر کے طور پر کیوں کام کر رہی تھیں؟
- کیا آپ اُن مواقعوں کے بارے میں سوچ سکتے ہیں جن میں ساروں پر سے بھروسہ ختم ہوگیا ہوگا؟
- ایمسٹرڈم کے تاجروں کو کیا مسئلہ درپیش ہوا؟ اور انہوں نے اس کا کیا حل تلاش کیا؟
- دوصدیوں کے بعد یہ بینک بند ہوگئے۔ کیا آپ اس کے بند ہونے کے اسباب ووجوہات کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ بحث کیجیے۔
- موجودہ دور کے نوٹوں پر درج وعدے کو پڑھئے۔ یہ وعدہ کون، کس سے کر رہا ہے؟ یہ کیوں اہمیت کا حامل ہے؟ بحث کیجیے۔

بینک کاری (Banking)

جدید بینک

- کیا آپ کسی بینک کے اندر گئے ہیں؟ آپ جن بینکوں کو جانتے ہیں ان کے نام بتائیے۔
- اگر آپ بینک کے اندر گئے ہوں گے تو دیکھا ہوگا کہ چند ملازمین کمپیوٹروں اور رجسٹروں کے ساتھ مختلف کاؤنٹروں پر بیٹھے گاہکوں سے لین دین میں مصروف ہیں۔ آپ نے وہاں بعض کاؤنٹروں پر لوگوں کو رقم جمع کرتے ہوئے اور بعض پر رقم لیتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ وہاں ایک مخصوص کمرہ ہوتا ہے جس میں بینک کا منیجر موجود ہوتا ہے۔ بینک کے یہ تمام عہدیدار کیا کرتے ہیں؟

تجارتی (کمرشیل) بینک

بینک کاری ایک ایسا تجارتی عمل ہے جس میں لوگوں سے رقومات (Deposits) وصول کیے جاتے ہیں اور ان رقومات کو ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل بھی کیا جاسکتا ہے۔ بینک تاجروں، صنعتکاروں، کسانوں اور افراد کو قرضے بھی دیتے ہیں۔ ایسے بینکوں کو تجارتی بینک یا کمرشیل بینک کہا جاتا ہے۔ آیئے ان دونوں تصورات یعنی ڈپازٹ اور قرضوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرتے ہیں۔

بینک میں جمع رقومات (Deposits)

Deposits سے مراد وہ رقومات ہیں جو لوگ بینکوں میں جمع کرواتے ہیں۔ یہ ڈپازٹ مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ آیئے ان میں سے چند کے بارے میں تفصیلات معلوم کرتے ہیں۔

بچت کی رقومات یا بچت کھاتے
(Saving Deposits/Saving Accounts)

گیتا نے اپنی تنخواہ سے -/5000 روپے کی بچت کی اور اسے حفاظت سے رکھنا چاہتی ہے۔ وہ اسٹیٹ بینک آف حیدرآباد کی ایک شاخ کو گئی جو اس کے گھر سے قریب ہے اور وہاں اس نے اپنا بچت کھاتہ کھولا۔ اب اسے اس رقم پر کچھ سود ملے گا اور رقم محفوظ بھی رہے گی۔

SCERT TELANGANA

سب سے اہم بات یہ کہ وہ اپنی رقم کو کسی بھی وقت واپس لے سکتی ہے۔ بینک اسکی رقم کو طلب کرنے پر بر وقت واپس کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

معلوم کیجیے

- وہ ATM سے رقم کیسے نکالے گی؟
- وہ اپنے بینک کی شاخ سے جہاں اس کا کھاتہ ہے رقم کیسے نکال سکتی ہے۔

ہم بینکوں میں رقم کیوں جمع کریں؟

- گھروں میں جمع شدہ رقم پر سود حاصل نہیں ہوتا۔ مگر بینک کے کھاتوں میں جمع شدہ رقم پر سود حاصل ہوتا ہے۔ اگر آپ اپنی رقم کو بینکوں میں جمع کریں تو وہ رقم بڑھے گی۔
- بینکوں میں جمع رقم محفوظ ہوتی ہے' محنت سے کمائی ہوئی رقم کو آپ جس بینک میں جمع کرنے والے ہوں وہ بینک لائیسنس یافتہ ہے یا نہیں ضرور جانچ لیں۔ اپنے بینک کھاتوں کی تفصیلات کا ذکر کسی سے بھی نہ کریں۔ آپ کے بینک کھاتے کی حفاظت اتنی ہی ضروری اور اہم ہے جتنی کہ اس کے کھولنے اور استعمال کرنے کی ہے۔

بنیادی بچت جمع کھاتے

(Basic Saving Bank Account-BSBDA)

- اس میں "0" یا کم سے کم رقم جمع رکھ سکتے ہیں۔
- اس میں افراد کو کھاتہ کھولنے کے لیے عمر، آمدنی، رقم وغیرہ کی کوئی قید یا پابندی نہیں ہوتی ہے۔
- ایک ماہ میں زیادہ سے زیادہ چار مرتبہ رقم نکالنے کی اجازت ہوتی ہے بشمول ATM کا استعمال۔
- الکٹرانک ادائیگیوں کے ذرائعوں سے رقم جمع کرنے، نکالنے، اور وصول کرنے (Credit) کی خدمات دستیاب رہتی ہیں۔
- وزیر اعظم جن دھن یوجنا (PMJDY):

یہ ایک جدید بڑی اسکیم ہے جس کا آغاز حکومت ہند نے اگست 2014ء سے کیا ہے۔

اس نئی اسکیم کا مقصد ملک کے ہر غریب خاندان کی صفر جمع کھاتوں (Zero balance Accounts) کے ذریعہ بینکوں تک آسانی سے رسائی کو ممکن بناتے ہوئے تمام ہندوستانیوں کی مالیاتی شمولیت کو یقینی بنانا ہے۔

اس اسکیم کے تحت حکومت روپے (Rupay) ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ ایک لاکھ روپے کا حادثاتی انشورنس اور جمع سے زائد رقم نکالنے کی سہولت دیتی ہے۔

چھوٹی بچت کھاتے (Small Accounts)

اگر بنیادی بچت جمع کھاتہ (BSBDA) آسان KYC (Know Your Customer) کے اصولوں کی بنیاد پر کھولا گیا ہو تو یہ کھاتہ علاحدہ طور پر مقررہ شرائط کے ساتھ چھوٹی بچت کھاتہ سمجھا جائے گا۔

- اس طرح کے کھاتوں میں ایک سال کی مدت میں جملہ رقم ایک لاکھ روپیوں سے زائد جمع نہیں ہونی چاہیے۔
- ایک وقت میں کھاتے کے زیادہ سے زیادہ بقائے (balance) پچاس ہزار روپیوں سے زائد نہیں ہونے چاہیے۔
- ایک مہینہ میں نقدی اور منتقلی کی شکل میں جملہ رقم نکالنے کی اجازت دس ہزار روپیوں سے زیادہ نہیں ہوگی۔
- چھوٹی بچت کھاتے ابتدائی طور پر بارہ مہینوں کی مدت تک کارکرد ہوتے ہیں۔ اگر کھاتہ دار سرکاری طور پر درست دستاویزات کے ادخال کا ثبوت پیش کرے تو اگلے بارہ مہینوں تک اس کی توسیع کی جاسکتی ہے۔

چالو جمع کھاتے (Current Accounts Deposits)

کئی تاجرین، دکانداروں، کمپنیوں اور بیوپاریوں کی روزانہ آمدنی اور ادائیاں کثیر رقومات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ انہیں اشیاء کی خریداری کے لیے یا مزدوروں کو اجرتیں دینے کے لیے بار ہا رقومات نکالنا پڑتا ہے اسی طرح بڑے تجارتی ادارے روزانہ اپنے گاہکوں سے اشیاء وخدمات کی فروخت کے بدلے رقومات حاصل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو ادا کرتے ہیں جو ان تجارتی اداروں کو

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

روزانہ مختلف چیزیں فراہم کرتے ہیں یا ان کے لیے کسی کام کو انجام دیتے ہیں۔اس قسم کی کئی ایک ضروریات کے لیے بینکوں میں ایک الگ قسم کا کھاتا ہوتا ہیں جنہیں چالو کھاتہ (Current Account) کہا جاتا ہے۔اس کھاتے میں کئی بار رقم جمع کرنے یا نکالنے پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہوتی ہے۔روزانہ کئی بار بھی رقم جمع کی جاسکتی اور نکالی جاسکتی ہے۔لین دین چیکوں کے ذریعے بھی ہوسکتا ہے جسکی وجہ سے بڑی رقومات کی منتقلی میں بھی کوئی خطرہ نہیں رہتا۔البتہ اس کھاتے میں جمع رقومات پر بینک کوئی سود نہیں ادا کرتا بلکہ وہ سروس چارج کے نام پر کچھ رقم کھاتہ دار سے وصول کرتا ہے۔

- بچت کھاتے اور چالو کھاتے میں کیا فرق ہے؟

سوریا کے والد نے ایک بینک میں پانچ سال کی مدت کے لیے ہر ماہ 500 روپے کا ریکرّنگ ڈپازٹ (Recurring Deposit) شروع کیا۔جمع کی گئی رقم پر پانچ سال کی تکمیل کے بعد اُسے اصل جمع کی گئی رقم کے ساتھ تھوڑا سود حاصل ہوگا۔

ریکرنگ ڈپازٹ پر اُسے حاصل ہونے والا سود، فکسڈ ڈپازٹ پر حاصل ہونے والے سود کے مقابل کم ہوتا ہے۔

فکسڈ ڈپازٹ (Fixed Deposit) :

مانسوینی کے دادا نے چاہا کہ وہ اسے کوئی تحفہ دے۔اس لیے اس نے اسے 10,000 روپے کا فکسڈ ڈپازٹ کا ایک سرٹیفیکٹ دیا۔اس کے دادا نے کہا ''یہ رقم پانچ سال میں اتنی بڑھ جائے گی کہ تم آسانی سے کالج میں داخلے کے لیے فیس ادا کرسکوگی۔'' یہ رقم کیسے بڑھ سکتی ہے؟

فکسڈ ڈپازٹ یا ٹرم ڈیپازٹ میں موجود رقم مقررہ مدت سے پہلے بینک سے نہیں نکالی جاسکتی ہے۔یہ مدت ایک، دو، پانچ یا سات سال ہوسکتی ہے۔فکسڈ ڈیپازٹ پر ادا کئے جانے والے سود کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔

- بچت کے لیے کوئی شخص فکسڈ ڈیپازٹ کا انتخاب کب کرسکتا ہے؟
- پانچ سال کے بعد مانسوینی کو اپنے فکسڈ ڈپازٹ سے کتنی رقم حاصل ہوگی اگر شرح سود 8% ہو؟
- فرض کرو کہ اسے اچانک علاج کے لیے رقم کی ضرورت پیش آتی ہے تو کیا وہ بینک میں فکسڈ ڈیپازیٹ سے اپنی رقم نکال سکتی ہے؟ تب کیا ہوگا؟

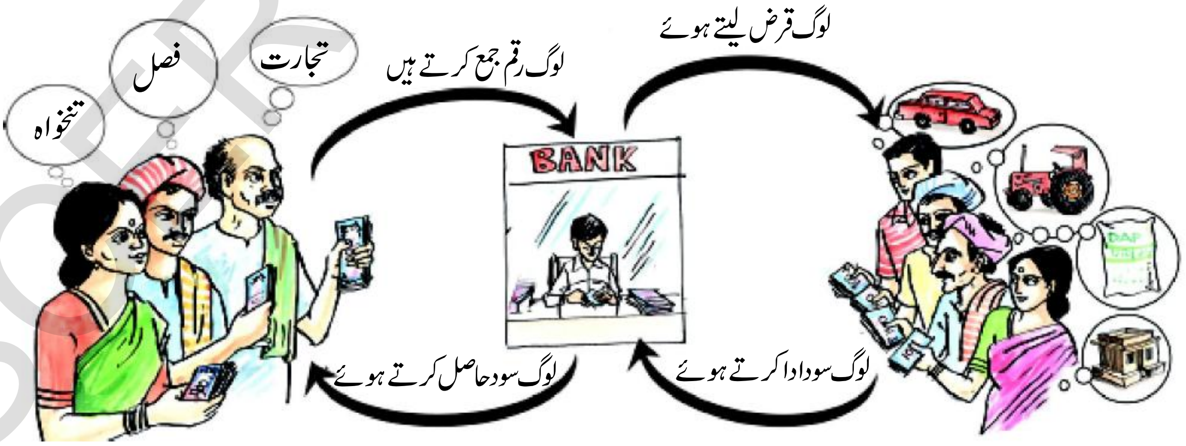

شکل 7.3 : بینک کے کام کرنے کا طریقہ

SCERT TELANGANA

بینکوں کا نظام کس طرح کام کرتا ہے؟

بنکوں میں جمع کئے گئے چیکوں کے ذریعے کسی شخص کی رقم کو دوسرے شخص کے کھاتے میں منتقل کیا جاتا ہے۔ بینک کاری کے نظام کی اس سہولت کی وجہ سے ڈپازٹ بھی زر کا کام کرتے ہیں۔ بالفاظ دیگر بینک میں جمع رقومات یا ڈپازٹس زر ہوتے ہیں۔

کئی شہروں اور قصبات میں تمام بنکوں کے نمائندے ہر روز کسی متعینہ جگہ پر جمع ہوتے ہیں' تاکہ ہر بینک دوسرے بینکوں کو ادا کئے جانے والے اور دوسرے بینکوں سے حاصل کئے جانے والے رقومات کے معاملات حل کریں۔ تنقیح کئے گئے چیک ایک دوسرے کے حوالے کیے جاتے ہیں۔ ان بنکوں میں سے ایک بینک کلیئرنگ بینک کا کام کرتا ہے جس میں تمام بنکوں کے کھاتے ہوتے ہیں۔ تمام بنکوں کی وصولیاں اور ادائیاں اس کلیئرنگ بینک کے ذریعے کی جاتی ہیں۔

جدید نظام کے تحت تمام بنکوں اور ان کی شاخوں کو کمپیوٹروں کے ذریعے مربوط کردیا گیا ہے۔ اسکی مدد سے تمام کھاتہ داروں کے کھاتے اور دستخط کے نمونوں کی کسی بھی شاخ میں جانچ کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا بنکوں کے نمائندوں کو اب ملاقات کرنے یا دوسری شاخوں کے چیکوں کو متعلقہ شاخ کو روانہ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ مختلف بنکوں کے درمیان لین دین کا کام اب مربوط کمپیوٹرس کی مدد سے انجام پاتا ہے۔ اس سے تمام کام تیز رفتاری سے اور سہولت بخش طریقے سے تکمیل پاتا ہے۔

چیک (Cheques)

موجودہ دور میں وصولیوں اور ادائیوں کے لیے بڑے پیمانے پر چیکوں کا استعمال ہو رہا ہے۔ اگر آپ کسی کو رقم دینا چاہتے ہیں تو اس شخص کے نام ایک چیک لکھ کر دے سکتے ہیں۔ اور کسی دوسرے مقام پر موجود کسی شخص کو رقم بھیجنا چاہتے ہیں تو اسے پوسٹ کے ذریعے چیک روانہ کرسکتے ہیں۔ اسی طرح چیک کے ذریعے آپ کسی دوسرے شخص کے کھاتے میں رقم الکٹرانی طریقے سے منتقل کرسکتے ہیں۔ تجارتی لین دین میں جہاں رقومات کی منتقلی کثرت سے ہوتی رہتی ہے چیکوں کو لین دین کا اہم ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔

شکل - 7.4 سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ چیک کس طرح لکھا جاتا ہے۔ سریش اسٹیٹ بینک آف حیدرآباد کا ایک کھاتہ دار ہے۔ اسے کنجر لاسجاتا کو -/1,75,000 روپے ادا کرنا ہے۔ اس لیے اس نے کنجر لاسجاتا کے نام ایک کراس چیک لکھ کردیا۔

- بینک کے ایک چیک کی تصویر اپنی نوٹ بک میں اتاریئے اور اس کے ذریعے اپنے بازو بیٹھے ساتھی کو -/1,50,000 روپے ادا کیجیے۔
- کراس چیک کیوں محفوظ ہوتا ہے؟ بحث کیجیے۔
- اگر سریش بابو چاہتا ہے کہ وہ بینک کے ذریعے کنجر لاسجاتا کے کھاتے میں -/1,75,000 روپے الکٹرانی طریقے

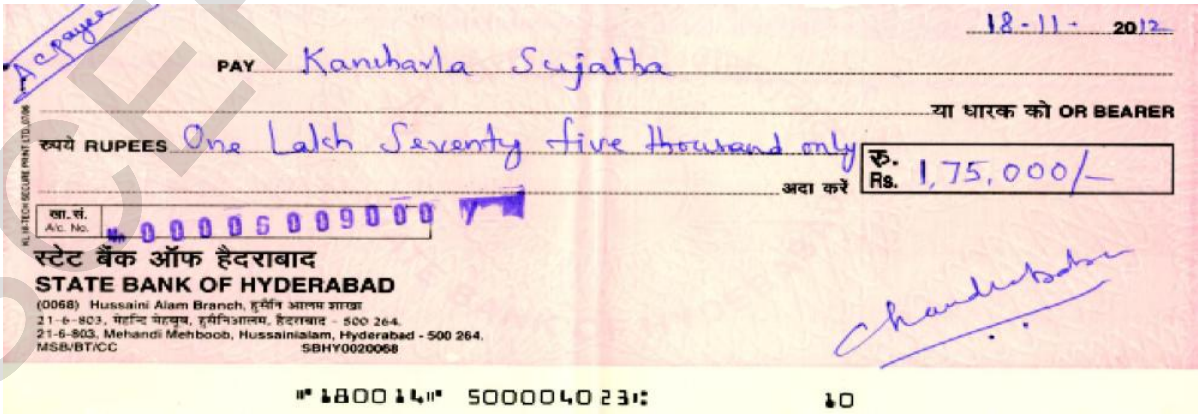

شکل 7.4: ایک چیک کا نمونہ

SCERT TELANGANA

سے منتقل کرے تو یہ کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اسے مزید کون سی معلومات درکار ہوں گی؟ کسی بینک کا دورہ کیجیے اور معلوم کیجیے۔

- چیک کے استعمال کئے بغیر الکٹرانی طریقے سے لوگ جن چیزوں کی ادائیگی کرتے ہیں انکی فہرست بنائیے اور بحث کیجیے۔

ڈیمانڈ ڈرافٹ (DD)

شمیم نے انٹرمیڈیٹ میں داخلے کے لیے درخواست داخل کی ہے۔ اسے درخواست ڈیمانڈ ڈرافٹ کے ساتھ حکام کے پاس جمع کروانا ہوگا۔

اگر آپ کو کسی ادارے سے خدمات کے حصول کی ادائیگی پیشگی کرنا ہو تو آپ کو رقم کی ادائیگی DD کے ذریعے کرنی ہوگی۔ بینک سروس چارج کے طور پر کچھ رقم وصول کرتے ہیں اور DD جاری کرتے ہیں مثال کے طور پر شمیم کو 1000 روپیوں کا DD درکار ہے، وہ بینک کو 1030 روپے ادا کرتی ہے جس میں 30 روپے سروس چارج کے طور پر اضافی ہیں۔ قدرِ مبادلہ DD کی رقم کے مساوی ہوتی ہے۔ DD چیک کے برعکس حکام کو فوری رقمی تبدیلی میں کارآمد ہوتی ہے۔ چیک بعض اوقات ناکافی رقم کی وجہ سے واپس ہوسکتے ہیں جبکہ DD کی واپسی کے کوئی امکانات نہیں ہوتے ہیں۔ کیوں کہ رقم پہلے ہی ادا کی جاچکی ہوتی ہے۔ اسی لئے تمام قسم کی ادائیگیوں کے لیے DD قابل قبول ہے۔

- DD اور چیک کے درمیان کیا فرق ہے؟
- چیک کے مقابلے DD زیادہ قابل قبول کیوں ہے؟

کم عمر بچوں کے لیے بینک کھاتہ

- کوئی بھی کم عمر بچہ بچت/فیکس/ریکرنگ جمع کھاتہ اپنے فطری یا قانونی سرپرست کے ذریعہ کھول سکتا ہے۔
- 10 سال سے زائد عمر والے بچوں کو انفرادی طور پر بچت جمع کھاتہ کھولنے اور چلانے کی اجازت ہوتی ہے۔ جو کہ موجودہ Bank Risk Management System سے مشروط ہے۔
- دیگر بینکنگ سہولیات جیسے انٹرنیٹ بینکنگ، ATM / ڈیبٹ کارڈ، چیک بک سہولیات وغیرہ کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ لیکن کم عمروں کے کھاتوں میں جمع سے زائد رقم نکالنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے اور ہمیشہ کچھ رقم اس میں جمع رہنی چاہیے۔

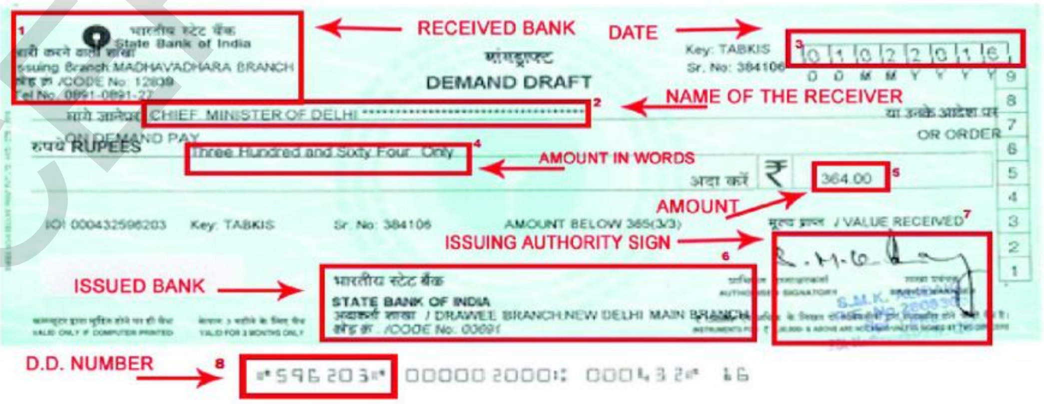

شکل 7.4: ایک ڈیمانڈ ڈرافٹ کا نمونہ

SCERT TELANGANA

قرضے (Loans)

ایک تجارتی ادارہ ہے۔ اسے اپنے کھاتہ داروں کو سود ادا کرنا، اپنے ملازمین کو تنخواہیں ادا کرنا، بنک کے لیے ضروری ساز وسامان خریدنا اور ان کا انتظام کرنا، کرایہ ادا کرنا ، بینک چلانے کے دیگر اخراجات برداشت کرتے ہوئے منافع بھی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ تو وہ ان تمام کاموں کے لئے آمدنی کہاں سے حاصل کرتا ہے؟

لوگ جو بچت جمع کرتے ہیں وہ بینکوں کے لیے رقمی ذریعہ ہے۔ جب تک کھاتہ داروں کو یہ یقین رہتا ہے کہ بینک انہیں ضرورت پر بروقت رقم واپس کردے گا وہ جمع رقومات کو نکالنے کے لیے جلدی نہیں کرتے ہیں۔ اکثر لوگ مہینے کی پہلی تاریخ کو رقم نکالتے ہیں۔ اگر کھاتہ دار کسان ہوں تو انہیں مخصوص موسم کے دوران یعنی موسم برسات کے وقت رقم نکالنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس طرح وقت کے ساتھ ساتھ بنکوں کو یہ اندازہ ہوگیا کہ جمع شدہ رقومات کا چھوٹا سا حصہ کھاتہ دار طلب کرتے رہتے ہیں اور باقی کثیر رقم بنکوں ہی میں جمع رہتی ہے۔ اور کھاتہ دار رقومات کو اس وقت تک جمع رکھتے ہیں جب تک انہیں یقین ہو کہ بینک بروقت ادائیگی کے وعدے کی پابندی کرے گا۔ یہ یقین اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب گاہکوں کو اپنی رقم نکال سکنے یا ادائیگی کے لیے جمع رقومات کے استعمال کرنے کی سہولت حاصل رہتی ہے۔

دوسری جانب بینک لوگوں کو قرضے دیتا ہے۔ لوگ ان قرضوں کو مع سود واپس کرتے ہیں۔ بنک، حکومت کو بھی قرض دیتے ہیں اور کچھ سود حاصل کرتے ہیں۔ قرضوں کے ذریعے حاصل کیا گیا سود ہی بینک کی آمدنی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

- کیا بینک تمام قسم کے قرضداروں پر یکساں شرح سود عائد کرتا ہے؟
- چند دار قرض بینک کو قرض واپس نہ کرے تو کیا ہوگا؟
- بینک قرض پر زیادہ سود کیوں لیتے ہیں؟ جبکہ وہ جمع رقم پر کم سود ادا کرتے ہیں۔

قرض کے اقسام

بینک عوام کے مختلف طبقات جیسے تاجرین، صنعتکار، طلبا (تعلیمی قرض)، کسانوں، فنکاروں وغیرہ کو قرضے اور اڈوانس دیتا ہے۔ آیئے ان میں سے چند کے بارے میں معلوم کریں گے۔

عبدالرحیم ایک چھوٹا کاشتکار ہے جو اپنی چار ایکڑ زمین پر دھان کی فصل اگاتا ہے۔ فصل بونے کے وقت اسے کھاد اور بیجوں کی خریدی کے لئے رقم کی ضرورت تھی۔ اس لئے اس نے بینک سے -/10,000 روپے زرعی قرض حاصل کیا۔ اس نے اپنی فصل کی ضمانت پیش کی۔ فصل کی فروخت کے بعد عبدالرحیم کو ایک سال کی مدت کے اندر قرض کی رقم مع سود بینک کو ادا کرنا ہوگا۔

لیلا ایک فلیٹ خریدنا چاہتی ہے۔ اس نے ایک بینک سے آٹھ لاکھ روپے ہاؤزنگ لون فلیٹ کی ضمانت پر حاصل کیا۔ ہر ماہ اس کی تنخواہ سے مخصوص رقم منہا کرلی جاتی ہے اور بینک کو ادا کی جاتی ہے۔ جب وہ بینک کے قرض کو مکمل طور پر ادا کردے گی بینک اسکے فلیٹ کی ملکیت کے دستاویزات اسکے حوالے کردیگا۔

روہت ایک ملازم ہے جو دفتر جانے کے لیے ایک دو پہیہ والی گاڑی خریدنا چاہتا ہے اُس نے چار سال کی مدت کے لیے ایک بینک سے درکار دستاویزات کو جمع کرکے پچاس ہزار روپے وہیکل لون حاصل کیا۔ ہر ماہ اس کی تنخواہ سے ایک مخصوص رقم منہا

شکل 7. SHG اراکین کا اجلاس

SCERT TELANGANA

کرلی جاتی ہے جو (Equated Monthly Installment) یاEMI کہلاتی ہے۔

شانتا ایک سیلف ہیلپ گروپ(SHG) کی ممبر ہے۔ اس نے اپنے مکان کی مرمت کے لئے بینک سے قرض حاصل کیا۔ اسکے پاس ضمانت دینے کے لئے کچھ بھی اثاثے نہیں ہیں۔ SHG گروپ ضمانت دیتا ہے کہ اسکے ممبران بینک کے قرض کواداکردیں گے۔

مختلف افراد اپنی مختلف ضروریات کے پیش نظر بنکوں سے چندشرائط وضوابط کی تکمیل کے بعدقرض حاصل کرسکتے ہیں۔ شرح سود، ضمانت، درکار دستاویزات اورقرض کی ادائیگی کا طریقہ کار وغیرہ تمام قرض کی اجرائی کے شرائط کا حصہ ہوتے ہیں۔

- قرض جاری کرتے وقت بینک ضمانت کیوں طلب کرتے ہیں؟
- قرض لینے کے لئے بہترین ذریعہ کیا ہیں؟ بینک یا ساہوکار؟ کیوں؟
- SHG قرض انفرادی قرض سے کس طرح مختلف ہوتا ہے؟

شکل 7.8: ایک شخص ATM سے رقم نکالتے ہوئے

انٹرنیٹ بینکنگ

موجودہ دور میں ہر جگہ کمپیوٹرس اور انٹرنیٹ کا استعمال عام ہوگیا ہے۔ اکثر بنکوں میں رقومات کی ادائیگی بینک کے افرادی کاؤنٹرس کے بجائے مشینوں کے ذریعے کی جاتی ہے جسے Automated Teller Machine (ATM) کہا جاتا ہے۔ بینک کی سرگرمیاں کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور دیگر الکٹرانی ذرائع سے انجام دی جارہی ہیں اسے انٹرنیٹ بینکنگ یا الکٹرانک بنکنگ کہا جاتا ہے۔ کئی بینک ڈیبٹ کارڈ، کریڈٹ کارڈ، نیٹ بینکنگ، فون بینکنگ کی سہولت اپنے گاہکوں کو مہیا کررہے ہیں تاکہ وہ بنکوں کی آن لائن خدمات سے بھی استفادہ کرسکیں۔

انٹرنیٹ بینکنگ کی مدد سے ایک گاہک کے کھاتے سے دوسرے گاہک کے کھاتے میں رقم منتقل کی جاسکتی ہے، اشیاء کی خرید وفروخت، سرمایہ کاری، قرضوں کی ادائیگی، بجلی کے بل، فون کے بل یا دیگر بلوں کی ادائیگی بھی کی جاسکتی ہے۔

انٹرنیٹ بینکنگ کی وجہ سے گاہک کو بے جا سفر کرنے، رسمی دفتریت میں الجھنے اور دیگر دشواریوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ کمپیوٹر پر چند کلک کرکے کوئی بھی اپنے کھاتے تک رسائی حاصل کرسکتا اور رقم کی منتقلی یا بلوں کی ادائیگی کرسکتا ہے۔ مصروف افراد انٹرنیٹ بینکنگ کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔

مسٹر رگھو کا کھاتہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی سکندرآباد شاخ میں ہے۔ اور انہوں نے آن لائن بنکنگ کی سہولت سے استفادہ کے لیے رجسٹریشن کروایا ہوا ہے۔ ان کے فون بل کی ادائیگی کے لیے انہیں اپنے یوزر نیم اور پاس ورڈ کی مدد سے SBI کے ویب سائیٹ پر لاگ ان ہوتا ہے۔ وہ ویب سائٹ پر فون بل کی ادائیگی کے لیے آن لائن ادائیگی کا آپشن سلیکٹ کرتے ہیں اور اپنا فون نمبر اور ادا کی جانے والی رقم درج کرتے ہیں۔ وہ رقم ان کے SBI کے کھاتے سے منہا کرلی جاتی ہے اور رسید جاری کی جاتی ہے۔ آن لائن سروس کے ذریعے بلوں کی ادائیگی سے وقت اور محنت کی بچت ہوتی ہے۔ اور مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی بھی آسان ہوتی ہے۔

SCERT TELANGANA

ڈیجیٹل ادائیگی آپشن

1. NEFT(نیشنل الکٹرانک فنڈٹرانسفر):- اس خدمت کا استعمال کوئی فرد یا ادارہ اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں رقم کی منتقلی کرنے کے لیے کرسکتا ہے۔

2. RTGS(ریئل ٹائم گراس سیٹلمنٹ):- اس خدمت کا استعمال زیادہ قدر کے لین دین کے لیے کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعہ کوئی فرد یا ادارہ دو لاکھ یا اس سے زیادہ رقم کی منتقلی کسی دوسرے کھاتے میں کرسکتا ہے۔

3. IMPS(ایمڈیٹ پیمنٹ سرویس):- لوگوں کو بینک کھاتوں سے موبائیل فون، انٹرنیٹ بینکنگ یا ATM کے ذریعہ فوری طور پر رقم کی منتقلی کے لیے مددگار ہوتا ہے۔اس خدمت سے استفادہ کے لیے گاہک کو لازمی ہے کہ وہ اپنا موبائیل نمبر بینک کھاتے سے مربوط کروائے، گاہک اس خدمت سے استفادہ سال بھر کرسکتا ہے بشمول بینک کی چھٹی کے دن۔

4. UPI(یونیفائیڈ پیمنٹ انٹرفیس):- اس کے ذریعہ رقم کی منتقلی کے لیے وصول کنندے کا نام، اُس کا کھاتہ نمبر، بینک کا نام اور IFSC کوڈ وغیرہ درج کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ان میں سے کسی ایک کو درج کرکے ہم اپنی مطلوبہ رقم فوری طور پر منتقل کرسکتے ہیں۔

بھیم (BHIM) بھارت انٹرفیس فار منی، ایک موبائیل ایپ ہے جو آپ کو UPI کے استعمال سے فوراً اور آسان طریقوں سے ادائیگی کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔

5. USSD(اَن اسٹرکچرڈ سپلیمنٹری سروس ڈاٹا):- یہ ایک موبائیل بینکنگ خدمت ہے۔جو چھوٹی قدر کی لین دین کی بنیاد پر ہے۔یہ تمام موبائیل فون بشمول بنیادی خصوصیت کے حامل فون میں بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔اس خدمت کا استعمال کوئی بھی اور کہیں بھی اپنی سہولت کے لحاظ سے کرسکتا ہے۔

6. روپے کارڈ:- ادائیگیاں، کریڈٹ یا ڈیبٹ کارڈ کے استعمال سے بھی کرسکتے ہیں۔نیشنل پیمنٹس کارپوریشن آف انڈیا نے روپے کارڈ کا آغاز کیا ہے۔جو بے شمار فوائد جیسے کم لاگت، تحفظ اور ضمانت وغیرہ کی پیشکش کرتا ہے۔وزیر اعظم جن دھن یوجنا کے تحت آنے والے تمام کھاتہ دار روپے کارڈ کے لیے اہل ہیں۔

ابتدائی چار خدمات کے لیے IFSC اور انٹرنیٹ لازمی ہیں لیکن USSD کے لیے بغیر IFSC اور انٹرنیٹ کے لین دین کرسکتے ہیں۔

IFSC انڈین فائنانشل سسٹم کوڈ:- ہر بینک کا ایک خاص 11 ہندسی کوڈ ہوتا ہے۔جس میں پہلے چار حرف بینک کوڈ کی اور بقیہ اعداد برانچ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

کلیدی الفاظ			
1. بارٹر	2. زرکی شکلیں	3. ڈپازٹس	4. بچت
5. قرض	6. سود	7. چیک	

SCERT TELANGANA

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. بینک میں رقم رکھنے کی وجہ سے کوئی دشواری یا نقصان پیش آ سکتا ہے؟ سوچیے اور لکھیے۔ (AS1)
2. چیکوں کے ذریعے رقم کے مبادلے کس طرح زیادہ آسان ہوسکتا ہے؟ (AS1)
3. جملہ ڈپازٹس کا ایک حصہ ہی نقد رقومات کی شکل میں بینک کی تجوری میں رکھا جاتا ہے۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے اور یہ کس طرح بینک کے لیے مفید ہوتا ہے؟ (AS1)
4. اگر بہت سارے قرضے معاف کردئے جائیں (یعنی قرضداروں کو قرض واپس کرنے کی ضرورت نہ رہے) تو یہ بینک کے کام کاج پر اس کا کیا اثر پڑے گا؟ (AS1)
5. قرض کے اقسام کے عنوان کے تحت دیا گیا پیراگراف پڑھیے اور درج ذیل سوال کا جواب دیجیے۔ آپ کے علاقے میں کس قسم کے قرضے زیادہ عام ہیں؟ (AS2)
6. فرض کیجیے کہ اس سال بارش کم ہونے کی وجہ سے جتنی توقع کی گئی اس سے آدھی فصل (پیداوار) حاصل ہوئی ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسی صورت میں کسانوں نے جتنا قرض لیا اس کا آدھا ہی واپس کرنا چاہیے۔ جبکہ بعض کا خیال ہے کہ آئندہ سال کی فصل کو مدنظر رکھتے ہوئے پورا قرض واپس کردینا چاہیے۔ آپ کے خیال میں بینک کو کیا کرنا چاہیے؟ اور کیوں؟ (AS4)
7. لوگوں کو ایک مقررہ مدت میں فکسڈ ڈپازٹ پر جتنا سود بینک دیتا ہے اسی مدت کے قرض کے لئے وہ اس سے زیادہ سود قرض دار سے وصول کرتا ہے۔ آپ کے خیال میں ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ (AS1)
8. کیا آپ سمجھتے ہیں کہ SHG کے ذریعے لئے گئے قرض ممبروں کے لئے مفید ہوتے ہیں؟ کیسے؟ (AS6)

کمرہ جماعت کا مشغلہ: فرض کیجیے کہ آپ کو -/2000 روپیے کی ضرورت ہے۔ آپ نے ایک چیک لکھا اور اسے اپنے دوست کو دیا تا کہ وہ بینک سے رقم لے آئے۔

منصوبہ کام

1. کسی بینک کا دورہ کیجیے یا بینک کے کسی عہدیدار کو اسکول آنے کی دعوت دیجیے اور معلوم کیجیے کہ
   a) آپکے نام پر بچت کھاتہ کیسے کھولا جائے۔
   b) چیکوں کا کلیرنس کیسے کرتے ہیں؟
   c) بینک کس طرح RTGS / NEFT / IMPS / UTI / MMID کے ذریعہ منتقلی کرتے ہیں؟
   d) کسی ATM کو کام کرنے کے لئے کونسے حفاظتی اقدامات لازمی ہیں؟
   e) چیکوں کے علاوہ لوگ بینک ڈرافٹ اور آن لائن ذرائع سے بھی رقم کا مبادلہ کرسکتے ہیں۔ تبادلے کے مختلف ذرائعوں کے بارے میں مزید دریافت کیجیے۔
   f) رقم وصول کرنے والے کسی فرد کے لیے چیک کے مقابلے میں آن لائن ذرائع سے رقم حاصل کرنے میں کیا فائدے ہیں؟
2. آر۔بی۔آئی کی ویب سائٹ www.rbi.org.in پر مالیاتی شمولیت/ مالیاتی خواندگی کے عنوانات پر مبنی کامکس کا مطالعہ کیجیے۔

SCERT TELANGANA

باب
8

روزگار پر ٹکنالوجی کے اثرات

ٹکنالوجی میں تبدیلیاں

ٹکنالوجی وہ ہے جسے ہم روزانہ دیکھتے اور استعمال کرتے ہیں۔ جب کبھی آپ موبائیل فون پر گفتگو کرتے ہیں یا ٹی۔وی کا سوِچ آن کرتے ہیں یا کمپیوٹر پر کوئی کام کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے آپ جدید ٹکنالوجی کا استعمال کر رہے ہیں۔ ٹکنالوجی روزمرہ زندگی میں علم کا عملی طور پر اطلاق کرنے کا ذریعہ ٹکنالوجی ہے۔ جو ایک نئی شئے کی ایجاد میں یا ہمارے کام کرنے کے انداز کو بدلنے میں یا کسی کام کو کس طرح انجام دیا جائے اس بات کی رہبری کرتی ہے۔ جب آپ پنسل تراشتے ہیں' کسی شئے کو تراشنے یا ٹکڑے کرنے اوزار استعمال کرتے ہیں' پکانے کے مختلف برتنوں کا استعمال کر رہے ہیں۔ آسان اوزار اور آلات سے لے کر پیچیدہ مشنری جو ہم استعمال کرتے ہیں وہ ٹکنالوجی کا حصہ ہے۔ اس کا استعمال گھر کے لئے یا فیکٹری کے لیے یا ترسیل اور حمل ونقل کے لئے ہوسکتا ہے۔

موجودہ استعمال کی جانی والی پیچیدہ مشنری اور ٹکنالوجی کے بارے میں غور کیجیے۔ خلائی تحقیق صنعتوں' اور حمل ونقل میں ان کا استعمال ہوتا ہے' یہ ایک عرصہ کے بعد تیار کئے گئے ہیں۔

آپ صنعتی انقلاب کے بارے میں معلومات حاصل کر چکے ہیں پیداواری طریقوں میں اٹھارویں و انیسویں صدی کے دوران کس طرح بڑے پیمانے پر تبدیلیاں لائی گئیں۔

● اس صنعتی انقلاب میں کون کون حصے دار ہیں؟

فیکٹریوں میں بھاپ کا انجن کئی پیداواری عمل کو تبدیل کیا ہے۔ اس کے بعد توانائی کے ایک ذرائع جیسے بجلی کے استعمال سے یہ انجن آج کل فیاکٹریوں میں کارکرد دکھائی دے رہے ہیں جب کوئی نئی مشین یا پیداوار کا طریقہ پہلی مرتبہ اپنایا جاتا ہے تو اس کو ایجاد کہا جاتا ہے۔

لیکن ان تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کے لیے طویل وقت درکار ہوتا ہے اور یہ کئی عوامل پر منحصر ہوتا ہے ان میں ٹکنالوجی کو پر اثر بنانے کے لیے بہتری لانا نئی تدابیر کی لاگت میں کمی لانا' نئے طریقہ یا پیداوار کو قبول کرنا وغیرہ۔ ٹکنیکی ترقی یا ٹکنیکل بہتری بالکل نئی طرز کی مشنری سے ممکن ہے۔ (ایکسرے مشین' برقی رکھے) یا استعمال ہونے والے خام اشیاء کے اقسام میں تبدیلی (ربر کے بجائے پلاسٹک) یا پیداواری طریقوں میں باز ا ہتمائی کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

مثال کے طور پر USA کے ہنری فورڈ نے بہتر صنعتی

شکل 8.1: ایک خاتون بُن کر

SCERT TELANGANA

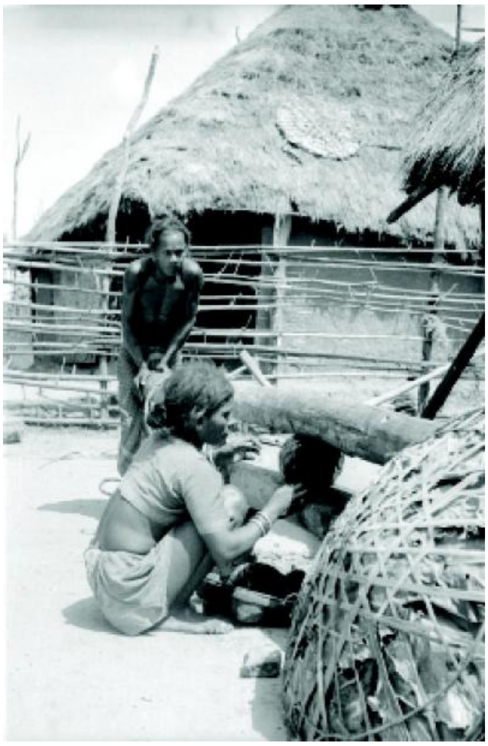

شکل 8.2: (بائیں) 1940 کی تصویر میں کویا مرد اور خاتون تاڑ کے پتوں سے بوریا بناتے ہوئے حیدر آباد کے قالین بنکر۔

پیداوار کے لیے اسمبلی لائن طریقہ شروع کیا اس طرح انھوں نے کم وقت میں بہت زیادہ کاروں کو وضع کیا۔

یہ فیکٹریوں میں پیداوار کو کثرت سے بڑھایا اور بہت زیادہ مال فیکٹریوں سے تیار ہو کر نکلنے گا۔

داخلی احترامی انجن، جدید اشیاء اور کیمیائی حاصلات او رکمپیوٹر ٹکنالوجی جیسے ریڈیو، کمپیوٹرس وغیرہ چند دیگر ایسی مثالیں ہیں جہاں جدید ٹکنالوجی کا عملی طور پر اطلاق کیا گیا ہے۔ ٹکنیکی تبدیلی سے یا تو نئے محاصلات حاصل ہوتے ہیں یا پھر اسی شئے کی تیاری کے لیے خام اشیاء (جیسے لوہا، کوئلہ وغیرہ) فراہم کرنے والوں کے لیے روزگار کے حصول کے لیے نئے دروازے کھل جاتے ہیں، اس کے علاوہ ان جدید مشینوں کو استعمال کرنے کے لیے بھی نئی ملازمتوں کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کاریں اور بس لوہا اور اسٹیل سے بنائی جاتی ہیں اس طرح ڈرائیور میکانک اور پٹرول ہمیں وغیرہ کی بھی بڑی مانگ ہوتی ہے۔

- کمپیوٹرس آپ کی روز مرّہ زندگی کو کس طرح تبدیل کر دیتے ہیں۔
- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ٹکنالوجی نے تفریح کے ذرائعوں کو تبدیل کیا؟ کیسے۔
- پہلے بھاپ کے انجن کی کہانی معلوم کیجیے۔ یہ ہندوستان میں ریلویز (ریل کے نظام) کے قیام کے لیے کس طرح راہ ہموار کی۔
- کیا آپ کے پڑوس، گاؤں یا شہر میں شمسی توانائی کا استعمال ہوتا ہے؟ ایک فہرست بنائیں۔ اس ذرائع توانائی کا وسیع پیمانے پر استعمال کیوں نہیں کیا جارہا ہے؟ بحث کریں۔

ٹکنالوجی کو ہمیشہ سے ہی خوش آمدید نہیں کیا جاتا ہے، عوام میں اس بات کا خوف پایا جاتا ہے اگر ان کی جگہ مشین استعمال ہونے لگیں تو انہیں اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ مثلاً 19 ویں صدی میں انگلستان میں پارچہ ساز باشندوں نے جدید برقی کرگھوں کے خلاف شدید احتجاج کیا کیونکہ برقی کرگھوں نے ان کی ملازمت کی جگہ لے لی تھی۔ اس کے علاوہ شعبہ زراعت میں

SCERT TELANGANA

مخلوط Harvesters کے استعمال کے خلاف بھی عوام نے وہی رد عمل کا اظہار کیا۔ ہندوستان میں جب پہلی مرتبہ کمپیوٹرس متعارف کروائے گئے تو عوام کا خیال تھا کہ وہ اپنی ملازمتیں کھودیں گے۔

یہ بات بالکل درست ہے کے ٹکنالوجی کی وجہ سے چند لوگوں کو روزگار سے محروم ہونا پڑتا ہے لیکن دوسری نئی ملازمتیں وجود میں آتی ہیں۔ بر حال ٹکنالوجی سماج کے مختلف طبقات پر مختلف طریقوں سے اثر انداز ہوتی ہے۔ان حالات سے باہر نکلنے کا کیا کوئی راستہ نظر آتا ہے؟ کیا کوئی فوائد ہیں؟ ان معاملات کا تجزیہ کرنے کے لیے ہندوستان کے تین مختلف حالات کا ہم یہاں مطالعہ کریں گے۔

زراعت میں ٹکنالوجی کی تبدیلیاں

ملک کی آزادی کے وقت زراعت بالکل روایتی انداز پر کی جاتی تھی' کسان عام طور پر دھان' گیہوں' ترکاری' کپاس وغیرہ کی فصلیں اگاتے تھے۔ وہ اپنی کاشتکاری کے لیے زیادہ تر بارش پر انحصار کرتے تھے اور چند مقامات پر تالابوں یا ندیوں سے پانی حاصل کرتے تھے۔ زیادہ تر کسان سال میں صرف ایک بار کاشتکاری کے قابل تھے۔

معمولی اوزار جیسے لکڑی کا ہل' درانتی پھاوڑا اور سبّل وغیرہ زراعتی کاموں کے لیے استعمال کئے جاتے تھے۔ کسان اپنے طور پر اگلے موسم کے لیے بیجوں کو محفوظ کرتے تھے۔

مال برداری' ہل جوتنے اور دیگر زراعتی کاموں کے لیے بیلوں کا کثرت سے استعمال ہوتا' زراعتی پیداوار کو زیادہ تر اپنے اور اپنے خاندان کے افراد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا اور تھوڑی سی مقدار بازار میں فروخت کی جاتی تھی۔

ما بعد آزادی حکومت نے ڈیموں کی تعمیر آغاز کیا اور ٹیوب ویلس کی ویلس کے استعمال کی ترغیب دیتے ہوئے آبپاشی کی سہولیات مہیا کیں۔ زمین سے پانی نکالنے کے لیے ڈیزل اور بجلی سے چلنے والے پمپس کا استعمال کیا جانے لگا۔ زراعت میں کئی ایسے ٹکنالوجی کے طریقے تھے جن میں تبدیلی لائی گئی۔ ملک کے چند علاقوں میں زراعت کے لیے مسلسل آبپاشی کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا۔ زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے تحقیقی اداروں کے ذریعہ نئے اقسام کے بیجوں کی سربراہی عمل میں آئی۔

فرٹیلائزرس اور کرم کش ادویات کو انجمن امداد باہمی یا بازار میں دوکانوں کے ذریعہ فروخت کیا گیا مختلف کاموں کے لیے زراعتی مشینوں جیسے ٹریکٹر وغیرہ خریدنے کے لیے کسانوں کو ترغیب دی گئی۔

ٹکنالوجی کا اثر

پیداوار میں اضافہ: زراعت میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال کسانوں کو کثیر مقدار میں اجناس اور دیگر اشیاء کی پیداوار میں صمد و معاون ثابت ہو۔ کسان اُسی زرعی زمین میں زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے قابل بن گے۔ درج ذیل جدول ملاحظہ کیجیے۔ گذشتہ چار دہوں کے دوران ہندوستان میں دھان' گیہوں' اجناس اور دالوں وغیرہ کی پیدا میں صرف دگنا اضافہ ہوا۔

سال 1990 کے دوران اور 21 ویں صدی کے ابتدائی دہے میں کسانوں نے سالانہ 200 ملین ٹن سے زیادہ پیداوار حاصل کی۔

جدول-1: ہندوستان کی سالانہ غذا کی پیداوار

وقفہ	پیداوار فی سال ملین ٹن میں
1961-75	101
1976-90	157
1991-2009	229

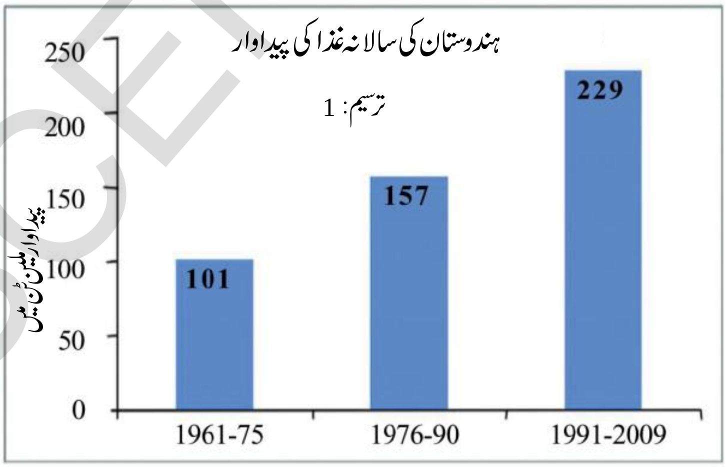

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

پیداوار کے عمل میں تبدیلیاں

زرعی مشین کا استعمال پیداوار کے عمل کو یکسر تبدیل کر دیا۔ چند علاقوں میں کسان سالانہ دومرتبہ فصل اگا رہے ہیں جس سے مزدوروں کو ملازمت کے موافقوں میں اضافہ ہوا۔

زرعی مشینوں کے متعارف ہونے سے سالانہ کی بہ نسبت روزانہ اجرت پر مزدوری کے انتظامات کو ترجیح دی جارہی ہے۔ وہ لوگ کسی بھی کسان کے پاس کام کرنے کے لیے آزاد ہیں جو انہیں معقول اجرت دیتا ہو۔لیکن وہاں ملازمت کی عدم تمانیت تھی۔ بہت ہی اہم زرعی کام جیسے پودوں کی پیوند کاری یا دھان کی فصل کی کٹوائی وغیرہ ہی ایسا وقت ہوتا ہے۔ جب کہ مزدور معقول تنخواہ کا مکالبہ کر سکتے ہیں۔لیکن آج کل بہت سارے کسان ایسے کام زیادہ تر مشینوں کا استعمال کر کے تکمیل کر رہے ہیں۔ ایک طرف مزدور کچھ کام حاصل کرتے ہیں لیکن ساتھ میں وہ روایتی ملازمت سے ہاتھ دھوتے ہیں۔

مویشی طاقت کے استعمال میں گراوٹ

زرعی کاموں اور حمل و نقل کے لیے ٹرا یکٹرس کا استعمال ہونے لگا ہے۔ ہل جوتنے، بیج بونے، برزوں کی صفائی اور فصل کی کٹوائی کے لیے استعمال ہونے والے چھوٹے چھوٹے اوزاروں میں مناسب تبدیلیاں آئیں۔کئی سالوں بعد مویشیوں کے استعمال میں بھی نمایاں گراوٹ آئی۔

ترسیم 2: ہندوستان میں زرعی گاؤں کے لیے مویشیوں کا استعمال (% میں)

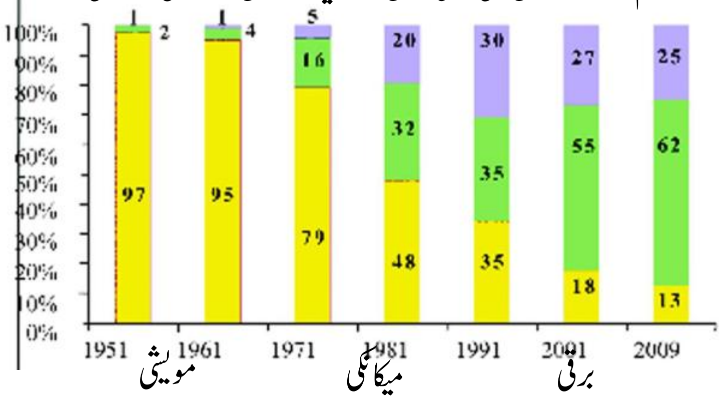

جیسا کہ ذیل میں دی گئی ترسیم (2) کے ذریعہ دیکھی جاسکتی ہے چھوٹے کسان جدید زرعی ٹکنیکوں کو استعمال کرنے کے قابل نہیں ہوتے کیونکہ یہ ٹکنیکس بڑے کھیتوں میں استعمال کرنے کے قابل ہوتی ہیں۔ اس طرح وہ کسان باقی دنوں میں شہری علاقوں میں روزگار تلاش کرتے ہیں یا پھر دوسرے کسانوں کے کھیت میں کام کرتے ہیں۔

مخلوط (Harvester) کی وجہ سے ملازمتوں میں تخفیف

مخلوط (Harvester) دھان کی کٹوائی میں استعمال ہونے والی مشینوں میں سے ایک مشین ہے۔ یہ فصل کی کٹائی کرتی ہے Threshes اور اجناس کو گھاس پوس سے علیحدہ کرتی ہے۔

شکل 8.3: مخلوط (Harvester)

چونکہ یہ مشین کٹائی، پودے سے اناج الگ کرنے اور اناج سے بھوسے کو الگ کرنے وغیرہ کی جملہ سرگرمیاں انجام دتا ہے تو اسی لیے اس کو مخلوط (Harvester) کہا جاتا ہے۔ CH مخلوط (Harvester) کا استعمال دھان کی بروقت کٹوائی میں مدد دیتا ہے۔ یہ کم وقت لیتا ہے اور پیداوار کے نقصان سے بچاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عین وقت پر مزدوروں کی قلت کی پابجائی بھی کرتا ہے۔

یہ اڑیسہ اور آندھرا پردیش کے ساحلی علاقوں میں موسم کے اثرات سے تحفظ بھی کرتا ہے۔ علاوہ ازیں کسان بلاتاخیر دوسری فصل کے لیے بیج بونے کے قابل رہتے ہیں مزدوروں پر ان کا انحصار کم ہوجاتا ہے۔

SCERT TELANGANA

سال 2003 میں CH کے استعمال پر کیے جانے والے مطالعہ کی رپورٹ مندرجہ ذیل ہے۔کسان فی ایکڑ ایک کنٹل اجناس کی بچت کرنے کے قابل ہوگئے ہیں جس کا ہاتھوں سے کی جانے والی کٹائی میں نقصان ہوا کرتا تھا۔ CH آپریٹرس روزانہ 1100-1400 معاوضہ طلب کرتے ہیں اور بڑے کسان اپنے CH کو کرائے پر دے کر ایک بڑی رقم کماتے ہیں۔

CH ایک ایکڑ دھان کے کھیت کی ایک گھنٹہ میں کٹوائی کرتا ہے، اگر یہ کام مزدوروں کے ذریعہ انجام دیا جائے تو کم از کم 5 مزدور 4 دن تک کام کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ اگر 10 مزدوروں کو کام پر لگایا جائے تو وہ 2 دن میں 1000 ایکڑ زمین پر دھان کی فصل موجود ہے اور اس گاؤں میں صرف 250 زرعی مزدور دستیاب ہیں۔ اگر مخلوط (Harvester) کا استعمال کیا جائے تو یہ روزانہ 18 شمیمہ کام کرتے ہوئے صرف 55 دنوں میں اپنا کام پورا کرتا ہے۔ لیکن 250 مزدوروں میں ہر مزدور 80 دنوں تک ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

کھیتوں میں Mechanisation کی کثرت ہونے نے مزدوروں کا صفایا ہو رہا ہے۔ زرعی مزدور اور کسان دیگر لوگوں کے کھیتوں میں کام کرتے ہوں تو انہیں مشینوں کی وجہ سے وہاں کام نہیں ملتا ہے۔ اگر عوام کو اپنے گاؤں میں تشفی بخش ملازمتوں کے مواقع حاصل نہ ہوں تو وہ کہاں جائیں گے؟

دیگر مقامات پر انہیں ملازمت کے بہت ہی کم مواقع دستیاب رہیں گے۔

- زرعی پیداوار میں CH کے استعمال کے کیا فوائد ہیں؟ مذکورہ بالا تحریر کی مدد سے ایک فہرست تیار کیجیے؟
- کئی گاؤں میں زرعی مزدور بالخصوص خاتون مزدور CH کی کارکردگی کو دیکھ کر مایوس ہوجاتے ہیں۔ کیوں؟
- جب مخلوط (Harvester) کو استعمال کیا جانے لگا تو زرعی مزدوروں کی چلے جانے والی ملازمتوں کی ایک فہرست تیار کیجیے۔

- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان جیسے ملک میں CH کا استعمال ٹھیک ہے جہاں عوام کی کثیر تعداد زرعی مزدوروں کی حیثیت سے کام کرتی ہے اور وہ غریب ہیں۔ اور یہاں پر بہت زیادہ دیہی بے روزگاری ہے۔

مشنری کا استعمال زرعی مزدوروں کی جانب سے انجام دیئے جانے والے کام کی نوعیت کو بھی تبدیل کردیا ہے۔ مختلف زرعی کاموں کی انجام دہی کے لیے انہیں ٹریکٹرس چلانا، پمپ سٹ استعمال کرکے کھیتوں کو سیراب کرنا، اسپریرس کا استعمال کرنا کھیتوں کو فرٹیلائزرس مہیا کرنا۔ Harvester اور Threshes کے ساتھ کام کرنا وغیرہ۔ کئی چھوٹے شہروں میں زرعی مشنری کو درست کرنے کے لیے ورکشاپ (کارخانے) بنائے گئے۔ جونئ ملازمتوں کے مواقع فراہم کررہے ہیں۔ بحر حال بڑے پیمانے پر ملازمتوں کو فراہم کرنے کے لیے یہ چیزیں کافی نہیں ہیں۔

- انفرا اسٹکچر کاموں کے ذریعہ دیہی علاقوں میں نئی ملازمتوں وقوع پذیر ہوسکتی ہیں اس بارے میں بحث کی جا رہی ہے۔ جوڑنے والی سڑکیں تالاب اور باندھ مزدوروں کے لیے مخصوص اسکیمات کے تحت شروع کئے جاسکتے ہیں۔ اگر آپ دیہی علاقے میں رہتے ہوں تو وہاں آیا ایسی کوئی سرگرمیاں روبہ عمل لائی جارہی ہیں اور کیا یہ وہاں کی عوام کو روزگار حاصل کرنے کے لیے تشفی بخش ہیں اس سے بحث کیجیے۔

شکل 8.4: فورڈ اسمبلی لائن

SCERT TELANGANA

ٹکنالوجی اور صنعت

جماعت ہفتم میں Ikkat ساڑیوں کی بنائی میں مشغول جگتیا کے خاندان کے سبق کو یاد کیجیے۔ پارچہ بافی کی صنعت کپڑے بنانے کے لیے کئی ایک سرگرمیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ آج تقریباً 10 کروڑ عوام پارچہ بافی کی صنعت کے مختلف حصوں میں کام کررہے ہیں۔ ہندوستان میں زراعت کے بعد پارچہ بافی کی صنعت ملازمت فراہم کرتے ہیں دوسرا مقام رکھتی ہے۔

پارچہ بافی مل کے اثرات

برطانوی لوگوں نے برقی کرگھوں سے کپڑوں کی تباہی کو ہندوستان میں متعارف کروایا۔ جب کپڑے کی ملوں نے کپڑا بنانا شروع کیا تب دستی بنکروں کی مانگ میں زبردست گراوٹ آئی۔ اس طرح یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا۔ بعد میں ملوں کو برقی کرگھوں سے مسابقت کا سامنا کرنا پڑا جو چھوٹے چھوٹے ورکشاپ کی شکل میں کارکرد ہوئے۔

ایک برقی کرگھے اور کپڑا تیار کرنے والی ایک مل میں بنیادی فرق یہ صرف مل میں بڑے پیمانے پر کپڑے کی تیاری ہے۔

ایک مل یا فیاکٹری میں کئی سو کی تعداد میں ایک بڑی جگہ پر کرگھے پائے جاتے ہیں۔ یہ ایک کامپلکس فیاکٹری ہوتی ہے جہاں مختلف سکشن میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو ملازمت ملتی ہے' ایک دستی کرگھا میں کام کرنے والے لوگ مختصر ہوتے ہیں یا پھر یہ ایک چھوٹے سے گھریں قائم کیا جاتا ہے جہاں کم کرگھے استعمال کرتے ہیں۔

زیادہ تر مل عمدہ کوالٹی کا کپڑا تیار کرتے ہیں جب کہ برقی کرگھے کم یا اوسط درجہ کی کوالٹی کا کپڑا تیار کرتے ہیں۔ ملوں میں ہمہ اقسام کے کپڑے تیار کیے جاتے ہیں۔

جیسے شرٹ' پائنٹ' دھوتی کے کپڑے' ساڑیاں بیڈشیٹ' توال' چادریں' پردے' شال' بلانکٹ وغیرہ جو کاٹن مرکب اور مصنوعی ریشم اوراون سے بنے ہوتے ہیں۔

برقی کرگھوں کا اثر

سال 1940 میں صرف 40,000 برقی کرگھے موجود تھے' اب تقریباً 5 لاکھ برقی کرگھے کام کرتے ہیں جب کہ ان کی تعداد سارے ہندوستان میں 23 لاکھ ہے۔ ان میں زیادہ تر یونٹس بہت چھوٹے ہیں جو 1-8 کرگھوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ٹاملناڈو' مہاراشٹرا اور گجرات میں برقی کرگھوں کے یونٹس زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ تلنگانہ اور آندھراپردیش میں تقریباً 50,000 برقی کرگھے چلائے جاتے ہیں۔

سال 1988-89 میں کپڑے کی تیاری

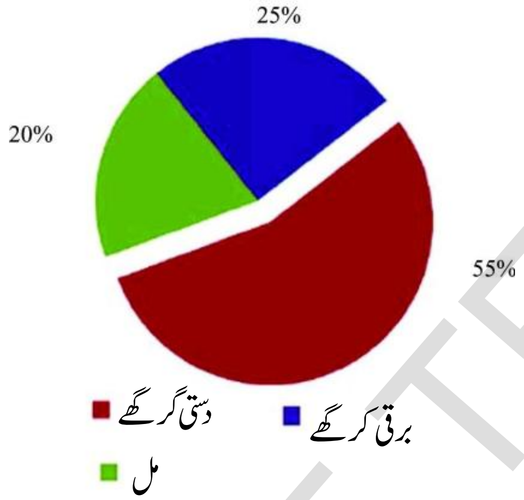

سال 2010-11 میں کپڑے کی تیاری

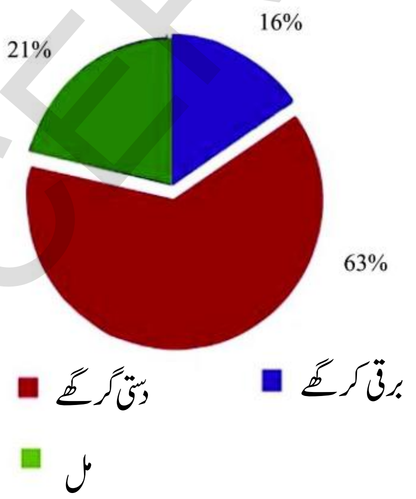

SCERT TELANGANA

Pie خاکے پر ایک نظر ڈالئے۔ سال 1980 سے برقی کرگھے ہندوستان میں پارچہ بافی میں ایک بڑے حصص کے طور پر احاطہ کرتے ہیں اور ان کے یہ حصص ہر سال بڑھتا ہی جارہا ہے۔ برقی کرگھے بڑی ملوں سے چھوٹے شہروں اور گھروں تک پھیل چکے ہیں۔ اور پارچہ بافی کی صنعت میں کئی تبدیلیوں کے ذمہ دار ہیں۔ تقریباً 60 لاکھ افراد ان کرگھوں میں ملازمت حاصل کررہے ہیں۔

دستی کرگھوں میں گراوٹ

دستی کرگھوں میں گراوٹ ایک اہم اور قابل دید تبدیلی ہے۔ مثلاً سال 1988 میں مختلف ریاستوں میں تقریباً 33 لاکھ دستی کرگھے کام کرتے تھے اور سال 2009-2010 میں یہ 24 لاکھ یونٹ تک نیچے آگئے ہیں۔ گذشتہ دو دہوں کے دوران چند ریاستوں میں دستی کرگھے کی تعداد کس طرح گھٹ رہی ہے آیئے مندرجہ ذیل جدول کے ذریعہ مشاہدہ کریں گے۔

اگرچیکہ روایتی کپڑوں اور ڈیزائن کے لیے دستی پارچہ بافی کی ایک نئی مارکٹ وجود میں آئی ہے۔

حکومت کی جانب سے بڑھتی ہوئی امداد اور سبسڈی وغیرہ سے یہ بافندے باوجود برقی کرگھوں کی مسابقت کے اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

دستی پارچہ بافی کی پیداوار میں تبدیلی		
ریاست	1988	2009
T.S اور A.P	5,29,000	1,24,700
گجرات	24,000	3,900
کرناٹک	1,03,000	40,000
مہاراشٹرا	80,000	4,500
مدھیہ پردیش	43,000	3,600
پنجاب	22,000	300
ٹاملناڈو	5,56,000	1,55,000

گراف-3 پر ایک نظر ڈالیے برقی کرگھوں میں تیار کیے جانے والے کپڑے کی مقدار دستی کرگھوں میں تیار کیے جانے

شکل 8.5: پوچم پلی ساری کی بنائی

والے کپڑے کی مقدار Mechanised ٹکنالوجی کے استعمال کی وجہ سے چھ گنا زیادہ ہے۔

یہ ہمارے لیے ایک اشارہ بھی دیتا ہے کہ گذشتہ پانچ دہوں کے دوران کیوں اتنے برقی کرگھوں کی بہتات ہوگئی ہے۔

لیکن برقی کرگھوں میں کام کرنے والے کاریگروں کے کچھ مسائل ہیں۔ مل کی بہ نسبت برقی کرگھوں میں انہیں کم اجرت ملتی ہے۔ جب کہ مل اپنے کاریگروں کو ماہانہ تنخواہ ادا کرتی ہے۔

جب کہ برقی کرگھوں کے کاریگروں کو Piece rate کی بنیاد پر یا تیار شدہ کپڑوں کی بنیاد پر اجرت دی جاتی ہے۔

ترسیم 3: دستی کرگھوں اور برقی کرگھوں میں پیداوار

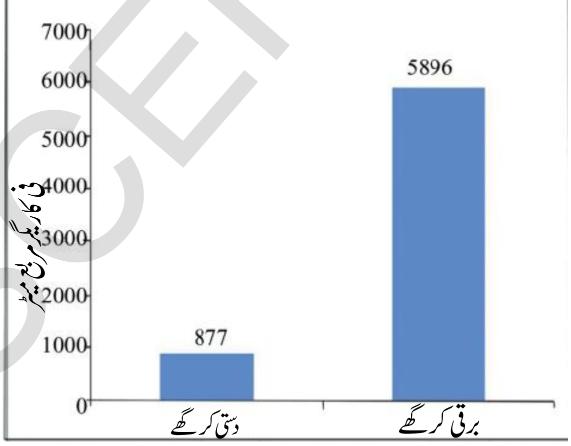

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

دستی کرگھوں کے یونٹ میں نگہداشت صحت' وظیفہ اور دیگر سکیوریٹی کوئی قانون یا معاہدہ نہیں پایا جاتا ہے۔ جب کبھی بجلی کی سربراہی مسدود ہوجاتی ہے تو کاریگروں کو ان کی اجرت نہیں ملتی۔ ملوں میں ٹریڈ انجمنوں کے ورکرس اور آجرین کے درمیان تنخواہیں مقرر کرنے کے لیے گفت شند کی جاتی ہے۔ زیادہ تر برقی کرگھوں کے Clusters میں ٹریڈ انجمنیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ سال 2008 میں دی گئی ایک دستی کرگھے کے Clusters رپورٹ کچھ اس طرح ہے غذائی عدم دستیابی' ناقص تغذیہ انیمیا اور صحت سے متعلق دیگر مسائل جیسے ٹی۔بی' دمّہ اور خواتین میں امراض نسواں' رہائش گاہ کی عدم دستیابی اور بچوں میں ترک مدرسہ کی اعظم ترین شرح چند ایسے عام چیلنجس ہیں جو برقی کرگھوں کے کاریگروں میں پائے جاتے ہیں۔

- کپڑوں کی پیداوار کو 4 درجوں میں تقسیم کیا جیسے: مل' ہنڈلوم______ اور ______ ۔
- ______ ریاست میں سال 1988 کے دوران بہت زیادہ دستی پارچہ بافی کے یونٹس تھے۔

- ______ ریاست میں 2009 یہ زیادہ تھے۔ سال 2009 میں کونسی ریاست میں دستی کرگھوں کی کم تعداد تھی۔
- کاریگروں کو ______ تنخواہیں ادا کرتا ہے' اور ______ کاریگروں کو ______ شرح پر تنخواہ دیتا ہے۔

خدمات کے شعبہ میں ٹکنالوجی کی تبدیلی

ٹکنالوجی تبدیلیاں خدمات کی سرگرمیوں خدمات کے شعبہ میں زراعت اور صنعتوں کی سرگرمیاں شامل ہیں' مثلاً اگر کپاس کی فصل اگائی جاتی ہے اور اس کو قرب و جوار کے شہروں میں فروخت کرنے کے لیے روانہ کیا جاتا ہے۔ اگر برقی کرگھوں میں کپڑا تیار کرتا ہے تو ریشموں اور دھاگوں کو کاٹنے والی ملوں سے منتقل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تمام صنعتی سرگرمیاں بھی خدمات کے شعبہ میں ہی شمار کی جاتی ہیں۔ ایسی ضروری سرگرمیاں جو اشیاء کی پیداوار میں راست طور پر مددگار نہیں ہوتیں وہ بھی شعبہ خدمات میں شامل ہوجاتی ہیں۔ مثلاً ہمیں اساتذہ' ڈاکٹر' وکلاء اور دیگر حضرات جو کپڑے دھونے' بال تراشنے اور چپل بنانے کی نجی یا انفرادی خدمات انجام

شکل 8.6: (اوپر) خواتین کمیونٹی ریڈیو کی درستگی کرتے ہوئے (بائیں) چین میں ٹیلیفون اسمبلی لائن

SCERT TELANGANA

دیتے ہیں' ہمیں ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو انتظامی امور اور محاسب کے کام انجام دے سکیں اور بنک میں کام کرسکیں۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں فاصلاتی خدمات عوام کو کس طرح ان کی تجارت کو بہتر اور تیز تر بنانے کے لیے معاون ثابت ہو رہی ہے۔

ٹکنالوجی میں تبدیلی خدمات کو تیز تر بناتے ہوئے سب کے لیے آسانی دستیاب کرنا

دارم ونود کریم نگر میں ایک ضعیف کاروباری ہے' وہ گذشتہ 35 سال سے ایک آٹو موبائیل دکان چلا رہے ہیں وہ تمام اقسام کے گاڑیوں کے پرزے فروخت کرتے ہیں ان کے پاس لینڈ لائن فون تھا جس پر وہ ٹرنک کال بک کرتے ہوئے دیگر مقامات کے لوگوں سے بات چیت کرتے تھے۔ ان کو فون پر لائن کنکش ملنے تھے قطار میں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ بعض مرتبہ ان کو مطلوبہ شخص تک رسائی نہیں ملتی۔ اگر لائن یا پھر مشین میں کوئی نقص یا مسئلہ پیدا ہو جاتا تو اس کی درستگی تک انہیں کئی ہفتوں انتظار کرتا پڑتا۔

اب وقت بدل چکا ہے' موبائیل فون اب استعمال پذیر ہیں۔ وہ اپنے پسندیدہ شخص جس سے وہ بات کرنا چاہتے ہیں یہ آسانی کسی بھی وقت کہیں بھی بات کرسکتے ہیں۔ اشیاء کو آرڈر کرنے' قیمتیں معلوم کرنے اور اسٹاک روانہ کرنے کے لیے وہ موبائیل فون کا استعمال کرتے ہیں۔ اب وہ تجارت سے متعلق تفصیلی طور پر معلومات آسانی حاصل کرسکتے ہیں۔

ان کے دوستوں' رشتہ داروں اور افراد خاندان کے نجی کام کے علاوہ کئی آٹو موبائیل ورکشاپس کے مالکین بھی گاڑیوں کے پرزوں کے بارے میں استفسار کرتے ہیں۔ بالفرض اگر کچھ پرزے ان کی دکان میں دستیاب نہ بھی ہو تو وہ دوسری دکانوں کے مالکین سے فون پر گفتگو کرکے وہ پرزے منگوا کر گاہکوں کو فراہم کرتے ہیں۔ یہ ان کو اپنے مستقل گاہکوں کی برقراری میں معاون ثابت ہوتا ہے' دور دراز کے گاؤں کے میکانک بھی ان سے ربط پیدا کرتے ہیں۔ پہلے زمانے میں جب وہ چند اشیاء کے لیے حیدرآباد آرڈر کرتے تھے تو انہیں یقین نہیں رہتا تھا کہ اب کتنے دنوں میں وہ اشیاء ان تک پہنچ جائیں گی۔

حتی کہ آج کل وہ ان گاڑیوں کے ڈرائیورس سے بھی بات چیت کرتے ہیں جس کی گاڑیوں میں ان کا آرڈر کیا ہوا مال لایا جارہا ہو۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان کا مواصلاتی نیٹ ورک دنیا کا تیسرا بڑا نیٹ ورک ہے؟ آج کل فون کے ذریعہ کسی سے بھی رابطہ قائم رہنا بہت آسان ہوتا ہے۔ آپ اپنا لینڈ لائن یا موبائیل فون استعمال کرسکتے ہیں۔ سال 1990 تک صورتحال ایسی نہیں تھی' صرف لینڈ لائن دستیاب ہوا کرتی تھیں اور وہ بھی حکومت کی جانب سے مہیا کی جاتی تھیں۔ سارے ہندوستان میں 2001 میں 5 ملین موبائیل فون صارفین کی بہ نسبت مئی 2012 تک 929 ملین تک یہ تعداد پہنچ گئی ہے۔ لینڈ لائن کی بہ نسبت

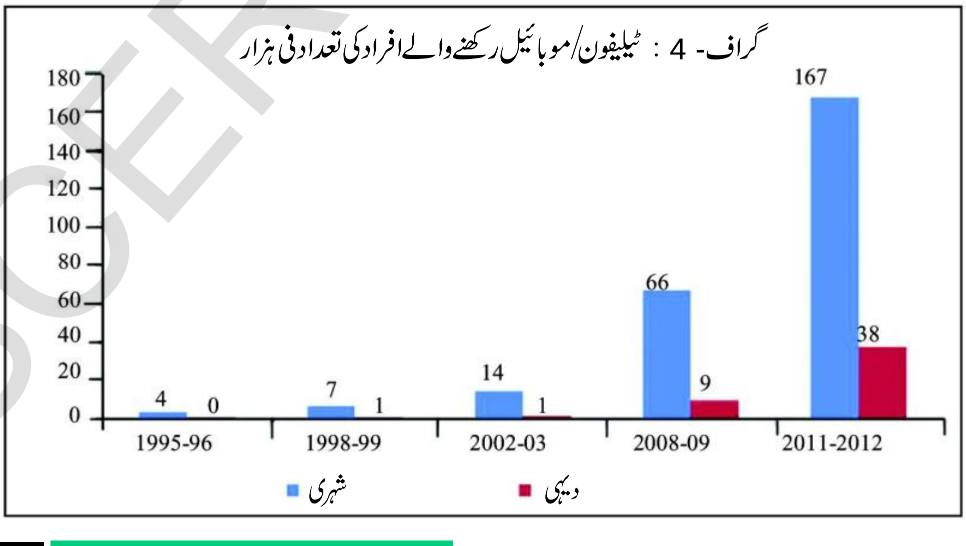

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

موبائیل فون کنکشن 20 گنا زیادہ ہیں۔

ٹیلی فون ٹکنالوجی میں تبدیلی اطلاعاتی مواصلاتی دستیابی کی لاگت کو گھٹا دیا ہے۔

سال 1995 جب سے پہلی مرتبہ موبائیل فون متعارف ہوئے ہیں سے لے کر سال 2002 تک عوام کو موصول ہونے والے اور کیے جانے والے کالس پر پیسے ادا کرنے پڑتے تھے۔

اس طرح بہت کم لوگ موبائیل فون رکھنے میں دلچسپی ظاہر کرتے تھے‘ سال 2003 میں اس پالیسی کو تبدیل کیا گیا اور اب صرف ان لوگوں کو پیسے ادا کرنے پڑتے ہیں جو اپنے فون سے دوسروں کو کالس کرتے ہیں۔

سال 1994 میں اگر کوئی شخص 500 کلومیٹر دور رہنے والے اپنے کسی رشتہ دار کو لینڈ لائن فون کرنا چاہتا تھا تو 3 منٹ بات کرنے کے لیے اسے 28 روپے ادا کرنے پڑتے تھے۔ سال 2003 میں یہ گھٹ کر 2.40 تا 4.80 روپیوں تک آ گیا تھا۔

- موبائیل کمپنیوں کی موجود شرح کالس کیا ہے؟ معلوم کیجیے اور مختلف کمپنیوں کے درمیان شراحوں میں کیوں تضاد پایا جاتا ہے اور یہ شرح کیوں گھٹتی جا رہی ہے؟

شکل 8.7: شمسی انجینئرنگ تربیت کنندہ

نئی مہارتیں نئی ملازمتیں

بشمول حکومتی کمیٹیوں کے کئی خانگی کمپنیاں لینڈ لائن اور موبائیل کنکشن فراہم کرتی ہیں‘ اور خانگی کمپنیاں موصلاتی خدمات کو برقرار رکھی ہیں۔ کئی کمپنیاں ہندوستان میں ہینڈسیٹس کی تیاری کے لیے قائم ہونا شروع ہوگئیں۔ یہ کمپنیاں دنیا کے تقریباً 80 مما لک کو اپنا مال برآمد کر رہی ہیں۔ ٹیلیفون / موبائیل ٹکنالوجی بھی نئی مہارتوں کی ضرورت کے لحاظ سے ابھر رہی ہیں۔ جو نوجوان لوگوں کو موبائیل فون کی تیاری‘ ٹیلیفون بوتھ‘ موبائیل فون کی فروخت‘ مرمت اور Top up/Recharge دکانوں وغیرہ کے لیے راغب کر رہی ہیں اور قومی کمپنیوں میں ملازمت کے مواقع دستیاب ہو رہے ہیں۔

کلیدی الفاظ

1. ٹکنالوجی	2. ایجاد	3. آب پاشی کی سہولت
4. فرٹیلائزر اور کرم کش ادویات	5. زرعی کام	
6. خدمات کی سرگرمیاں		

SCERT TELANGANA

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. حامد نے ایسے سرگرمیوں کی فہرست بنائی جہاں ٹکنالوجی کا استعمال نہیں ہوتا، کیا آپ اس سے متفق ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تب ثابت کیجیے۔(AS1)
   (a) گیت گانے کے دوران
   (b) اڈلی کی تیاری کے دوران
   (c) اسٹیج پر ڈرامہ کرنے کے دوران
   (d) فروختگی کے لیے پھولوں کا ہار تیار کرنے کے دوران
2. برقی کرگھوں اور مل میں مزدوروں کے حالات کس طرح تبدیل ہوئے ہیں؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تبدیلی مزدوروں کے حق میں فائدہ مند ہے یا مالکین کے لیے؟ آپ کے جواب کے لیے وجوہات بتالائیے؟(AS1)
3. CHs استعمال کرنے کے فوائد کیا ہیں؟ اس سے کون زیادہ مستفید ہوتے ہیں؟ کسان CH کو کیوں استعمال کرتے ہیں؟(AS1)
4. ٹکنالوجی میں تبدیلیوں سے ملازمتوں کے مواقعوں میں تبدیلیاں آتی ہیں۔کیا آپ اس بیان سے متفق ہیں؟ کیوں؟(AS2)
5. سمرین سمجھتی ہے کہ ٹیلیفون ٹکنالوجی کا تبدیل ہونا ٹھیک ہے، وہ محسوس کرتی ہے کہ نئی ملازمتیں صرف تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے ہی دستیاب رہے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ ''ہندوستان میں اکثریت خواندہ نہیں ہے اور جدید ٹکنالوجی کے لیے تعلیم ضروری ہے''۔کیا آپ اس سے متفق ہیں؟ آپ اپنی وجوہات بتلائیے۔(AS4)
6. اس باب میں 3 مختلف سیکٹر میں ٹکنالوجی کی تبدیلی پر بحث کی گئی ہے۔مندرجہ ذیل جدول میں ایک ایسی مختلف مال کی شناخت کیجیے جو یہاں زیر بحث نہیں لائی گئی۔(AS3)

سلسلہ نشان	شعبہ	قدیم ٹکنالوجی	جدید ٹکنالوجی	طرز زندگی پر کوئی اثر، ان کی اثر میں زیادتی یا کمی / پیداوار کی مقدار
1	زراعت			
2	صنعت			
3	خدمات			

7. سرخی نئی مہارتوں، ملازمتوں کے تحت دیا گیا پیراگراف پڑھیے اور مندرجہ ذیل کے جوابات دیجیے۔آپ کے علاقے میں نوجوانوں کے لیے کون کونسی نئی ملازمتوں کا آغاز ہوا؟(AS5)
8. دنیا کے نقشہ میں ذیل کی نشاندہی کیجیے۔(AS1)
   (a) انگلینڈ (b) یو ایس اے (c) ہندوستان
9. ایسے لوگ جو جنگلات یا اس کے آس پاس مقیم رہتے ہیں جدید ٹکنالوجی کے استعمال میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ان کی بہتر زندگی کے لیے آپ انہیں کونسے اقدامات کے لیے مشورہ دو گے؟(AS6)

منصوبہ کام

5. چاند پاشاہ سری پورم گاؤں میں کسان ہیں۔اس گاؤں میں تقریباً 100 گھر موجود ہیں۔آج کل تمام کام جیسے پودے لگانا، پردے صاف کرنا، کٹوائی اور کرم کش ادویات کا چھڑکاؤ، فرٹیلائزرس وغیرہ مشینوں کے ذریعہ کیے جاتے ہیں۔قدیم زمانے میں یہ تمام کام ہاتھوں سے کیے جاتے تھے۔چاند پاشاہ کے گاؤں میں 33 ٹریکٹرس، تقریباً 15 Harvesters دستیاب ہیں۔ان میں سے چند کرائے پر دیے جاتے ہیں۔کھیتوں کو مسطح بنانے کے لیے مالکین ٹریکٹر کا کرایہ 300 روپے فی گھنٹہ وصول کرتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ کسان اپنے کھیتوں میں ان مشغول کا استعمال کر رہے ہیں۔ان معلومات کی بنیاد پر ایک پوسٹر تیار کیجیے جس میں تصاویر ہوں اور گاؤں میں عوام کے مختلف گروہوں کے درمیان مباحثہ رکھا جائے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

باب 9

حکومت اور صحت عامہ

ہندوستانی شہری ہونے کے ناطے آپ حکومت سے بنیادی ضروریات کی توقع رکھتے ہیں۔ہم سب کو صاف پینے کا پانی، ٹھیک ڈھنگ سے صاف صفائی، کم از کم غذا، تعلیم اور طبی سہولتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔اس سے کوئی بھی خارج نہیں ہے اور نہ ہی اس کا انحصار امیری وغریبی پر ہے۔ جب کہ ہم سمجھتے ہیں کہ سارے شہری مساوی ہیں اور یہ بنیادی سہولتیں عوام کو ہر حالات میں مہیا ہونے چاہیے۔اس باب میں Case Study کا استعمال کرتے ہوئے ہم دیکھیں گے کہ ہمارے ملک میں دستوری مراعات کس حد تک مطمئن کر رہے ہیں۔

معلوم کیجیے:

- ملیریا کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں؟
- کن وجوہات کی بناء ڈاکٹرس دیہی علاقوں میں تقررات کو قبول نہیں کر رہے ہیں۔
- آپ مدرسے میں جو پانی پیتے ہیں کیا وہ صاف ہے؟
- آنگن واڑی میں بچوں کو غذا کیوں فراہم کی جارہی ہے؟ کیا آپ کے علاقے کے آنگن واڑی میں ان کو کھانے کے لیے مناسب غذا حاصل ہو رہی ہے؟

بیماریوں کا علاج اور ان کی روک تھام کے لیے ہمیں مناسب سہولتوں کی جیسے صحت کے مراکز دواخانے، تشخیص کے لیے لیبارٹریس، ایمبولنس کی خدمات، بلڈ بنکس وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ہمیں قابل تجربہ کار ہیلت ورکرس، نرسس، ڈاکٹرس، لیاب ٹکنیشنس وغیرہ جو بیماریوں کی تشخیص، مشورہ اور علاج کر سکے اس کے علاوہ ہمیں مریضوں کے علاج کے لیے ادویات اور آلات کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

بیماریوں کے انسداد کے لیے ٹیلہ اندازی کے ساتھ ہمیں مناسب غذا، محفوظ پینے کا پانی، ٹھیک طور پر صفائی اور صاف ستھرے ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہندوستان میں بڑی مقدار میں طبیب (Doctors)، مطب (Clinics) اور دواخانے موجود ہیں۔ ہندوستان کو نگہداشت صحت عامہ نظام کو چلانے کا تجربہ اور علم حاصل ہے۔کئی لاکھوں دیہاتوں میں پھیلے ہوئے کثیر آبادی پر دواخانوں کے نظام اور صحت کے مراکز حکومت کی جانب سے چلائے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ طبی سائنس، ٹکنالوجی اور علاج کے طریقوں کی شکل بہت آگے گئے ہے۔

ادویات کی پیداوار میں ہندوستان دنیا کا چوتھا بڑا ملک ہے اور بڑی مقدار میں ادویات برآمد بھی کرتا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ میڈیکل کالجس ہندوستان میں موجود ہیں۔ تقریباً ہر سال 15000 نئے ڈاکٹرس اہل قرار پاتے ہیں۔

برسوں کے دوران طبی نگہداشت کی سہولتیں مستقل بڑھیں۔ 1950 میں ہندوستان میں صرف 2717 اور 1991 میں 11174 دواخانے تھے۔ 2000 میں یہ تعداد بڑھ کر 18218 ہوگئی۔

چند لوگوں کے لیے بہتر سہولتیں دستیاب ہیں جب کہ دوسروں کے لیے بنیادی نگہداشت صحت نہیں ہے۔ یہ ایک متضاد بات ہے جب کہ دستور چاہتا ہے کہ ملک کے ہر فرد کو سہولتیں ہوں۔ ان حالات کو بدلنے کے لیے ہمارے پاس پیسہ، معلومات اور تجربہ موجود ہے۔اس کو کس طرح کیا جانا چاہیے ہم اس باب میں آگے چل کر بحث کریں گے۔

SCERT TELANGANA

طبی نگہداشتی خدمات

کاکناڈہ کے ایک اسکول میں کرن اور ساریتا ہم جماعت ہیں۔ دونوں قریبی دوست ہیں ساریتا کا تعلق ایک خوشحال گھرانے سے ہے۔ جب کہ کرن کے ماں باپ روزی روٹی کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ ابھی ابھی موسم برسات اختتام کو پہنچا اور وبائی بخار پھوٹ پڑا دونوں اسی وقت بیمار پڑ گئے، جب وہ مدرسہ کو واپس آئے تو اپنی بیماری کے بارے میں بات چیت کی۔

ساریتا کو بخار آنے کے فوری بعد اس کے والد اسے گھر کے قریب موجود خانگی دواخانہ لے گئے۔ ساریتا کے والد کاونٹر (Registration Counter) پر 100 روپے ادا کیے۔ انہیں ایک کارڈ دیکر انتظار کرنے کے لیے کہا گیا۔

بہت جلد ڈاکٹر نے اسے دیکھا اور خون کے کئی معائنوں اور سینے کے X-ray کی سفارش کی۔ وہ متعلقہ کاونٹر پر گئے اور ہر چیز آسانی سے طے پائی۔ معائنوں کے بعد جب وہ ڈاکٹر کے پاس واپس گئے تو اس نے بخار کے لیے دوائی کا ایک نسخہ لکھا اور معائنوں کی رپورٹ کے ساتھ دوسرے دن آنے کے لیے کہا۔ جب وہ دوسرے دن ڈاکٹر سے دوبارہ رجوع ہوئے تو اس نے رپورٹس کو بغور دیکھ کر کہا کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ ساریتا کو متعدی وباء (Viral infection) ہوا ہے فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے دوائی کے کئی نسخے لکھے۔ تین دن وہ بہت اچھا محسوس کر رہی تھی اور اسکول کو واپس آئی۔

کرن کو بھی بخار اور بدن درد تھا، اس کے والد کو اپنے کام سے فرصت نہیں تھی اور صرف دو دن کے بعد قریبی سرکاری دواخانے کو گئے وہ لوگ اس دن بہت جلدی گئے لیکن پہلے سے ہی قطار کافی طویل تھی۔

کرن بہت کمزوری محسوس کر رہا تھا اور مشکل سے کھڑا رہ سکتا تھا، مگر اس کے لیے کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ آخر کار تین گھنٹے کے انتظار کے بعد وہ ڈاکٹر سے ملے۔ کرن کا معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹر نے کہا کہ اس کے خون کا معائنہ کروانا پڑیگا۔ خون کے معائنہ کے لیے دو گھنٹے لگ گئے اور رپورٹ کے لیے انہیں دوسرے دن بلایا گیا۔ انتظار کا عمل دوسرے دن بھی جاری رہا۔ ڈاکٹر نے رپورٹ دیکھ کر کہا کہ گاؤں میں جس طرح دوسروں کو وبائی بخار ہے اس طرح کرن کو بھی ہو گیا ہے۔ اس نے کرن کو بہت سارے دوائی کے نسخے لکھے اور کہا کہ بہت ساری سیال غذا اور آرام کی ضرورت ہے۔ کرن کو صحت یاب ہو کر مدرسہ حاضر ہونے کے لیے ایک ہفتہ کا عرصہ لگا۔

سریتا کو بہت افسوس ہوا کہ کرن کو علاج کے لیے اتنی مشکل اٹھانی پڑی۔ وہ اپنے آپ کو خوش قسمت محسوس کی کہ ایک جدید خانگی دواخانہ میں اس کا علاج ہوا جہاں ہر چیز بآسانی تکمیل پائی۔ جب کرن نے اس سے پوچھا کہ وہ علاج کے لیے کتنے پیسے خرچ کیے۔ تو اس نے بتایا کہ ادوایات اور دواخانے کے اخراجات کے لیے 3500

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

روپیہ۔ تک کرن نے بتایا کہ ہم لوگ صرف 100 روپیے خرچ کیے۔

- سارِیتا کو اتنے زیادہ پیسے کیوں خرچ کرنے پڑے؟ وجوہات بتائیے۔
- کرن کو دواخانہ میں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟ آپ کیسا سمجھتے ہیں کہ دواخانہ کس طرح بہتر طور پر کام انجام دے سکے گا۔ بحث کیجیے۔
- خانگی دواخانوں میں ہمیں کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ بحث کیجیے۔
- آپ بیمار ہوں گے تو کہاں جائیں گے؟ کیا وہاں کوئی مسائل ہوں گے جس کا آپ کو سامنا کرنا پڑیگا۔ آپ اپنے تجربات کی اساس پر ایک پیراگراف لکھیے۔

مذکورہ بالا کہانی سے آپ سمجھ گئے ہوں گے ہم نگہداشت طب کی سہولتوں کو دو اقسام میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ (a) عوامی طبی خدمات اور (b) خانگی طبی خدمات

عوامی طبی خدمات

عوامی طبی مرکز دواخانوں اور طبی مراکز کا ایک ایسا نظام ہے جو دیہی اور شہری علاقوں میں تمام قسم کے مسائل جن میں عام بیماریوں سے خاص خدمات بہم پہنچے کے لیے حکومت کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔ گاؤں کی سطح پر ایک رضاکار (Volunter) ہوتا ہے جسے 'Ashaa worker' کہتے ہیں جو عوام کو طبی خدمات حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ دیہاتوں میں آنگن واڑی مراکز بڑے بچوں کو ٹیکہ اندازی اور تغذیہ کی فراہمی کے مرکز کی طرح خدمات انجام دیتے ہیں۔ یہاں بچوں کے وزن پر بھی نظر رکھی جاتی ہے آیا وہ اپنی عمر کی مناسبت سے بڑھ رہے ہیں یا نہیں۔ ذیلی مرکز 5000 نفوس پر مشتمل آبادی کا احاطہ کرتا ہے۔ جو دیہی علاقوں میں ایک یا اس سے زیادہ دیہاتوں میں ہوتے ہیں۔ اس مرکز میں ہمہ مقصدی طبی اعداد (Multipurpose Health Assistants MPHA) (مرد و زن) ہوتے ہیں۔ انھیں عام بیماریوں سے متعلق، بچوں کو ٹیکہ اندازی، حاملہ ماؤں کی نگہداشت، ملیریا اور دست کی روک تھام کے اقدامات کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہ مراکز منڈل کی سطح پر قائم ابتدائی طبی مراکز (PHC) کی نگرانی میں کام انجام دیتے ہیں۔ ہر ابتدائی طبی مرکز 30,000 آبادی کا احاطہ کرتا ہے۔ (تقریباً پانچ ذیلی مراکز کا علاقہ) 4 تا 5 ابتدائی طبی مرکز پر ایک (Community Health Centre) ہوتا ہے۔ جس میں کچھ ماہرین (Specialist) اور 30 بستروں والا دواخانہ ہوتا ہے۔ اس سطح پر کچھ عمل جراحی (Surgeries) بھی کی جاتی ہے۔ Divisional level پر 100 پلنگ پر مشتمل ایک ایریا دواخانہ ہوتا ہے۔ ضلع واری سطح پر ضلع دواخانہ ہوتا ہے۔ بڑے شہروں میں کئی سرکاری دواخانے ہوتے ہیں۔ ویسے ہی جہاں کرن کو لے جایا گیا تھا۔

کئی وجوہات کی بناء اسے 'عوامی' کہتے ہیں۔ سارے شہروں کو طبی نگہداشت کی فراہمی کے وعدے کو پورا کرنے کے لیے حکومت یہ دواخانے اور طبی مراکز قائم کی ہے اور تو اوران

شکل 9.1: ابتدائی طبی مرکز

SCERT TELANGANA

خدمات کو چلانے کے لیے جن وسائل کی ضرورت پڑتی ہے اس کی پابجائی ہمارے یعنی عوام کے ادا کیے ہوئے ٹیکسس سے کی جاتی ہے۔ نظام صحت عامہ کا ایک اہم پہلو عوام کو معیاری طبی نگہداشت خدمت مفت یا کم قیمت پر مہیا کرنا ہے تا کہ غریب سے غریب بھی علاج کروا سکے۔ صحت عامہ کا دوسرا اہم فعل بیماریوں جیسے TB، ملیریا، یرقان، ہیضہ، دست، چکن گنیا وغیرہ کے پھیلاؤ کا انسداد ہے ۔ یہ سب عوام کی شرکت کے

شکل 9.2: دواخانہ کے اندر وارڈ کا منظر

ذریعے حکومت کو منظم کرنا چاہیے ورنہ یہ موثر نہیں ہوگا۔

گروپ کے ساتھ ایک گشت کریئے اور دیکھنے کے پانی کے کولرس، چھتوں کی سطح وغیرہ پر مچھروں کی افزائش نہ ہو یہ سب اس علاقے میں بسنے والے لوگوں کو ساتھ ملا کر کیا جانا چاہیے۔ دیہات میں ہر شخص اس باب کو یقینی دیکھنا چاہیے کہ نلوں، ہینڈ پمپس کے قریب پانی نہ رہے جس میں مچھروں کی افزائش ہو۔

- نظام صحت عامہ کے حصہ کے طور پر ہر گاؤں / دیہات میں کیا دستیاب رہنا چاہیے۔

خانگی طبی خدمات

ہمارے ملک میں خانگی طبی سہولتوں کی بہتات ہے۔ دیہی علاقوں میں ہم RMP یعنی رجسٹرڈ میڈیکل پراکٹسز پاتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں دوسرے معروف غیر تربیت یافتہ میڈیکل اشخاص

طبی نگہداشت مہیا کرتے ہیں۔ شہری علاقوں میں بڑی مقدار میں ڈاکٹرس موجود رہتے ہیں۔ ان میں سے کئی اپنے خانگی دواخانوں اور نرسنگ ہوم میں خصوصی خدمات فراہم کرتے ہیں۔ کئی خانگی لیبارٹریز جو خون، خارورہ، پاخانہ کا معائنہ کرتے یا مخصوص سہولتیں جیسے X-Ray، الٹرا ساؤنڈ وغیرہ جیسی سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ واقعی اب کئی بڑی کمپنیاں ہیں جو دواخانے چلاتے ہیں اور کچھ ادویات بنانے اور بیچنے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ملک کے کونے کونے میں دواؤں کی دوکان (Medical Shop) نظر آئے گی۔

جیسا کہ نام سے ہی عیاں ہے کہ خانگی طبی سہولتیں حکومت کی ملکیت اور اس کے کنٹرول میں نہیں ہے ۔ عوامی طبی خدمات کے مقابلہ میں مریضوں کو جو بھی خدمت حاصل کرتے ہیں اس کے عوض بہت پیسہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ عوامی طبی خدمات کے بالمقابل مریضوں کو اپنی خدمت کے عوض بہت زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ عوامی یا سرکاری خدمات کے اخراجات حکومت کی جانب سے جمع کردہ ٹیکسوں سے کئے جاتے ہیں۔ اس لئے عوامی طبی خدمات پر عوام جو فیس ادا کرتے ہیں وہ اکثر کم ہوتی ہے۔ خانگی طبی نگہداشت کی صورت میں حقیقی ''لاگت'' اور ''نفع'' تخمینہ میں شامل ہوتا ہے اسی لیے فیس عام طور پر زیادہ ہوتی ہے۔

- خانگی طبی خدمات کے کئی معنی ہیں۔ آپ کے علاقہ کے چند مثالوں کی مدد لے کر تشریح کیجیے۔
- آپ کیوں سمجھتے ہیں کہ دیہات کے لوگ غیر تربیت یافتہ پراکٹسز کے ہاں کیوں جاتے ہیں جب کہ انھیں معلوم رہتا ہے کہ وہ ٹھیک ڈھنگ سے تربیت یافتہ نہیں ہے۔ دوران بحث حسب ذیل پہلوؤں کو ذہن میں رکھیے۔
  - تربیت یافتہ ڈاکٹرس دیہاتوں میں کام نہیں کرتے۔
  - عوام کو Injection پر یقین ہے۔ ادھار علاج کی سہولت، معاوضہ اناج یا چکن کی شکل میں لیتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

صحت کا انشورنس

چند دائمی امراض کے ادویات کی قیمتیں بہت مہنگی ہوتی ہیں۔اس وجہ سے اگر عوام ہیلت انشورنس کروائے تو وہ بہتر طبی خدمات ۔انشورنس اسکیم کے بدولت حاصل کر سکتے ہیں۔اور اس طرح کی کئی انشورنس کمپنیاں عوامی اور خانگی شعبہ کے تحت بازار میں موجود ہیں۔

نگہداشت صحت اور مساوات

ہندوستان میں ہمارے ہاں یہ حالت ہے کہ خانگی دواخانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جب کہ سرکاری دواخانوں کی نہیں۔خانگی دواخانے صرف شہروں کی طرف اپنی اصل توجہ مرکوز کر رہے ہیں۔جیسا کہ یہ خدمات منفعت بخش ہوتی ہے اور قیمتیں بھی کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔

لیکن فی الحال عوامی خدمات کی حالت 108 اور 104 خدمات کی وجہ سے کچھ تبدیل ہوگئی ہے۔جہاں 108 خدمات ایمرجنسی میں پہنچ کر ابتدائی طبی امداد فراہم کر کے مریض کو قریبی مرکز صحت تک پہنچا دیتی ہے۔جب کہ 104 وہ گاڑی ہوتی ہے۔جس میں عملہ اور ادویات موجود رہتی ہیں۔دیہی علاقوں میں ہر ماہ جا ہر صحت کی جانچ اور ادویات وغیرہ مہیا کرتی ہیں۔

حقیقتاً بمشکل آبادی کا 20% حصہ ہی علالت کے دوران ادویات کے خرچ کا بوجھ برداشت کر سکتا ہے۔یہاں تک کہ جو لوگ غریب نہیں ہوتے ان کے لیے بھی طبی اخراجات مشکل کا باعث بنتے ہیں۔ایک سروے کے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ 40% لوگ جو دواخانوں میں کچھ بیماری یا زخموں کی وجہ سے شریک کیے گئے تھے۔انھیں اخراجات کی ادائیگی کے لیے انھیں پیسہ ادھار لینا یا اپنی ملکیت کا کچھ حصہ فروخت کرنا پڑا۔

ان لوگوں کے لیے جو بہت زیادہ غریب ہیں خاندان میں ہر بیماری ان کے لیے تکلیف اور تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے۔بدتر کیا ہے' اس طرح کے حالات بار بار پیدا ہوتے ہیں۔غرباء کے پاس بنیادی سہولتیں جیسے پینے کا صاف پانی' مناسب مکان' صاف ستھرا ماحول وغیرہ تک رسائی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے بیمار ہونے کے مواقع زیادہ رہتے ہیں۔

یہ خاندان اتنی غذا استعمال نہیں کرتے جتنی انھیں کرنی چاہیے۔اس طرح یہ کم خوراک کا شکار ہو جاتے ہیں۔بیماریوں پر اخراجات ان کی حالت کو اور ابتر بنا دیتے ہیں جس کی وجہ سے انھیں اپنی ملکیتوں کو بیچنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ایک بیمار شخص کو دواخانہ کو لانے سے نہ صرف اس کی مزدوری / روزگار متاثر ہوتی ہے بلکہ ساتھ میں آنے والے شخص کی بھی اور اگر دواخانہ میں شریک کروا دیا گیا تو کئی دن کا روزگار متاثر ہوتا ہے۔

عوامی بنیادی سہولتیں

پانی زندگی اور اچھی صحت کے لیے ازحد ضروری ہے۔ ہمارے روزمرہ کی ضروریات کی تکمیل کے لیے ہم کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔صاف شفاف پینے کا پانی' پانی سے جڑے کئی بیماریوں کا انسداد کرتا ہے۔ہندوستان ایسا ملک ہے جہاں بیماریوں جیسے دست' پیچیش (ایک قسم کی بیماری)' ہیضہ وغیرہ کے واقعات بہت زیادہ ہیں۔ 1600 سے زائد ہندوستانی جس میں زیادہ تر 5 سال سے کم عمر بچے ہیں۔ ہر سال پانی سے متعلقہ بیماری سے مرتے ہیں۔اگر لوگ صاف پینے کے پانی کا استعمال کریں تو ان اموات سے بچا جا سکتا ہے۔

پانی کی طرح ہر ایک کو دوسری بنیادی سہولتیں جیسے صحت کی نگہداشت' صاف صفائی' بجلی' عوامی حمل ونقل اور مدارس کی سہولتیں بھی ضروری ہیں۔یہ سب عوامی سہولتیں کہلاتی ہیں۔

عوامی سہولت کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ایک دفعہ یہ مہیا کر دی جائے تو اس کا فائدہ دوسرے لوگوں میں بٹ سکتا ہے۔ مثلاً ایک مدرسہ کا قیام بچوں کو تعلیم سے آراستہ کرنا ہے۔اسی طرح کسی ایریے میں برقی کی سربراہی سے سارے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔کسان کھیتی باڑی کے لیے پمپ سٹ چلاتے ہیں' عوام ایسے چھوٹے ورک شاپس چلا سکتے ہیں جو بجلی سے چلتے ہیں۔فیکٹریوں

SCERT TELANGANA

کو مشینیں چلانے کے لیے' طلبا کو پڑھائی میں سہولت اور دوسرے لوگ کئی مقاصد کے لیے بجلی کا استعمال کرتے ہیں۔

حکومت کا کردار

دی گئی عوامی سہولیات اتنی اہم ہے کہ کوئی ایک عوام تک انہیں پہنچانے کرنے کی ذمہ داری لے۔ یہاں کوئی ایک سے مراد حکومت ہے۔حکومت کا ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ اس بات کو یقینی بنائے کہ یہ ساری سہولتیں ہر ایک کو مل پا رہی ہوں۔

چلیئے کوشش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حکومت کو یہ ذمہ داری کیوں اٹھانی چاہیے۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ خانگی کمپنیاں بازار میں نفع کے لیے کام کرتی ہیں ۔ بہت ساری عوامی سہولتوں میں منافع نہیں رہتا۔مثلاً نالوں کی صفائی یا ملیریا کے انسداد کے لیے کمپنی کو کیا نفع ملتا ہے۔ ایک خانگی کمپنی اس طرح کے کاموں میں دلچسپی نہیں لیتی لیکن دوسری عوامی سہولتیں جیسے مدارس اور دواخانوں وغیرہ دلچسپی لیتی ہے۔اس طرح کے کئی کمپنیاں خاص کر بڑے شہروں میں ہم دیکھ سکتے ہیں۔

اگر آپ شہر میں رہے ہیں تو دیکھے ہوں گے کہ خانگی کمپنیاں صاف شفاف صاف کا پانی بند بوتلوں میں سپلائی کرتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر خانگی کمپنیاں عوامی پر سہولت تو فراہم کرتی ہیں لیکن چند لوگ ہی اس کا بوجھ برداشت کرسکتے ہیں۔ بہت سارے لوگ جو ایسی سہولتوں کی ادائگی نہیں کرسکتے وہ لوگ خوشگوار زندگی گزارنے سے محروم رہ جاتے ہیں ۔ یہ دستوری وعدے کے برخلاف ہے جس میں ہر ایک کو برابر مواقع اور خوشگوار زندگی فراہم کرنے کی ضمانت ہے۔

عوامی سہولیات کا تعلق عوام کی بنیادی ضروریات سے ہے۔ جو ہر سماج کو اس کی ضرورت ہوتی ہے ۔ یہ سہولتیں اس لیے مہیا کی جاتی ہیں کہ لوگوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل ہوسکے۔ دستور میں ہر فرد کو جینے کا حق حاصل ہے۔اس لیے حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ عوامی سہولیات فراہم کرے۔حکومت طب کی بہ نسبت دفاعی معاملے میں پیسہ زیادہ صرف کرتی ہے۔ دنیا کے چند ممالک میں سے ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں کی عوام صحت کی نگہداشت کے معاملے میں اپنی جیب سے پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ عوام کے لیے طبی اخراجات بھی ایک اہم وجہ ہے جس کی عدم ادائیگی کی وجہ لوگ مقروض رہتے ہیں۔

- ایسے جملوں کو بتلائیے جو صحت عامہ اور حکومت سے کیا وابستہ توقعات کے درمیان تعلق کو بتاتے ہیں۔

طبی سہولتوں کے لیے دونوں مرکزی و ریاستی حکومتیں ذمہ دار ہیں۔حسب ذیل تشریحی خاکے Diagram سے آپ نشاندہی کرسکتے ہیں کہ کس طرح مرکزی حکومت کے ادارے کام کرتے ہیں۔

آندھرا پردیش اور تلنگانہ میں تغذیہ کا موقف

مناسب غذا' پینے کا صاف پانی' ٹھیک ٹھنگ سے صفائی اور روک تھام کے اقدامات ایک صحت مند زندہ ماحول کی بنیاد ہیں۔ نگہداشت کا مقصد نہ صرف بیماریوں کا علاج کرنا بلکہ بنیادی ضروریات کو یقینی بنانا ہے۔ کیا ہم یہ سب کرنے کے قابل ہیں؟ چلئے حالات کا جائزہ لیتے ہیں۔ حالیہ مطالعہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ملک کے عوام کی تغذیہ کی سطح میں کمی واقع ہورہی ہے۔آبادی کا ایک بڑا حصہ اس حال میں زندگی بسر کررہا ہے کہ انہیں بروقت پیٹ بھر خوراک بھی میسر نہیں ہورہا ہے۔ایسی حالت دیکھی جارہی ہے۔ جب کہ ہمارے ہاں ہر ایک کو کھلانے کے لیے اجناس کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ان لوگوں کے پاس اپنے خاندان کے لیے غذا' خریدنے کی سکت بھی نہیں ہے۔ہم کو اتنے سنجیدہ حالات کا پتہ ملک بھر پر کیے گئے مطالعہ سے چلتا ہے۔

SCERT TELANGANA

وزارت صحت اور خاندانی بہبودی

محکمہ صحت اور خاندانی بہبودی قومی سطح پر بیماریوں پر کنٹرول دواخانوں' ڈسپنسری اور طبی تعلیم کے پروگرام پر توجہ دیتا ہے۔	محکمہ AYUSH یہ دیسی نظامی ادویات جیسے آیوروید ' ہومیوپیتھک ' یونانی ' Siddha پر نظر رکھتا اور تحقیق کرتا ہے۔	محکمہ تحقیقی صحت کا تعلق صحت اور طبی سرگرمیوں کی تحقیق سے ہے۔	محکمہ انسداد ایڈس اور HIV کی روک تھام کے لیے پروگرامس منعقد کرتا/ چلاتا ہے۔

ہم سب کو صحت مندرہ کر مذکورہ سرگرمی انجام دینے کے لیے توانائی اور وبائی امراض کے بچاؤ کے لیے چربی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو کم خوراک استعمال کرتے اور مناسب/کافی غذا نہیں کھاتے اپنے جسم میں کم سے کم چربی تیار کرنے کے قابل نہیں رہے اور معمول کی سرگرمیاں انجام نہیں دے سکتے۔ وہ لوگ بیمار نہیں ہوتے لیکن اکثر کمزوری محسوس کرتے ہیں۔ مناسب غذا کے استعمال سے ہم اس حالت سے باہر آسکتے ہیں نہ کہ کوئی مخصوص دوائی سے۔ یہ حالت ایک نظر نہ آنے والی فاقہ کشی جیسی ہے۔ وہ غذا تو کھاتے ہیں لیکن جتنی ضرورت ہے اتنی نہیں۔ اس لیے ان کی فاقہ کشی نظر نہیں آتی۔ صفحہ نمبر 197 پر جسمانی حالات کی تفصیل پڑھیے۔

چلیے آندھراپردیش انسانی ترقی رپورٹ 2007 (تلنگانہ اور آندھراپردیش) سے حالات کا جائزہ لیتے ہیں جو یہ بتاتی ہے کہ بھوک اور غذا کی کمی سے آزادی ایک بنیادی انسانی حق ہے اور انسانی اور قومی ترقی کے لیے بنیادی ضرورت ہے۔ بہتر تغذیہ کا مطلب قومی ٹیکہ کا نظام' بیماری کے کم امکانات اور بہتر صحت ہے۔ بین الاقوامی تنظیم صحت (WHO) کے مطابق ترقی پذیر ممالک 5 سال سے کم عمر پر 2 بچوں میں 1 یعنی 53 فیصد کی موت وبائی امراض سے متاثر ناقص غذا کی وجہ سے واقع ہوتی ہے۔ تلنگانہ اور آندھراپردیش میں 5 سال سے کم عمر 33 فیصد بچوں کا وزن عمر کے حساب سے کم پایا گیا۔

تقریباً 31 فیصد خواتین اور 25 فیصد مرد غذا کی کمی کا شکار پائے گئے۔

کیا کیا جاسکتا ہے؟

4 تا 5 طلبا کے چھوٹے گروپ میں کام کروایا جانا چاہیے۔ ہر گروپ الگ الگ کام انجام دینا چاہیے پھر سب کو ملا کر نتیجہ اخذ کرنا چاہیے۔

- آپ کے شہر یا گاؤں میں طبی سہولتوں کی دستیابی پر ایک نوٹ لکھیے۔ آپ کے پڑوس میں رہنے والے لوگ جب سرکاری یا خانگی دواخانہ جاتے ہیں تو کن مشکلات کا سامنا کرتے ہیں؟

SCERT TELANGANA

- بہت ساری طبی سہولتیں دونوں سرکاری اور خانگی شعبۂ شہری علاقوں میں دستیاب ہیں۔

2003ء میں چند مخصوص مقامات پر کیے گئے ایک سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے۔ بہت سارے قابل 79 فیصد خانگی ڈاکٹرس شہری علاقوں میں پائے گئے دیہی علاقوں میں ڈاکٹرس کی اصل دستیابی ہوئی ہے جب کہ دفتری طور پر (Officially) دیہی علاقوں میں ہر طرف غیر حاضری کی وجہ سے تقرر کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ ان حالات کی وجوہات پر بحث کیجیے۔ اپنے علاقے کے لوگوں سے اس مسئلہ پر بات کیجیے اور کس طرح اسے سلجھایا جا سکتا ہے۔

- آپ کے علاقے میں بات کیجیے اور کس طرح اسے سلجھایا جا سکتا ہے۔
- آپ کے علاقے کے (پانچ گھروں میں جس میں دو سال سے کم عمر کے بچے ہوں) بچوں کی ٹیکہ اندازی کا سروے کیجیے اور حسب ذیل سوالات پوچھیے۔

a) کیا آپ کے پاس بچہ کی ٹیکہ اندازی کا کارڈ موجود ہے؟

b) کیا آپ کے بچے کے بائیں بازو پر ٹیکہ لگایا گیا ہے جس کا نشان موجود ہے۔ (اگر آپ دیکھ سکتے ہیں تو نشان دیکھئے)

c) کیا آپ کے بچے کو کولھے پر ٹیکہ دیا گیا ہے۔

d) کیا آپ کے بچے کو پولیو ڈراپس پلائے گئے ہیں اور اگر پلائے گئے تو کتنی دفع؟

e) کیا آپ کے بچے کو 9 ماہ کی عمر میں ایک چمچ دوائی کے ساتھ ران پر ٹیکہ دیا گیا۔

f) کیا آپ کے بچے کو 18 ماہ کی عمر میں کوئی ٹیکہ دیا گیا؟ (اگر بچے کی عمر اس سے زائد ہو تو کیا اسے پینے کے لیے کوئی دوائی بھی دی گئی؟

ہر سوال کا جواب ہاں اور نا میں دیجیے۔ کتنے خوراک (جہاں ضرورت ہو)

DK (نہیں معلوم کے لیے) NA (ضرورت نہیں ہے کے لیے) مثال کے طور پر بچہ اگر 1 سال کا ہو تو سوال 'f' لاگو نہیں ہوگا۔ آپ کے نتیجے پر بحث کیجیے۔

نوٹ: TB کے لیے BCG بائیں بازو پر دیا جائے گا جس کا ایک چھوٹا سا نشان آئے گا۔

(تین بیماریوں کے لیے) DPT کولھے پر یا منہ میں دو بوند پولیو کے ساتھ ران میں دیا جائے گا۔ یہ عام طور پر 1.5، 2.5 اور 3.5 مہینوں میں یا اس کے بعد بھی دیا جا سکتا ہے۔

کنکر پتھر کا ٹیکہ 9 ماہ کی عمر میں ران کے اگلے حصے میں ایک ML وٹامن A کے ساتھ دیا جاتا ہے اور 18 ماہ کی عمر میں DPT اور OPV کا خوراک (اس بار ایک ML کے بجائے دو ML) وٹامن A کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

- آروگیہ شری اسکیم میڈیکل بیمہ اسکیم کے طور پر سفید کارڈ گیرندوں کے لیے دواخانے میں علاج کے لیے شروع کی گئی تھی۔ یہ اسکیم بھاری مقدار میں بیماروں کے ساتھ خانگی دواخانوں کا احاطہ کرتی ہے۔ آپ کے پڑوس میں لوگوں سے بحث مباحثہ کرکے اس اسکیم کے جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں اس پر ایک نوٹ لکھیے۔

- آپ کی رائے میں آپ کے اسکول میں جو دوپہر کے کھانے کی اسکیم چل رہی ہے اس میں سب سے اہم کیا بہتری لانا چاہیے۔
- ہندوستان میں ہر سال تقریباً ایک لاکھ عورتیں حمل کی پیچیدگی کی وجہ سے ہلاک ہوتی ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ زچگی کے وقت ناقص صحت' تغذیہ کا موقف اور زچگی کے دوران مزدوروں کا نامناسب انتظامیہ کئی بچوں کی ہلاکت کا ذمہ دار ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہو کہ 104 اور 108 ایمبولنس سرویس ان حالات میں کوئی تبدیلی لائے۔ بحث کیجیے۔

کلیدی الفاظ

1. صحت عامہ کے مراکز	2. ایریا ہاسپٹل	3. عوامی سہولتیں
4. تغذیہ	5. آروگیہ شری اسکیم	

اپنے اکتساب کو بڑھائیے

1. غلط بیان کو درست کیجیے۔(AS1)
   a) بہت سے دیہی علاقوں میں تربیت یافتہ ڈاکٹرس موجود ہیں۔
   b) عوامی سیکٹر کے دواخانوں کی بہ نسبت خانگی سیکٹر کے دواخانوں میں زیادہ سہولتیں دستیاب ہیں۔
   c) تغذیہ سے بھرپور غذا صحت کو بڑھاتی ہے۔
   d) تھوڑے بہت ڈاکٹر پیسہ بنانے کے لیے غیر ضروری علاج کرنے میں ملوث ہوتے ہیں۔
2. جیا ماں حسب ذیل کا استعمال کرتی ہے۔ ان میں سے آپ کن کو عوامی بنیادی سہولتوں میں شامل کریں گے؟(AS1)
   a) مدرسہ کو اسکوٹر پر جاتی ہے b) اپنے بچے کو آنگن واڑی بھیجتی ہے c) اس کے پاس TV ہے
   d) اس کے پاس موبائل فون ہے e) خطوط پوسٹ خانے کے ذریعہ بھیجتی ہے
3. اس باب میں ان جملوں کی نشاندہی کیجیے جو اس بارے میں بحث کرتے ہیں کہ صحت عامہ کی سربراہی میں حکومت اپنا رول ادا کرتی ہے۔(AS3)
4. بطور مثال حسب ذیل کونسے اقدامات آپ غور کرتے ہیں۔ بحث کیجیے۔ یا صحت کی نگہداشت کی بہتری کی مثال نہیں ہے۔ آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں لکھئے۔(AS1)
   a) TB کے مریضوں کو مفت دوا دی جاتی ہے۔ b) چند گاؤں میں صاف شفاف پینے کے پانی کا انتظام کیا جاتا ہے۔
   c) دکاندار سردی' سردرد اور بخار کی دوائیں بیچتے ہیں۔ d) حکومت ارزان فروش کی دوکانوں پر اناج مہیا کرتی ہے۔
5. Priyamvada ایک خانگی دواخانہ چلاتی ہے۔ جس میں سرکاری دواخانہ کی بہ نسبت زیادہ سہولتیں دستیاب ہیں۔ Satyanarayana ایک منڈل میں بحیثیت سرکاری ڈاکٹر خدمات انجام دیتا ہے۔ کیا آپ ان کے درمیان صحت کی خدمات کو مضبوط بنانے کے بارے میں ایک خیالی مکالمہ لکھ سکتے ہیں؟(AS4)
6. اس باب میں صحت کے دوسرے پہلو دیئے گئے ہیں (جیسے صاف پانی وغیرہ) انہیں یکجا کیجیے اور ایسے پہلوؤں پر ایک پیراگراف لکھئے۔(AS2)
7. نیچے دیا گیا خاکہ ظاہر کرتا ہے کہ لوگ تلنگانہ اور آندھرا پردیش میں علاج معالجہ کے لیے پیسہ کیسے حاصل کرتے ہیں۔ قریب 65 فی صد لوگ جو خط

غربت سے نیچے زندگی گزارتے ہیں انھیں پیسہ ادھار لینا پڑتا ہے۔اس چارٹ میں اسے پہچان کر نشان لگایئے۔ جو لوگ خط غربت سے اوپر زندگی گزارتے ہیں ان میں 45 فی صد لوگ علاج معالجہ کے لیے اپنی جمع پونجی سے خرچ کرتے ہیں۔ اس چارٹ میں اسے پہچان کر نشان لگایئے۔ وہ لوگ جو خط غربت سے اوپر زندگی گزارتے ہیں ان میں سے صرف 35 فیصد ادھار لیتے ہیں۔اس میں اسے پہچان کر نشان لگایئے۔

تلنگانہ اور آندھرا پردیش میں علاج معالجہ کے اخراجات کا حالیہ معاشی موقف اور ذرائعوں کے ذریعے

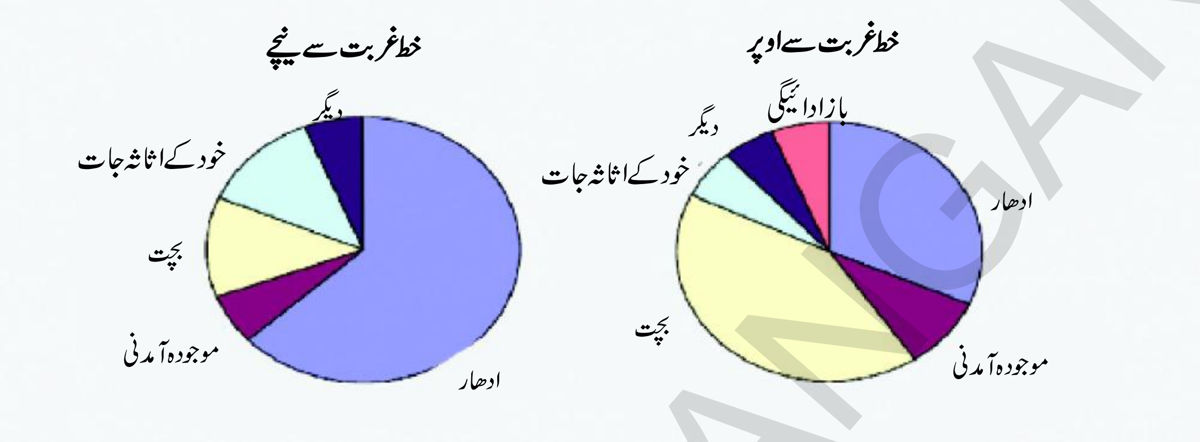

8. صحت پر حکومت کی فلاحی اسکیموں کا جائزہ لیجیے اور آپ کے علاقے میں مستفید ہونے والوں کی فہرست مرتب کیجیے۔(AS3)

9. متعدی بیماریوں کی روک تھام کے متعلق جاننے کے لیے آپ اپنے ریجنل ہلیت ورکر سے کونسے سوالات کریں گے؟(AS4)

10. ناگہانی حالات میں 108 کونسے مختلف خدمات انجام دیتا ہے؟(AS6)

منصوبہ

1. اپنے قریبی علاقے میں موجود عوامی ہیلت سنٹر اور اسپتالوں کی لسٹ تیار کیجیے۔اپنے تجربہ کے بنیاد پر (یا کسی ایک مرکز کا دورہ کرکے) فراہم کی جانے والی سہولتوں اور ان افراد کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے جو ان کو چلاتے ہیں۔

2. اپنے کوئی پانچ دوستوں سے ملاقات کیجیے اور جدول کو حسب ذیل تفصیلات کے ذریعے پر کیجیے' اس کے بعد اس کا تجزیہ لیجیے اور کمرہ جماعت میں مباحثہ کیجیے؟

شمار	طالب علم کا نام	کتنے دن میں ایک دفعہ ناخن تراشتے ہیں	کن مواقع پر ہاتھ دھوتے ہیں	ظہرانہ کے بعد بچی ہوئی غذائی اشیاء کہاں پھینکتے ہیں۔	کتنے دن میں ایک دفعہ اسکول کی صفائی میں حصہ لیتے ہیں	اپنے گھر کی صفائی کے لیے کس قسم کے کام انجام دیتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

باب
10

انگریزوں اور نظاموں کے تحت زمیندار اور لگان دار

مغلیہ دور میں زمیندار اور کاشتکار

مغلیہ دور میں زمیندار کاشتکاروں سے لگان وصول کرتے تھے اور اسے مغلیہ حکومت کے عہدیداروں کے حوالے کرتے تھے۔اس کے بدلے میں ان زمینداروں کو وصول شدہ لگان کا ایک حصہ ملتا تھا اور بعض اوقات ان کو مقامی طور پر چھوٹے موٹے محصول وصول کرنے کی اجازت بھی مل جاتی تھی۔ان زمینداروں کو گھوڑوں اور ہتھیاروں سے لیس مختصر فوجی جتھے رکھنے کا اختیار بھی حاصل ہوتا تھا۔ ان کے مکانات چھوٹے قلعوں کی مانند ہوتے تھے جنہیں تلنگانہ میں ''گڑھی'' کہا جاتا تھا۔ان تمام اختیارات ومراعات کی بناء پر انہیں اپنے ماتحت دیہاتوں پر کنٹرول کرنے میں سہولت ہوتی تھی۔ اس طرح اکثر زمیندار محصول کنندوں کی حیثیت میں مغلیہ حکومت اور کسانوں کے درمیان رابطہ کا کام انجام دیتے تھے۔ایک طرف وہ کسانوں اور کاشتکاروں کے مسائل اور دشواریوں سے حکومت کو آگاہ کرتے تھے تو دوسری طرف حکومت کے احکامات وقوانین کو علاقے کے رعایا اور کسانوں پر نافذ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

زمینداروں کی اپنی ذاتی زمینات بھی ہوتی تھیں جن پر کاشتکاری کے لیے زرعی مزدوروں کو رکھا جاتا تھا۔یہ زمینات ''خود کاشت'' زمینات کہلاتی تھیں۔وہ اپنی زمینات کاشتکاروں کو مقررہ کرایہ یا پیداوار کے متعین حصہ کے بدلے کرایہ پر بھی دیتے تھے۔ ایسے زمینداروں کو ہم مالکین زمینات (Landlords) اور ان کی زمینوں پر کاشت کرنے والوں کو کرایہ دار یا لگان دار کسان کہہ سکتے ہیں۔ اسطرح زمینداروں کے دو مختلف کردار تھے۔ایک مغل حکومت کے نمائندے کی حیثیت میں عام کسانوں سے لگان کی وصولی اور دوسرا اپنی ذاتی زمینات کے مالک کی حیثیت میں زمینداری۔ کاشتکار یا کسان بھی دو طرح کے ہوتے تھے پہلے آزاد کسان جو اپنی زمینات پر خود کاشتکاری کرتے اور زمینداروں کو لگان ادا کرتے تھے،دوسرے وہ جو زمینداروں کی زمینوں پر کرایہ دار کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔اس دور میں ہندوستانی شہروں اور دیہاتوں میں اعلیٰ مہارت کے فنکار و دستکار جیسے جولاہے' صباغ (رنگ ساز)' معمار' دھاتی کاریگر (Metalsmith) اور بڑھئی وغیرہ پائے جاتے تھے۔یہ لوگ دستکاری اشیاء کی تیاری اور زرعی سرگرمیوں کے لیے مددگار خدمات میں مشغول ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ مزدور ہوا کرتے تھے جو انفرادی اور سماجی خدمات انجام دیتے تھے۔ جیسے دھوبی' بٹیاں بنانے والے' حجام' قصاب' گلہ بان' چرواہے اور زرعی مزدور وغیرہ۔ان فنکاروں اور خدمت گذاروں کا تعلق اکثر ''پسماندہ'' اور ''کم تر'' ذاتوں سے ہوتا تھا۔ان میں بعض لوگوں کی اپنی چھوٹی زمینات بھی تھیں لیکن ان کی زندگی کی گذر بسر کا دارومدار اکثر کسانوں اور زمینداروں کے لیے مختلف خدمات کی انجام دہی پر تھا۔

1
بادشاہ زمیندار سے لگان وصول کرتا ہے

2
زمیندار عوام سے لگان وصول کرتے اور بادشاہ کو دیتے ہیں۔

3

زمیندار کی اپنی زمین اور مزدور ہوتے ہیں۔

4

کسان جو خود کی زمین پر کاشت کرتا وہ بھی لگان ادا کرتا ہے۔

- کیا مغلیہ دور میں زمیندار اپنے ماتحت گاؤں کی تمام زمینات کے مالک ہوتے تھے؟
- زمیندار مغل حکومت کے لیے کیا کرتے تھے اور اسکے بدلے میں انہیں کیا معاوضہ حاصل ہوتا تھا؟

SCERT TELANGANA

- آپ کے خیال میں زمیندار فوج اور چھوٹے قلعے کیوں رکھا کرتے تھے؟
- آپ کے خیال میں زمیندار کسی بھی طریقے سے آزاد کسانوں اور کاشتکاروں کی مدد کرتے تھے ہوں گے؟ اپنے جواب کے لیے دلائل پیش کیجیے۔

بندوبست دوامی: انگریزوں کے دور میں متعارف کی گئی تبدیلیاں

جب انگریزوں نے ہندوستان میں اقتدار حاصل کیا تو انہوں نے اپنی تجارت اور جنگوں کے لیے مالیہ فراہم کرنے کی غرض سے اراضی کے محصولات کو بڑھانے میں کافی جستجو ظاہر کی۔ جس کا نتیجہ شعبۂ زراعت کی تباہی کی شکل میں ظاہر ہوا کیونکہ ان حالات میں کسان بہتر کاشتکاری کرنے کے موقف میں نہیں تھے۔ اس دور میں شدید قحط آئے جن سے لاکھوں لوگ موت کا شکار ہوگئے۔ انگریزوں نے محسوس کیا کہ انہیں لگان اراضی کا ایک ایسا نظام اپنانا چاہیے جو زراعت کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہو۔ وہ اس بات کے متمنی تھے کہ کاشتکار زیادہ سے زیادہ زمینات کو زیر کاشت لائیں اور ایسی فصلوں کو اگائیں جن کی بازار میں طلب زیادہ ہے، خصوصاً ایسی نقدی والی فصلیں جو انگلینڈ کو برآمد کی جاسکیں مثلاً کپاس، نیل، گنا، گیہوں وغیرہ۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہدیداروں نے اس بات کو محسوس کرنا شروع کیا کہ زمینات پر سرمایہ کاری اور زراعت کی حوصلہ افزائی نہایت ضروری ہے۔ یہ کیسے کیا جاسکتا تھا؟

اس مسئلہ پر دو دہوں کے غور و فکر کے بعد کمپنی نے 1793ء میں بندوبست دوامی کے نظام کو متعارف کیا جب کہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تھا۔ اس بندوبست کے شرائط کے مطابق زمینداروں کو ہراج کے طریقے سے محصول طے کرنا اور اسی کے مطابق وصول کرنا تھا۔ اس نظام کو زمینداری نظام بھی کہا جاتا تھا۔ زمیندار وصول شدہ محصول کا 90% حکومت کو پیش کرتے تھے اور 10% وصولی کے معاوضے کے طور پر خود رکھ لیتے تھے۔ وہ حکومت کو مقررہ رقم ادا کردیتے تھے جسمیں مستقبل میں بھی اضافے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ اس نظام کو متعارف کرتے ہوئے یہ خیال کیا گیا کہ اس سے کمپنی کی آمدنی مستقل ہوجائے گی اور ساتھ ہی زراعت میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے زمینداروں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ چونکہ حکومت کی جانب سے محصول میں اضافہ نہیں کیا جاتا تھا، حاصل ہونے والی اضافی پیداوار سے زمینداروں کو فائدہ ہونے لگا۔ زمیندار ہراج میں طے کردہ لگان سے زیادہ لگان کسانوں سے وصول کرلیتے تھے۔ انہوں نے محصول میں مسلسل اضافہ کیا اور ان کا مطالبہ پورا نہ کرنے والے کسانوں کو تبدیل کرنے لگے۔ اس طرح اس نظام نے تمام کسانوں کو کرایہ دار کی حیثیت دے دی۔ اور زمینداران سے محصول کے بجائے کرایہ وصول کرنے

کمپنی زمیندار سے محصول (ٹیکس) وصول کرتی ہے

زمیندار کو زائد اختیارات ملنے کی وجہ سے زائد رقم وصول کرتا ہے۔

زمیندار فیصلہ کرتا ہے کہ کسان کو کیا اگانا چاہیے اور کتنا ٹیکس دینا چاہیے۔

SCERT TELANGANA

لگے۔لگان کے مقابلے میں کرایہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اکثر کسان اسے ادا نہیں کر پاتے تھے اور نتیجے کے طور پر زمینات بنجر ہونے لگیں۔ اور اس کا اثر زمینداروں پر بھی پڑنے لگا اور آخر کار وہ بھی خاطی قرار دیئے گئے۔

زیادہ ٹیکس ادا کرو۔ زمین پر توجہ نہیں دی گئی۔ اگر میں زمیندار کے کہنے کے مطابق پیداوار نہیں کروں گا۔ مجھے زمین سے بے دخل کر دیا جائے گا۔

- ان تبدیلیوں نے نسل در نسل کاشتکاری کرنے والے کسانوں کے موقف کو کس طرح متاثر کیا؟
- محصول اور کرایہ میں کیا فرق ہے؟
- 'بندو بست دوامی' سے کس کو زیادہ فائدہ حاصل ہوا؟ برطانوی حکومت کو، زمینداروں کو یا کسانوں کو؟ وجوہات بیان کیجیے۔

کچھ سالوں بعد زمیندار ساری زمین پر قبضہ کر لیتا ہے۔

نتائج

کمپنی کے عہدیداروں نے دیکھا کہ زمینات کی ترقی اور بہتری کے لیے زمیندار سرمایہ کاری نہیں کر رہے ہیں۔ جو محصول طے کیا جاتا تھا وہ اس قدر زیادہ ہوتا تھا کہ زمیندار حکومت کو ادا نہیں کر سکتے تھے۔ فصل نہ ہونے یا قحط پڑنے کی صورت میں بھی محصول میں کمی کی سہولت نہیں تھی۔ اگر کوئی زمیندار محصول ادا کرنے میں ناکام ہو جاتا تو اسے زمینداری سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا۔ کمپنی کے ہراج کے طریقے کی وجہ سے کئی زمینداروں کو بے دخل ہونا پڑتا۔ اس صورتحال نے گاؤں دیہاتوں میں عدم استحکام کی کیفیت پیدا کر دی اور کئی پرانے زمینداروں کی جگہ نئے زمینداروں نے لے لی۔

لیکن 1820ء میں اس صورتحال میں تبدیلی آنے لگی۔ بازار میں اجناس کی قیمتوں میں اضافہ ہوا اور کاشتکاری میں بھی وسعت پیدا ہونے لگی۔ جس کی وجہ سے زمینداروں کی آمدنی میں اضافہ ہونے لگا لیکن کمپنی کو کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ محصول کا تعین مستقل ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ محصول کا مطالبہ نہیں کر سکتی تھی۔

اسکے باوجود زمینداروں نے زمینوں کی ترقی میں دلچسپی نہیں ظاہر کی۔ بندوبست دوامی کے ابتدائی سالوں میں کئی زمینداروں کو زمینوں کو چھوڑنا پڑا اور دیگر زمیندار چاہتے تھے کہ بغیر کسی مشکل اور دشواری کے آمدنی حاصل کر لیں۔ اسلیے وہ لوگ زمینوں کو کرایہ پر کسانوں کے حوالے کرنے لگے اور زمینوں کی ترقی کو نظر انداز کرنے لگے۔

SCERT TELANGANA

آبادی میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ زمیندار زیادہ کرایہ کی خاطر پرانے کسانوں کی جگہ نئے کسانوں کو زمینات دینے لگے۔ دوسری طرف کسانوں کو یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ یہ نظام حددرجہ ظالمانہ ہے جس میں انہیں زمینداروں کو بہت زیادہ کرایہ دینا پڑتا ہے اور زمین پر ان کا حق انتہائی غیر محفوظ ہے۔ کرایہ ادا کرنے کے لیے کسانوں کو اکثر ساہوکاروں سے قرض بھی لینا پڑتا تھا اور وہ کرایہ ادا کرنے سے قاصر رہتے تو انہیں انکی آبائی زمینوں سے بے دخل کردیا جاتا تھا جس پر وہ نسلوں سے کاشت کاری کرتے آئے تھے۔

- انگریزوں نے زمینداری نظام کو جن مقاصد کے حصول کے لیے متعارف کیا تھا ان کے حصول میں یہ نظام کس طرح ناکام ہوا؟
- آپ کے خیال میں زمینداروں کو سرمایہ کاری میں اضافہ کئے بغیر آمدنی میں اضافہ کرنا کیسے ممکن تھا؟
- آپ کے خیال میں زمینداروں نے برطانوی حکومت کی تائید کی یا مخالفت کی؟ وجوہات بیان کیجیے۔

رعیت واری نظام کے تحت میں نے زیادہ فصل پیدا کی

کمپنی کسان سے مقررہ ٹیکس وصول کرتی ہے

زمیندار زمینوں کو کرایہ پر دیتا ہے۔

رعیت واری نظام

انیسویں صدی کے ابتدائی سالوں تک کمپنی کے اکثر عہدیداروں کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ محصول اراضی کا نظام دوبارہ تبدیل ہونا ضروری ہے۔ مستقل طور پر کیسے محصول متعین کئے جائیں کہ کمپنی اپنے نظم ونسق اور تجارت میں سرمایہ کاری کے اخراجات کی تکمیل آسانی سے کرسکے؟

نظام نے انگریزوں کو بیلاری، اننت پور، کڑپہ اور کرنول کے اضلاع ہنگامی اخراجات کی تکمیل کی خاطر حوالے کئے ۔ یہ علاقہ رائل سیما کہلاتا تھا۔ نومبر 1800ء میں تھامس منرو کو ان اضلاع کا صدر محصل (چیف کلکٹر) مقرر کیا گیا۔ اس دور میں متذکرہ اضلاع میں نراجیت کی کیفیت تھی۔ اس علاقے میں آٹھ چھوٹے سردار موجود تھے جو Palegars کہلاتے تھے۔ انہوں نے برطانوی اقتدار کے نفاذ کے خلاف سخت مزاحمت کی اور مسلسل جنگوں اور لوٹ مار میں مصروف رہے۔ تھامس منرو نے سب سے پہلے ان سرداروں کو مغلوب کیا اور ان کے مسلح فوجی جتھوں کو تحلیل کردیا۔ نظم وضبط کی برقراری کے بعد منرو نے زمینات کے سروے اور محصول کے بندوبست پر توجہ دی۔ اس نے محسوس کیا کہ جنوبی ہند میں شمالی ہندوستان کی طرح زمیندار نہیں ہیں بلکہ آندھرا اور ٹامل کے خطوں میں کاشتکار طبقے پائے جاتے ہیں جو زمینات کے مالک ہیں۔ وہی کاشتکاری کرتے ہیں اور محصول بھی وہی ادا کرتے ہیں۔ اس لیے اس نے کاشتکاروں کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے محصول کے ایک نئے نظام ''رعیت واری نظام'' کو جنوبی ہندوستان اور پھر مغربی ہندوستان میں متعارف کرایا۔

رعیت کے معنی کاشتکار کے ہیں۔ رعیت واری سے مراد معیادی کاشتکاری ہے۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ محصول حقیقی کاشتکاروں یا زمین کے مالکین سے وصول کیا جائے گا، جو اپنے زمینات پر کام

SCERT TELANGANA

کرتے ہوں یا دوسروں سے کام کرواتے ہوں۔ اس نظام کے تحت کاشتکاری کرنے والے کسانوں کی شناخت کی گئی۔ انکے کھیتوں کی شناخت کی گئی اور انہیں ایک سروے نمبر دیا گیا اس طرح ان زمینات کی ملکیت کے حقوق قانونی طور پر محفوظ کئے گئے۔ محصول مقرر کرنے کے لیے فی ایکڑ پیداوار، قیمتوں کی سطح، بازار کے حالات اور فصل کی نوعیت کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ 1801-02 میں کاشتکاری سے پہلے منرو نے کسانوں کو قرضے مہیا کئے تاکہ وہ بیجوں، اوزار، بیلوں کی خریداری کرسکیں اور کنوؤں کی مرمت یا کھدائی کے کام کرسکیں۔ اس کا خیال تھا کہ برطانوی حکومت کو کسانوں کے تحفظ کے لیے پدرانہ شفقت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ یہ چیز بہت کارآمد اور موثر ثابت ہوئی اور اس سال بہترین فصل ہوئی اور محصول کی وصولی میں اضافہ ہوا جس سے یہ بات درست ثابت ہوئی کہ منرو کا خیال صحیح تھا۔

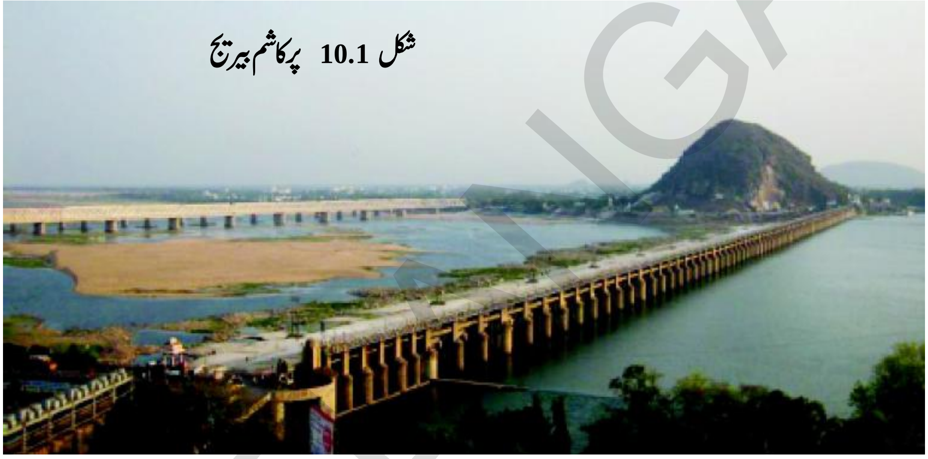

شکل 10.1 پرکاشم بیراج

ترقیاتی سرگرمیاں

چند برطانوی تنظیمیں کا ایقان تھا کے زراعتی کاموں میں وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس سے کسانوں کو زراعت کرنے اور زیادہ قیمت والی نقد اجناس کی پیداوار کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ سر آرتھر کاٹن کی ان تھک کوششوں کے نتیجہ میں 1849ء میں گوداوری ندی پر دھلیش ورم کے قریب ایک آئی کٹ تعمیر کیا گیا۔ جس سے ضلع بہت جلد فروغ پانے لگا جو کہ 1833ء سے شدید قحط سالی سے متاثرہ تھا۔ اسی طرح اور ایک آئی کٹ دریائے کرشنا پر ضلع وجے واڑہ کے قریب 1854ء میں تعمیر کیا گیا۔ جس کو ڈیلٹائی علاقے کے فروغ میں معاون ثابت ہوا۔ 1857ء کے بعد کرنول۔ کڈپہ کنالی تعمیر کیا گیا جس سے رائلسیما کے خشک علاقوں کو پانی سربراہ کیا گیا۔ ان اقدامات سے بہت ہی چھوٹے حصوں کو ہم سے فائدہ ہوا اس کے وجود بھی ملک کے بہت سے علاقوں میں بارش کے پانی پر انحصار کیا گیا۔ اور زمینداروں اور معیاری کاشتکاروں سے یہ امید کی گئی کے وہ چھوٹے چھوٹے آبپاشی کے پراجیکٹ جیسے کنویں کھودوانا اور تالاب وغیرہ بنوائیں گے۔ جو کے عملی طور پر نا کام تھا۔

- جس وقت 'بندوبست دوامی' کو متعارف کرایا گیا زمینات کا تفصیلی سروے نہیں کیا گیا۔ آپ کے خیال میں رعیت واری نظام کے تحت اس کو ضروری کیوں سمجھا گیا؟
- آپ کے خیال میں رعیت واری نظام کو نافذ کرنے سے پہلے Palegars پر غلبہ پانا کیوں ضروری تھا؟
- ابتدائی برطانوی دور میں حکومت نے زراعت کے لیے کیسے سرمایہ کاری کی؟ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ یہ کام کسانوں کو خود ہی کرنا چاہیے تھا؟

SCERT TELANGANA

• آپ کے خیال میں رعیت واری نظام سے کسے فائدہ حاصل ہوا؟ کسانوں کو، زمینداروں کو یا انگریزوں کو؟ وجوہات بیان کیجیے۔

نتائج

رعیت واری علاقوں میں بھی اراضی کا محصول بہت زیادہ مقرر کیا گیا تھا۔ زمینداری نظام کے برخلاف اس کی میعاد بیس سے تیس سال کے درمیان ہوتی تھی۔ معیاد کی تکمیل پر بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر محصول کی تجدید کی جاتی تھی۔ ابتداء میں اراضی محصول بہت زیادہ تھا اور اسے جبری طور سے وصول کیا جاتا تھا۔ لیکن بہت جلد محصول کے مقابلے میں قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہونے کی وجہ سے کاشتکاروں کو فائدہ ہونے لگا اور انہوں نے یہ مفید خیال کیا کہ زمین کو کاشتکاری کے لیے کرایہ پر دے کر کرایہ داروں سے کرایہ وصول کرلیا جائے۔ اس طرح رعیت واری علاقے میں ایسے زمینداروں (رعیّتوں) کی کثرت ہوگئی جو کرایہ داروں کو زیادہ کرایہ پر اپنی زمینات حوالے کر چکے تھے۔ زمیندار (رعیت) حکومت کو جتنا محصول ادا کرتے تھے اس کا تین تا سات گنا زیادہ کرایہ وہ کرایہ داروں سے وصول کرتے تھے۔ مثلاً ایک زمیندار (رعیت) حکومت کو اپنی زمین کے ایک حصہ پر ایک روپیہ محصول ادا کرتا تھا تو اسی زمین پر کرایہ داروں سے تین تا سات روپے کرایہ وصول کرلیتا تھا۔ انہیں زمین کی یا زراعت کی بہتری کی کوئی فکر نہیں تھی بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ شرح پر کرایہ وصول کرلینا چاہتے تھے۔

• ان حقیقی نتائج کا اپنے خیالات سے تقابل کیجیے اور اس میں مشابہت اور فرق تلاش کیجیے۔
• آپ کے خیال میں رعیّتوں (زمینداروں) نے زراعت کی بہتری یا وسعت کے لیے کیوں سرمایہ نہیں لگایا؟
• رعیّتوں کے بے زمین کرایہ داروں کے حال کا تصور کیجیے اور اسکے بارے میں بیان کیجیے۔

تجارت اور ساہوکار

زمینوں سے زیادہ سے زیادہ آمدنی حاصل کرنے کے متمنی تحصیل کے عہدیداروں نے اونچی شرح کے محصول عائد کئے۔ کاشتکار ان محصولوں کو ادا کرنے کی سکت نہ رکھنے کی وجہ سے گاؤں دیہات چھوڑ کر جانے لگے۔ جس کی وجہ سے کئی علاقوں کے دیہات غیر آباد ہوگئے۔ عہدیداروں نے یہ سوچا کہ نیا نظام کسانوں کو خوشحال بنادے گا لیکن اونچی شرح کے محصولات کی بناء پر یہ توقعات پوری نہ ہوسکیں۔

محصول ادا کرنے کے لیے کسان اکثر ساہوکاروں سے قرض لینے لگے۔ اور جب وہ وقت پر قرض ادا نہ کرتے تو ساہوکار کسانوں کے خلاف عدالت سے رجوع ہوکر زمینات کا ہراج کروا کر اپنا قرض وصول کر لیتے تھے۔ انگریزوں کے اس نئے محصول کے نظام کی وجہ بے شمار کسان قرضوں کے جال میں پھنس کر رہ گئے۔

قرضوں کے بڑھنے کا ایک اور سبب بھی تھا۔ اس وقت زرعی پیداوار کی برآمد میں اضافہ ہو رہا تھا اور زرعی پیداوار کی قیمتیں بین الاقوامی بازار کے مطابق طے کی جاتی تھیں۔ مثال کے طور پر 1861ء میں امریکہ میں خانہ جنگی کی وجہ سے برطانوی کارخانوں میں ہندوستانی کپاس کی مانگ بڑھ گئی۔ جس کے نتیجے میں کپاس کی قیمتوں میں کافی اضافہ ہوا اور کسانوں نے زیادہ آمدنی کی امید پر قرض لے کر کپاس اگانا شروع کیا۔ 1865ء میں امریکہ میں خانہ جنگی کا اختتام ہوا اور ہندوستانی کپاس کی مانگ کم ہوگئی جس کی وجہ سے قیمتیں بھی گر گئیں۔ کپاس جو 1864ء میں بارہ آنے فی کیلو بکتا تھا اب چھ آنے فی کلو بکنے لگا۔ اس طرح کسان شدید متاثر ہوئے اور انہیں اس قدر کمائی بھی نہیں ہوئی کہ وہ اپنے قرض ہی ادا کرسکیں۔ ساہوکار امیر سے امیر تر ہوتے گئے کیونکہ اکثر کسان ان کے پھندے میں آچکے تھے۔ گنجام کے کاشتکار جو کپاس کی فصل سے

SCERT TELANGANA

حاصل ہونے والی آمدنی پر اپنی ساری امیدیں لگائے بیٹھے تھے اچانک مفلس وکنگال ہوگئے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ چاول کی قلت واقع ہوگئی کیونکہ کثیر فائدے کی امید میں کسانوں نے ان کھیتوں میں بھی کپاس اگایا جہاں پہلے چاول اگایا جاتا تھا۔ چاول کی شدید قلت نے آبادی کے تمام طبقات کو متاثر کیا۔ ہزاروں لوگ قحط میں بھوک سے مارے گئے۔

جو کہ گنجام کا قحط کہلاتا ہے۔ مفلسی کی وجہ سے بے شمار لوگ ممالک جیسے جنوبی افریقہ، فیجی، ماریشس، برما، ملیشیا اور کریبین جزائر کو ہجرت کرنے پر مجبور ہوچکے تھے، جہاں یہ لوگ معاہداتی مزدوروں اور قلیوں کے طور پر کام کرتے تھے چونکہ وہاں گنا اور کپاس کے کھیتوں میں مزدوروں کی ضرورت تھی۔

- مزدور جو کھیتوں میں کام کرنے کے لیے جبراً بیرونی ممالک کو منتقل کیے جاتے تھے، معاہداتی مزدور کہلاتے تھے۔

- زمینداروں اور کاشتکاروں کے لیے زراعت کو فروغ دینے میں محصول کی اونچی شرح کس طرح رکاوٹ بنی؟
- کسانوں کو اپنی زمینات محصول کی اونچی شرح کے سبب ساہوکاروں کے حوالے کیسے کرنا پڑا؟ اور ساہوکار ان زمینوں کا کیا کرتے تھے؟
- بین الاقوامی بازار میں درآمد کے لیے پیداوار کرنے کی وجہ سے آخرکار کون فائدہ میں رہتا تھا؟ اور کیوں؟
- امریکہ کی خانہ جنگی کس طرح ہندوستان میں کپاس کی قیمت میں اضافہ کا باعث بنی؟
- کیا آپ نے موجودہ دور میں کبھی کسی زرعی پیداوار کی قیمت میں اسی طرح تیزی سے اضافہ یا کمی ہوتے سنا ہے؟ اس کے کسانوں پر اثرات کے بارے میں معلوم کیجیے۔

زمینداروں کے ذریعے کسانوں کا استحصال

نوآبادیاتی دور میں کسانوں کو زمینداروں کی زمینوں پر بیگار (Vetti) یعنی بغیر اجرت کے کام کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ اگر وہ کام کرنے سے انکار کردیتے تو فوجیوں کے ذریعے انہیں مجبور کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ فوجی جوان سڑک پر چلتے کسانوں کو راستے میں پکڑ لیتے اور ان سے زمینداروں کے کھیتوں پر بیگار لیتے تھے۔

زمینداروں کی زمینوں پر کام کرنے کی وجہ سے اکثر کسان اپنی زمینوں اور کھیتوں پر مناسب توجہ نہیں دے پاتے تھے۔ انکی قابل رحم حالت کا اندازہ ہمیں 1878ء میں تحریر کردہ حکومت کی رپورٹ کے مطالعے ہوسکتا ہے۔ اس رپورٹ میں کہا گیا کہ کسان اپنی زمین پر نہ کنویں کھودتے ہیں، نہ کاشتکاری کرتے ہیں، نہ کھیتوں کی حد بندی کرنے میں دلچسپی ظاہر کرتے ہیں اور نہ ہی کھاد کا استعمال کرتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی زمین کی بہتری کے لیے کچھ بھی نہیں کرتے کیونکہ انہیں اس بات کا مسلسل ڈر لگا رہتا ہے کہ وہ زمینوں سے کسی بھی وقت بے دخل کئے جاسکتے ہیں۔ اگر وہ بہتر کاشتکاری کرتے ہیں تو زمیندار پیداوار میں اپنے حصہ میں اضافہ کردیا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ زمیندار خود بھی نہیں چاہتے کہ کسان اپنی زمینوں کو بہتر بنائیں کیونکہ زمینداروں کو اس بات کا خدشہ رہتا ہے کہ زراعت کی ترقی کی صورت میں کسان زمین پر اپنے حقوق جتلانے لگ جائیں گے۔

بے حساب وصولیاں، ٹیکس اور ادائیاں

زمیندار بھی مختلف عنوانات سے کسانوں سے رقومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کسانوں کو زمینداروں کے لیے مفت میں روزانہ گھی، دودھ، ترکاریاں، گڑ، بھوسہ، اپلے وغیرہ مہیا کرنا پڑتا تھا۔ یہ حالات ملک کے اکثر صوبوں میں تھے۔ بنگال، بہار اور اترپردیش میں ایسے کئی بڑے اور طاقتور زمیندار تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس درجنوں اور سینکڑوں گاؤں کا مالک ہوتا تھا۔ کسان ان زمینداروں کی زیادتیوں کے خلاف مزاحمت کرنے کی جدوجہد کرتے رہتے تھے۔

SCERT TELANGANA

ریاست حیدرآباد کے زمیندار (Dora) اور کسان

ریاست حیدرآباد میں نظام کی حکمرانی کے تحت کئی طرح کے ماتحت سرداران جیسے جاگیردار، سمستھانمدار اور انعامدار پائے جاتے تھے جو خودمختار سرداروں کی طرح کام کرتے تھے۔ وہ اپنے ماتحت علاقوں سے محصول وصول کرتے تھے اور اس کا قلیل حصہ بطور ''پیش کش'' نظام کے حوالے کرکے باقی محصول وہ خود اپنے تصرف میں لاتے تھے۔ وہ لوگ اپنے اپنے علاقوں میں نظم ونسق کے ذمہ دار بھی ہوتے تھے۔ اس وقت حیدرآباد ریاست میں لگ بھگ 500 جاگیریں جو 6535 گاؤں پر مشتمل تھیں اور 14 سمستھانم جو 497 گاؤں پر مشتمل تھے پائے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ 1400 گاؤں راست نظام کے ماتحت نظام کی ذاتی جاگیر کے طور پر تھی جسے صرف خاص کہا جاتا تھا۔ مابقی ریاست کے انتظام کا تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

حیدرآباد کے حکمران نظام انگریزوں کے حلیف تھے اور انہی کی پالیسیوں پر عمل کرتے تھے۔ 19ویں صدی عیسوی کے ابتدائی دور میں انہوں نے 'دیشمکھوں' کے ذریعے زیادہ سے زیادہ محصول حاصل کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں زمینات بنجر ہوگئے اور زراعت پوری طرح تباہ ہوکر رہ گئی۔ ان حالات کے پیش نظر نظام نے محصول اراضی کا نیا نظم شروع کیا جس میں حکومت کی جانب سے محصول وصول کرنے کے لیے ضلعی عہدیداروں کو تقرر کیا جاتا تھا۔ قدیم زمینداروں کو Rusum کے نام سے سالانہ رقم دی جاتی تھی۔ اوران کو زرعی زمینات کے علاوہ قریبی بے کار زمینات اور جنگلات کی ملکیت کے پٹہ حقوق عطا کیے گئے۔ جب زمینداروں نے یہ محسوس کیا کہ مختلف زرعی پیداواروں مثلاً ارنڈی، مونگ پھلی وغیرہ کی بین الاقوامی بازار میں طلب زیادہ ہے تو انہوں نے بے کار زمینات کو زیر کاشت لانا شروع کیا تاکہ ان فصلوں کو اگایا جاسکے۔

لیکن ان زمینات پر کاشت کون کرے؟ اس کے لیے انہوں غریب کسانوں، دیہی پیشہ ور لوگوں اور ادنیٰ ذات کے لوگوں کو بیگار (Vetti) پر مجبور کرنا شروع کیا۔ یہ زمیندار Dora کہلاتے تھے۔ یہ Doras قلعہ نما مکانات میں رہتے تھے جنہیں گڑھی کہا جاتا تھا۔ ان کے پاس ملازمین اور سپاہیوں کے جتھے ہوتے تھے۔ ان زمینداروں نے بے کار زمینات کو کرایہ دار کسانوں اور بیگا رمزدوروں سے قابل کاشت بنایا۔ یہی زمیندار گاؤں کے ساہوکار بھی تھے اور انہیں اپنے علاقے پر مکمل عدالتی اختیارات بھی حاصل تھے۔ وہ علاقے میں ہونے والے تنازعات کو حل کرتے تھے اور عموماً اعلیٰ ذات والوں کی طرفداری اور حمایت کرتے تھے۔ گاؤں کے دیگر عہدیدار جیسے پٹواری وغیرہ ان کے احکامات بجالانے کے پابند تھے۔ یہ عہدیدار زمینداروں اور اعلیٰ ذاتوں کی خوشنودی کی خاطر ادنیٰ ذات والوں سے جبری مزدوری کرواتے تھے۔ اور مختلف ظالمانہ امتیازی احکامات نافذ کرتے تھے مثلاً کوئی ادنیٰ ذات کا فرد کرتہ اور چپل نہ پہنے اور نہ پگڑی باندھے، اوران Doras کے آگے جھک کر رہے اور انہیں اپنا مالک اور آقا کہہ کر مخاطب کرے وغیرہ۔

تلنگانہ کے محبوب نگر اور نلگنڈہ اضلاع میں لگ بھگ 550 Doras پائے جاتے تھے۔ جو ہزاروں ایکر زمین کے مالک تھے۔ بعض زمیندار مثلاً وسنورراجند راریڈی اور جانا ریڈی پرتاپ ریڈی وغیرہ ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین کے مالک تھے۔

- آپ کے خیال میں کسان اپنی زمینات پر سرمایہ لگانا کیوں نہیں چاہتے تھے؟
- کرایہ داروں کی پیداوار کو زمیندار کن شکلوں میں حاصل کرلیتے تھے؟
- روایتی دستکاروں اور دیہی پیشہ ور لوگوں کی زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کے بارے میں بحث کیجیے۔

SCERT TELANGANA

- نظام کی حکومت میں محصول وصول کرنے والے عہدیداروں کے موقف میں کیسے تبدیلی آئی؟
- استحصال کی تمام شکلوں میں کسانوں نے بیگار (Vetti) کو بہت زیادہ قابل نفرت خیال کیا۔کیا آپ وضاحت کرسکتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟
- Dora ایک عام زمیندار سے کس طرح مختلف ہوتا تھا؟

قحط (Famines)

قحط یعنی شدید تکالیف میں مبتلا کرنے والی عام غذائی قلت برطانوی دورحکومت کی مستقل خصوصیت تھی۔ کثیر محصول اور اونچے اونچے کرایوں کی وجہ سے کسانوں کے پاس بہت قلیل مقدار میں پیداوار بچ جاتی تھی جس سے وہ دشوار موسموں اور فصلوں کی تباہ کاریوں کا مقابلہ نہیں کرپاتے تھے۔ مزید یہ کہ غذائی اجناس ملک سے باہر برآمد کردی جاتی تھیں جس کے نتیجے میں سارے ملک میں قلت پیدا ہوگئی۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے تاجر بھی ذخیرہ اندوزی کرتے تھے اور حکومت اس کے تدارک کے لیے کوئی اقدامات کرنے سے انکار کردیتی تھی۔

ملک کے دیگر علاقوں کی طرح آندھرا کا علاقہ بھی انیسویں اور بیسویں صدی میں شدید قحط سے متاثر ہوا۔ جن میں شدید ترین قحط گنجام کا قحط تھا جو 1865-66 کے دوران واقع ہوا ۔جس کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ رائل سیما کے علاقے میں آبپاشی کی سہولتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے بار بار قحط پڑتے تھے۔ انیسویں صدی عیسوی کے آخری نصف میں تقریباً گیارہ قحط واقع ہوئے۔ ہزاروں لوگ فوت ہوگئے۔ اجناس کے لیے آندھرا کے کئی اضلاع میں دنگے فسادات ہوئے۔ اور تشدد کے خاتمے کے لیے فوجی دستے کو روانہ کئے گئے۔

کسانوں کی تحریکیں

ہم پڑھ چکے ہیں کہ اونچے شرح محصول اراضیات اور زمینداروں وساہوکاروں کے ظلم وستم سے کسان بہت زیادہ عاجز آچکے تھے۔ اس نوآبادیاتی دور میں ملک کے مختلف حصوں میں کسانوں نے زمینداروں، تاجروں اور سرکاری افسروں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا اور تحریکیں چلائیں۔ کسانوں کی ان تحریکوں میں اہم 1860 کے دکن کی شورش، رامپا شورش اور موپیلا تحریک اہم ہیں جو منظّم انداز میں چلائی گئیں۔ انیسویں صدی عیسوی میں یہ تحریکیں کھلی بغاوتوں کی شکل اختیار کرگئیں۔ اور بیسویں صدی عیسوی میں کسانوں کی بڑی تعداد نے قومی تحریک میں شمولیت اختیار کی۔ 22-1920 میں اترپردیش میں اودھ کے کسانوں نے بڑے بڑے جلوس نکال کر زمینداروں کے خلاف احتجاج کیا جوان سے کثیر رقومات حاصل کررہے تھے۔ کئی زمینداروں کا مقاطعہ کیا گیا اور انہیں گاؤں چھوڑنا پڑا۔ کسانوں نے ان زمینداروں کی زمینوں میں کاشت کرنے سے انکار کردیا جو اپنے کرایہ داروں پر ظلم کرتے تھے یا ان سے زیادہ کرایہ وصول کرتے تھے۔ اپنے احتجاج کو چلانے کے لیے کسانوں نے ''کسان سبھائیں'' تشکیل دیں اور زمینداری نظام کے خاتمے، محصول میں کمی اور ساہوکاروں پر کنٹرول کا مطالبہ کیا۔ برطانوی حکومت نے ان تحریکوں کو کچلنے کے لیے زمینداروں کا ساتھ دیا۔ تلنگانہ کے کسانوں کی جدو جہد کے بارے میں آپ آگے کے باب میں پڑھیں گے۔

کلیدی الفاظ

1. زمیندار	2. ساہوکار	3. جاگیریں	4. سمستھان	5. انعام دار
6. پٹہ	7. رعیت واری	8۔ دیش مکھ		

SCERT TELANGANA

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. اس باب کے ہر حصے سے متعلق آسان سوالات بنایئے اور ایک دوسرے سے پوچھیے۔ جوابات درست ہیں یا نہیں جانچیے۔(AS4)
2. آزادی سے پہلے کے کرایہ دار کسانوں کا تقابل موجودہ دور کے کسانوں سے کیجیے۔ آپ کو کون سے فرق اور مشابہتیں نظر آئیں؟(AS1)
3. آزادی کی تحریک کے دوران زمینداروں نے عموماً انگریزوں کی حمایت کی۔ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟(AS1)
4. کسانوں کی زندگیوں میں ساہوکاروں کا کیا رول رہا؟ آپ کے خیال میں برطانوی حکومت کس طرح ان کی تائید و حمایت کرتی تھی؟(AS1)
5. اودھ کے زمینداروں اور تلنگانہ کے Doras میں کیا فرق اور مشابہتیں پائی جاتی تھیں؟(AS1)
6. رعیت واری نظام بھی زمینداری نظام کے فروغ کا باعث کیسے بنا؟(AS1)
7. برطانوی دور میں قحط کیوں پڑتے تھے؟ کیا آپ کے خیال میں بارش کی کمی یا سیلاب اسکی وجہ تھے؟(AS1)
8. فصلوں کی بربادی کے وقت بھی حکومت کس طرح قحط واقع ہونے سے روکنے کے اقدامات کرسکتی ہے؟(AS1)
9. فرض کیجیے کہ آپ برطانوی حکومت کی تحقیقاتی کمیٹی کو ایک عرضداشت پیش کررہے ہیں۔ کرایہ دار کسانوں کی شکایات کو ایک اپیل کی صورت میں تحریر کیجیے۔(AS6)
10. ہندوستان کے نقشے میں ذیل کے مقامات کی نشاندہی کیجیے۔(AS5)

1. گنجام　　2. اودھ　　3. حیدرآباد　　4. دریائے گوداوری

11. 'بے حساب وصولیاں، ٹیکس اور ادائیاں' کے عنوان کے تحت دیا گیا پیراگراف پڑھیے اور ذیل کا جواب دیجئے۔
موجودہ دور میں ہم کس طرح ٹیکس ادا کرتے ہیں؟(AS2)

منصوبہ کام

1. پانچ طلباء کی ایک ٹیم بنایئے اور گاؤں کے پانچ بزرگوں سے گفتگو کیجیے کہ انگریزوں کے دور میں کیا حالات تھے۔ گاؤں کے ان پانچ بزرگوں میں سے کم از کم دو خواتین ہوں، ایک کوئی دستکار یا خدمتگار ذات سے ہو۔ ان سے تفصیلی گفتگو کیجیے اور ان کے بیان کردہ باتوں کی مفصل رپورٹ تیار کیجیے۔
2. آپ کے علاقہ میں گذرے قحطوں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔ اس دور میں لوگ کیا کرتے تھے؟
3. آپ کے علاقے سے کویت اور سعودی عرب جیسے دور دراز علاقوں کو منتقل ہوجانے والے خاندانوں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

SCERT TELANGANA

باب
11A

قومی تحریک - ابتدائی مرحلہ
1885-1918

تاریخ ہند میں قومی تحریک کا دور ایک اہم دور ہے جس نے سماج کے مختلف طبقات اورلوگوں کومتحد کردیا۔سارے لوگ نہ صرف برطانوی حکومت کے خلاف جدوجہد کرنے کے لیے متحد ہوئے بلکہ ایک نئے بھارت کی تعمیر بھی ان کا مقصد رہا۔

ابتدائی انجمنیں

جماعت ہفتم میں آپ نے 1857ء کی بغاوت کے بارے میں پڑھا جس میں فوجی، عام کسان، فنکار، زمیندار اور شہزادوں نے بھی برطانوی حکومت کے خلاف جدوجہد میں حصہ لیا۔حالانکہ یہ برطانوی حکومت کی مخالفت میں تھی لیکن اس میں ملک کی تعمیر نو کا تصور نہیں تھا۔ درحقیقت یہ بغاوت ہندوستان میں قدیم بادشاہوں اور راجاؤں کی حکومت کے دور اور قدیم سماجی نظام کو واپس لانے کے لیے کی گئی تھی۔

انیسویں صدی کے آخر میں چند بڑے بڑے شہروں مثلاً کلکتہ،بمبئی اور مدراس میں انگریزی تعلیم کے فروغ کی وجہ سے ایک نیا شعور بیدار ہونا شروع ہوا۔اس زمانے کے دانشوروں نے قدیم سماجی نظام میں موجود عدم مساوات اور ناانصافیوں کی مخالفت کی۔وہ چاہتے تھے کہ ایک جمہوری سیاسی نظام قائم ہو اور ساتھ ہی ساتھ وہ برطانوی حکومت کی جانب سے کیے جانے والے استحصال اور ناانصافیوں کی نشاندہی کرنا اوران کے خاتمے کے لیےلڑنا چاہتے تھے۔یہ ہندوستان میں قومی تحریک کا آغاز تھا۔

اس نئے شعور کے بیج انیسویں صدی کے آخری نصف میں بوئے گئے۔تعلیم یافتہ ہندوستانی برطانوی حکومت کی نوعیت اوراسکے ہندوستان پراثرات کا مشاہدہ کررہے تھے اور وہ برطانوی پالیسیوں کے خلاف ہوگئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے ملنا جلنا اوران امور پراظہار خیال کرنے لگے اور اس کے لیے انجمنیں بھی تشکیل دینے لگے۔1866ء میں دادا بھائی نوروجی نے ہندوستان کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے لندن میں ''ایسٹ انڈیا اسوسی ایشن'' قائم کی۔1866ء سے 1885 تک مختلف قائدین مثلاً سریندر ناتھ بنرجی، جسٹس ایم۔جی۔رانا ڈے، بدرالدین طیب جی، کے۔سی۔تیلانگ اورسبرامنیم نے کلکتہ، پونے،بمبئی اور مدراس میں انجمنیں قائم کیں تاکہ ان صوبوں میں ہندوستانیوں کودرپیش مسائل پرغورو فکرکرسکیں۔ان انجمنوں میں قومی ولولہ تھا اوران کی کوشش تھی کہ دانشوروں کومتحد کیا جائے۔ان میں بہت سی انجمنیں ملک کے مخصوص علاقوں میں کام کررہی تھیں لیکن ان کے مقاصد سارے ہندوستان کےعوام کی امنگوں کے آئینہ دار تھے نہ کہ کسی ایک علاقہ، مذہب، طبقہ یا فرقے کے۔انہوں نے اس

دادا بھائی نوروجی

جی.کے.گوکھلے

سُر یندرناتھ بنرجی

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

شکل 11A.1:
سورت شہر میں اجلاس

تصور کے ساتھ جدوجہد کی کہ عوام مقتدر ہوں۔ جو ایک نئے شعور کی علامت اور قومیت کی کلیدی خصوصیت تھی۔ بالفاظ دیگر ان کا ایقان تھا کہ ہندوستانی عوام کو اس بات کا اختیار ہونا چاہیے کہ وہ اپنے معاملات میں خود فیصلے کرسکیں۔ ان میں سے کئی دانشوروں نے برطانوی حکومت کی چند ایک پالیسیوں مثلاً ملبوسات پر ٹیکس، ہندوستانیوں کے خلاف نسلی امتیاز، ہندوستانی اخبارات کے خلاف ظالمانہ قوانین کے خلاف مہموں کی قیادت بھی کی۔ انہوں نے حکومت کی پالیسیوں پر بحث کرنے اور ان کی تبدیلی کے لیے مہم چلانے کی اہمیت کو محسوس کیا۔

- کیا آپ اپنے گاؤں یا شہر میں کسی ایسی انجمن کو جانتے ہیں جو تمام لوگوں کے مسائل کے بارے میں بحث کرتی ہو؟ اس میں کیا بحث کی جاتی ہے؟ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ان کے پاس کیا تجاویز ہوتی ہیں؟ چند مثالوں پر کمرۂ جماعت میں بحث کیجیے۔

انڈین نیشنل کانگریس۔اعتدال پسند مرحلہ 1885-1905

یہ تمام قوم پرست صوبائی دانشور انڈین نیشنل کانگریس (INC) کے پہلے اجلاس میں یکجا ہوئے جو بمبئی میں ڈسمبر 1885 میں منعقد ہوا۔اسکی صدارت ڈبلیو۔سی۔ بنرجی نے کی اور اس میں ملک کے مختلف علاقوں سے 72 نمائندوں نے شرکت کی ۔ان میں دادابھائی نورو جی، فیروز شاہ مہتا، بدرالدین طیب جی، ڈبلیو۔سی ۔بنرجی، سریندر ناتھ بنرجی، رمیش چندر دت، جی۔سبرامنیم آئیر اور دیگر نے شرکت کی جس میں اکثر بمبئی (ممبئی)، مدراس (چنائی) اور کلکتہ (کولکتہ) سے تعلق رکھتے تھے۔ اے۔او۔ہیوم ، ایک موظف برطانوی عہدیدار نے بھی کانگریس کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔ کانگریس کے ان قائدین نے اس بات کو محسوس کیا کہ ان کے آگے سب سے اہم مقصد ہندوستان کے متنوع عوام میں قومی شعور کو بیدار کرنا اور انہیں متحد کرنا ہے۔ساتھ ہی انہیں اس بات کا احساس بھی تھا کہ یہ اتحاد اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب مختلف علاقوں، مذہبوں اور فرقوں کی مخصوص ضروریات کا لحاظ کیا جائے۔ اس لیے انہوں نے ہر سال انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاسات کو ملک کے مختلف علاقوں میں منعقد کرنے اور کسی ایسی قرارداد کو منظور نہ کرنے کا فیصلہ کیا جو کسی فرقے یا مذہب کے لوگوں کے لیے باعث اعتراض ہو۔

شکل 11A.2: انڈین نیشنل کانگریس کے پہلے اجلاس کے مندوبین۔1885 کے موقع کی تصویر

کانگریس کے آگے دوسرا اہم مقصد ایک ایسا مشترکہ سیاسی پلیٹ فارم تشکیل دینا تھا جس کے گرد ملک کے مختلف علاقوں کے سیاسی کارکن جمع ہوکر قومی سطح پر عوام کو باشعور اور متحرک بنانے کے لیے اپنے سیاسی تحریکات کو چلائیں۔اس کے لیے عوام کی شکایات کو وصول کرنا اوران کے عمومی حقوق کے لیے جدوجہد کرنا ضروری تھا جو حکمرانوں کی جانب سے سلب کئے جارہے تھے۔ان قائدین نے عوامی شکایات کا مطالعہ کیا،حکومت سے تحریری درخواستیں کیں اورانہیں عوام کے سیاسی حقوق کےتئیں باشعور بنانے کے لیےاستعمال کیا۔

تیسرا بڑا مقصد جوان قائدین کے آگے تھا وہ ہندوستان میں جمہوری اقداراور جمہوری عمل کو پروان چڑھانا تھا۔انڈین نیشنل کانگریس نے اسی کے حصول کی خاطر جمہوری انداز سے کام کیا جس میں تمام امور پر مباحث کئے جاتے اور سب کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی یا کبھی کبھار رائے دہی کے ذریعے فیصلے کیے جاتے تھے۔

اس مرحلہ پرانڈین نیشنل کانگریس نے طے کیا کہ وہ سماجی اصلاحات سے متعلق مسائل پر بحث نہیں کرے گی کیونکہ اس سے ہندوستانی عوام میں پھوٹ کا اندیشہ ہوگا۔ایسی اصلاحی تحریکیں دیگرانجمنوں نے ذریعے چلائی جانی چاہئیں۔

1886ء میں کانگریس کے مندوبین کی تعداد میں 436 تک جا پہنچی جومختلف مقامی انجمنوں اورطبقوں سے منتخب ہوکرآئے تھے۔یہ ایک ہی سال کے عرصے میں اسکی بڑھتی ہوئی مقبولیت کوظاہر کرتی تھی۔اسکے بعدانڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس ہرسال ڈسمبر کے مہینے میں ملک کے مختلف علاقوں میں منعقد کیے جاتے رہے۔اس کے نمائندوں میں اکثر وکلاء، صحافی، تاجرین، صنعتکار، اساتذہ اور زمیندار شامل تھے۔ان میں چند خواتین بھی تھیں جیسے کدمبری گنگولی جوکلکتہ کی پہلی خاتون گریجویٹ تھیں۔ان اجلاسوں میں اکثر اعلیٰ سماجی پس منظر والےلوگ شریک ہوتے تھے۔

ابتدائی 20 سالوں میں کانگریس کی قیادت ان لوگوں نے کی جواعتدال پسندقوم پرست کہلاتے ہیں۔اعتدال پسندوں نے حکومت سے پرزور خواہش کی کہ وہ مختلف اصلاحات کو متعارف کرائے۔انہوں نے حکومت اور نظم ونسق میں ہندوستانیوں کے لیےعظیم حصہ داری کی مانگ کی۔

SCERT TELANGANA

انہوں نے مطالبہ کیا کہ شاہی قانون ساز کونسل میں مزید نمائندگی اور اختیارات دیے جائیں اور ان صوبوں میں جہاں کونسل موجود نہیں ہے اسے متعارف کرایا جائے۔ان کا مطالبہ یہ بھی تھا کہ حکومت میں ہندوستانیوں کو اعلیٰ عہدے دیئے جائیں۔ اس کے لیے سول سروس کے امتحانات لندن کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں بھی منعقد کیے جائیں۔انتظامیہ میں ہندوستانیوں کے تقرر کا مطالبہ نسل پرستی کے خلاف جدوجہد کا حصہ تھا کیونکہ اس وقت تمام اہم عہدوں پر سفید فام انگریزوں کی اجارہ داری تھی۔

دادا بھائی نوروجی، آر۔سی۔دت اور جسٹس رانا ڈے جیسے قائدین نے برطانوی حکومت کے ہندوستانی معیشت پر اثرات کا مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ انگریز ٹیکسوں اور دیگر ذرائع کی مدد سے ہندوستان کی دولت کو بہا کر لے جا رہے ہیں اور ہمارے ملک کو غریب سے غریب تر بنا رہے ہیں۔انہوں نے اپنی توجہ غربت اور قحط وخشک سالی کے مسائل پر مرکوز کی اور اس کے لیے برطانوی حکمرانوں کی اراضی لگان ،اجناس کی برآمد کی پالیسیوں کو ذمہ دار قرار دیا۔کانگریس نے نمک محصول، بیرون ملک ہندوستانی مزدوروں کے ساتھ ناروا سلوک اور محکمہ جنگلات کے عہدیداروں سے قبائلی باشندوں کو ہونے والی مصیبتوں پر کئی قراردادیں منظور کیں۔ان ابتدائی قائدین نے قومی صنعتی ترقی پر زور دیا تا کہ ملک سے غربت کا خاتمہ ہوسکے۔لیکن ہندوستان کی ترقی کی راہ میں برطانوی حکومت حائل تھی جو نہ صرف ہندوستان کی دولت و وسائل کو لوٹ کر برطانیہ لے جا رہی تھی بلکہ برطانیہ کی تیار کردہ سستی اشیاء کو فروخت کر کے ہندوستان کی مصنوعات اور دستکاریوں کو تباہ کر رہی تھی۔

اعتدال پسند قائدین نے مختلف علاقوں میں تقاریر اور اجلاسات منعقد کرتے ہوئے سارے ملک کا دورہ کیا۔ان کا خیال تھا کہ انگریز جو آزادی اور انصاف کے حامی سمجھے جاتے ہیں ہندوستانیوں کے مطالبات کو قبول کریں گے اگر انہیں مناسب انداز میں پیش کیا جائے۔اس کے لیے ان قائدین نے اخبارات،عوامی جلسوں اور قراردادوں کے ذریعے مہم چلائی اور حکومت کو عرضداشتیں پیش کیں۔مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے التجا کرنے، عرضداشتیں پیش کرنے اور احتجاج کرنے کی پالیسی اپنائی۔وہ اکثر معاملات پر حکومت کو قائل کرنے میں ناکام رہے مگر اس کوشش میں اہم مسائل پر ہندوستانیوں میں رائے عامہ ہموار کرنے میں کامیاب ہوئے۔یہ کوشش مستقبل میں ہندوستانی قومی تحریک کی نشوونما میں بے حد معاون ثابت ہوئی۔

اٹھارویں صدی کے اواخر سے لے کر بنگال کے عظیم قحط 1943ء تک برطانوی دور میں کئی بڑے قحط آئے۔جس سے فصلوں کی تباہی واقع ہوئی اور نوآبادیاتی حکومت کی پالیسیوں کے نتیجہ میں اس کے نتائج شدید المناک نکلے۔حکومت پیداوار کا بڑا حصہ محصول کی شکل میں وصول کر لیتی تھی۔جس کی وجہ سے فصلوں کی تباہی کے مواقع پر کسانوں کے پاس غذائی اجناس کی بچت نہیں ہوتی تھی۔حکومت تاجرین کو ذخیرہ کرنے اور قیمتوں میں اضافہ کرنے پر کنٹرول کرنے یا قحط کے دوران خوراک مہیا کرنے کے لیے مداخلت بھی نہیں کرتی تھی۔ان تمام وجوہات کے سبب قحط کے دوران لاکھوں افراد کی موت واقع ہوتی تھی۔

- ابتدائی دور کے قوم پرستوں کا یہ خیال کیوں تھا کہ ہندوستان میں غربت اور قحط وخشک سالی کی ذمہ دار انگریز ہیں؟
- آپ کے خیال میں ابتدائی قوم پرستوں نے قدیم بادشاہوں کی حکومت کو دوبارہ قائم کرنے کو کیوں پسند نہیں کیا؟ کیا ان کی حکومتیں برطانوی حکومت سے بہتر نہیں تھیں؟

انتہا پسند مرحلہ (سودیشی تحریک) 1905 سے 1920 تک

1903ء میں سودیشی تحریک کی ابتداء سے ہندوستانی قومی تحریک نے آگے کی طرف ایک بڑی چھلانگ لگائی۔پہلی بار ہندوستان کے مختلف علاقوں سے خصوصاً بنگال سے مرد و خواتین، طلباء، دیہی اور شہری افراد نے سیاسی معاملات میں

SCERT TELANGANA

شرکت کی۔اس تحریک کی سب سے بڑی وجہ 1903ء میں لارڈ کرزن کی جانب سے بنگال کی مشرقی اور مغربی بنگال میں تقسیم کی تجویز تھی۔قوم پرستوں نے حکومت کے اس عمل کو قومی تحریک کو کمزور کرنے اور بنگالی عوام کو تقسیم کرنے کی سازش قرار دیا۔ یہاں تک کہ عام بنگالی افراد بھی حکومت کے اس عمل سے غم وغصہ میں مبتلا ہوگئے اور اس کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئے۔قوم پرستوں نے عام احتجاج کیا، عرضداشتیں پیش کیں مگر وہ حکومت کی توجہ حاصل کرنے میں ناکام رہے اور آخر کار 1905ء میں حکومت نے بنگال کی تقسیم کا اعلان کیا۔کئی احتجاجی اجلاس منعقد ہوئے۔اور برطانوی ملبوسات اور نمک کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا گیا۔اس اعلان پر شاندار ردعمل سامنے آیا۔ بنگال کے کونے کونے میں اور ملک کے مختلف علاقوں میں غیر ملکی پارچے نذر آتش کیے گئے، غیر ملکی اشیاء فروخت کرنے والی دکانوں کو بند کروایا گیا۔خواتین نے غیر ملکی زیورات پہننے اور غیر ملکی برتنوں کو استعمال کرنے سے انکار کردیا، دھوبیوں نے غیر ملکی کپڑے دھونے سے انکار کیا یہاں تک کہ پجاریوں نے ان نذرانوں کو مسترد کیا جس میں غیر ملکی شکر استعمال کی گئی تھی۔مختلف سماجی طبقات میں اتنے زبردست اتحاد کی بنیاد قوم پرستی تھی۔اور ابتدائی قوم پرستوں نے اسے فروغ دینے میں کامیابی حاصل کی۔

اس کے علاوہ ایک آواز تمام سرکاری اداروں، مدارس، کالجوں اور عدالتوں کے بائیکاٹ کرنے کی لگائی گئی۔لوگوں نے سودیشی اسکول قائم کیے اور متوازی عدالتیں قائم کیں جن میں انکے آپسی تنازعات کی یکسوئی کی جاتی تھی۔قوم پرستوں کا خیال تھا کہ حکومت سے تعاون نہ کرتے ہوئے اسکے کام کاج میں حرج پیدا کیا جائے اور اسکے مرتبے کو گھٹا دیا جائے۔سودیشی تحریک ہندوستانی صنعت کے لئے ایک مہمیز ثابت ہوئی۔

ابتداء میں سودیشی نمک، شکر، دیا سلائی اور دوسرے اشیاء کی بڑے پیمانے پر پیداوار سے آغاز کیا گیا۔اسی تحریک سے حوصلہ پاکر بنگال کے پی۔سی۔رائے نے بنگال کیمکل ورکس قائم کیا اور ممبئی کے جمشید جی ٹاٹا نے اپنا لوہے اور فولاد کا کارخانہ بہار میں قائم کیا۔سودیشی اشیاء کی مانگ میں بے تحاشہ اضافہ ہوا۔خصوصاً ہندوستان کی کپڑے کی صنعت کو اس تحریک سے کافی مقبولیت اور ترقی ملی۔

اعتدال پسند اور انتہا پسند

اسکے بعد کے کانگریس اجلاس میں انتہا پسند قوم پرستوں نے جنکی قیادت تلک، بپن چندر پال اور لالہ لجپت رائے کررہے تھے، اس مطالبے کی حمایت کی کہ اس تحریک کو سارے ہندوستان میں وسعت دینی چاہیے اور مکمل آزادی یا سوراج کا مطالبہ کرنا چاہیے۔

بال گنگا دھر تلک نے اپنا مشہور نعرہ دیا''سوراج میرا پیدائشی حق ہے اور میں اسے حاصل کرکے رہوں گا۔'' وہ چاہتے تھے کہ ابتدائی کوششوں کے برخلاف جس میں حکومت کو عرضداشتیں پیش کرنے اور عوام کو حکومت کے خلاف متحرک کرنے کی سعی کی جاتی تھی، انگریزوں پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ ہندوستان سے چلے جائیں۔انہوں نے اعتدال کی ابتدائی پالیسی کو''گداگری'' سے تشبیہ دی۔لیکن اعتدال پسند قائدین چاہتے تھے کہ اسی نرمی کی پالیسی کو جاری رکھا جائے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عوام اس قدر بڑے پیمانے پر آزادی کی تحریک میں شامل ہونے اور خود مختاری کے لیے تیار نہیں ہوئے ہیں۔ دونوں گروپوں کے قائدین میں اختلافات بڑھتے گئے اور 1907ء سورت کے اجلاس میں کانگریس دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔تلک جیسے انتہا پسند قائدین کو کانگریس چھوڑنا پڑا۔

حکومت نے انتہا پسندوں اور سوراج تحریک کے حامیوں

SCERT TELANGANA

اینی بیسنٹ

بپن چندر پال

بال گنگادھر تلک

لالہ لجپت رائے

سے سختی سے نمٹنا شروع کیا۔ تلک اور دیگر قائدین کو گرفتار کر کے قید کردیا گیا۔ یہ تحریک دھیرے دھیرے دم توڑ گئی۔ سوراج تحریک کے کئی نوجوان کارکنوں نے بدنام انگریز عہدیداروں پر پُرتشدد حملے شروع کیے۔ وہ توقع کرتے تھے کہ اس طریقے سے وہ انگریزوں کے ظلم واستبداد کو روکنے میں کامیابی حاصل کرلیں گے۔لیکن انہیں اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی، وہ گرفتار ہوکر قید کردیے گئے اور کئی لوگوں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اپنی ناکامیوں کے باوجود ان قوم پرستوں نے قوم پرستی کی روح کو زندہ رکھا اور وطن کے لیے عظیم تر قربانیوں کی مثال قائم کی۔

1915ء میں تلک نے قید سے چھوٹنے کے بعد اینی بیسنٹ کی شروع کردہ ''ہوم رول'' تحریک کی حمایت کی تو قومی تحریک میں دوبارہ جان پڑ گئی۔ 1916ء میں لکھنو معاہدے کے بعد کانگریس کے دوگروپ پھر سے ایک ہوگئے۔

- فرض کیجیے کہ آپ ایک طالب علم کی حیثیت سے غیر ملکی پارچوں کو نذر آتش کرنے میں شریک رہے ہیں۔ وضاحت کیجیے کہ اس وقت کیا واقعات پیش آئے ہوں گے اور آپ کے احساسات کیا رہے ہوں گے؟
- اگر عہدیدار عوام کی گذارشات پر توجہ نہ دیں تو آپ کے خیال میں عوام کو کیا کرنا چاہیے؟

پہلی عالمی جنگ۔1914سے1918

1914ء میں پہلی عالمی جنگ کا آغاز ہوا جس میں ایک جانب برطانیہ، فرانس اور روس تھے تو دوسری جانب جرمنی اور اسکے حلیف تھے۔ پانچ سال کے بعد جرمنی کی شکست کے ساتھ یہ جنگ ختم ہوگئی جس میں ناقابل یقین جانی اور مالی

یوم تقسیم بنگالہ

بنکم چندر چٹرجی

16/اکتوبر1905ء کو بنگال کی تقسیم عمل میں آئی۔ اس دن سارے بنگال میں سوگ منایا گیا۔ سارے بنگال میں کسی نے چولہا نہیں جلایا، دکانیں اور بازار بند رہے۔ کلکتہ میں ہڑتال کا اعلان کیا گیا۔ عوام نے کثیر تعداد میں جلوس نکالے۔ انہوں نے صبح سویرے دریائے گنگا میں اشنان کیا اور ''وندے ماترم'' کا ترانہ گاتے ہوئے سڑکوں پر گشت کرنے لگے۔ لوگوں نے ایکدوسرے کو راکھی باندھ کر بنگال کے دونوں حصوں میں اتحاد اور یگانگت کا اظہار کیا۔ اسی دن آنند موہن بوس اور سریندر ناتھ بنرجی نے دو عوامی جلسوں سے خطاب کیا جس میں لگ بھگ 75,000 افراد نے شرکت کی۔

SCERT TELANGANA

نقصان اور تباہی ہوئی۔

جنگ کے اختتام پر یوروپ میں انقلابوں کا دور شروع ہوا۔ روس میں سوشلسٹ انقلاب رونما ہوا جس میں کسانوں، مزدوروں اور فوجیوں نے کمیونسٹوں کی قیادت میں روس کے شہنشاہ کو تخت سے بے دخل کر دیا اور زمیندارانہ نظام اور زمینوں اور کارخانوں کی خانگی ملکیت کو ختم کر دیا۔ انہوں نے تمام قوموں کے درمیان مساوات اور سامراجی حکومتوں کے قبضے میں موجود تمام قوموں کو آزادی دینے کی وکالت کی۔ ہندوستان کے عوام پر بھی جنگ کے کافی اثرات پڑے۔ کیونکہ برطانوی حکومت نے جنگ کے اخراجات کی پابجائی کی خاطر ہندوستان میں ٹیکسوں کو بڑھا دیا، غذائی اجناس اور دیگر ضروریات زندگی کو انکی فوجوں کے لیے برآمد کیا جانے لگا۔

اس کی وجہ سے عوام میں برطانوی حکومت کے خلاف بدظنی میں اضافہ ہوا۔ روسی انقلاب کی کامیابی کی خبروں نے ہندوستانیوں میں بھی ولولہ پیدا کیا کہ وہ بھی اپنے غیر عادل حکمرانوں کو یہاں سے بھگا سکتے ہیں اور ایک ایسے سماج کی تعمیر کی جا سکتی ہے جہاں سب کے لیے انصاف اور مساوات فراہم ہو۔ سب لوگ یہ توقع لگائے ہوئے تھے کہ برطانوی حکومت، جمہوری طرز حکومت کے انکے جائز مطالبے کو قبول کرے گی اور دستوری اصلاحات کا آغاز کرے گی۔ لیکن حکومت نے ایسا نہیں کیا بلکہ ظالمانہ قوانین کا ایک سلسلہ شروع کیا جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ ان حالات میں جبکہ عوام کی بدظنی اور عدم اعتمادی بڑھتی جا رہی تھی اور حکومت مزید ظلم و استبداد پر آمادہ تھی، مہاتما گاندھی جنوبی آفریقہ سے واپس آئے اور ہندوستان کی تحریک آزادی میں شمولیت اختیار کی۔

مچھلی پٹنم کا کرشنا پتریکا

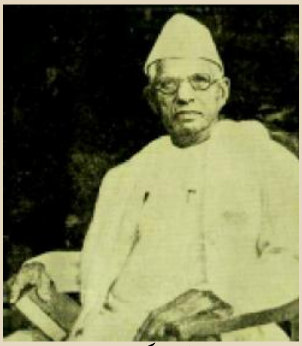
متنوری کرشنا راؤ

کرشنا پتریکا نامی اخبار 1902ء میں مچھلی پٹنم سے شائع ہونے لگا۔ متنوری کرشنا راؤ اخبار کے بانیوں میں سے ایک تھے اور 1902ء سے ہی اخبار کے سب ایڈیٹر کی حیثیت سے اس سے منسلک تھے۔ 1907ء میں وہ اسکے ایڈیٹر بنے۔ اور 1945ء میں اپنے انتقال تک اخبار کی خدمت کرتے رہے۔ کرشنا پتریکا کا یہ خصوصی وصف تھا کہ اس نے تحریک آزادی کے تمام ادوار کا احاطہ اپنی اشاعتوں میں کیا۔ مثلاً وندے ماترم تحریک، ہوم رول تحریک، تحریک عدم تعاون، سول نافرمانی کی تحریک، ہندوستان چھوڑ دو تحریک وغیرہ۔ کرشنا پتریکا نے نہ صرف شہری تعلیم یافتہ طبقے کو متاثر کیا بلکہ دیہی عوام بھی اس سے بہت متاثر تھے۔ ان اسباب کی بناء پر اس اخبار اور اس کے ایڈیٹر کو کئی مرتبہ برطانوی حکومت کے غیض وغضب کا شکار بننا پڑا۔

- پہلی عالمی جنگ کے بارے میں اور عام لوگوں کی زندگی پر اسکے اثرات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے۔
- اس دور میں کئی ملکوں میں عوام نے بڑی بڑی تحریکیں چلا کر جنگ کی مخالفت کی اور اپنی حکومتوں سے مطالبہ کیا کہ وہ جنگ سے دستبردار ہو جائیں اور امن قائم کریں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ صحیح تھا؟

کلیدی الفاظ

.1	مقتدر اعلیٰ	.2	نسلی امتیاز
.3	قرارداد	.4	اعتدال پسند
.5	عرضداشت	.6	سودیشی
.7	بائیکاٹ	.8	Picketing
.9	سوراج	.10	احتجاج
.11	انتہاپسندی		

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

اپنے اکتساب کو بڑھائیے

1. غلط جملوں کو درست کیجیے۔(AS1)

a) انڈین نیشنل کانگریس کے ابتدائی مرحلے میں صرف بمبئی کے لوگوں نے اس میں شرکت کی۔

b) ہندوستانی صنعتکاروں نے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں صنعتیں قائم کرنا شروع کیا۔

c) ہندوستانی عوام یہ امید کررہے تھے کہ پہلی عالمی جنگ کے بعد ہندوستان میں جمہوریت آجائیگی۔

2. انڈین نیشنل کانگریس کے انتہا پسند کارکنوں اوراعتدال پسند کارکنوں کے درمیان ایک خیالی گفتگو تحریر کیجیے جس میں انکے a) اہم مطالبات اور b) تحریک کے طریقہ کار کے بارے میں گفتگو ہو۔(AS1)

3. اس باب کو پڑھنے کے بعد مریم کا خیال ہے کہ قومی تحریک کا ابتدائی مرحلہ زیادہ تر تعلیم یافتہ طبقے کی شرکت تک محدود رہا اور انکے اکثر نظریات مغرب سے ماخوذ تھے۔ کیا آپ اس سے متفق ہیں؟ وجوہات بتلائیے۔(AS2)

4. ہندوستان کی معیشت پر برطانوی حکومت کے اثرات کو کم کرنا کیوں ضروری تھا؟(AS1)

5. سودیشی سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟ اسکے اثرات کہاں کہاں پڑے؟(AS1)

6. تقسیم بنگال پر ملک کے مختلف علاقوں اور عوام نے کیسے ردعمل ظاہر کیا؟(AS1)

7. ہندوستان کے نقشے میں حسب ذیل کی نشاندہی کیجیے۔(AS5)

1. کلکتہ (کولکتہ)　　2. مدراس (چنائی)　　3. بمبئی (ممبئی)　　4. لکھنو

8. دنیا کے نقشے میں حسب ذیل کی نشاندہی کیجیے۔(AS5)

1. برطانیہ　　2. فرانس　　3. روس　　4. جرمنی

9. گاندھی جی، تلک، سبھاش چندر بوس، بھگت سنگھ جیسے چند قائدین نے ملک کے لیے اپنی جانوں کی قربانی دی۔ اگر وہ لوگ ایسے نہ کرتے تو کیا ہوتا؟(AS6)

10. حالیہ عرصہ میں کیا کوئی تحریک آپ کے علاقے میں رونما ہوئی ہے؟ اگر ہاں تو کیوں؟(AS4)

منصوبہ کام

1. تحریک آزادی میں حصہ لینے والے قومی قائدین کی تصاویر جمع کیجیے اور ایک البم بنائیے۔ اس پر ایک رپورٹ تیار کیجیے اور کمرۂ جماعت میں پیش کیجیے۔

SCERT TELANGANA

باب 11 B

قومی تحریک - آزادی کی جانب
1919-1947

مہاتما گاندھی کی آمد

گاندھی جی 1915ء میں جنوبی افریقہ سے ہندوستان آئے۔ جنوبی آفریقہ میں نسلی امتیاز کے خلاف پرامن احتجاجوں کی قیادت کرنے کی وجہ سے وہ بین الاقوامی طور سے مشہور ہوچکے تھے۔ وہاں منظّم کی تحریکوں کی وجہ سے گاندھی جی کو مختلف ہندوستانیوں سے جن میں ہندو، مسلم، پارسی، عیسائی، گجراتی، تامل، شمالی ہندوستانی تاجر، وکلاء اور ورکر شامل تھے، ملاقات کرنے کا موقع ملا۔

گاندھی جی نے ہندوستان میں اپنا پہلا سال لوگوں کی ضروریات کو اور ملک کی مجموعی صورتحال کو سمجھنے کے لیے مختلف علاقوں کا سفر کرتے ہوئے گذارا۔ انکی ابتدائی کوششیں چمپارن اور کھیڑا کے مقامی تحریکوں کی قیادت تھی۔ جس میں انہوں نے ٹیکسوں کی زیادتی اور غیر منصفانہ قوانین کے خلاف جدوجہد کرنے والے کسانوں کی قیادت کی۔ 1918 میں گاندھی جی نے احمد آباد میں ایک مل میں ورکروں کے ہڑتال کی کامیاب قیادت کی۔ ان تحریکوں کے دوران انہوں نے کئی ایسے قائدین سے ملاقات کی جو بعد میں انکے زندگی بھر کے ساتھی رہے۔ مثلاً راجندر پرساد، ولبھ بھائی پٹیل وغیرہ۔ آیئے 1919 سے 1922 کے دوران کی تحریکات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں۔

گاندھی

رولٹ ایکٹ اور جلیان والا باغ سانحہ

مہاتما گاندھی نے کسی کانگریسی لیڈر کے ساتھ تحریک میں شمولیت اختیار نہیں کی بلکہ انہوں نے اپنے ذاتی لائحہ عمل کو ترتیب دیا اور قومی سیاست میں اپنا مقام بنایا۔ ابتداء میں انہوں نے 1917ء میں چمپارن مہم چلائی، 1918 میں کھیڑا احتجاج میں حصہ لیا اور 1919ء میں احمد آباد کے کپڑے کے کارخانے کے ورکروں کی ہڑتال میں شرکت کی۔ اس دوران انہیں کافی شہرت حاصل ہوئی اور وہ سیاسی تحریکات کا مرکز بننے لگے۔ 1919ء میں گاندھی جی نے رولٹ ایکٹ کے خلاف ستیہ گرہ شروع کی۔ رولٹ ایکٹ کو برطانوی حکومت نے اسی سال منظور کیا تھا۔ اس قانون نے بنیادی حقوق مثلاً اظہار خیال کے حق پر پابندی لگائی اور پولیس کے اختیارات کو بڑھادیا۔ اس کے تحت پولیس کسی بھی ایسے شخص کو جس پر دہشت گرد ہونے کا شبہ ہو گرفتار کرسکتی تھی اور مقدمے چلائے بغیر قید میں رکھ سکتی تھی۔ اگر مقدمہ چلایا جاتا تو وہ بھی خفیہ طور پر چلایا جاتا جس میں ملزم کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا اس کے خلاف کیا ثبوت پیش کیے گئے۔ مہاتما گاندھی اور محمد علی جناح اور دیگر قائدین کا خیال تھا کہ حکومت کو لوگوں کی بنیادی آزادیوں پر قدغن لگانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ انہوں نے اس قانون کو ''شیطانی اور ظالمانہ قانون'' قرار دیا۔ گاندھی جی نے ہندوستانی عوام سے کہا کہ 6/اپریل 1919ء کو اس قانون کی پرامن مخالفت کرنے کے لیے ''یوم رسوائی اور یوم دعا'' منائیں اور ہڑتال کریں۔ تحریک کو چلانے کے لیے ستیہ گرہ سبھائیں تشکیل دی گئیں۔ رولٹ ایکٹ ستیہ گرہ، برطانوی حکومت کے

SCERT TELANGANA

فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ تنظیمیں

فرقہ واریت تمام لوگوں کے مشترکہ مفادات کے تحفظ کے بجائے کسی ایک مذہبی گروہ کی مفادات کے تحفظ اور ترقی پر یقین رکھتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ ملک اور حکومت بھی اسی مخصوص فرقہ یا مذہب کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کرے۔ یہ قومیت کے بالکل مخالف نظریہ ہے۔ قومیت میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ قوم سارے انفرادی گروہوں سے برتر ہے اور سب کے مفادات کی نمائندگی کرتی ہے بشمول ان کے جو کسی بھی مذہب کو نہ مانتے ہوں۔ اس نظریہ کو ''سیکولر'' کہا جاتا ہے۔ اس کے مطابق حکومت کسی بھی مذہب کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتی اور نہ کسی مذہب کو حکومت کے کام کاج میں مداخلت کی اجازت دیتی ہے۔ وہ تمام مذاہب کے ساتھ یکساں سلوک کرتی ہے اور کسی ایک مذہب کی طرفداری نہیں کرتی۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ فرقہ واریت، سیکولر نظریہ کی ضد ہے اور صرف ایک مذہب کے مفادات کی ترقی چاہتی ہے اور دوسرے مذاہب پر اپنی برتری ثابت کرنا چاہتی ہے اور حکومتوں پر دباؤ ڈالتی ہے کہ صرف اسی مخصوص مذہب کی ضرورتوں کے مطابق کام کرے۔

20 ویں صدی کی ابتداء میں ہندوستان میں فرقہ واری تنظیمیں وجود میں آنے لگیں جبکہ یہ زمانہ قوم پرستی کے عروج کا زمانہ تھا۔ 1906ء میں مسلم زمینداروں اور نوابوں نے ملکہ ڈھاکہ میں ''کل ہند مسلم لیگ'' قائم کی۔ لیگ نے تقسیم بنگال کی تائید کی۔ اس نے مسلمانوں کے لئے علٰحدہ انتخابی حلقوں کا مطالبہ کیا جو حکومت کی جانب سے 1909 میں منظور کیا گیا۔ کونسل میں چند نشستیں مسلمانوں کے لیے مختص کی گئیں جن کے لیے مسلمانوں میں سے نمائندے منتخب کئے جاتے تھے۔ اسکی وجہ سے بعض سیاستدانوں کو اس بات کا موقع حاصل ہوا کہ وہ اپنے مذہب کے لوگوں کی تائید کرتے ہوئے اپنے اطراف لوکوں کو جمع کرلیں۔

1915ء میں ہندو مہاسبھا کا قیام عمل میں آیا۔ جسکا مقصد ہندوؤں میں اتحاد پیدا کرنا اور ان لوگوں کو دوبارہ ہندو مذہب میں واپس لانا تھا جو دوسرے مذاہب قبول کرچکے تھے۔ اس کی قیادت پنڈت مدن موہن مالویا جیسے قائدین کررہے تھے۔ انہوں نے مسلم لیگ کی مخالفت کی اور ہندوستان میں دیگر مذہبی گروہوں کے اثرات پر روک لگانے کی کوشش کی۔

خلاف پہلی قومی جدوجہد بن گئی حالانکہ اس کا اثر زیادہ تر شہروں تک محدود تھا۔

اپریل 1919 میں ملک بھر میں بے شمار مظاہرے اور ہڑتالیں کی گئیں۔ حکومت نے ان کو کچلنے کے لئے سخت اقدامات کئے۔ اس کی بدترین مثال جلیان والہ باغ کا سانحہ ہے۔ 13 اپریل کو امرتسر (پنجاب) میں جلیان والا باغ کے مقام پر ایک جلسے کے دوران جنرل ڈائر نے نہتے لوگوں پر فائرنگ کی۔ جس میں 400 لوگ مارے گئے اور ہزاروں زخمی ہوئے۔ اس قتل عام کے بارے میں سننے کے بعد رابندرناتھ ٹیگور نے ملک کے غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ''نائٹ'' کے خطاب کو واپس کردیا۔

رولٹ ایکٹ ستیہ گرہ کے دوران برطانوی حکومت کے خلاف جدوجہد کے دوران ہندو مسلم اتحاد کو قائم کرنے کی بے مثال کوشش کی گئی۔ یہ مہاتما گاندھی کی آرزو تھی کہ جو ہندوستان کو ہندو، مسلم اور تمام مذاہب کے ماننے والوں کے ملک کے طور پر دیکھتے تھے۔ وہ اس بات کے خواہشمند تھے کہ ہندو اور مسلمان دونوں کسی بھی جائز مقصد کے لیے ایک دوسرے کی تائید کریں۔

ہندوستانی قوم پرستوں نے ملک کی عوام میں یکجہتی کے فروغ، سماجی اصلاحات، جمہوری طرز حکومت کے نفاذ اور ہندوستان میں حکومت خوداختیاری کی خاطر کافی جدوجہد کی تھی۔

- کیا آپ کے خیال میں بغاوتوں کو ختم کرنے کے لیے پولیس کو اس طرح کے اختیارات دیا جانا درست ہے؟
- آپ کے خیال میں تحریک آزادی کے دوران عوام اس قسم کے قوانین کے اس قدر خلاف کیوں تھے؟

SCERT TELANGANA

خلافت تحریک اور تحریک عدم تعاون

خلافت کا مسئلہ بھی ایک ایسا ہی مسئلہ تھا۔1920ء میں برطانیہ نے ترکی کے خلیفہ کے ساتھ ایک سخت معاہدہ کیا۔عوام اس پر آگ بگولہ ہو گئے جیسے جلیان والہ باغ کے قتل عام پر ہوئے تھے۔اور ہندوستانی مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات پر ترکی کے خلیفہ کا اقتدار بحال کیا جائے جو پہلے ترکی سلطنت کے تحت تھے۔خلافت تحریک کے قائدین محمد علی اور شوکت علی نے چاہا کہ ایک بھر پور تحریک عدم تعاون کا آغاز کیا جائے۔

گاندھی جی نے ان کے مطالبے کو قبول کیا اور کانگریس پر زور دیا کہ وہ پنجاب کی غلطیوں (جلیان والہ قتل عام)،خلافت کے مسئلہ اور سوراج کے مطالبے کو لے کر احتجاج شروع کریں۔1920ء کے کانگریس کے ناگپور اجلاس میں گاندھی جی کو کانگریس کا قائد تسلیم کر لیا گیا۔اس اجلاس میں کانگریس نے اپنا مقصد تمام جائز اور پر امن راستوں کے ذریعے آزادی کا حصول قرار دیا۔عدم تعاون کو آزادی کے حصول کے ذریعے کے طور پر اپنایا گیا۔

1921-22 کے دوران تحریک عدم تعاون بہت شدت اختیار کر گئی۔ ہزاروں طلباء نے سرکاری مدارس اور کالجوں کو چھوڑ دیا۔کئی وکیلوں نے جیسے موتی لال نہرو، سی آر داس، سی راج گوپال چاری اور آصف علی نے اپنی وکالت ترک کردی۔ برطانوی خطابات واپس کر دیئے گئے اور قانون ساز مجالس کا بائیکاٹ کیا گیا۔عوام نے غیر ملکی پارچہ جات کو بڑے پیمانے پر نذر آتش کیا۔غیر ملکی کپڑوں کی مانگ 1920 اور 1922 کے دوران بہت گر گئی۔گاندھی جی نے مہم چلائی کہ لوگ خود اپنے ہاتھ سے چرخہ چلا کر سوت کاتیں۔(اس کپڑے کو کھادی کے نام سے جانا جاتا ہے) ہر گھر میں اس خواہش کے ساتھ سوت کاتا جانے لگا کہ ملک کو خود مکتفی بنایا جائے۔

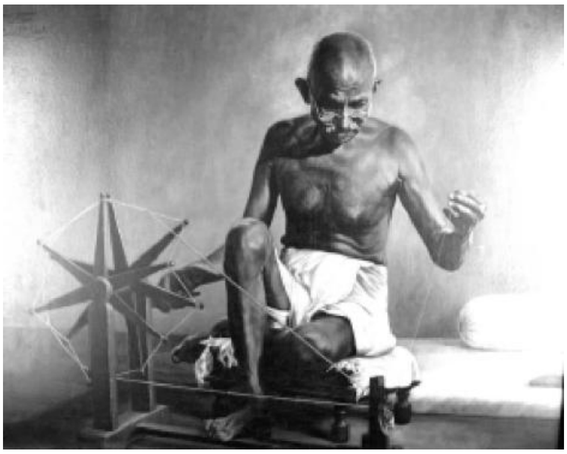

شکل 11.B.1: گاندھی جی نے چرخہ کو سودیشی کی علامت کے طور استعمال کیا

مگر یہ تمام ناکافی تھا، کیونکہ ملک کے بہت سے حصے بغاوت کے اس خوفناک موڑ پر بھی کنارے کھڑے نظر آرہے تھے۔آیئے دیکھتے ہیں اس دوران آندھرا کے علاقے میں کیا ہو رہا تھا۔

یہاں گنٹور ضلع کو قومی تحریک کے مرکز کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔نہ صرف طلباء بلکہ تاجرین اور دیہاتوں کے کسان بھی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔یہاں تحریک عدم تعاون کے دوران چیرالا پیرالا تحریک بہت مشہور ہوئی۔جب حکومت نے اس قصبے کو میونسپلٹی کا درجہ دیکر لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ زیادہ ٹیکس ادا کریں تو لگ بھگ 15000 افراد نے دگی رالا گوپال کرشنا کی قیادت میں قصبہ چھوڑ دیا اور ایک نئی بستی رام نگر کے نام سے آباد کر لی۔اور وہاں گیارہ مہینے تک قیام کیا۔لوگوں نے زمینات کے لگان ادا کرنے سے انکار کر دیا بے شمار دیہی ملازمین نے اجتماعی طور پر استعفیٰ دے دیا۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

لوگ کہتے ''گاندھی جی کا سوراج آنے والا ہے ہم اس حکومت کو کوئی ٹیکس ادا نہیں کریں گے۔''

اس علاقے میں ایک مشہور تحریک جنگلاتی ستیہ گرہ تھی جو گنٹور کے تعلقہ پلناڈو اور کڑپہ ضلع کے تعلقہ رائے چوٹی میں ہوئی۔ کسانوں نے محکمہ جنگلات کو فیس کی ادائی کے بغیر اپنے مویشیوں کو جنگلات میں چرنے کے لیے بھیجنے لگے۔ پلناڈو کے کئی دیہاتوں میں لوگوں نے گاندھی راج کا اعلان کیا اور پولیس کے دستوں پر حملے کرنے لگے۔ لوگ اس نتیجے پر پہنچنے لگے تھے کہ نوآبادیاتی حکومت کا خاتمہ بس اب ہونے ہی والا ہے اور یہ جنگلات دوبارہ گاؤں والوں کے قبضے میں ہوں گے۔ اس تحریک کے دوران ان دو تعلقوں میں محکمہ جنگلات کو اپنے دفاتر بند کردینے پڑے۔

مذکورہ بالا واقعات سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ بسا اوقات لوگوں نے گاندھی جی کو اپنا نجات دہندہ ماننا شروع کیا تھا جو غربت اور تکالیف سے نکلنے میں انکی مدد کرے گا۔ گاندھی جی طبقاتی یکجہتی حاصل کرنا چاہتے تھے نہ طبقاتی اختلاف۔ اس کے باوجود کسانوں کو یہ امید تھی کہ گاندھی جی زمینداروں کے خلاف لڑائی میں انکی مدد کریں گے، زرعی مزدوروں کا خیال تھا کہ گاندھی جی انہیں زمین مہیا کریں گے۔ اس دور میں عام لوگ اپنی کوششوں اور کامیابیوں کو بھی گاندھی جی کے نام سے جوڑ دیتے تھے۔ مثال کے طور پر متحدہ صوبے کے (موجودہ اتر پردیش) پرتاپ گڑھ میں ایک طاقتور تحریک چلانے کے بعد کسانوں نے کرایہ داروں کی غیر قانونی بے دخلی کو روکنے میں کامیابی حاصل کی مگر ان کا یہ احساس تھا کہ گاندھی جی نے ان کے اس مطالبے کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔ بعض مرتبہ قبائلیوں اور کسانوں نے گاندھی جی کا نام استعمال کرتے ہوئے ایسے اقدامات بھی کئے جو گاندھی کے اقدار سے میل نہیں کھاتے تھے۔

- چیرالا پیرالا تحریک اور جنگلاتی ستیہ گرہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں اور ایک Skit تیار کریں اور کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

1922-1929 کے دوران واقعات

آپ جانتے ہیں کہ مہاتما گاندھی پر تشدد اقدامات کے خلاف تھے۔ انہوں نے اچانک تحریک عدم تعاون کو ترک کرنے کا اعلان کیا جب انہیں اس بات کی خبر ملی کہ فروری 1922 میں چوری چورا کے مقام پر کسانوں کے برہم ہجوم نے پولیس اسٹیشن کو آگ لگادی۔ اس واقعہ میں 22 پولیس ملازم ہلاک ہوئے۔ کسان اس لیے برہم تھے کہ پولیس نے انکے پرامن مظاہرین پر فائرنگ کردی۔

جب تحریک عدم تعاون کا اختتام ہوا تو گاندھی جی کے حامیوں نے زور دیا کہ کانگریس کو دیہی علاقوں میں تعمیری کاموں میں حصہ لینا چاہئے۔ سی آر داس اور موتی لال نہرو نے حکومت کی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کے لیے الیکشن میں حصہ لیکر کونسل میں داخلے کی پرزور وکالت کی۔ 1920 کے دہے میں سماجی فلاحی کاموں کے ذریعے گاندھی جی کے حامیوں نے دیہی علاقوں میں ایک مضبوط اساس فراہم کرلی تھی۔ جو 1930ء میں سول نافرمانی کی تحریک کے دوران کافی مفید ثابت ہوئی۔

1920 کے دہائی کے درمیان میں دو بڑی تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک تو راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کا قیام تھا جو ایک ہندو ثقافتی تنظیم تھی اور دوسرا کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کا قیام تھا۔ ان تنظیموں نے ہندوستان کی تشکیل و تعمیر کے تئیں بالکل مختلف نظریات پیش کئے۔ ان کے تصورات کے بارے میں اپنے ٹیچر کی مدد سے دریافت کریں۔ اسی دور میں انقلابی قوم پرست بھگت سنگھ بھی سرگرم رہے۔

SCERT TELANGANA

تحریک سول نافرمانی ۔نمک ستیہ گرہ

(1930-32)

1929 میں لاہور میں انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس جواہر لال نہرو کی صدارت میں ہوا۔ اس اجلاس میں کانگریس نے اعلان کیا کہ پورن سوراج (مکمل آزادی) کا حصول اس کا مقصد ہے۔ اوراسکے حصول کی خاطر سول نافرمانی کی تحریک کی قرار داد پیش کی۔ کانگریس میں موجود بائیں بازو کے قائدین نے اس مرتبہ قومی لائحہ عمل کو ترتیب دینے میں قیادت کی۔ اس جوش و ولولے کے تحت کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ 26/جنوری کو ''مکمل آزادی کے دن'' کے طور پر منایا جائے گا۔

12/مارچ 1930 کو احمد آباد کے سابرمتی آشرم میں گاندھی جی نے گجرات کے ساحل پر ایک گاؤں ڈانڈی کے مقام پر نمک بناتے ہوئے نمک کے قانون کو توڑنے کا فیصلہ کیا (اس قانون کے ذریعے حکومت نے نمک بنانے پر ٹیکس عائد کیا تھا جسکی وجہ سے نمک عام لوگوں کے لیے مہنگا ہو گیا)۔ دوسرے دن صبح گاندھی جی اور انکے 78 ساتھیوں نے 375 کلومیٹر کا سفر شروع کیا اور 24 دن میں سابرمتی آشرم سے ڈانڈی پہنچے۔ اخباروں نے گاندھی جی کی روزانہ کی تقاریر اور اسکے لوگوں پر اثرات کو شائع کرنا شروع کیا۔ انکے راستے پر کئی سودیہی ملازمین نے ملازمتوں سے استعفیٰ دے دیا۔

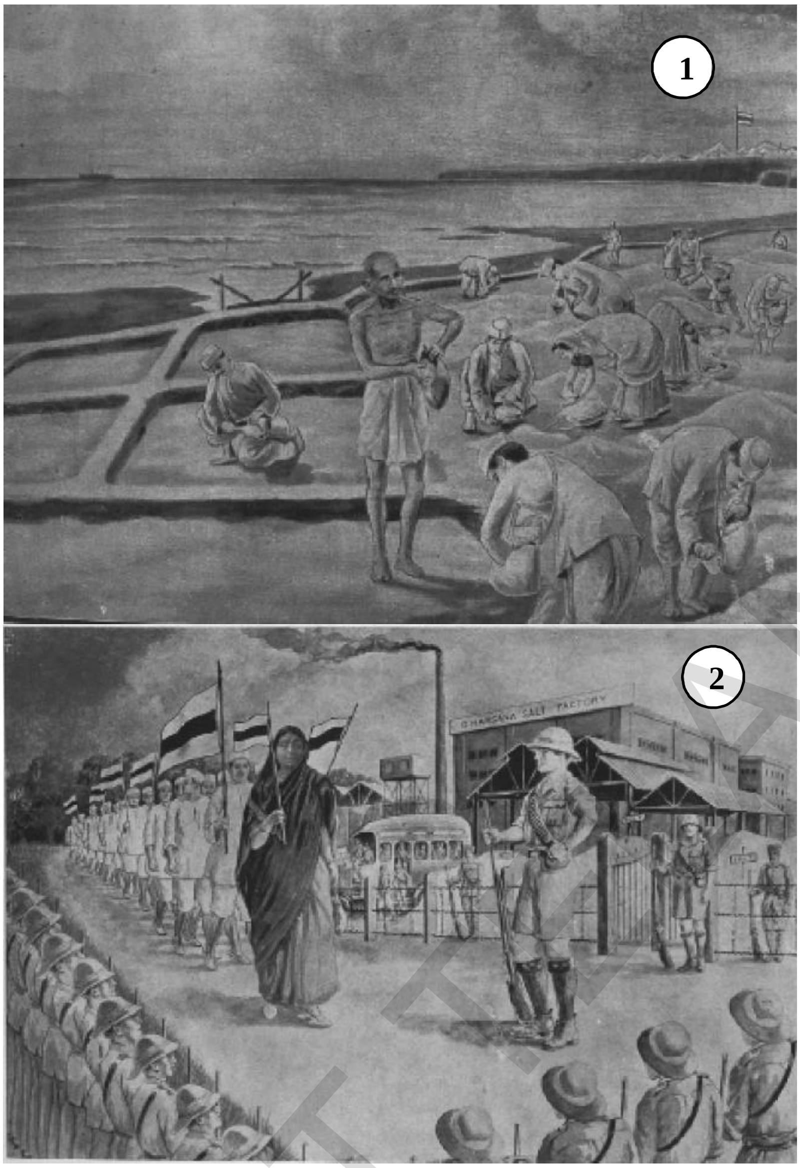

شکل 11.B.2: تحریک آزادی کے دور کے دو پوسٹر 1. گاندھی جی ڈانڈی کے مقام پر نمک حاصل کرتے ہوئے۔ 3. سروجنی نائیڈو درشانا نمک فیکٹری سے مارچ کرتے ہوئے۔

6/اپریل 1930 کو گاندھی جی ڈانڈی پہنچے ایک مٹھی بھر نمک اٹھایا اور نمک کے قانون کو توڑا۔ جو اس بات کا اظہار تھا کہ ہندوستانی عوام اب برطانوی حکومت کے بنائے ہوئے قوانین اور انکی حکومت کے تحت زندگی گذارنے سے انکار کرتے ہیں۔

ملک بھر میں جوش اور ولولے کی ایک نئی لہر چل پڑی۔ کئی مقامات پر نمک کے قانون توڑے گئے یہاں تک کہ عورتوں نے بھی سول نافرمانی تحریک میں حصہ لیا۔ صرف ایک دہلی شہر

SCERT TELANGANA

میں 1600 عورتوں کو گرفتار کیا گیا۔ یہ تحریک صرف نمک ستیہ گرہ تک محدود نہیں رہی۔ غیر ملکی کپڑوں کی دکانوں اور شراب کی دکانوں کا گھیراؤ کیا گیا۔ اور کہیں کہیں انہیں نذر آتش کیا گیا۔ ہاتھ سے بننے کا کام بھی ایک تحریک بن گیا۔ برطانوی مدرسے، کالجوں اور ملازمتوں کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لوگوں کی کثیر تعداد نے اس تحریک میں حصہ لیا۔

حکومت نے اس تحریک کو بڑی سنگدلی سے کچلا۔ نہتے مردوں اورعورتوں کے ہجوم پرلاٹھی چارج کیا گیااورفائرنگ کی گئی۔ تقریباً 90,000 ستیہ گرہی بشمول گاندھی جی اور دیگر قائدین گرفتار کرلئے گئے۔ پولیس کی فائرنگ میں 110 آدمی مارے گئے اور 300 لوگ زخمی ہوئے۔ جلسوں اوراخبارات پر پابندیاں عائدکردی گئیں۔ انگریزوں نے ہندوستانیوں کوتقسیم کرنیکی کوشش کی۔ انہوں نے مسلمانوں، زمینداروں اور دیگر اقلیتوں کے چندطبقوں کو اپنی طرف کرلیا۔ لیکن اکثر قائدین نے سماجی اصلاحات کا آغاز کیا۔ مثلاً

کھادی کے کپڑے پہننا، چھوت چھات کا خاتمہ وغیرہ تا کہ تحریک سے سماجی روابط استوار ہوں۔ گاندھی جی کی آواز پرکئی پردہ دارخواتین بھی تحریک میں شامل ہوگئیں۔

ہندوستانی عوام کی متحدہ کوششیں اس وقت بارآور ثابت ہوئیں جب حکومت نے 1935ء کے قانون حکومت ہند کو منظور کیا جس کے تحت صوبوں کو خود مختاری عطا کی گئی۔ 1937ء میں حکومت نے صوبائی کونسلوں کے لیے انتخابات کا اعلان کیا۔ کانگریس نے 11 میں سے 7 صوبائی کونسلوں میں اکثریت حاصل کرکے حکومت بنائی۔ کانگریس کی دوسال حکومت کے بعد 1939 میں دوسری عالمی جنگ شروع ہوگئی۔ کانگریس کے قائدین نے برطانیہ کا جنگ میں ساتھ دینا منظور کرلیا مگر اس شرط کے ساتھ کہ جنگ کے بعد ہندوستان کو آزادی دی جائے گی۔ برطانیہ نے اس شرط کو مسترد کردیا۔ کانگریس نے احتجاجاً تمام وزارتوں سے استعفیٰ دیدیا۔

ہندوستان چھوڑ دوتحریک۔1942 : ’’کرویامرو‘‘

برطانیہ چاہتا تھا کہ دوسری عالمی جنگ میں ہندوستان کے لوگوں اور رقومات کا استعمال کرے۔ جنگ میں برطانیہ کی حمایت کے بدلے کانگریس نے خودمختاری کی مانگ کی۔ لیکن برطانوی حکومت اس مانگ کو پورا کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس لیے 8/اگست 1942ء کو کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بمبئی میں ہوا اور یہ قرارداد منظور کی گئی کہ ’’ہندوستان میں برطانوی حکومت کا فوری اختتام ہونا چاہیئے۔‘‘ ہندوستان چھوڑ دو تحریک کی اس قرارداد کے منظوری کے بعد اسی دن شام گاندھی جی نے تقریر کرتے

دوسری عالمی جنگ

جرمنی جس کی قیادت ہٹلراوراسکی نازی پارٹی کررہی تھی نے یہ چاہا کہ وہ تمام دنیا پراپنا تسلط قائم کرلے اور اسکے لیے اس نے برطانیہ، فرانس اور یو ایس ایس آر (روس) کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ بھی برطانیہ، فرانس اورروس کے ساتھ شامل ہوگیا۔ انہیں اتحادی ممالک کہا جاتا ہے۔ جاپان اوراٹلی، جرمنی کی تائید کررہے تھے۔ انسانی تاریخ کی ایک بدترین جنگ 1939 میں شروع ہوئی اور 1945 تک چلتی رہی، جب USSR کی فوجوں نے برلن پر قبضہ کرلیا اور USA نے جاپان کے شہروں ہیروشیما اورناگاساکی پرایٹم بم برسائے۔ اکثر لوگ جو جمہوری اقداراورآزادی کوعزیز سمجھتے تھے انہوں نے اتحادی ممالک کی طرفداری کی اورہٹلرکی مخالفت کی۔ البتہ ہندوستان ایک تذبذب کا شکار ہوگیا یہاں اسی دوران ہندوستانی قوم برطانیہ کے ساتھ نبردآزما تھی۔

SCERT TELANGANA

ہوئے یہ تاریخی الفاظ ہندوستانی قوم سے کہے تھے۔'' آپ میں سے ہر ایک اس لمحے سے اپنے آپ کو آزاد تصور کرے اور ایسے ہی زندگی بسر کرو جیسے کہ تم آزاد ہو۔۔۔۔ میں مکمل آزادی سے کم کسی بات پر مطمئن نہیں ہوسکتا۔ ہمیں ''کرو یا مرو'' کے اصول پر عمل کرنا چاہیے۔ ہم یا تو آزاد ہندوستان میں ہوں گے یا اسی جدوجہد میں جان دے دیں گے۔''

9/اگست 1942ء کی ابتدائی ساعتوں میں حکومت نے کانگریس کے کئی سرکردہ قائدین کو گرفتار کرلیا جن میں گاندھی جی، پٹیل، نہرو، مولانا آزاد، آچاریہ کرپلانی، راجندر پرساد اور دوسرے شامل تھے۔ عوام نے ملک بھر میں ہڑتالوں، دھرنوں اور جلوسوں کے ذریعے اپنے احتجاج کا مظاہرہ کیا۔ بدقسمتی سے یہ تحریک پرتشدد ہوگئی۔ کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں نے کام کا بائیکاٹ کیا۔ طلباء نے پولیس اسٹیشنوں، پوسٹ آفسوں، ریلوے اسٹیشنوں اور دیگر عوامی مقامات پر حملے کئے۔ انہوں نے ٹیلیگراف اور ٹیلیفون کے تار کاٹ ڈالے۔ سرکاری عمارتوں، گاڑیوں، فوجی گاڑیوں، ریل کے ڈبوں کو نذر آتش کیا گیا۔ مدراس اور بمبئی اس تحریک سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ اتر پردیش، بہار، اڑیسہ، مغربی بنگال، مہاراشٹرا اور آندھرا پردیش کئے کئی علاقوں میں برطانوی عہدیدار روپوش ہوگئے۔ مدنا پور میں لوگوں نے 1942-44 کے دوران متوازی حکومت قائم کی۔ اس تحریک کے نتیجے میں مجموعی طور پر دس لاکھ پاؤنڈ کی مالیتی جائیدادوں کو نقصان پہنچا۔ تیس پولیس والوں اور دس فوجیوں کی جانیں گئیں۔ اور ہزاروں لوگوں کو حکومت نے گرفتار کرلیا۔ 1943 کے آخر تک لگ بھگ 90,000 لوگ گرفتار ہوئے اور تقریباً 1000 لوگ پولیس کی گولیوں سے ہلاک ہوئے۔ بہت

سبھاش چندر بوس اور ہند قومی فوج

سبھاش چندر بوس ایک حریت پسند اور انقلابی قوم پرست تھے۔ انہوں نے برما اور انڈمان میں راس بہاری بوس کے تعاون سے ہند قومی فوج (انڈین نیشنل آرمی) تشکیل دی۔ اس فوج میں تقریباً ساٹھ ہزار فوجی تھے۔ انہوں نے اپنی اس لڑائی میں جاپان کی مدد حاصل کی۔ 21/ اکتوبر 1943ء کو سنگا پور میں آزاد ہند کی عبوری حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ 18/مارچ 1944 کو یہ فوج برما کی سرحد کو عبور کر کے ''دہلی چلو'' کے نعرہ کے ساتھ ہندوستان میں داخل ہوئی۔ مارچ 1944ء میں کوہیما میں ہندوستانی پرچم لہرایا گیا۔ لیکن عالمی جنگ میں نقشہ بدلنے کی وجہ سے 1944-45 کے دوران جاپان کی شکست کے بعد ہند قومی فوج کی تحریک کا اختتام ہوگیا۔ 23/اگست 1945ء کو سبھاش چندر بوس کے بارے میں اطلاع ملی کہ بنکاک سے ٹوکیو جاتے ہوئے ہوائی جہاز کے حادثے میں ان کا انتقال ہوگیا۔

شکل 11.B.3: (بائیں) ہند قومی فوج کے سپاہی، (دائیں نیچے) جھانسی رجمنٹ کے سپاہی میدان میں، (دائیں اوپر) پوسٹ کا نشان۔

SOFT TELANGANA

مولانا ابوالکلام آزاد

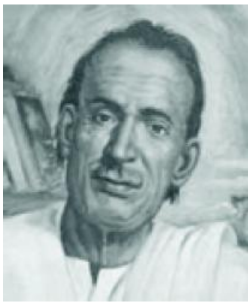

جے۔ بی کرپلانی

سبھاش چندر بوس

بھگت سنگھ

سے علاقوں میں ہوائی جہازوں کے ذریعے مشین گنوں کے استعمال کے احکام دیئے گئے اور لوگوں کے ہجوم پر مشین گنوں سے گولیاں برسائی گئیں۔

حکومت نے بہر حال تحریک کو کچلنے کے لیے ہر قسم کے ظلم و استبداد کا سہارا لیا لیکن عوام کی اس شدید مزاحمت نے حکومت کو آخر کار گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

آزادی اور تقسیم کی جانب

اسی دوران 1940ء میں مسلم لیگ نے ایک قرارداد منظور کی جس میں مسلمانوں کے لیے ملک کے شمال مغربی اور مشرقی علاقوں میں ''آزاد ریاستوں'' کا مطالبہ کیا گیا۔ مسلم لیگ نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے خود مختار انتظامات کا مطالبہ کیوں کیا؟ 1930 کے دہے کے اواخر میں لیگ نے مسلمانوں کو ہندوؤں سے الگ ایک قوم تصور کرنا شروع کیا۔ غالباً اس تصور کی ابتداء کے پس پردہ 1920 اور 1930 کے دوران ہندوؤں اور مسلمانوں کے چند گروہوں کے درمیان ہونے

انقلابی تنظیموں کا دور

1940ء کے بعد کا دور مختلف انقلابی تنظیموں مثلاً کمیونسٹ پارٹی، تجارتی انجمنوں، خواتین کی انجمنوں، کسان سبھا اور دلتوں کی انجمنوں کی سرگرمیوں سے بھرا نظر آتا ہے۔ انہوں نے غریبوں، کسانوں، مزدوروں، قبائلیوں اور دلتوں کو نہ صرف انگریزوں کے خلاف بلکہ مقامی استحصال پسند قوتوں، ساہوکاروں، کارخانے کے مالکین اور اعلیٰ ذات کے زمینداروں کے خلاف بھی متحرک کیا۔ وہ اس بات کے متمنی تھے کہ نو آزاد ہندوستان میں ان کے مفادات کی نمائندگی مناسب ڈھنگ سے ہو، طویل عرصے سے چلی آ رہی انکی ذلت اور پسماندگی کا خاتمہ ہو اور انہیں مساویانہ مواقع اور حقوق حاصل ہوں۔ قومی تحریک جو اسوقت تک اعلیٰ طبقے لوگوں تک محدود تھی ان تنظیموں کی بدولت اسے ایک نیا رخ ملا اور اس میں غریبوں اور نچلے طبقات کی شمولیت سے اسے نئی طاقت حاصل ہوئی جسکی بناء پر برطانوی حکومت کے خاتمے میں کافی مدد ملی۔ مشرقی ہندوستان میں نچلی ذاتوں اور مزدوروں نے ان تنظیموں میں فعال کردار ادا کیا۔ مالا بار کے ذیلی کرایہ دار اور تیبھا گا کے کرایہ دار، تلنگانہ کے ویٹی ذات والوں اور چھوٹے کسانوں نے 1940ء کے دہے میں ان تحریکوں میں شرکت کی۔ غذائی قلت اور زمین کی طلب نے ان لوگوں کو مابعد دوسری عالمی جنگ کے ان تحریکوں میں شامل ہونے پر مجبور کیا۔ اس وقت کانگریس اس موقف میں نہیں تھی کہ ان تحریکات کی قیادت کرتی کیونکہ وہ آزادی کی خاطر مذاکرات میں کافی مصروف تھی۔ آل انڈیا کسان سبھا جو کسانوں کی جماعت تھی، آل انڈیا پیپلز تھیٹر اسوسی ایشن، اور آل انڈیا اسٹوڈنٹس فیڈریشن وغیرہ جماعتوں کی کمیونسٹوں نے پس پشت سے قیادت کی۔

SCERT TELANGANA

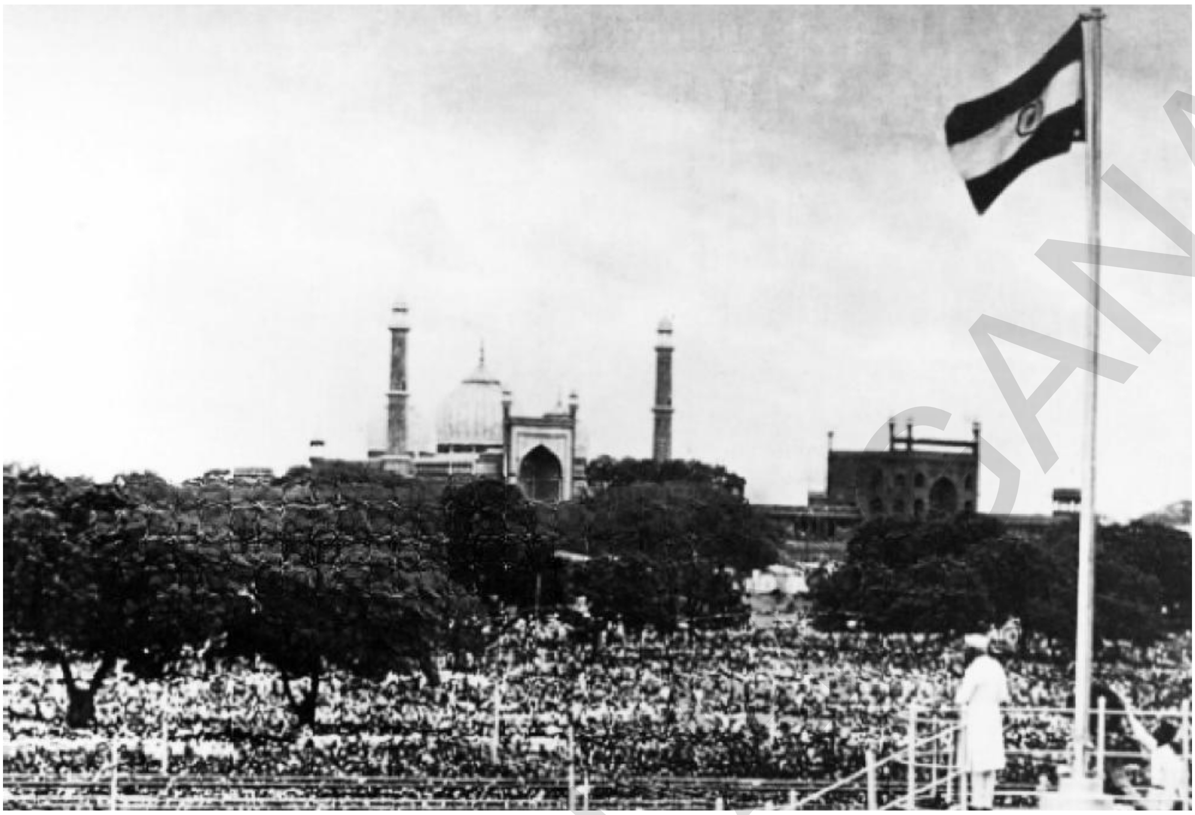

شکل 11B.4: آزادی کے بعد جواہر لال نہرو لال قلعے سے عوام کو خطاب کرتے ہوئے۔

والے تنازعات رہے ہوں گے۔مزید یہ کہ 1937 کے صوبائی انتخابات میں مسلم لیگ نے یہ محسوس کیا کہ مسلمان اقلیت میں ہیں اور انہیں کسی بھی جمہوری ڈھانچہ میں دوسرے درجے میں رہنا ہوگا۔ انہوں نے خوف کیا کہ مسلمانوں کی مناسب نمائندگی نہ ہو پائے گی۔ مسلم لیگ کی بڑھتی کی وجہ یہ بھی تھی کہ 1937 میں لیگ نے کانگریس کے ساتھ ملکر متحدہ صوبوں میں مشترکہ حکومت تشکیل دینا چاہا لیکن کانگریس نے اسے مسترد کردیا۔

1930 کے دہے میں مسلمانوں کو راغب کرنے میں کانگریس کی ناکامی کی وجہ سے مسلم لیگ کو اپنے لیے حمایت حاصل کرنے میں کامیابی ملی۔ 1940 کے ابتدائی دہے میں جب کانگریس کے قائدین قید میں تھے، لیگ کو اپنی تائید بڑھانے کا مزید موقع ملا۔ 1945 میں جنگ کے خاتمے کے بعد برطانیہ نے کانگریس اور لیگ کے ساتھ آزادی کے معاملے پر بات چیت کا آغاز کیا۔ یہ بات چیت ناکام ہوگئی کیونکہ لیگ نے خود کو تمام مسلمانوں کا نمائندہ ظاہر کرنا شروع کیا۔ ملک کے بے شمار مسلمان کانگریس کے حامی تھے اس لیے کانگریس نے لیگ کی تمام مسلمانوں کی جانب سے نمائندگی کو مسترد کردیا۔ صوبوں کے لیے 1946ء میں دوبارہ انتخابات کرائے گئے۔ عام حلقوں میں کانگریس کی کارکردگی بہت شاندار رہی لیکن مسلم حلقوں میں لیگ کی کامیابی بھی متاثر کن رہی۔ اس لیے اس کا ''پاکستان'' کے لیے مطالبہ شدید ہوتا گیا۔ مارچ 1946 میں برطانوی کابینہ نے ایک سہ رکنی کمیشن (اسٹافورڈ کرپس، پیتھک لارنس، الیگزینڈر) کو اس مطالبے کا جائزہ لینے اور آزاد ہندوستان کے لیے مناسب سیاسی ڈھانچے کی سفارش کرنے کے لئے دہلی روانہ کیا۔ اس مشن نے تجویز پیش

کی کہ ہندوستان کو متحد ہی رہنا چاہئے البتہ مسلم اکثریتی علاقوں کو کچھ خودمختاری دیتے ہوئے ایک کھلا وفاق تشکیل دینا چاہئے۔ لیکن اس منصوبے کی تفصیلات سے نہ کانگریس نے اتفاق کیا اور نہ ہی مسلم لیگ متفق ہوئی۔اس طرح ملک کی تقسیم ناگزیر نظر آنے لگی۔

اس مشن کی ناکامی کے بعد مسلم لیگ نے پاکستان کے مطالبے پر عوامی احتجاج منظّم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے 16/اگست 1946 کو "Direct Action Day" منانے کا اعلان کیا۔اس روز کلکتہ میں فسادات پھوٹ پڑے جس میں ہزاروں لوگ مارے گئے ۔مارچ 1947 تک یہ دنگے اور تشدد سارے شمالی ہندوستان میں پھیل گئے۔

لارڈ لوئیس مونٹ بیٹن جو 1947ء میں ہندوستان کا وائسرائے مقرر ہوا تھا، مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان بڑھتے ہوئے اختلافات کو دور کرنے میں ناکام رہا۔ نتیجے کے طور پر اس بات پر رضامندی ہوئی کہ ہندوستان کو دو ملکوں یعنی مسلم اکثریتی پاکستان اور ہندو اکثریتی ہندوستان میں تقسیم کیا جائے۔ہندوستان 15/اگست 1947 کو آزاد ہوا جبکہ پاکستان نے 14/اگست 1947 کو اپنی آزادی کی تقریب منائی۔تقسیم ملک کے بعد بھی لاکھوں لوگ مارے گئے اور بے شمار خواتین کو ناقابل اظہار تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لاکھوں لوگ اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیے گئے ۔اپنے وطنوں سے دور پہنچنے والے ان لوگوں کو نئے ملک میں مہاجر کے کم تر درجے پر راضی ہونا پڑا۔اس طرح ہمارے ملک کی انگریزوں سے آزادی کی خوشی میں تقسیم ملک کی تکالیف اور درد بھی شامل ہوگیا۔

کلیدی الفاظ

1. قوم پرستی	2. سیکولر	3. دہشت گرد	4. انتہاپسند
5. ستیہ گرہ	6. تحریک عدم تعاون	7. سول نافرمانی	8. برصغیر

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. قومی تحریکوں میں گاندھی جی کے رول کو ظاہر کرتے ہوئے ایک جدول بنایئے۔(AS3)

واقعہ	گاندھی جی کا کردار

SCERT TELANGANA

2. قومی تحریک نے برطانوی حکومت کی عوام کے جمہوری آزادیوں اور حقوق کو سلب کرنے کی تمام کوششوں کے خلاف جدوجہد کی۔ ان حقوق کی جن پر حکومت نے پابندیاں عائد کیں اور اس کے خلاف چلائی گئی تحریکوں کی مثالیں دیجیے۔(AS1)

3. نمک ستیہ گرہ اپنے مقاصد میں کس حد تک کامیاب رہا؟ اپنا جائزہ پیش کیجیے۔(AS2)

4. ذیل میں سے کونسا قومی تحریک کا حصہ رہا؟(AS1)

a) غیر ملکی کپڑے فروخت کرنے والی دکانوں کے آگے دھرنا دینا

b) کپڑا بننے کے لئے ہاتھ سے بنائے دھاگے

c) غیر ملکی کپڑے نذر آتش کرنا

d) کھدر کا لباس پہننا

e) مندرجہ بالا تمام

5. تقسیم ملک کا سبب بننے والے مختلف واقعات کیا تھے؟(AS1)

6. سرخی'' 1922-1929 کے دوران واقعات'' کے تحت پہلا پیراگراف پڑھئے اور جواب دیجیے کہ 'گاندھی جی نے تشدد کے واقعہ کے بعد تحریک کو ترک کرنے کا اعلان کیا۔' آپ کیا اس سے اتفاق کرتے ہیں؟(AS2)

7. ہندوستان چھوڑ دو تحریک پر ایک نوٹ لکھیے۔(AS1)

8. جدوجہد آزادی کے بارے میں 1885 سے 1947 کے دوران پیش آئے واقعات کا ایک چارٹ تیار کیجیے۔(AS3)

9. کیا تحریک آزادی کے عظیم رہنماؤں کے ثمرات کی تمام عوام تک رسائی ہوئی؟ اپنی رائے دیجیے۔(AS6)

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

باب

12

ریاست حیدرآباد میں تحریک آزادی

جنوبی ہند میں حیدرآباد برطانوی اقتدار اعلیٰ میں ایک اہم دیسی ریاست تھی۔ اس پر آصفیہ فرمارواؤں کی حکومت تھی۔ وہ برطانوی وائسرائے کے وفادار رفیق تھے۔ ان کے فیصلوں اور منصوبوں پر کاربند تھے۔ وسرائے دیسی ریاستوں میں ریزیڈنٹ کا تقرر کرتا تھا۔ جو ریاست

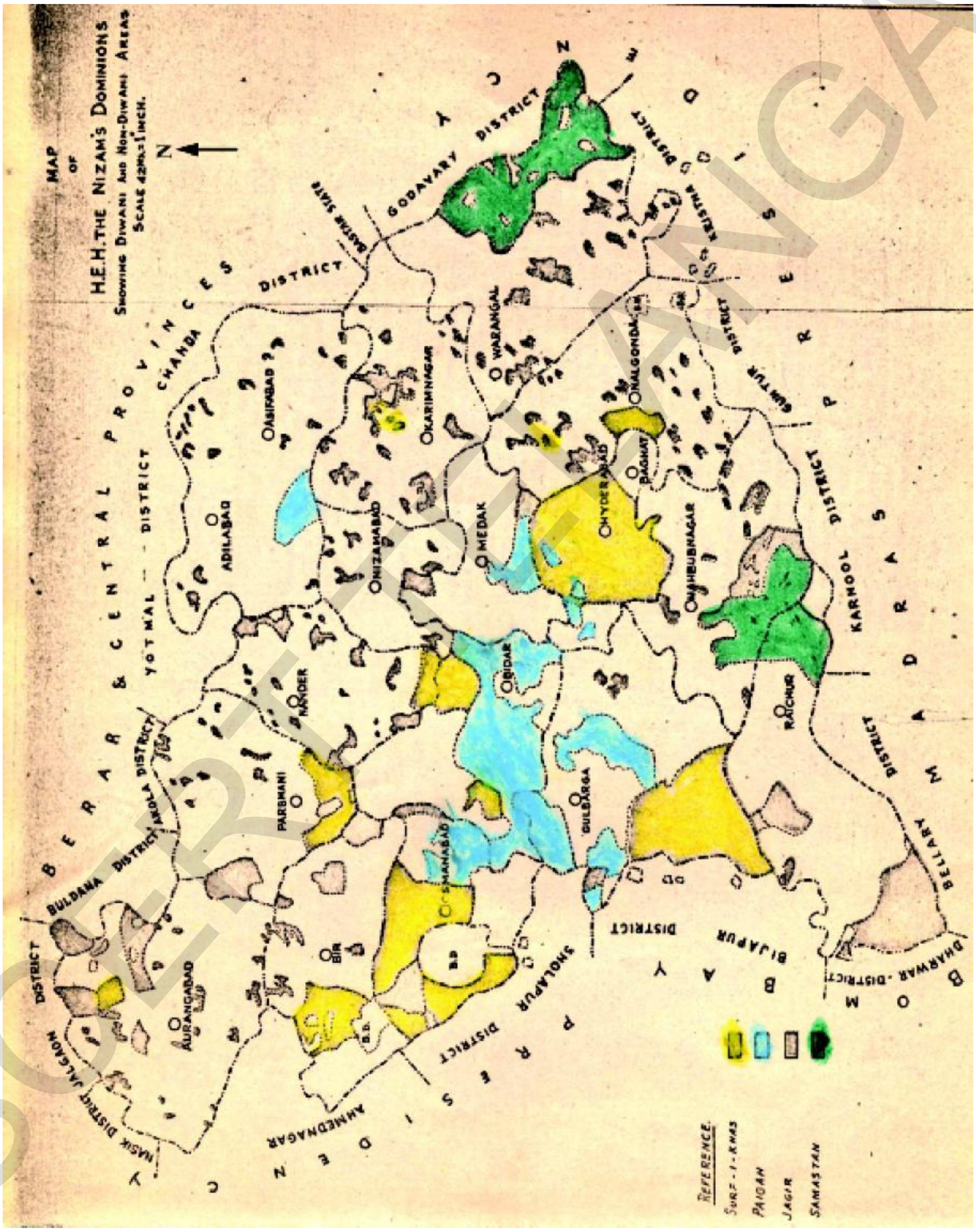

نظام کے دیوانی اور غیر دیوانی علاقوں کو دکھایا گیا ہے۔

کرتا تھا۔ہم اس سبق میں برطانیہ اورنظام کے ریاست میں رہنے والے عوام کے حالات کا جائزہ لیں گے۔عوام نے کس طرح آزادی کے لیے جدوجہد کی۔حیدرآباد میں وہ علاقے شامل تھے جہاں مرہٹی، کنڑی، تلگو، دکنی اردو بولی جاتی تھی۔ اس سبق میں تلگو اوراردو بولے جانے والوں علاقوں کے بارے میں غورکریں گے۔جس میں تلنگانہ کے اضلاع واقع ہیں۔

قومیت کے ابتدائی سال

حیدرآباد میں اکتوبر 1888ء میں معزز افراد کی ایک چھوٹی سی کمیٹی نے انڈین نیشنل کانگریس کو ہردل عزیز بنانے کے لیے ایک اجلاس کے انعقاد کے لیے ورقیے اوراشتہارات کوتقسیم کیا۔کانگریس تعلیم یافتہ طبقہ پراثر انداز ہورہی تھی۔

حیدرآباد کے ملا عبدالقیوم کانگریس کے سرکردہ علم بردار بن گئے۔ انہوں نے کانگریس کے جلسوں میں شرکت کی اور مسلمانوں سے کانگریس میں شامل ہونے کی درخواست کرنے لگے۔انہوں نے امرا کے طبقہ پرنکتہ چینی کی اورریاست میں انہیں دی گئی مراعات کی مخالفت کی۔انہوں نے انجمن معارف کا اہتمام کیا۔اس کا مقصدعوام کی سماجی، علمی اورمعاشی زندگی کی فلاح وبہبودتھا۔ریاست سے کئی اخبارات شائع ہونے لگے تھے۔ان سے قومی اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ حیدرآباد ٹیلی گراف، دکن اسٹانڈرڈ، مُسلّمِ ثاقب وغیرہ

مُلّا عبدالقیوم

نے قومیت کے تصورات کی تشہیر کی۔ان اخباروں نے قومی نصب العین کی تائید کی۔

عیسائی مبلغین جیسے عزت مآب گلڈر جو چادرگھاٹ میتھڈسٹ اپسکوپل(Methodist Episcopal) چرچ کے پادریب تھے۔ انہوں نے کانگریس کی حمایت کی۔ کانگریس کی جڑیں حیدرآباد میں مضبوط ہونے لگیں۔وہ لوگوں میں آزادی نمائندہ اداروں کے ساتھ طرزحکومت کے متعلق شعور بیدارکرنے لگی۔

حیدرآباد میں آریا سماج 1892ء میں قائم کی گئی۔آریا سماج میں تعمیری سرگرمیوں میں مزدوروں کی تربیت کی۔رائے عامہ کوفروغ دیااورعوام میں سماجی ومذہبی بیداری پیدا کی۔اس نے حیدرآباد میں قومی تحریک کے فروغ میں مختلف قائدین کو شامل کیا۔

ریاست کا جاگیردارانہ نظام

ابتدامیں آصفیہ سلطنت کے حکمراں مغل بادشاہوں کے گورنر تھے۔وہ موروثی جاگیرداروں اورمحکوم باجگزار حکمرانوں کی مدد سے حکومت کرنے لگے۔اوراس کے ماتحت سمستانم کے حکمران ہواکرتے تھے۔تلنگانہ کے اہم سمستھان ونپرتی، گدوال، دُماکنڈا، سرنا پلی، کولا پور، پولنچا، آتما کور، الا دُرگم تھے۔ جاگیرداروں کوسینکڑوں دیہاتوں پراختیارات دیئے گئے۔ وہ عوام سے محصول وصول کرتے تھے۔ریاست کے باقی علاقوں پرنظام نے دیشمکھ کی مدد سے حکومت کی۔جس کے متعلق آپ نے سابقہ باب میں پڑھا ہے۔

آصفیہ سلطنت کے حکمراں اپنے نظام حکومت کی برقرار کے خواہاں تھے۔ جہاں حکمراں اوراس کے امرا تمام

SCERT TELANGANA

وسائل پر اختیارات رکھتے تھے۔ اپنی مرضی کے مطابق حکومت کرتے تھے۔ وہ مقامی مجالس یا قانون ساز اداروں کو اجازت نہیں دیتے تھے۔ نظام ہفتم نے کانگریس اور قومی تحریک کی مخالفت کی۔ کئی فرامین یا شاہی احکامات جاری کیے گئے اور ریاست میں سیاسی سرگرمیوں پر امتناع عائد کیا گیا۔ پولیس اور جاسوس عوام کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھتے تھے۔

زبان اور مذہب

ریاست حیدرآباد کے حکمراں مسلمان تھے۔ ان کی زبان اردو تھی۔ ریاست کی اکثریت ہندوؤں کی تھی جو تلگو، کنڑی اور مرہٹی بولتے تھے۔ اردو ریاست کی سرکاری زبان تھی۔ 90 فیصد اعلیٰ عہدوں پر مسلمان فائز تھے۔ تحتانوی سطح سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک اردو ذریعہ تعلیم تھی۔ سائنس کی کتابیں بھی اردو میں ترجمہ کی گئیں۔

حکمراں مدارس کے قیام میں مستعد نہیں تھے۔ کئی جاگیردار اپنے علاقوں میں مدارس کے قیام کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ حکمراں خانگی مدارس کے خواہاں نہیں تھے۔ انہیں خدشہ تھا کہ کہیں وہ مخالف حکومت مراکز نہ بن جائیں۔ وہ خانگی تلگو مدارس کے قیام کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے تھے۔ ان مدارس کو جامعہ عثمانیہ میں الحاق کی سہولت نہیں تھی۔ 1941ء تک 9.3 فیصد لوگ خواندہ تھے۔ (4.3 فیصد خواتین خواندہ تھیں) دوسری دیسی ریاستیں جیسے ٹراونکور کا شرح خواندگی 47.7 فیصد تھا۔ بروڈا کا 23 فیصد اور میسور کا 12.2 فیصد تھا۔ انتہا پسندوں کے قومی دور میں بال گنگا دھر تلک کی قیادت میں قومی تحریک نے مذہبی موڑ اختیار کیا اور اس کے اثرات حیدرآباد پر مرتب ہوئے اس دور میں زبان اور مذہب اہم مسائل بن گئے۔ اردو ریاستی کی سرکاری زبان تھی تلگولسانی تحریک تلنگانہ کے عوام کی تحریک بن گئی۔

- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حیدرآباد کے لوگوں کے مسائل برطانوی زیر اقتدار علاقوں میں رہنے والوں سے مختلف تھے۔
- کیا برطانیہ اور نظام کے درمیان جمہوریت کے متعلق رویہ میں کوئی فرق تھا۔

شکل 12.1 آرٹس کالج، عثمانیہ یونیورسٹی

SCERT TELANGANA

نظامِ سابع (1911-1948)

ریاست حیدراباد کے آخری فرمارواامیر عثمان علی نے برطانوی سلطنت کے زیراثر نظم ونسق کو جدید بنانے کی کوشش کی۔نوآبادیاتی حکمرانوں نے اپنے ضروریات کی تکمیل کے لئے زراعت اور صنعتوں کو ترقی دی۔پانی کے ذخائر، بڑے آبپاشی کے پراجکٹس جیسے نظام ساگر، علی ساگر وغیرہ کا ڈیزائن مشہور انجینئر سرایم ویشوریا نے تیار کیا۔

نظام سابع نے علحٰدہ ریلوے، سڑکیں، ہوائی اور برقی محکموں کو روشناس کروایا۔ریاست کی صنعتی ترقی کے لئے انھوں نے ایک کروڑ سرمایہ سے آل انڈیا ٹرسٹ فنڈ کی تشکیل دی۔نظام دور کی اہم صنعتیں سنگارینی کالوریز، نظام شوگر فیکٹری، اعظم جاہی ملز ورنگال، سرپور کاغذل سرپور وغیرہ تھی۔ان تمام صنعتوں نے ریاست کی معشیت میں کلیدی کردار ادا کیا اور ریاست حیدرآباد کی عوام کے لئے روزگار کے مواقع بھی فراہم کیے۔

نظام سابع نے 1941ء میں حیدرآباد اسٹیٹ بینک کی بنیاد ڈالی۔(موجودہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا) یہ بینک ریاست کے مرکزی بنک کی حیثیت سے حیدرآباد ریاست کی کرنسی سکہ عثمانیہ کی نگرانی کرتا تھا۔حیدرآباد واحد ریاست تھی جس کے پاس اپنی علحٰدہ خود کی کرنسی حیدرآبادی روپیہ تھی جو کہ بقیہ ہندوستان سے مختلف تھی۔

اسی دور میں اہم عوامی ادارے جیسے کہ عثمانیہ جنرل ہسپتال، عثمانیہ یونیورسٹی، ہائیکورٹ، سنٹرل اسٹیٹ بینک، یونانی ہاسپٹل، جوبلی ہال، ٹاؤن ہال جو کہ موجودہ اسمبلی ہال کہلاتا ہے، حیدرآباد میوزیم (موجودہ اسٹیٹ میوزیم) اور دہلی میں حیدرآباد ہاؤس تعمیر کئے گئے۔1914ء میں تاریخی یادگاروں کے تحفظ کے لئے محکمہ آثار قدیمہ کو قائم کیا۔یہ متعلقہ ترقی نوآبادیاتی سیاسی تناظر میں کی گئی لیکن اس کے سبب حیدرآباد کے متوسط طبقے میں جدید سیاسی افکار کا احیاء ہوا۔

1947ء میں برطانوی حکومت کے خاتمہ کے بعد میر عثمان علی خاں حیدرآباد کو ایک آزاد سلطنت رکھنے کے خواہاں تھے۔لیکن ریاست کی عوام آزاد ہندوستان میں شامل ہونے کی تمنائیں رکھتی تھی جس کے سبب تنازعہ پیدا ہوا۔

آیئے دیکھیں کہ کیسے عوام کے آرزوں کی تکمیل ہوئی۔

آندھرا جنا سنگم اور لائبریری تحریک

بیسویں صدی کی ابتداء میں آندھرا کے علاقہ میں کثیر تعداد میں تلگو میں کتابیں شائع کی گئیں۔اصلاح کے لیے دیہاتوں میں لائبریریاں قائم کی گئیں۔سال 1901ء میں کماراجو، لکشمن راؤ، نینی وینکٹ رنگا راؤ اور روی چٹو رنگا راؤ نے کرشنا دیورائے آندھرا بھاشا نیلائم کو قائم کیا جو آج تک باقی ہے۔تلگو کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا رہا۔1921ء میں حیدرآباد کے وویکا وردھنی کالج میں ایک شخص کو تلگو میں قرارداد پیش کرنے سے روک دیا گیا۔اس سے انگریزی یا اردو میں قرارداد پیش کرنے کی مانگ کی گئی۔تلگو بولنے والوں کے جذبات مجروح ہوئے اور انہوں نے تلگو کے جائز مقام کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے کا عزم کیا۔

SCERT TELANGANA

ماڈپاٹی ہنمنت راؤ اور دیگر افراد نے مل کر 1924ء میں آندھرا جنا سنگم کا قیام عمل میں لایا۔ اس کا مقصد لائبریریوں کا قیام، تلگو کے مخطوطات کے حصول کے لیے عالموں کی حوصلہ افزائی اور تلگو ادب کا فروغ تھا۔ اس کے ذریعہ کتابچے شائع کیے گئے۔ دیہاتوں میں لائبریریوں کے قیام کے لیے اجتماعات منعقد کیئے گئے۔ ان کتابچوں کے ذریعہ چھوٹے تاجروں، کسانوں، مزدوروں اور دیگر غریب لوگوں کے مسائل کو پیش کیا گیا۔ انہوں نے چار ہزار کے قریب مدارس قائم کئے۔ ان میں سے کئی اسکول حکومت کی سرد مہری کی وجہ سے بند ہوگئے۔ اس کے باوجود تحریک آگے بڑھتی گئی اس میں بہت سے افراد، خواتین، طلبا اور گلوکار وغیرہ حصہ لینے لگے۔

- آپ کے علاقہ میں کونسی زبانیں بولی جاتی ہیں۔
- ہماری ریاست میں مدارس اور کالجوں میں ذریعہ تعلیم کیا ہے۔
- کیا تدریس مادری زبان میں کی جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔
- کیا مادری زبان میں کتابوں کی اشاعت ضروری ہے؟ آپ کا کیا خیال ہے۔

آندھرا مہا سبھا

مختلف طبقات کے قائدین نے ایک بڑی تنظیم میں متحد ہونے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح آندھرا مہا سبھا کا قیام 1930ء میں عمل میں آیا۔ اس کے بانیوں میں ماڈپاٹی ہنمنت راؤ، روی نارائن ریڈی وغیرہ تھے۔ اس کا بنیادی مقصد زیادہ تعلیمی سہولتوں کی فراہمی تھا۔ انہوں نے حکومت کو مدراس کے قیام اور عوام کی شکایتوں کے ازالہ کے لیے عرض داشتیں دیں۔ قائدین نے 1935ء کی سالانہ کانفرنس میں مندرجہ ذیل مطالبات کی نشاندہی کی۔

1. لازمی تحتانوی تعلیم پر عمل آوری
2. مادری زبان (تلگو کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے)
3. جاگیروں میں رہنے والے عوام کے حقوق کا تحفظ
4. بچپن کی شادی کی حوصلہ شکنی
5. حکومت خود مقامی کی روشناسی
6. چھوت چھات کا خاتمہ کیا جائے اور پچھڑے ہوئے طبقات کو سماج میں جائز مقام دیا جائے۔

آپ نے دیکھا کہ قرارداد میں تعلیمی، سماجی و اصلاحی مقاصد کو شامل کیا گیا ہے۔ آندھرا مہا سبھا کی سرگرمیاں سارے تلنگانہ میں پھیل گئیں۔ دور دراز واقع دیہاتوں میں لائبریریاں اور ثقافتی مراکز قائم کئے گئے۔ دہقان اور مزدور

SCERT TELANGANA

ان مراکز میں آنے لگے۔ وہ پڑھنا لکھنا سیکھنے لگے۔ اخباروں کی خبریں سماعت کرنے لگے۔ موجودہ موضوعات پر گفتگو کرنے لگے۔ حکومت اور جاگیرداروں کے بارے میں اظہار خیال کرنے لگے۔ شبانہ جماعتوں کا بھی اہتمام کیا جانے لگا۔ ان جماعتوں میں بحث ومباحثہ بھی ہونے لگا۔ لوگ قومی رہنما مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو اور سماجی مصلح ویریشلنگم پنتلو کی تحریریں پڑھنے لگے۔ اخبار گولکنڈہ پتریکا کے ذریعہ مدیر سوراورم پرتاب ریڈی نے عوام الناس میں قومی جوش وخروش پیدا کیا۔ کالوجی نارائن راؤ، داسرتی کرشما چاریہ، داسرتی رنگا چاریہ جیسی ادبی شخصیتوں نے تحریک آزادی کو حیدرآباد میں تیز تر کیا۔

کثیر تعداد میں لوگ تحریک میں شامل ہونے لگے اور وہ توقع کرنے لگے کہ آندھرا مہا سبھا کے قائدین تعلیم کے ساتھ ان کے دیرینہ مسائل پر بھی غور کریں گے۔ نظام کی حکومت ان مراکز پر کام کرنے والوں کو ستانے لگی۔ وہ مراکز انقلابی سوچ کا محور بن رہے تھے۔ 1940ء تک کئی کمیونسٹ افراد آندھرا مہا سبھا میں شامل ہوگئے اور وہ دیہی عوام کے مسائل جیسے وٹی چاکری، زمینی اصلاحات، زمینداروں (دورا) کے مظالم کو بھی موضوع بنانے پر زور دیا۔ آندھرا مہا سبھا کے پرانے قائدین تنظیم کو تعلیمی اور ادبی رکھنے کا اعادہ کیا۔ جلد ہی انقلابی قائدین نے قیادت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ایک نئی کسانوں کی تحریک کا آغاز ہوا۔

- کیا آپ کے گاؤں اور علاقہ میں عوامی لائبریری ہے؟
- اگر آپ کسی عوامی لائبریری کا دورہ کیئے ہیں تو وہاں آپ کے ہم جماعتوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا۔ بیان کیجیے۔

- لائبریریاں مخالف۔ نظام اور مخالف۔ زمیندار مراکز میں تبدیل ہوگئیں۔ آپ کا کیا خیال ہے۔
- نظام اور جاگیردار تلگو ذریعہ تعلیم کے مدارس کے حمایتی تھے؟ آپ کا کیا خیال ہے۔

حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس

انڈین نیشنل کانگریس صرف برطانوی ہند میں کام کررہی تھی۔ وہ راست دیسی ریاستوں میں کام نہیں کررہی تھی۔ شخصی ریاستوں میں عام آدمی ظلم وستم کا شکار ہورہے تھے اور وہ ہندوستان میں جاری تحریک آزادی میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ ایسی ریاستوں میں قوم پسندوں نے جمہوری حقوق، اصلاحات، نمائندہ حکومت وغیرہ کے حصول کے لیے ریاستی کانگریس قائم کی۔ اس کا قیام حیدرآباد میں بھی عمل میں آیا۔

نظام سابع نے قومیت کی بڑھتی ہوئی لہر دیکھ کر 1938ء میں وندے ماترم کے پڑھے جانے پر پابندی عائد کردی۔ اس سے عوامی ردعمل ہوا۔ طلبا نے اسکولس اور کالجوں میں وندے ماترم پڑھتے ہوئے احتجاج کیا۔ نظام کی حکومت نے ایسے کالجوں پر امتناع عائد کردیا۔ طلبا نے اپنی تعلیم کو جاری رکھنے کے لیے دوسرے کالجوں کی جانب رخ کیا۔

نوجوانوں کے جوش وخروش کو دیکھتے ہوئے حیدرآباد کے قوم پسندوں نے ملک میں جاری تحریک آزادی سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ انہوں نے 1938ء میں حیدرآباد اسٹیٹ

ماڈاپاٹی ہنمنت راؤ

سوامی رامانند تیرتھ

SCERT TELANGANA

کانگریس کو قائم کیا۔اس کے اہم ترین قائد سوامی رامانند تیرتھ اور دوسرے نوجوان لیڈر جیسے بی رام کشن راؤ، جملا پورم کیشور راؤ، کے وی رنگا ریڈی، جے وی نرسنگ راؤ بھی سرفہرست تھے۔نوجوان کانگریس قائدین جیسے ڈاکٹر ایم چنا ریڈی جو بعد میں آندھراپردیش کے وزیراعلیٰ بنے اور شری پی وی نرسمہا راؤ جو وزیراعظم بنے اسٹیٹ کانگریس نے مطالبہ کیا کہ عوام کو بنیادی سہولتوں سے بہرہ مند کیا جائے۔ وہ چاہتے تھے کہ اظہار خیال کی انجمن، صحافت، مذہبی جلوس وغیرہ پر پابندی عائد کرنے والے تمام حکم ناموں کو منسوخ کیا جائے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ سرکار کے بجائے منتخبہ نمائندہ قوانین مرتب کریں۔

کونڈا لکشمن بابو جی نے ذات اور دیہی امتیاز کے خلاف تحریک کا آغاز کیا اور مشہور قائد کے طور پر جانے لگے۔نظام آباد کے آرمور تعلقہ میں ویٹی استحصال کے واقعہ نے انھیں متاثر کیا۔بابو جی نظام حکومت کے تختہ الٹنے کے لئے مسلح کاروائی چاہتے تھے اور انھوں نے نظام فوج پر حملہ کے لئے عوام کو بمباری کے فن کی تربیت دی۔

وہ پیشہ ور وکیل تھے۔انھوں وشنو رو ماچندرا ریڈی کے مخالف مقدمات میں کئی متاثرین کا دفاع کیا۔وہ کمیونسٹ پارٹی سے قریبی تعلقات رکھتے تھے۔انھوں نے عوامی حقوق کی جدوجہد میں حصہ لیا۔ان کی زندگی انسانیت اور سیاسی جمہوریت کے افکار کا ایک پیغام دیتی ہے۔

انہوں نے 1942ء میں ہندوستان چھوڑ دو تحریک کے وقت ریاست حیدرآباد میں ستیہ گرہ کا آغاز کیا۔اس پر امتناع عائد ہوگیا اور قائدین کو گرفتار کیا گیا۔ جب 1946ء میں ہندوستان کی آزادی یقینی ہورہی تھی اس وقت ریاست حیدرآباد کی کانگریس نے ریاست حیدرآباد کو انڈین یونین میں ضم کرنے کا مطالبہ کیا۔

- وندے ماترم کے متعلق آپ مزید معلوم کریں؟
- سوامی رامانند تیرتھ کی زندگی کے بارے میں اور معلومات اکٹھا کریں۔

تلنگانہ کی مسلح جدوجہد (1946-51ء)

آپ نے سبق 10 میں حیدرآباد ریاست کے جاگیر داروں اور دوراؤں کے بارے میں پڑھا ہے۔تلنگانہ علاقہ کے کسانوں، کھیتوں کھلیانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی حالت کا اندازہ کیا ہوگا۔

نلگنڈہ، پلالامری، کریم نگر میں 1929ء سے رعیت سنگم کا آغاز ہوا۔اس کا مدعا پٹیل، پٹواری اور دیش مکھ، مال گزاری اور پولیس عہدیداروں کے استحصال کے خلاف جدوجہد تھی۔ان علاقوں میں آندھرا مہا سبھا بھی سرگرم تھیں۔ وہ وہاں لائبریری اور شبانہ مدراس قائم کررہی تھیں۔آندھرا مہا سبھا اور کسان سبھا میں کام کرنے والے کمیونسٹوں نے 1946ء میں آندھرا مہا سبھا پر قبضہ کرلیا۔ انہوں نے وتی چاکری، کاشت کاروں میں زمینوں کی تقسیم کا انقلابی منصوبہ پیش کیا۔آندھرا مہا سبھا کی سرگرمیاں نلگنڈہ، کریم نگر اور ورنگل کے اضلاع تک پھیل گئیں۔آندھرا مہا سبھا نے دیہات کی سطح پر اپنی شاخیں قائم کیں۔انہیں سنگم کہا جاتا ہے۔کمیونسٹ پارٹی نے ان سنگموں کو قیادت سے سرفراز کیا۔ابتدا میں کسانوں کے اہم مطالبات میں جاگیر داروں کی غیر قانونی رقومات کی جبراً وصولی، مال گزاری

SCERT TELANGANA

کا نظامٔ زینات پر حد سے زیادہ کرایۂ کرایہ داروں کا اخراج اور وٹی چاکری کی تنسیخ تھا۔اس کا مقصد دیہی سماج کے تمام طبقات (چھوٹے زمیندار اور کھیتوں میں کام کرنے والے ملازمین) کو دورا اور حکومت کے خلاف جدوجہد میں شامل کرنا تھا۔

اس زمانے میں زمیندار چھوٹے کسانوں کو زمینوں سے باہر نکال رہے تھے اور ان کی زمینات کو لے کر نئے کرایہ داروں کو اونچے کرایہ کی شرح پر دے رہے تھے۔سنگھوں نے اس عمل کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ایک بدنام زمانہ زمیندار وسنوری رام چندر ریڈی ایک دھوبن ایلما کی زمین زبردستی لینے کی کوشش کی۔ اس کے خلاف سنگم نے احتجاج کیا۔زمیندار نے طیش میں آ کر کسانوں کے مظاہرہ پر گولی چلادی اور ڈوڈی کمریا کو ہلاک کرڈالا۔ یہ واقعہ 4 جولائی 1946ء میں سدی وینڈی گاؤں میں رونما ہوا۔یہ واقعہ تلنگانہ مسلح جدوجہد کے آغاز کا باعث بنا۔ ہر گاؤں میں سنگم قائم کی گئی اور ڈوڈی کمریا کی یاد میں گانے گاتے ہوئے جلوس نکالے گئے۔ ان سنگھوں نے وٹی چاکری اور کسانوں کو ان کی اراضیات سے برخواست کرنے کے سلسلہ کا خاتمہ کرڈالا۔ دورا لوگ اور حکومت نے اس تحریک کو سختی سے کچل دیا۔اس کی وجہ سے سنگھوں نے مسلح اشخاص کے جتھے تشکیل دیئے۔انہوں نے زمینداروں کو گاؤں سے نکالنا شروع کیا اور دیہات کی پنچایت کے ذریعہ اپنے قوانین کو نافذ کیا۔

گوریلا جتھے دیہاتوں کے تحفظ کے لیے تشکیل دیئے گئے۔دیہاتوں کے مسائل کے حل کے لیے گرام راج کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ثقافتی گروہوں کی تشکیل کی گئی۔ وہ دیہاتوں میں برا کتھا سناتے پھرتے اور لوگوں کو بالراست جدوجہد کرنے کا پیغام دیتے تھے۔

ملا نرسمہلو نے عوام کو گوریلا جتھوں میں شامل کیا جس میں اکثر کا تعلق ویٹی مزدوروں سے تھا گوریلا جتھوں کی نگرانی میں سنگمس نے متوازی حکومت اور عوامی عدالتوں کے قیام کی کوشش کی۔ ورنگل اور نلگنڈہ میں نظام حکومت کے خلاف سنگم حکمرانی کا احیاء کیا جہاں ان کا غلبہ ہوا وہاں سے وٹی چاکری برخواست کی گئی۔ کرایہ داروں کے اخراج کو روکا گیا۔ کرایوں میں تخفیف کی گئی۔ کام کرنے والوں کی اجرت میں اضافہ کیا گیا۔ زمینداروں کی فاضل اراضیات کو بے زمین کسانوں میں تقسیم کیا گیا۔

یہ تحریک 48-1947ء میں مخالف نظام اور مخالف جاگیرداری میں تبدیل ہوگئی۔ حکومت سے آزاد ہند میں شمولیت کا مطالبہ کیا جانے لگا۔ لوگوں نے گاؤں کے عہدیداروں کا اور سود خوروں کے دفتر کو نذر آتش کردیا۔ زمینداروں اور تاجروں کے ذخیرہ کیئے ہوئے اناج کے گوداموں پر کنٹرول حاصل کرلیا۔ اس تحریک کو اور وسعت دینے اور مختلف طبقات کو اس میں شامل کرنے کے لیے مطالبہ کیا گیا۔ تلنگانہ کو دیگر تلگو بولنے والے صوبوں کے ساتھ جوڑا جائے اور وشال آندھرا کو قائم کیا جائے۔

پرجوش مسلمانوں نے ایک تنظیم اتحاد المسلمین قائم کی۔ وہ ریاست حیدرآباد اور نظام کا غلبہ برقرار رکھنا چاہتی تھی۔ اس نے رضاکاروں کی تنظیم کی۔ انہوں نے پہلے ان مسلم دانشوروں پر نکتہ چینی کی جو ریاست میں جمہوری سیاسی نظام کے قیام کے

SCERT TELANGANA

لیے کوشاں تھے۔انھوں نے ہتھیاروں کو حاصل کیا اور جمہوری سیاسی پارٹیوں کے خلاف صف آرا ہونے لگے اور فرقہ وارانہ فضا پیدا کرنے لگے۔تلنگانہ میں کسانوں کے سنگھوں اور کمیونسٹوں سے متصادم ہونے لگے۔ زمیندار اور دورا لوگ ان کی حمایت کرنے لگے۔ رضا کاروں اور کمیونسٹ کی رہنمائی میں کام کرنے والے کسانوں کے جتھوں کے درمیان شدید رسہ کشی ہونے لگی۔رضا کاروں کو دوراؤں کی تائید حاصل تھی۔

ہندوستان کو آزادی ملنے کے بعد رضا کار ریاست حیدرآباد کو انڈین یونین میں ضم کرنے کے لئے شروع کی گئی تحریکوں پر حملے کرنے لگے۔انہوں نے حیدرآباد کو ہندوستان سے آزاد رکھنے کی خاطر دیہاتوں میں دہشت پیدا کرنے کی غرض سے بے رحمی سے حملے شروع کردیے۔ رضا کاروں نے دیہاتوں کو آگ لگادی،خواتین کو اغواء کرلیا تاکہ عام لوگوں میں نفسیاتی خوف پیدا کیا جائے۔ایک واقعہ میں رضا کاروں کے ایک گروہ نے بتینی موگلیا نامی شخص کو ہلاک کرڈالا جب وہ ورنگل کے قلعہ میں ہندوستانی پرچم لہرا رہا تھا۔رضا کاروں کے ایک دوسرے فرقہ نے فرقہ پرستی کی سرگرمی کے واقعہ میں ضلع سدی پیٹ کے بیران پلی دیہات میں بڑی تعداد میں لوگوں کو گولیوں سے ہلاک کرڈالا۔

نظام سرکار نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ وہ حالات کا خاموشی سے مشاہدہ کرتے رہے۔ 1948ء میں آزاد ہند کی حکومت نے پولیس ایکشن کے ذریعہ حیدرآباد کو انڈین یونین میں شامل کیا۔تلنگانہ مسلح جدوجہد حیدرآباد کے انضمام کے بعد بھی جاری رہی۔ وہ زمینی اصلاحات اور دوراؤں کے ظلم وستم سے کسانوں کے تحفظ کا مطالبہ کررہی تھی۔سنگھوں نے تقریباً 10 لاکھ ایکڑ اراضی کو ان کے حقیقی مالکان میں تقسیم کردیا اس جنگ میں تقریباً 4 ہزار دیہاتیوں نے اپنی جانیں گنوائیں اور کئی گرفتار اور قید کئے گئے۔ ہندوستان کی مسلح افواج نے اسے کچل دیا اور وہ تحریک 1950ء تک زوال پذیر ہوگئی۔

- اے ایم ایس نے تلنگانہ مسلح تحریک کو کیسے یقینی بنایا؟
- کیا تلنگانہ مسلح جدوجہد کا مقصد کسانوں کی شکایات کا ازالہ تھا یا اس کے کچھ اور مقاصد تھے؟
- دورا ہندو تھے لیکن وہ رضا کاروں کی مدد کررہے تھے آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

روی نارائن ریڈی

روی نارائن ریڈی مشہور قائد تھے۔انھوں نے 1936ء میں نظام حکومت کے خلاف دستوری اصلاحات کی تجاویز کی تحریکات میں حصہ لیا تھا۔انھوں نے آندھرا مہاسبھا کو بائیں سیاست میں تبدیل کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ان کا تلنگانہ کے کسانوں کی جدوجہد میں کردار نا قابل فراموش ہے۔وہ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا اور تلنگانہ جدوجہد آزادی کے حیدرآباد شاخ کے بانی رکن تھے۔انھوں نے نظام کی مخالف سرگرمیوں کو جمہوری جدوجہد سے مربوط کردیا۔

مخدوم محی الدین

مخدوم محی الدین شہر حیدآباد کے دانشور طبقے کے سرکردہ قائد تھے۔وہ عثمانیہ یونیورسٹی میں قائم کامریڈ ٹیچرس اوراسٹوڈنٹس اسوسی ایشن کے رکن تھے۔وہ سی۔پی۔آئی حیدرآباد کے معتمد بنے۔انھوں نے حیدرآباد میونسپلٹی اور پراگا ٹولس میں دیہاتی جدوجہد کو تجارتی یونین سے مربوط کردیا۔

SCERT TELANGANA

دیولا پلی وینکٹیشورراؤ

دیولا پلی وینکٹیشورراؤ ایک مشہور کمیونسٹ لیڈر تھے۔ وہ 1917 میں چندو پٹلا گاؤں موجودہ ضلع سوریہ پیٹ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے Indian Nationalism سے تعلق پیدا کیا اور اصلاحی تحریک میں شریک ہوئے۔ وہ پہلے شخص تھے جو خفیہ طور پر تلنگانہ تحریک کو استحکام بخشا۔ انہوں نے دیہی علاقوں میں کمیونسٹ پارٹی کا قیام عمل میں لایا اور اس میں AMS ورکر کی بھرتی کی۔ انہوں نے عوام پر زمینداروں کی جانب سے کیے جانے والے مظالم پر کئی کتابچے شائع کیے۔ انہوں نے آندھرا مہا سبھا کے دوران مسلح جدوجہد کا راستہ اختیار کرنے ٹھان لی۔ جاگیردارانہ نظام کے ظلم کے خلاف تلنگانہ عوام کی تحریک جو بہت پہلے شروع ہوئی اس کی انہوں نے سختی سے حمایت کی عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ تحریک 1946 میں شروع ہوئی تھی۔

شیخ بندگی کی جدوجہد عوام کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی۔ بندگی کی زمین پر مالکانہ حقوق کو اس کے بھائی (عباس علی) نے چیلنج کیا۔ عباس علی کو رام چندررا ریڈی (ویسونور ودیشمکھ) کی تائید حاصل تھی۔ جب معاملہ عدالت پہنچا تب بندگی کو کامیابی ملی۔ یہ ویسونورودیشمکھ کی شکست مانی گئی کیونکہ عباس علی کو اس کی حمایت حاصل تھی۔ ویسنورودیشمکھ کے غنڈوں نے بندگی کو قتل کردیا۔ اس واقعہ سے دیہاتی عوام مشتعل ہوگئے اور دیہاتی عوام نے بندگی کی یادگار تعمیر کروائی اور بندگی عوامی جدوجہد کا مظہر بن گیا۔ اس سبب دیہاتوں میں عوامی تحریک طاقتور ہوگئی۔

چاکلی ایلما

اس زمانے میں زمیندار چھوٹے کسانوں کو زمینوں سے باہر نکال رہے تھے اور ان کی زمینات کو لے کر نئے کرایہ داروں کو اونچے کرایہ کی شرح پر دے رہے تھے۔ سنگموں نے اس عمل کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ ایک بدنام زمانہ زمیندار وسنوری رام چندر ریڈی ایک دھوبن ایلما کی زمین زبردستی لینے کی کوشش کی۔ اس کے خلاف سنگم نے احتجاج کیا۔

اروتلا رام چندرا ریڈی طالب علمی کے زمانہ سے ہی انقلابی خیالات کا حامل تھا۔ ارتلا رام ریڈی زمانہ طالب علمی میں ہی عثمانیہ یونیورسٹی میں آندھرا مہا سبھا، ریاستی کانگریس اور آریا سماج کی سیاسی سرگرمیوں میں سرگرم حصہ لیا۔ جب نظام حکومت کے دور میں جبری محصول وصول کیا جارہا تھا اور دورا فصلیں ضبط کررہے تھے تب رام ریڈی نے کئی دفعہ دفاعی کوششیں کی۔ ارتلا رام ریڈی نے چاول کی ملوں پر حملے منظّم کئے اور بھونگیر، منڈرائی اور جنگاؤں میں غذائی اجناس لوٹتے ہوئے انھیں ضرورت مندوں میں تقسیم کیا۔ انھوں نے کوڈی وینڈی اور پالاکرتی میں سنگم کی تشکیل دی۔

آروتلا رام چندرا ریڈی

بدم یلا ریڈی ان ابتدائی قائدین میں شمار کئے جاتے ہیں جنھوں نے 1930ء میں نمک ستیہ گرہ میں حصہ لیا۔ انھوں نے حیدرآباد میں ہریجنوں کی ترقی کے پروگرام میں کلیدی کردار ادا کیا۔ بعدازاں وہ کمیونسٹ پارٹی کے مشہور قائد بن گئے اور تلنگانہ مسلح جدوجہد میں حصہ لیا۔ بھیمی ریڈی نرسمہا بائیں جماعت کے نظریات سے متاثر ہوتے ہوئے کمیونسٹ بن گئے۔ انھوں نے زمینداروں اور سرکاری عہدیداروں کے خلاف مخالف ویٹی سرگرمیاں منظّم کی۔ انھوں نے خفیہ کارکن کی حیثیت سے سرگرمیاں انجام دی اور ڈالام کے قائد بن گئے۔ بومانناگنی دھرما بھکشم طالب علمی کے زمانہ میں ہی سیاسی سرگرمیوں میں شرکت کی۔ انھوں نے غریب بچوں کے لئے سوریہ پیٹ میں ہاسٹل قائم کی۔ بعدازاں وہ ضلع نلگنڈہ کے مشہور کمیونسٹ قائد بن گئے۔

SCERT TELANGANA

ہندوستان میں انضمام

جب ہندوستان 1947ء میں آزاد ہوا تو والی ریاست میر عثمان علی خان حیدرآباد کو ایک آزاد سلطنت رکھنے کے خواہاں تھے۔ حیدرآباد کے عام آدمی آزاد ہندوستان میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ سوامی راما نند تیرتھ کی قیادت میں حیدرآباد ریاست کانگریس نے ایک وسیع مہم کا آغاز کیا۔ رضا کاروں نے ان کی مزاحمت کی۔ انڈین یونین نے انتشار کے خاتمہ کا فیصلہ کیا اور مسلح افواج کو حیدرآباد روانہ کیا۔ بالآخر حیدرآباد کو ستمبر 1948ء میں انڈین یونین میں شامل کرلیا گیا۔ حکومت نے نظام سے کہا کہ وہ جمہوری نظام کے قیام تک حکمراں کی حیثیت سے برقرار رہیں۔ نظام سابع نے جاگیرداری نظام کو منسوخ کردیا اور انتخابات کے عمل کا آغاز کیا۔ جب دستور ہند کا 26 جنوری 1950ء میں نفاذ ہوا تو نظام کے اقتدار کا خاتمہ ہوگیا لیکن میر عثمان علی خان راج پرمکھ (صدر ریاست) کی حیثیت سے برقرار رہے۔ وہ حکومت ہند کے عہدیداروں کی نصیحت پر کاربند رہے۔ عام انتخابات کے انعقاد

شکل 12.3 میر عثمان علی خان اور سردار ولبھ بھائی پٹیل

1952ء میں ہوا اور حیدرآباد میں ایک منتخبہ حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ بورگلورام کشن راؤ ریاست حیدرآباد کے پہلے وزیر اعلیٰ بنے۔ ساتویں نظام 1956ء تک راج پرمکھ رہے۔ تلنگانہ کے اضلاع کا ریاست آندھرا میں انضمام پر بحث ہوتی ہے۔ تلنگانہ کے قائدین نے شریفانہ معاہدہ پر دستخط ثبت کرنے کے بعد نئی ریاست کو تسلیم کیا۔ تلنگانہ کے مفادات کا تحفظ کیا گیا۔ آندھراپردیش کی تشکیل، آندھرا اور تلنگانہ کے علاقوں کے انضمام کے بعد صدر ہند نے راج پرمکھ کی جگہ گورنر کا تقرر کیا۔ اس طرح 230 سالہ آصفیہ سلطنت کا اختتام عمل میں آیا۔

بروگولا راما کرشنا راؤ

- ریاست حیدرآباد کے انڈین یونین میں انضمام کے بعد بھی نظام کو حکمراں کی حیثیت سے برقرار رکھا گیا۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟
- نظام ہفتم نے جاگیردارانہ نظام کی تنسیخ کا فرمان جاری کیا۔ اس ضمن میں آپ کا کیا خیال ہے؟
- والی ریاست میر عثمان علی خان کا اقتدار 26 جنوری 1950ء میں اختتام پذیر ہوا۔ اس بارے میں آپ کیا سوچتے ہیں؟

آندھرا اور تلنگانہ علاقوں کو ضم کرکے جب آندھرا پردیش کا قیام عمل میں آیا تب صدر جمہوریہ ہند کی جانب سے راج پرمکھ کو ہٹا کر گورنر کا تقرر کیا گیا۔ اس طرح حیدرآباد اسٹیٹ سے نظام کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ 1956ء ریاست آندھراپردیش کا قیام آندھرا اور تلنگانہ کے درمیان شریفانہ معاہدے کے مطابق کیا گیا لیکن حکومت نے شریفانہ معاہدہ کی خلاف ورزی کی جن سے تلنگانہ عوام میں بےچینی پیدا ہوئی۔

SCERT TELANGANA

حکمرانوں کی جانب سے آبپاشی، تعلیم اور روزگار کے شعبہ جات میں امتیاز برتا گیا۔اس لیے علحدہ تلنگانہ کا مطالبہ شروع ہوا۔تلنگانہ تحریک کے متعلق آپ آئندہ جماعتوں میں پڑھیں گے۔

تلنگانہ جدوجہد اور خواتین

ریاستی حکمرانوں اور دوراؤں کے زیر اثر خواتین نے مصائب و آلام جھیلے۔انہیں مسلسل ستایا جاتا تھا۔دشنام طرازی کی جاتی تھی۔وہ زمینداروں کے لیے کام کیا کرتی تھیں۔ان کے ساتھ انہیں بغیر وسائل کے اپنے خاندانوں کی دیکھ بھال بھی کرنی پڑتی تھی۔کئی خواتین زمینداروں کی غلام بنادی جاتیں اور انہیں شادی کی اجازت نہیں ہوتی۔انہیں دورا کی لڑکیوں کی شادی میں جہیز کے طور پر دے دیا جاتا تھا۔

شکل 12.4 خاتون گوریلا دستہ

ایسی خواتین آندھرا مہا سبھا کے شبانہ مدارس میں شرکت کرنے لگیں سنگم اور کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔بعض خواتین نے ہتھیار اٹھائے اور رضا کاروں سے مقابلہ کیا۔بعض عورتوں نے گانے گائے اور لوگوں میں حوصلہ پیدا کیا۔بعضوں نے ڈاکٹر اور نرس کی حیثیت سے کام کیا۔انہوں نے تحریک کے لیے عظیم قربانیاں دیں۔ ذیل میں ایسے ہی ایک خاندان کا انٹرویو پڑھیے۔

''میرا نام کملما ہے۔میں تعلقہ مان کوٹہ کے گاؤں سے تعلق رکھتی ہوں۔ہمارا جبری مزدوری کرنے والا خاندان ہے۔میری ماں زمینداروں کے گھر میں غلام تھی۔جب میں پندرہ برس کی تھی تو میرے والد کا انتقال ہوا۔اس وقت تلنگانہ جدوجہد شروع ہوئی تھی۔مالکن (درسانی) میری بہن کوان کی لڑکی کے ساتھ غلام کی حیثیت سے بھیجنا چاہتی تھیں۔اکثر مالکن (درسانی) میرے اور میرے شوہر کی پٹائی کرتی تھیں۔یہ جبری مزدوری کرنے والوں کی زندگی تھی۔بیلوں کو چرانا، گوبر لانا اور ہر قسم کا کام کرنا پڑتا تھا۔میرے شوہر کو بعض دفعہ غنڈے کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا۔زمینداروں کے گھروں میں مزید کام کرنے سے عاجز آ گئے تھے۔اس لیے اس جدوجہد میں شامل ہو گئے۔

پہلے میرا بھائی جتھے کا کمانڈر بن گیا۔میں اور میرا شوہر بھی کمیونسٹ پارٹی میں شریک ہو گئے۔میرا کام ثقافتی جتھے میں تھا۔میری آواز اچھی تھی۔میں گانے گایا کرتی تھی۔میں مختلف مقامات کا دورہ کرتی تھی۔ہم جنگلوں میں کام کرنے لگے اور وہاں کو یا قبائلی عورتوں کی مدد کرنے لگے۔میں ہسپتال کے مرکز پر تھی اور وہاں ابتدائی امداد کا طریقہ سیکھ لی اور انجکشن دینے لگی۔میرا بچہ جنگل میں پیدا ہوا۔میرے ساتھیوں نے کہا کہ ''بچہ زور سے روئے گا تو تمام لوگ بھی بچے کی وجہ سے پکڑے جائیں گے۔تم اس بچے کو کسی اور کو دے دو یا پھر کسی مقام پر چھوڑ دو۔کوئی بھی بچے کو قبول کرنے تیار نہیں تھا۔میں دو دن تک چلتی رہی اور اسے ایک کوئلہ کی کان میں کام کرنے والے کے پاس چھوڑ آئی۔اس کے بعد نہ ہی میرا دماغ نہ میرا وجود میرے قابو میں تھا۔آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا زمین پر بہہ رہا تھا۔''

SCERT TELANGANA

کلیدی الفاظ

1. فرمان	2. وٹی چاکری	3. جاگیرداری نظام
4. محکوم حکمراں	5. جائز حقوق	6. گوریلا جتھے
7. جاگیردار	8. نمائندہ حکومت	

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. کیا دوسری دیسی ریاستوں کی بہ نسبت ریاست حیدرآباد میں خواندگی کی شرح کم تھی؟ آپ کا کیا خیال ہے۔(AS1)
2. آندھرامہاسبھا کی تعلیمی نشوونما کے لیے کیا سرگرمیاں تھیں۔ بیان کیجیے۔(AS1)
3. حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کے کیا مطالبات تھے اور 1948ء کے بعد کتنے مطالبات کی تکمیل ہوئی؟(AS1)
4. کیا آپ سمجھتے ہیں کہ تلنگانہ مسلح جدوجہد نے نظام کی حکومت کے خاتمہ میں اہم کردار ادا کیا؟ اس سلسلہ میں وجوہات بیان کیجیے۔(AS1)
5. ''ریاست کا جاگیردارانہ نظام'' اس سرخی کی روشنی میں پیراگراف پڑھیے۔ ذیل کے سوال کا جواب دیجیے۔
   کیا آپ نظام کے جاگیردارانہ نظام کی تائید کرتے ہیں یا نہیں؟ کیوں؟(AS2)
6. حکمرانوں کے خلاف ماضی میں کئی تحریکیں چل چکی ہیں۔ کیا آپ آج کل ایسی تحریکوں کو دیکھتے ہیں اگر جواب ''ہاں'' میں ہو تو ان تحریکوں کے بارے میں بتلائیے۔(AS4)
7. آپ کے علاقے کی لائبریری کے متعلق جاننے کے لیے لائبریرین آپ سے کس طرح کے سوالات پوچھے گا؟(AS4)
8. ہندوستان کے نقشہ میں نظام کے حکومت کے حسب ذیل مقامات کی نشاندہی کیجیے (AS5)
   1) اورنگ آباد 2) ورنگل 3) رائچور 4) گلبرگہ 5) حیدرآباد 6) ممبئی
9. تلنگانہ کی مسلح جدوجہد کے قائدین کی تصاویر جمع کیجیے۔(AS3)

SCERT TELANGANA

باب 13

دستور ہند

ہمارے ملک پر صدیوں تک بادشاہوں نے حکومت کی۔لیکن برطانوی نوآبادیاتی حکومت کے خلاف جدوجہد آزادی میں حصہ لینے والے ہمارے قائدین نے چاہا کہ مستقبل میں ہندوستان کی حکومت ایک جمہوری حکومت ہو نہ کہ بادشاہت۔ان کی خواہش تھی کہ ہندوستان پر یہاں کے عوام کی حکومت ہو جوان کے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلائی جائے۔

- بحث کیجیے کہ جدوجہد آزادی میں حصہ لینے والے ہندوستانی قائدین نے ہندوستان پر بادشاہوں کی حکومت کو جاری رکھنا کیوں پسند نہیں کیا؟

جب ہندوستان نے نوآبادیاتی حکمرانی سے آزادی حاصل کی تو یہ طے کیا گیا کہ چند ایسے بنیادی نظریات منتخب کیے جائیں گے جن پر ہم کاربند رہیں گے اوراسی کے مطابق ہمارے ملک کی حکومت چلائی جائے گی۔ان تمام اصول وضوابط کو ایک کتاب میں تحریر کیا گیا جو ''دستور ہند'' کہلاتا ہے۔

دستوران اصولوں کا مجموعہ ہوتا ہے جو یہ بتلاتے ہیں کہ ملک کی حکومت کیسے چلائی جائے، قوانین کیسے بنائے جائیں یا ان میں کیسے ترمیم کی جائے، شہریوں کا ملک میں کیا رول ہوگا، ان کے کیا حقوق ہوں گے وغیرہ۔ان تمام سے اہم بات یہ کہ دستوران مقاصد کا تعین کرتا ہے جس کے لیے سارے ملک کو جدوجہد کرتی ہوتی ہے۔

- اگر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کہا جائے کہ ملک کے لیے کوئی پانچ مقاصد طے کیجیے تو آپ کیا طے کریں گے؟ آپ ان مقاصد کے حصول کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟ کمرہ جماعت میں بحث کیجیے اور اپنے ٹیچر کی مدد لیجیے۔

دستور ہند کی تدوین

دستور ہند کو بہت ہی نا مساعد حالات میں مرتب کیا گیا۔لگ بھگ دوسو سال سے ملک پر برطانیہ کی حکومت تھی اور اسکے سارے ادارے برطانیہ کی مفادات کی نگرانی کے پیش نظر قائم کیے گئے تھے۔ملک ابھی فرقہ وارانہ بنیادوں پر تقسیم ہوا تھا۔ملک کا بیشتر حصہ دیسی راجاؤں (مثلاً حیدرآباد کے نظام) کے زیر نگیں تھا۔سماجی اور تہذیبی تنوع کے علاوہ امیر اور غریب،اعلیٰ اورادنیٰ ذاتوں،مردوخواتین کے مابین امتیازات اور فرق بہت سے تھے۔ہمارے قائدین اس بات کے لیے بہت فکر مند تھے کہ ان تمام امتیازات کے باوجود ملک متحد رہے اور مزید تقسیم کا شکار نہ ہو۔ یہ تب ہی ہوسکتا تھا جب ہر طبقے کے لوگوں یہ احساس دلایا جائے کہ ملک کے چلانے میں ان کا موثر کردار ہوگا۔ہماری قومی تحریک کا مقصد صرف غیر ملکی حکومت کا خاتمہ نہیں تھا، بلکہ اسکا مقصد سماج میں موجود عدم مساوات، استحصال اور امتیازات کا خاتمہ کرنا بھی تھا۔خواندگی کی سطح اور تعلیم بہت ہی کم تھی۔ملک شدید غربت کا شکار تھا اور لاکھوں لوگ قحط اور وباؤں کی وجہ سے مرگئے تھے۔اس وقت ملک دیگر

सत्यमेव जयते

SCERT TELANGANA

قوموں سے مدد لینے پر مجبور تھا یہاں تک کہ غذائی اجناس بھی بیرون ملک سے درآمد کیے جاتے تھے۔ اس لیے یہ بہت ضروری تھا کہ مستقبل کے سماج کے بارے میں غور وفکر کی جائے اور اس کے حصول کے لیے ایک خاکہ ترتیب دیا جائے۔

- اپنے دادا، دادی یا نانا، نانی سے اور معمر پڑوسیوں سے دریافت کیجیے کہ کیا وہ آزادی کے وقت موجود تھے؟ ان سے اس وقت کے حالات معلوم کیجیے اور پوچھیے کہ وہ اسوقت ملک کے مستقبل کے بارے میں کیا محسوس کررہے تھے؟

آزادی کے بعد ایک بہتر سماج کے قیام کے سلسلے میں ہمارے قومی رہنماؤں میں کافی اختلاف رائے تھا۔ لیکن اکثر نے اس بات کو قبول کیا کہ آزاد ہندوستان کو جمہوری اصولوں کے مطابق چلایا جانا چاہیے جس میں :

(الف) قانون کی نگاہ میں سب برابر ہوں اور ان کے لیے چند بنیادی حقوق عطا کیے جائیں۔

(ب) عام بالغ رائے دہی کے اصول کی بنیاد پر عام انتخابات کے ذریعے حکومت کی تشکیل کی جائے یعنی ہر بالغ شہری کو انتخابات میں بلا کسی امتیاز جنس، ذات، مذہب، تعلیم، دولت کے ووٹ دینے کا حق ہو۔

دستور کے ابتدائی مسودے

آزادی سے قبل بھی 1928ء میں موتی لال نہرو اور انڈین نیشنل کانگریس کے دیگر آٹھ لیڈروں نے ملک ہندوستان کے لیے ایک دستور مرتب کیا تھا۔ 1931ء میں انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے کراچی اجلاس کے قرارداد میں اس بات پر تفصیلی روشنی ڈالی تھی کہ آزاد ہندوستان کا دستور کیسے ہو۔ ان دونوں مسودوں میں عام بالغ رائے دہی، حق آزادی اور مساوات اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر زور دیا گیا۔

- کیا آپ آزادی کے وقت ہمارے سماج میں موجود چند عدم مساواتوں اور امتیازات کی فہرست تیار کر سکتے ہیں؟
- ذیل میں چند بیانات کے جوڑ دیئے گئے ہیں جن میں چند غلط ہیں کیا آپ ان کی تصحیح کر سکتے ہیں؟

a) دستور کا ایک نمونہ مرتب کیا - موتی لال نہرو
b) ناخواندہ لوگوں کو ووٹ دینے کا حق نہ دینے کے لیے لیڈرس رضا مند ہوگئے - عام حق بالغ رائے دہی
c) صوبائی قانون ساز مجلس - دستور میں چند نوآبادیاتی قوانین کو اپنایا۔
d) تقسیم ملک - بے شمار لوگ مارے گئے اور ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔
e) خواتین کی رائے دہی پر امتناع + ہندوستان میں سماجی اصلاحات پر عمل

شکل۔13.1 : ہندوستان ہر سال 26 /جنوری کو یوم جمہوریہ مناتا ہے۔ یہ NCC کیڈٹس کی ایک تصویر ہے جو یوم جمہوریہ تقاریب میں حصہ لے رہے ہیں۔

SCERT TELANGANA

میں سماجی اور معاشی مساوات کی اساس پر قائم نظام کے بارے میں غور و فکر کریں۔ یہ تمام عوامل ہمارے دستور کی تدوین پر اثر انداز ہوئے۔

ہندوستان میں انگریزوں نے بھی جمہوری طرز حکومت کے چند بنیادی اداروں کو متعارف کرایا تھا۔ البتہ عوام کے چنندہ طبقات کو ووٹ دینے کا حق دیا گیا تھا۔ 1937ء میں صوبائی مجالس قانون ساز اور وزارتوں کے لیے ملک بھر میں انتخابات کرائے گئے ۔ یہ مکمل طور پر جمہوری حکومتیں نہیں تھیں۔ لیکن ان اداروں میں حاصل کیا گیا تجربہ ہندوستانیوں کے لیے اپنے ادارے قائم کرنے اور انہیں چلانے میں کافی معاون ثابت ہوا۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ دستور ہند میں کئی ادارہ جاتی تفصیلات اور طریقہ کار کو نوآبادیاتی قوانین سے حاصل کیے گئے ہیں۔

شکل13.2: دستور ساز اسمبلی کے صدر ڈاکٹر راجندر پرساد اور مسودہ کمیٹی کے چیرمین ڈاکٹر بی آر امبیڈکر ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہوئے۔

دستور ساز اسمبلی

دستور کی تیاری منتخب نمائندوں کی ایک مجلس کے ذریعے عمل میں آئی جو دستور ساز اسمبلی کہلاتی ہے۔ دستور ساز اسمبلی کے لیے جولائی 1946 میں انتخابات منعقد ہوئے۔ اور اسکا پہلا اجلاس ڈسمبر 1946 میں ہوا۔ اگسٹ 1947ء میں ملک کی تقسیم کے ساتھ ہی دستور ساز اسمبلی بھی ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی اور پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں تقسیم ہوگئی۔ ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی میں 299 ارکان تھے۔ دستور ساز اسمبلی نے 26/نومبر 1949 کو دستور کو منظور کیا لیکن

دستور ہند کی ترتیب و تالیف پر اثر کرنے والے ماخذ اور تصورات کون سے تھے؟

آزادی کی جدوجہد جو ہندوستان کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے مل جل کر غیر ملکی حکومت کے خلاف کی تھی اور ایک بہتر دنیا میں زندگی گزارنے کی ان کی امنگ سے دستور ہند کے معماروں نے سب سے پہلا فیضان حاصل کیا۔ وہ جانتے تھے کہ ایک ایسے ہندوستان کی تعمیر کرنا ان کا مقدس فریضہ ہے جس میں تمام لوگ اپنی امنگوں کی تکمیل کرسکیں۔ وہ مہاتما گاندھی اور دوسرے قومی رہنماؤں کے خیالات و تصورات سے بھی کافی متاثر ہوئے۔

ہمارے کئی قائدین فرانسیسی انقلاب کے نظریات، برطانیہ کے پارلیمانی نظام، ریاستہائے متحدہ امریکہ کے حقوق کے بل سے متاثر ہوئے۔ اس کے علاوہ ، چین اور روس کے سوشلسٹ انقلابات نے کئی ہندوستانیوں کو متاثر کیا کہ وہ ملک

SCERT TELANGANA

ٹی۔ پرکاشم

این۔ جی۔ رنگا

درگابائی دیشمکھ

سروجنی نائیڈو

دستور کو 26 /جنوری 1950 سے نافذ کیا گیا۔ اسی دن کی یاد میں ہم ہر سال 26 /جنوری کو یوم جمہوریہ مناتے ہیں۔

دستور ساز اسمبلی کے اکثر اراکین اس وقت موجود صوبائی قانون ساز مجالس کے ارکان کے جانب سے منتخب کیے گئے تھے ۔ چند ارکان کو ہندوستان کے مختلف حصوں پر حکومت کرنے والے دیسی راجاؤں کی جانب سے نامزد کیا گیا تھا۔ اس طرح اسمبلی میں سارے ملک کے علاقوں کے اراکین موجود تھے۔ اسمبلی میں اراکین کی اکثریت انڈین نیشنل کانگریس کی تھی اور چند ارکان دوسری پارٹیوں سے تھے۔ جیسے ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر وغیرہ۔ حالانکہ ممبران کی اکثریت ایک ہی پارٹی سے تعلق رکھتی تھی اس کے باوجود مختلف امور پر ان کی رائے بہت منقسم تھی۔ ان میں پندرہ خاتون اراکین بھی تھیں۔ محترمہ درگابائی دیشمکھ ان میں سے ایک تھیں۔

- آپ کے خیال میں دستور ساز اسمبلی میں دیسی راجاؤں کو ارکان نامزد کرنے کا موقع کیوں دیا گیا ہوگا؟
- آپ کے خیال میں خاتون اراکین تعداد اتنی کم کیوں تھی؟ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان کی تعداد اور زیادہ ہوتی تو بہتر ہوتا؟

سب سے پہلے چند بنیادی اصولوں کو طے کیا گیا اور ان پر رضامندی حاصل کی گئی ۔ جیسے ہندوستان ایک مقتدر اعلیٰ جمہوریہ رہے گا، اس میں کئی خودمختار ریاستیں ہوں گی، وہ جمہوریت پر کاربند رہے گا، وہ تمام شہریوں کے لیے انصاف، مساوات اور آزادی کا تحفظ کرے گا، اقلیتوں، قبائل، کچلے ہوئے طبقات کے مفادات کا تحفظ کیا جائے گا، اور یہ کہ ہندوستان امن عالم اور بنی نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے لیے جد و جہد کرے گا۔ اسے قرارداد مقاصد (Objectives Resolution) کہا گیا۔ اور اسے ہندوستان کے پہلے وزیراعظم جواہر لال نہرو نے پیش کیا۔ یہ اصول دستور کی تیاری میں رہنمایانہ اصول بن گئے۔

تب ایک مسودہ کمیٹی قائم کی گئی جس کی صدارت ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر کو سونپی گئی۔ اس کمیٹی نے دستور کا مسودہ بحث کے لیے تیار کیا۔ دستور کے مسودہ پر مباحث کے کئی تفصیلی دور منعقد کیے گئے۔ جس میں تمام اہم موضوعات اور امور پر تفصیلی بحث کی گئی اور مختلف پہلوؤں سے ان کا جائزہ لے کر کثرت آراء سے حتمی فیصلے لیے گئے۔ زائد از دو ہزار ترمیمات دستور کے مسودے میں کیے گئے۔ تین سال کے عرصے میں تقریباً 114 دن بحث و مباحثے منعقد ہوئے۔ دستور ساز اسمبلی میں

SCERT TELANGANA

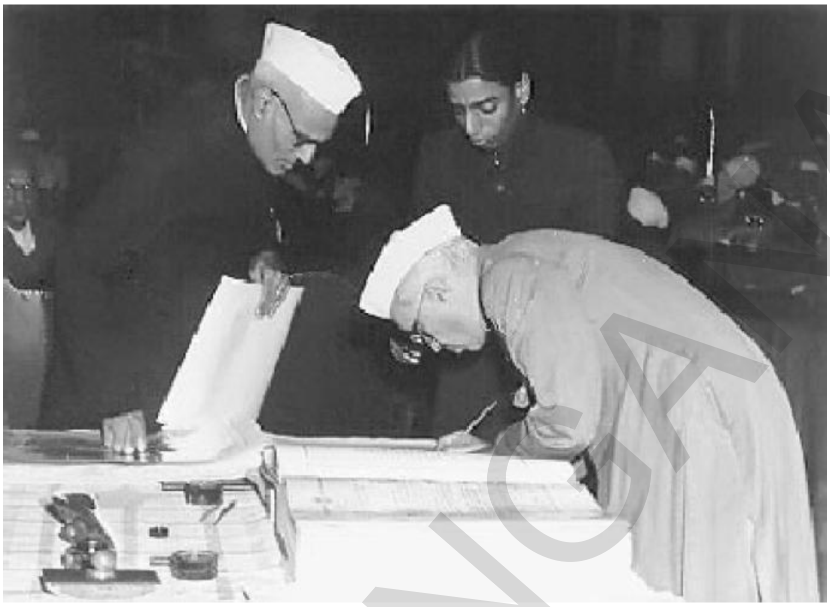

شکل 13.5: دستور ساز اسمبلی کے تمام اراکین نے دستور کے illustrated مسودہ پر اپنے دستخط کیے۔اس تصویر میں آپ جواہر لال نہرو کو دستور پر دستخط کرتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔

کہا گیا ہر لفظ ریکارڈ کیا گیا اور محفوظ کیا گیا۔ان مباحث کو **''دستور ساز اسمبلی کے مباحث''** کا نام دیا گیا۔

- قرارداد رہنمایانہ اصول اور مقاصد میں کون سا اصول آپ کو سب سے اہم معلوم ہوا؟ اس کے لیے وجوہات بیان کیجیے۔معلوم کیجیے کہ کیا دوسرے طلباء کی رائے اس سے مختلف ہے؟

آرزو اور عہد

آیئے دستور ہند کے مجموعی فلسفے کو سمجھنے کی شروعات کرتے ہیں۔دستور کے معماروں میں سے چند بڑے قائدین کے خیالات کے مطالعے سے بھی ہمیں اسکا اندازہ ہوسکتا ہے۔لیکن یہ بھی کافی اہم ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ دستور خود اپنے فلسفے کے تعلق سے کیا کہتا ہے۔اسکے لیے ہمیں دستور کے دیباچے (تمہید) کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔

آپ میں سے کسی نے یہ محسوس کیا ہوگا کہ دستور کے معماروں

میں مہاتما گاندھی کا نام موجود نہیں ہے۔وہ دستور ساز اسمبلی کے رکن نہیں تھے۔ لیکن اسکے باوجود کئی ارکان ایسے تھے جوان کے خیالات ونظریات کی اتباع کرتے تھے۔کئی برس قبل 1931ء میں اپنے رسالے Young India میں گاندھی جی نے خیال ظاہر کیا کہ ہندوستان کے دستور کو کیا کرنا چاہیے:

''میں ایک ایسے دستور کے لیے جدوجہد کرنا چاہوں گا جو ہندوستان کو ہرقسم کی غلامی اور بندشوں سے آزاد کرائے۔میں ایک ایسے ہندوستان کے لیے کام کرنا چاہوں گا جس میں غریب ترین شہری بھی یہ محسوس کرے کہ یہ ان کا ملک ہےجسکی تعمیر میں ان کی بھی موثر رائے ہے،ایک ایسا ہندوستان جس میں عوام کا کوئی اعلیٰ طبقہ اور کوئی ادنیٰ طبقہ نہیں ہوگا،ایک ایسا ہندوستان جس میں تمام فرقے مکمل ہم آہنگی کے ساتھ زندگی بسر کرسکیں گے،ایسا ہندوستان جس میں چھوت چھات،شراب اور منشیات کی لعنتوں کے لیےکوئی جگہ نہیں ہوگی۔جہاں عورتیں مردوں کے برابر حقوق سے بہرہ ور ہوں گی۔اس سے کم کسی اور بات پر میں مطمئن نہیں ہوسکتا۔''

- مہاتما گاندھی

ڈاکٹر بی آر امبیڈکر نے ایک ایسے ہندوستان کی آرزو کی جس میں عدم مساوات نہ ہو۔انہوں نے دستور کے بنانے میں کلیدی کردار انجام دیا۔عدم مساوات کے خاتمے کے لیے انہوں نے اپنے خیالات منفرد انداز میں پیش کیے۔دستور ساز اسمبلی کی اپنی اختتامی تقریر میں ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنے تفکرات کا اظہار بڑے واضح انداز میں کیا ہے:

''26 جنوری 1950 کو ہم متضاد کیفیت والی زندگی میں داخل ہورہے ہیں۔سیاسی میدان میں ہم مساوات کے حامل ہیں اور سماجی ومعاشی زندگی میں عدم مساوات نمایاں ہے۔سیاست میں

SCERT TELANGANA

> ہم نے تسلیم کرلیا ہے کہ ایک فرد کے لیے ایک ووٹ ہوگا اور ہر ووٹ مساوی قدروا ہمیت کا حامل ہوگا۔ سماجی اور معاشی زندگی میں ہمارے سماجی ومعاشی ڈھانچے کی اساس پر ہم ہرفرد کی مساوی قدر واہمیت کے اصول کا انکار کرتے ہیں۔ کب تک ہم ایسی تضاد والی زندگیاں گذارتے رہیں گے؟ کب تک ہم سماجی اور معاشی زندگی میں مساوات کے اصول کو مسترد کرتے رہیں گے؟ اگر ہم اسے لمبے عرصے تک مسترد کرتے رہیں تو آخرکار ہماری سیاسی جمہوریت کو خطرہ لاحق ہوجائے گا۔:''
>
> **- ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر**

آخری میں ہم جواہرلال نہرو کی اس تاریخی تقریر کی طرف لوٹتے ہیں جو انہوں نے 15/ اگسٹ 1947ء کی نصف شب کو کی تھی:

> ''مستقبل کوئی آرام وآسائش کا مرحلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک جہد مسلسل کا تقاضا کرتا ہے تاکہ ہم کئی بار کئے گئے عہد وں (Pledges) کی تکمیل کرسکیں اور اس عہد کی بھی جو آج ہم کرنے جارہے ہیں۔ ہندوستان کی خدمت کا مطلب لاکھوں متاثر افراد کی خدمت ہے۔ اس کا مطلب غربت، عدم توجہی، بیماریوں اور مواقع کی عدم مساوات کا خاتمہ کرنا ہے۔ ہماری نسل کے عظیم ترین شخص کی یہ آرزو اور امنگ یہ ہے کہ ہر آنکھ سے آنسو پوچھ دیئے جائیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ کام ہمارے بس میں نہ ہو لیکن جب تک آنسو اور متاثرین ہیں، اس وقت تک ہمارا کام مکمل نہیں ہوگا۔''
>
> **جواہرلال نہرو۔**

مذکورہ بالا تینوں اقتباسات کا غور سے مطالعہ کیجیے۔

- کیا آپ ان تینوں میں کوئی مشترک خیال کی شناخت کر سکتے ہیں؟
- تینوں کے اس مشترک خیال کے اظہار میں کون سے فرق آپ نے محسوس کیے ہیں؟

دستور کا دیباچہ

جدوجہد آزادی کی رہنمائی کرنے اور اس میں روح پھونکنے والے اقدار نے ہندوستانی جمہوریت کے لیے بنیاد فراہم کی۔ ان اقدار کو دستور کے دیباچہ میں جگہ دی گئی ہے۔ جو دستور کے مقاصد اور بنیادی اصولوں کا مختصر بیان ہے۔ ان کے ذریعے دستور میں موجود تمام امور کی رہبری ہوتی ہے۔

دستور کے دیباچے کو غور سے پڑھیے اور اس میں ذکر کیے گئے ہر ایک کلیدی لفظ کے مطلب کو سمجھئے۔ دی گئی ہر اصطلاح کے تناظر میں چند مثالوں کو سوچیے۔

اگر آپ دیباچے کو غور سے پڑھیں گے تو اس میں ایک بنیادی جملہ نظر آئے گا۔

''ہم ہندوستان کے عوام نے خود کو جمہوریہ میں تشکیل دینے کا فیصلہ کرتے ہوئے شہریوں کے لیے انصاف، آزادی، مساوات، اخوت کے تحفظ کا عزم کرتے ہوئے اس دستور کو خود اپنے کو دیتے ہیں۔''

- ہندوستان کے عوام نے دومقاصد کے حصول کا فیصلہ کیا۔ وہ کیا ہیں؟
- ان مقاصد کے حصول کی خاطر انہوں نے کیا کیا؟

ہم ہندوستان کے عوام: دستور کو عوام نے اپنے نمائندوں کے ذریعے مرتب کیا اور وضع کیا، اسے کسی بادشاہ یا کسی بیرونی طاقت نے ان کو نہیں دیا۔ یہ ہماری جمہوریہ کے جمہوری مزاج کے دعویٰ کی توثیق ہے۔

جمہوریہ: مملکت کا سربراہ منتخب فرد ہوگا، بادشاہت کی مانند وراثتی موقف کا حامل نہیں ہوگا۔

مقتدر اعلیٰ: ہندوستان کو اپنے اندرونی اور بیرونی معاملات میں فیصلہ کا کرنے کا مکمل اختیار ہوگا اور وہ خود اپنے لیے قانون سازی کرے گا۔ کوئی بیرونی طاقت اسکے لیے قانون نہیں بناسکتی۔

سوشلسٹ: دولت کی پیداوار سماجی طور پر سب لوگوں کے کام کے ذریعے ہوتی ہے لہٰذا اسکی تقسیم بھی سب میں برابر اور

SCERT TELANGANA

ہم ہندوستان کے عوام
نے نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ خود کو
ایک مقتدر اعلیٰ، سوشلسٹ،
غیر مذہبی، عوامی جمہوریہ
میں تشکیل دینے کا فیصلہ کرتے ہوئے
شہریوں کے لیے انصاف: سماجی، معاشی
اور سیاسی آزادی، غور و فکر، اظہار خیال،
عقیدہ اور عبادت کی مساوات: مرتبہ اور
مواقع کی اور تمام میں اخوت (بھائی چارہ)
کو فروغ دینے کا عزم کرتے ہوئے،
فرد کی عزت و وقار اور ملک کی سالمیت
اتحاد کا تیقن دیتے ہیں۔
اپنی دستور ساز اسمبلی میں
آج 26/نومبر 1949ء کے دن
اس کو وضع کرتے ہوئے، اپناتے ہوئے
اس دستور کو خود اپنے کو دیتے ہیں۔

دستور کی 42 ویں ترمیم 1976ء سیکشن-2 کے ذریعہ 'مقتدر اعلیٰ عوامی جمہوریہ' میں اضافی ترمیم (وقت عمل در آمد 03-01-1977)

دستور کی 42 ویں ترمیم 1976ء سیکشن-2 کے ذریعہ 'ملک کے اتحاد' میں اضافی ترمیم (وقت عمل در آمد 03-01-1977)

مساوی ہونا چاہیے۔ ملک ہر قسم کی عدم مساوات کے تدارک اور خاتمے کے جدوجہد کرے گا۔

سیکولر: حکومت کسی مذہب کی بنیاد پر نہیں چلائی جائے گی۔ شہریوں کو کسی بھی مذہب پر عمل کرنے اور نہ کرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔ حکومت کسی مذہب کی طرفداری نہیں کرے گی۔

عوامی: ایسی طرز حکومت جس میں تمام لوگوں کو مساوی سیاسی حقوق حاصل ہوں، قانون سازی کرنے اور حکومت چلانے کے لیے وہ اپنے نمائندوں کو انتخاب کرسکیں اور ان نمائندوں کو جوابدہ بناسکیں۔

انصاف: تمام شہریوں کو ان کا حق ملے۔ اور حقوق کی ادائی کے سلسلے میں کسی قسم کا امتیاز انکی پیدائش کی بنیاد پر (یعنی ذات، قبیلہ، فرقہ یا جنس) یا عقیدے کی بنیاد پر (مذہب یا سیاسی خیالات) نہیں روا رکھا جائے گا۔ حکومت البتہ چند خصوصی اقدامات ان لوگوں کے تحفظ کے لیے کرسکتی ہے جنکو تاریخی اعتبار سے ذات، جنس یا فرقہ کی بنیاد پر ناانصافیاں سہنا پڑا۔

مساوات: ہمارا دستور تمام پہلوؤں سے مساوات کا وعدہ نہیں کرتا (جیسے آمدنی یا جائیداد کی مساوات) لیکن وہ اس بات کا تیقن دیتا ہے کہ تمام لوگوں یکساں مرتبہ حاصل ہوگا۔ یعنی تمام کے لیے یکساں قوانین ہوں گے۔ مساوات کے ضمن میں دوسرا وعدہ مواقع عطا کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تمام عوام عہدوں کے حصول کے مواقع بلا کسی امتیاز مذہب یا ذات کے سب کو دیئے جائیں

SCERT TELANGANA

گے۔ اگر کسی عہدے کے لیے کوئی مخصوص قابلیت درکار ہو تو اس قابلیت کے رکھنے والے تمام افراد کو بلا کسی امتیاز مواقع دستیاب رہیں گے۔

آزادی: شہریوں کے خیالات، مذہب پر عمل کرنے یا نہ کرنے، اظہار خیال کرنے، اوران پر عمل کرنے کے لیے فرد اور انجمنوں یا پارٹیوں پر بے جا پابندیاں عائد نہیں کی جائیں گی۔

اخوت (بھائی چارہ) : عوام میں یکجہتی اور اتحاد کا احساس پیدا کرنے کے لیے۔ کسی فرد کو اس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ اپنی ساتھی شہری کو کمتر سمجھے یا اسے اجنبی یا پردیسی خیال کرے۔

دیباچے کے ساتھ ساتھ ہمارے دستور میں ایک باب ہے جو ''مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصولوں'' کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں حکومت ہند کے آگے چند خصوصی مقاصد رکھے گئے ہیں۔ مثلاً تعلیم کو عام کرنا، ماحول کا تحفظ کرنا، آمدنی کی عدم مساوات کو کم کرنا وغیرہ۔ یہ اصول حکومت کی رہنمائی کے لیے ہیں۔ لیکن اگر ہم یہ محسوس کریں کہ کوئی حکومت ان پر عمل درآمد نہیں کررہی ہے تو اس پر عدالت میں مقدمہ دائر نہیں کیا جاسکتا۔

اس بات کا تیقن حاصل کرنے کے لیے ان نظریات کے فوائد تمام لوگوں کو حاصل ہوں، دستور میں ایک باب بنیادی حقوق کا رکھا گیا جن تمام شہریوں کو ضمانت دی گئی ہے۔ ان کے بارے میں آپ جماعت نہم میں پڑھیں گے۔ رہنمایانہ اصولوں کے برخلاف، شہری عدالتوں کی مدد لے سکتے ہیں اگر انہیں یہ احساس ہو کہ ان کے بنیادی حقوق ادا نہیں کیے جارہے ہیں یا انکی خلاف ورزی کی جارہی ہے۔

حکومت کا نظام

مندرجہ بالات نظریات اور اقدار کے مطابق ملک پر حکومت کرنے کے لیے اداراجاتی بندوبست کا ذکر بھی دستور میں کیا گیا ہے۔

سب سے پہلے تو دستور نے ملک میں پارلیمانی طرز حکومت کی سفارش کی ہے۔ پارلیمنٹ عوام کے نمائندوں کی مجلس ہوتی ہے جو قانون سازی کرتی ہے۔ پارلیمنٹ کے ارکان میں سے چند ارکان حکومت کی تشکیل کرتے ہیں اور پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین کو نافذ کرتے ہیں اور پارلیمنٹ کے آگے جوابدہ ہوتے ہیں۔ ملک کی حقیقی حکمرانی کابینہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جسکا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے۔ اورحکومت کا روایتی سربراہ صدر جمہوریہ ہوتا ہے۔ (آپ اس کے تعلق سے تفصیل اگلے باب میں پڑھیں گے)

- ایک منتخب پارلیمنٹ کو قانون سازی کیوں کرنی چاہیے؟ قابلیت یافتہ وکیل اور ججوں کے ذریعے کیوں قانون سازی نہیں کروائی جاتی؟
- آپ کے خیال میں وزیراعظم اوراسکی کابینہ کواپنے تمام فیصلوں کی منظوری پارلیمنٹ سے کیوں حاصل کرنی ضروری ہے اورانہیں ارکان پارلیمنٹ کے پوچھے گئے سوالات کا جواب دینا کیوں لازمی ہوتا ہے؟ کیا یہ بہتر ہوگا کہ ان کو صرف صدر جمہوریہ کے آگے جوابدہ بنایا جائے؟

دوسری بات یہ کہ ہمارے ملک میں وفاقی نظام قائم ہے۔ سارا ملک کئی چھوٹی بڑی ریاستوں پر مشتمل ایک یونین سمجھا جاتا ہے۔ حکومت کے سارے فرائض و اختیارات کو مرکزی حکومت جو پارلیمنٹ کے آگے جوابدہ ہوتی ہے اور ریاستی حکومتوں میں جو اپنی ریاست کی اسمبلیوں کے آگے جوابدہ ہوتے ہیں، تقسیم کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر مرکزی حکومت فوج، ریلوے وغیرہ امور سے متعلق قانون سازی کرتی ہے اور ریاستی حکومتیں پولیس، سڑکوں کا نظام حمل ونقل، مدارس وغیرہ کے تعلق سے قانون سازی کرتی ہیں۔ مرکزی پارلیمنٹ دوایوانوں پر مشتمل ہوتی ہے جولوک سبھا اور راجیہ سبھا کہلاتے ہیں۔ لوک سبھا کے ارکان کو ہندوستان کے تمام

SCERT TELANGANA

عوام منتخب کرتے ہیں جبکہ راجیہ سبھا کے ارکان ریاستی اسمبلیوں کی جانب سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ اس طرح ریاستوں کو مرکزی سطح پر قانون سازی میں اپنا رول ادا کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

- بعض ممالک میں ایک مختلف قسم کا نظام پایا جاتا ہے جس میں ایک ہی مرکزی حکومت اکیلی ہی سارے ملک اور ریاستوں پر حکومت کرتی ہے۔ آپ کے خیال میں کیا یہ نظام ہندوستان کے لیے موزوں ہوگا؟ کمرہ جماعت میں بحث کیجیے۔

تیسری بات یہ کہ ہمارے ملک میں سہ درجاتی جمہوریت قائم ہے۔ ملک کی سطح پر پارلیمنٹ قائم ہے، ریاستی سطح پر اسمبلیاں موجود ہیں اور ضلع کی سطح پر مقامی حکومتیں پائی جاتی ہیں جو پنچایت راج نظام کہلاتا ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے رکھا گیا ہے کہ شہریوں کو ملک کے عوامی معاملات کے چلانے میں زیادہ سے زیادہ مواقع میسر ہوں۔

چوتھی بات یہ کہ دستور نے چند آزاد اداروں کے قیام کی گنجائش فراہم کی ہے جو دستور کی حفاظت کرتے ہیں۔ جن میں عدلیہ (عدالتیں)، کمپٹر ولر جنرل اینڈ آڈیٹر جنرل جو حکومتوں کے حسابات کی جانچ اور نگرانی کرتا ہے اور الیکشن کمیشن جو ملک میں آزادانہ اور شفاف انتخابات منعقد کراتا ہے شامل ہیں۔ ان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ حکومت کے دباؤ اور اثر سے آزاد رہ کر اپنے فرائض انجام دیں گے اور راست طور پر صدر جمہوریہ کو رپورٹ پیش کریں گے۔

- بحث کیجیے کہ عدالتوں اور ججوں کو مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے اثر سے آزاد کیوں رہنا چاہیے؟
- الیکشن کمیشن کو کیوں خود مختار ہونا چاہیے؟

آخری بات یہ کہ دستور ایک زندہ اور لچکدار دستاویز ہے۔ دستور ہند کے معماروں نے یہ محسوس کیا کہ دستور کو عوام کی امنگوں اور سماج میں تبدیلیوں کے مطابق ڈھلنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔ انہوں نے اسے کوئی متبرک، جامد یا ناقابل ترمیم قانون بنانا نہیں چاہا۔ اس لیے انہوں نے دستور میں اس بات کی گنجائش رکھی کہ اس میں زمانے کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی لائی جا سکے۔ ان تبدیلیوں کو دستوری ترمیمات کہا جاتا ہے۔ دستور میں خود اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ یہ ترمیمات کیسے عمل میں لائی جائیں۔ 2011ء تک ہمارے دستور میں 97 بار ترمیم کی جا چکی ہے۔

شکل 13.5: اس تصویر میں (دائیں سے بائیں) جے رام داس دولت رام۔ وزیر زراعت و تغذیہ، راجکماری امرت کور۔ وزیر صحت، ڈاکٹر جان ماتھائی۔ وزیر مال، سردار ولبھ بھائی پٹیل۔ نائب وزیر اعظم اور ان کے عقب میں جگجیون رام۔ وزیر محنت دیکھے جا سکتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

کلیدی الفاظ

1. بادشاہت	2. نمائندہ	3.امتیاز	4. خودمختار
5. دستور	6.مقتدراعلیٰ	7. وفاقی نظام	8. صوبائی
9. مسودہ	10. جمہوریہ	11. سیکولر	12.اخوت 13. ترمیم

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

1. 'دمن پور' پرایک بادشاہ کی حکومت ہے جو پجاریوں اوروزیروں کے بنائے ہوئے قوانین کے مجموعے کے مطابق چلائی جاتی ہے۔بادشاہ نے اپنی سلطنت کو 16 صوبوں میں تقسیم کررکھا ہےاوراپنے عہدیداروں کو وہاں کا گورنر بنا کرحکومت چلاتا ہے۔کیا ہم اس کو ایک جمہوری ملک کہہ سکتے ہیں؟ کیا یہ ایک دستوری حکومت ہے؟ اپنے جواب کے لیے دلائل پیش کیجیے۔(AS1)

2. ذیل میں سے کون سا بیان درست ہے؟(AS1)

a) دستورعوام اورحکومت کے درمیان تعلقات کو متعین کرتا ہے۔ b) جمہوری ملک عموماً ایک دستور کا حامل ہوتا ہے۔

c) ہندوستان جیسے تنوع والے ملک کے لیے دستور سازی کرنا ایک آسان کام نہیں ہے۔ d) تمام درست ہیں۔

3. جواہرلال نہرو کی تقریر کے اقتباس کو غور سے پڑھیے اور ذیل کے جوابات دیجئے۔(AS2)

a) جواہرلال نہرو دستور کے بنانے والوں سے کیا عہد کروانا چاہتے ہیں؟

b) ''ہماری نسل کے عظیم ترین شخص کی یہ آرزو اورامنگ یہ ہے کہ ہر آنکھ سے آنسو پوچھ دیئے جائیں۔'' اس جملے میں وہ کس کی آرزو کے بارے میں بات کررہے ہیں؟

4. ہندوستانی دستور کی تمہید میں کن اقدار کو شامل کیا گیا ہے؟(AS1)

5. ''قانون سب کے لئے برابر''۔مثالوں کے ذریعے وضاحت کیجیے؟(AS1)

6. ذیل میں درست جملے کی شناخت کیجیے۔(AS1)

a) دستور قانون ساز مجالس کے اختیارات کی وضاحت کرتا ہے۔

b) دستور کسی بھی حال میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

c) دستور کے دیباچے میں مذکورہ اقدار ہمارے اداروں کی تشکیل میں نظر آتے ہیں۔

d) سارے ملک کے لیے قانون سازی مرکزی طور پر کی جاتی ہے۔

7. کن موقعوں پر مساوی انصاف دیکھا جاسکتا ہے مثالوں کے ذریعے سمجھائیے؟(AS6)

SCERT TELANGANA

منصوبہ کام:

ریاستہائے متحدہ امریکہ، ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے دساتیر کے دیباچوں کا مطالعہ کیجیے

a) تینوں دستوروں میں موجود مشترکہ اقدار کی فہرست بنائیے۔

b) ان کے درمیان کوئی ایک اہم فرق کی نشاندہی کیجیے۔

c) ان تینوں میں سے کونسا دستور ماضی کا حوالہ دیتا ہے؟

d) ان میں سے کون سے دستور میں خدا سے دعا نہیں کرتا؟

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دستور کا دیباچہ

ہم ریاستہائے متحدہ امریکہ کے عوام ہمارے لیے اور ہماری مستقبل کی نسلوں کے لیے ایک کامل یونین تشکیل دینے کے لیے انصاف کو قائم کرتے ہوئے، ملک میں امن وامان کو یقینی بناتے ہوئے، عمومی دفاع کو فراہم کرتے ہوئے، عام فلاح و بہبود کو ترقی دیتے ہوئے، آزادی کے ثمرات کی حفاظت کرتے ہوئے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے اس دستور کو قائم کرتے ہیں۔

جنوبی افریقہ کے دستور کا دیباچہ

ہم جنوبی افریقہ کے عوام، ماضی کی ناانصافیوں کا اعتراف کرتے ہیں، ان لوگوں کی قدر ومنزلت کرتے ہیں جنھوں نے ہمارے ملک میں انصاف اور آزادی کے حصول کے لیے قربانیاں دیں، ان کا احترام کرتے ہیں جنھوں نے ہمارے ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے کام کیا، اور یقین کرتے ہیں کہ جنوبی افریقہ ان تمام لوگوں کا ہے جو اس میں رہتے ہیں، ہمارے ملک کے تنوع میں متحد ہیں۔ لہٰذا ہم، ہمارے آزادانہ منتخب نمائندوں کے ذریعے اس دستور کو ہمارے جمہوریہ کے اعلیٰ ترین قانون کے طور پر قبول کرتے ہیں، تا کہ ماضی کے اختلافات کو فراموش کرتے ہوئے ایک ایسے سماج کی تشکیل کر سکیں جو جمہوری اقدار، سماجی انصاف اور بنیادی انسانی حقوق پر قائم ہو۔ ایک ایسے جمہوری اور شفاف سماج کے قیام کی بنیاد رکھتے ہیں جس میں حکومت عوام کی امنگوں کے مطابق ہو اور ہر ایک شہری کو مساوی قانونی تحفظ حاصل ہو، تمام شہریوں کے معیار زندگی کو پروان چڑھائیں اور ہر فرد کی قابلیت سے استفادہ کے آزادانہ مواقع فراہم کریں، اور ایک متحد، جمہوری جنوبی افریقہ کی تعمیر کریں تا کہ اس کو ایک مقتدر اعلیٰ مملکت کی حیثیت سے قوموں کے درمیان مناسب مقام حاصل ہو۔

خدا ہمارے عوام کی حفاظت کرے۔ خدا جنوبی افریقہ پر رحمت نازل کرے۔

SCERT TELANGANA

باب 14

پارلیمنٹ اور مرکزی حکومت

دستور ہند ملک کے لیے پارلیمانی طرز حکومت کی سفارش کرتا ہے جس میں قانون سازی کا اعلیٰ ترین ادارہ پارلیمنٹ ہوتا ہے۔سالِ گذشتہ ہم نے ریاستی سطح پر قانون سازی کے اداروں کے بارے میں سیکھا ہے۔ہم نے دیکھا کہ کس طرح ہر ریاست میں قانون ساز اسمبلی کے ارکان (MLAs) اپنی ریاست کے لیے قانون بناتے ہیں۔ ہر ریاست صرف چند امور پر اپنے لیے قانون سازی کرتی ہے۔اور ریاستی سطح کی عاملہ ہوتی ہے جو قانون ساز اداروں کے بنائے ہوئے قوانین اور پالیسیوں کو نافذ کرتی ہے۔اس سال ہم قومی سطح یعنی مرکزی سطح پر پارلیمنٹ اور اسکے کام کرنے کے طریقہ کے بارے میں پڑھیں گے۔

پارلیمنٹ کا رول

ٹی۔وی۔ کے مختلف چینلوں میں آپ نے لوک سبھا ٹی۔وی نامی چینل دیکھا ہوگا۔ یہ چینل نئی دہلی میں پارلیمنٹ کے ایوان میں ہونے والے مباحث کو روزانہ نشر کرتا ہے۔ پارلیمنٹ کے کام کاج کے طریقے کے بارے میں جاننے کے لیے کچھ دیر اس چینل کا مشاہدہ کیجیے۔

ہماری پارلیمنٹ کئی فرائض انجام دیتی ہے۔جن میں سب سے اہم فرض سارے ملک کے لیے قانون سازی کرنا ہے۔اس کے علاوہ وہ ملک کے لیے پالیسیاں بھی طے کرتی ہے۔ مثلاً جنگلات، قدرتی وسائل ، معدنیات کا استعمال کرنے، دوسرے ممالک سے تعلقات قائم کرنے، تعلیم کے بارے میں، صنعتوں کے بارے میں اور زراعت کے بارے میں پالیسیاں وغیرہ۔حکومتوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان پالیسیوں کے مطابق اپنے پروگراموں کو نافذ کریں گے۔ مثال کے طور پر 1986ء میں پارلیمنٹ نے قومی تعلیمی پالیسی کو منظور کیا۔ یہ پالیسی آج تک بھی تعلیم کے میدان میں پروگراموں کو نافذ کرنے میں رہنمائی کر رہی ہے۔سال 2009ء میں پارلیمنٹ نے ''بچوں کے لازمی اور مفت تعلیم کے حق کا قانون'' منظور کیا تا کہ تمام بچوں کو معیاری تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

- پارلیمنٹ میں بنائے گئے چند اہم قوانین اور پالیسیوں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور کمرہ جماعت میں اس کا مظاہرہ کیجیے۔

شکل 14.1 : ہندوستانی پارلیمنٹ، نئی دہلی

SCERT TELANGANA

حکومت جو سارے ملک پر حکمرانی کرتی ہے ملک کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے پارلیمنٹ میں بنائے ہوئے قوانین کو نافذ کرتی ہے۔ حکومت کو اپنے کاموں کے لیے پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کرنی ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ میں مباحث کے دوران کوئی بھی رکن پارلیمنٹ کسی بھی مسئلہ پر حکومت سے وضاحت طلب کرسکتا ہے اور حکومت کی جانب سے متعلقہ رکن (وزیر) کو وضاحت دینی پڑتی ہے۔ اس طرح حکومت پارلیمنٹ کے روبرو جوابدہ ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ حکومت کے آمدنی اور اخراجات کی منظوری بھی دیتی ہے۔ ہر سال حکومت سالانہ بجٹ کو پارلیمنٹ میں منظوری کے لیے پیش کرتی ہے۔

- آپ کے خیال میں پارلیمانی طرز حکومت کے کیا کیا فائدے ہونگے جس میں حکومت کے اراکین پارلیمنٹ کے آگے جوابدہ ہوتے ہیں؟
- کیا پارلیمنٹ کو حکومت کے کاموں پر کنٹرول کے بجائے صرف قانون سازی کرنا بہتر ہوگا؟ کمرۂ جماعت میں بحث کیجیے۔
- ایسی دیگر طرز حکومتوں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے جہاں حکومت پارلیمنٹ یا مقننہ کے آگے جوابدہ نہیں ہوتی؟

پارلیمنٹ کے ایوان

پارلیمنٹ کے دو ایوان ہوتے ہیں۔ لوک سبھا اور راجیہ سبھا۔ لوک سبھا کے ارکان کو عوام کے ذریعے راست طور پر منتخب کیا جاتا ہے (راست انتخاب) جبکہ راجیہ سبھا اراکین ریاستوں کے قانون ساز اداروں کے ارکان کی جانب سے منتخب کیے جاتے ہیں (بالواسطہ انتخاب)۔ راجیہ سبھا میں زیادہ سے زیادہ 250 ارکان ہوسکتے ہیں۔ ریاستوں کی قانون ساز اسمبلیوں اور مرکزی علاقوں کی جانب سے راجیہ سبھا کے ارکان منتخب کیے جاتے ہیں۔ اس طریقے کے ذریعے ریاستی حکومتوں اور مرکزی سطح پر قانون سازی کے عمل میں ارتباط پیدا کیا گیا ہے۔ راجیہ سبھا کے ارکان چھ سال کی معیاد کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں۔ ہر دو سال میں ارکان کی تقریباً ایک تہائی تعداد اپنے عہدے سے سبکدوش ہوجاتی ہے اور ان کی جگہ نئے ارکان کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔

ایوانوں کے اختیارات

دستور کے مطابق کئی معاملات میں لوک سبھا کو زیادہ طاقتور موقف حاصل ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ کیسے ہوتا ہے؟

1. کسی بھی عام قانون کو دونوں ایوانوں کی منظوری حاصل کرنی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی معاملہ میں دونوں ایوانوں میں اختلاف ہو تو اس پر فیصلہ دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں کیا جاتا ہے۔ اس مشترکہ اجلاس میں دونوں ایوانوں کے ارکان شرکت کرتے ہیں اور لوک سبھا کے ارکان کی تعداد زیادہ ہونے کی بناء پر اس کے نکتہ نظر کے مطابق ہی فیصلہ ہوتا ہے۔
2. مالی معاملات میں لوک سبھا کو زیادہ اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ اگر لوک سبھا نے حکومت کے پیش کردہ بجٹ کو ایک مرتبہ منظور کردیا یا کسی مالی قانون کو منظوری دے دی تو راجیہ سبھا کو اسے منسوخ کرنے یا نامنظور کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔
3. سب سے اہم اختیار لوک سبھا کو یہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ مجلس وزراء پر کنٹرول کرتی ہے۔ صرف اسی شخص کو وزیر اعظم بنایا جاتا ہے جسے لوک سبھا میں اکثریت کی تائید حاصل ہو۔ اگر لوک سبھا کے ارکان اکثریت یہ کہے کہ انہیں مجلس وزراء پر اعتماد نہیں ہے تو تمام وزیروں کو بشمول وزیر اعظم کے اپنے عہدے سے دستبردار ہونا پڑتا ہے۔ راجیہ سبھا کو اس قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

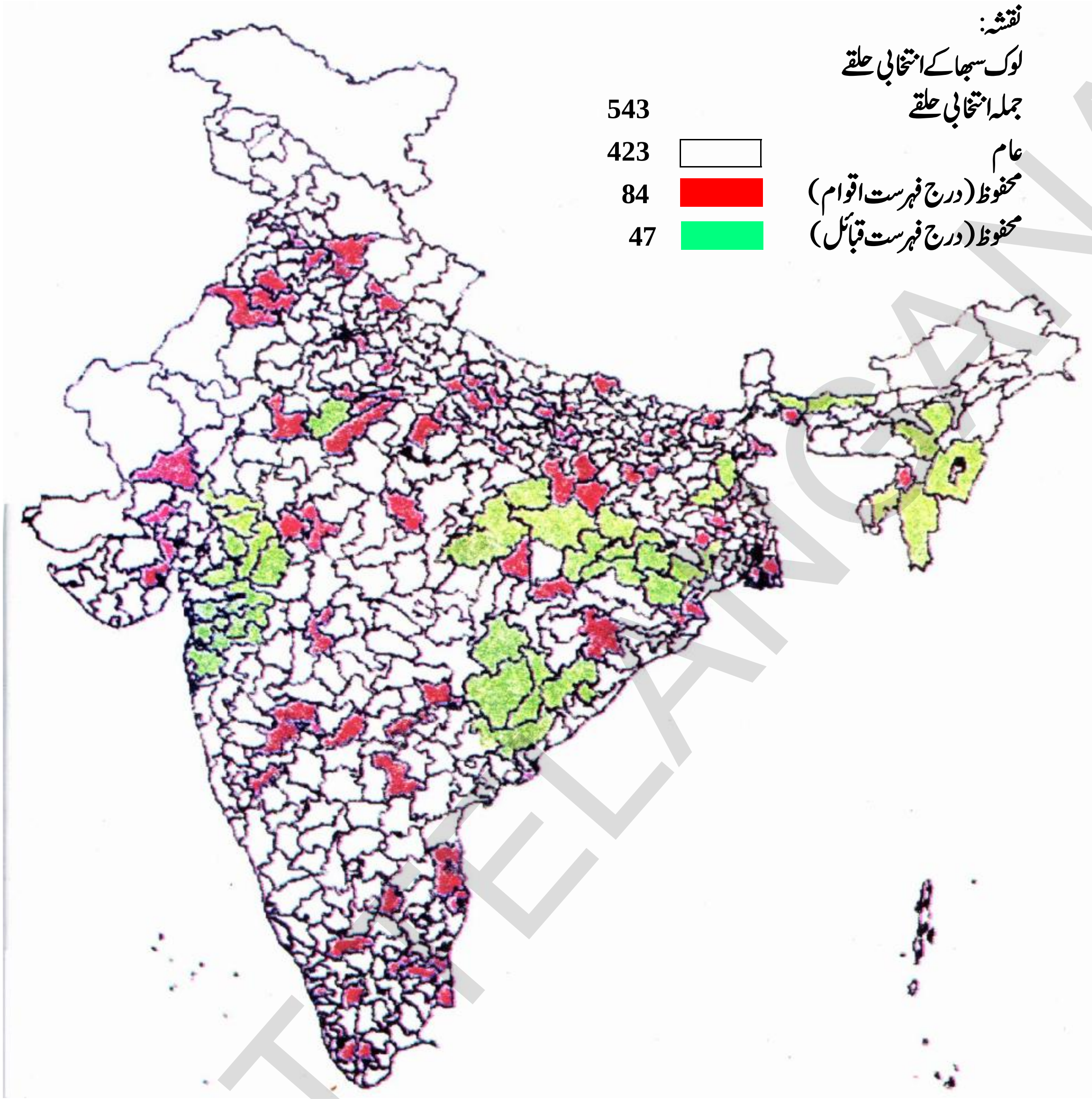

ریاست	تعداد	ریاست	تعداد	ریاست	تعداد
آندھراپردیش	25	جھارکھنڈ	14	اڑیسہ	21
اروناچل پردیش	2	کرناٹک	28	پنجاب	13
آسام	14	کیرلا	20	راجھستان	25
بہار	40	مدھیہ پردیش	29	سکم	1
چھتیس گڑھ	11	مہاراشٹرا	48	تامل ناڈو	39
گوا	2	منی پور	2	تلنگانہ	17
گجرات	26	میگھالیہ	2	تری پورہ	2
ہریانہ	10	میزورم	1	اترکھنڈ	5
ہماچل پردیش	4	ناگالینڈ	1	اترپردیش	80
جموں وکشمیر	6			مغربی بنگال	42

مرکزی زیرانتظام علاقے	
انڈمان ونکوبار جزائر	1
چنڈی گڑھ	1
دادرااورنگرحویلی	1
دمن اوردیو	1
لکشدویپ	1
پانڈیچری	1
دہلی (قومی دارالحکومت)	7
صدر جمہوریہ کی جانب سے نامزد دو اینگلوانڈین ارکان	2

جدول میں: ریاست واری اساس پرلوک سبھا کے حلقے

SCERT TELANGANA

- کیا آپ راجیہ سبھا اور لوک سبھا کے درمیان بنیادی فرق بتلا سکتے ہیں؟
- اظہر کا خیال ہے کہ راجیہ سبھا کو زیادہ اختیارات دینا بہتر ہوگا کیونکہ اس میں مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے قابل اور دانشور لوگ ہوتے ہیں۔ جبکہ ممتاز کا خیال ہے کہ راجیہ سبھا کو زیادہ اختیارات دینا مناسب نہیں ہوگا کیونکہ اس کے اراکین عوام کے ذریعے راست طور پر منتخب نہیں ہوتے۔ ان دونوں کے خیالات کے بارے میں آپ کیا سوچتے ہیں؟

لوک سبھا کے لیے انتخابات

عوام کی جانب سے راست طور پر منتخب ہونے کی وجہ سے لوک سبھا کو خصوصی موقف حاصل ہوتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ کیسے ہوتا ہے؟

لوک سبھا کے لیے عموماً پانچ سال میں ایک مرتبہ انتخابات منعقد کیے جاتے ہیں۔ تمام شہری جو اٹھارہ سال یا اس سے زائد عمر کے ہوں ان انتخابات میں ووٹ کا استعمال کر سکتے ہیں۔ ووٹ دینے کے لیے ضروری ہے کہ ان کا نام اس انتخابی حلقے میں درج کیا گیا ہو جہاں وہ رہتے ہیں۔ کوئی بھی فرد جو 25 سال سے زائد عمر کا ہو لوک سبھا کا رکن بننے کے لیے انتخاب میں حصہ لے سکتا ہے۔ لوک سبھا میں فی الحال 545 نشستیں ہیں۔ تمام ریاستوں اور مرکزی زیر انتظام علاقوں کو انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جہاں سے لوک سبھا کے ارکان منتخب کیے جاتے ہیں۔ کم آبادی والی ریاستوں کی بہ نسبت جن ریاستوں میں آبادی زیادہ ہو وہاں زیادہ حلقے ہوتے ہیں۔ اس لیے اتر پردیش میں 80 انتخابی حلقے ہیں جبکہ میگھالیہ میں صرف دو حلقے ہیں۔ آندھرا پردیش میں 42 انتخابی حلقے ہیں اور مرکزی علاقہ چنڈی گڑھ میں صرف ایک ہی انتخابی حلقہ ہے۔

پچھلے صفحے پر دیئے گئے نقشے اور جدول کا مشاہدہ کیجیے اور درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

- آپ کی ریاست میں اور دو پڑوسی ریاستوں میں لوک سبھا کے حلقوں کی تعداد کیا ہے؟
- کن ریاستوں میں 30 سے زائد حلقے پائے جاتے ہیں؟
- کئی ریاستوں میں انتخابی حلقے کثیر تعداد میں ہونے کا سبب کیا ہے؟
- چند انتخابی حلقے رقبے کے اعتبار سے چھوٹے اور چند حلقے بڑے کیوں ہیں؟
- درج فہرست اقوام اور قبائل کے لیے محفوظ انتخابی حلقوں کی تقسیم ملک بھر میں یکساں ہے یا چند خطوں میں انکی تعداد زیادہ ہے؟

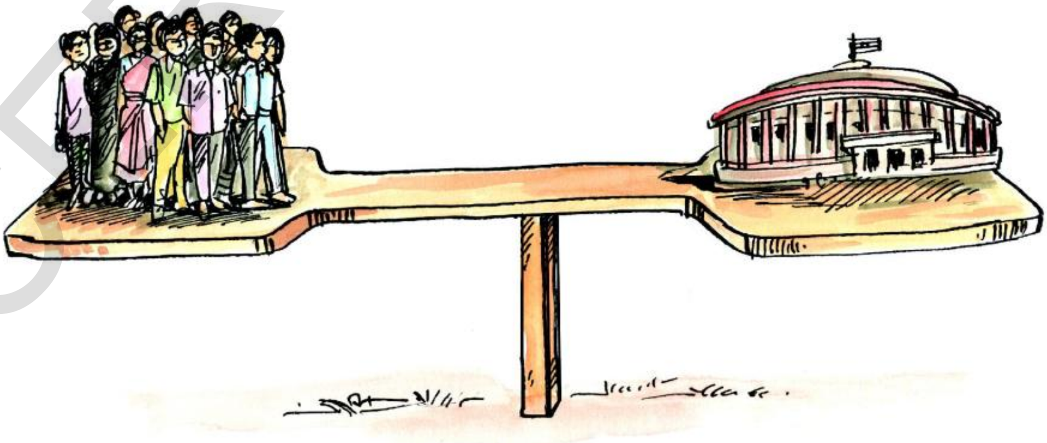

شکل 14.2: آپ کے خیال میں اس تصویر میں ایک جانب پارلیمنٹ اور دوسری جانب عوام کو کیوں بتایا گیا ہوگا؟

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

لوک سبھا کے پہلے انتخابات

انتخابات ہمارے موجودہ سیاسی نظام کا ناگزیر عنصر ہیں۔ یہ وہ موقع ہوتا ہے جب کہ ہم اپنے نمائندوں کو چنتے ہیں۔ ایک ایسے ملک کے لیے جہاں کثیر آبادی ہو انتخابات کو منعقد کرنا ایک بہت بڑا چیلنج ہوتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ ہمارے ملک میں 1951-52 میں پہلے عام انتخابات کیسے منعقد کیے گئے تھے؟ ان انتخابات کے انعقاد کے لیے چار ماہ کا عرصہ لگا تھا۔

عام بالغ رائے دہی کی اساس پر انتخابات منعقد کرنے کے لیے تمام شہریوں کو جو 21 سال یا اس سے زائد عمر کے ہوں ووٹ دینے کا حق دیا گیا۔ اس وقت ہندوستان میں 17,30,00,000 سے زائد شہری ووٹ دینے کے اہل تھے۔ ان میں سے اکثر کے لیے ووٹ دینے کا یہ پہلا موقع تھا۔ ووٹروں کی کثیر تعداد ناخواندہ اور دیہاتوں میں رہنے والی تھی۔ اور یہ ایک بہت بڑا سوال تھا کہ ''یہ لوگ اس موقع پر کس ردعمل کا اظہار کریں گے؟''

بعض لوگوں کا کہنا تھا کہ ''یہ **انتخابات اندھے کنویں میں چھلانگ** لگانے کی مانند ہیں۔ اور ہندوستان جیسے ملک کے لیے موزوں نہیں ہیں۔ ہندوستان میں ذات پات پر مبنی سماج قائم ہے جس میں تمام شہری مساوی ہیں کا اصول اکثر طبقات کے لیے قابل قبول نہیں ہوگا۔ اس لیے جمہوری انداز میں انتخابات کا انعقاد ممکن نہیں ہوگا۔''

دوسری جانب عوام کا ایک اور طبقہ تھا جو بہت پرامید تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہندوستانیوں نے تحریک آزادی میں شرکت کی اور انگریزوں سے آزادی حاصل کی ہے۔ اس لیے وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنی رائے اور مرضی سے حکومت کا انتخاب کریں۔ انکی خواہش تھی کہ حکومت ایک ایسے سماج کی تشکیل کے لیے کام کرے جہاں سب کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا جاتا ہو۔ اور عوام کا معیار زندگی بلند ہو۔ لہٰذا ہر ایک کو اپنی رائے سے حکومت کے انتخاب کا مساوی موقع دیا جانا چاہیے۔ ایسے لوگوں کے لیے یہ انتخابات '**اعتماد سازی کا ایک عمل**' تھے۔

- اگر آپ اس وقت ہوتے تو کن لوگوں کے نقطہ نظر سے متفق ہوتے؟ کیا آپ کے اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہندوستان میں عام بالغ رائے دہی کا اصول ہو اور انتخابات منعقد کرائیں جائیں؟ وجوہات بتلایئے۔

غیر جانبدار اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد کے لیے الیکشن کمیشن کو قائم کیا گیا۔ پہلے انتخابات کے لیے انتظامات کو قطعیت دینا ایک بڑا اور پیچیدہ امر تھا۔ اس کے لیے سب سے پہلے اہل ووٹروں (رائے دہندوں) کے اندراج کے لیے گھر گھر سروے کیا گیا۔ انتخابات میں مقابلہ کرنے والے افراد کسی نہ کسی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے تھے یا آزاد امیدوار تھے۔ الیکشن کمیشن نے ان میں سے ہر ایک امیدوار کو ایک انتخابی نشان الاٹ کیا۔ ان نشانات کے عکس کو بیالٹ باکسوں پر اتارا گیا جن میں ووٹروں کو ووٹ ڈالنا تھا۔ ووٹر اپنی پسند کے امیدوار کے بیالٹ باکس میں اپنا ووٹ ڈالتے تھے۔ رائے دہی کو خفیہ رکھنے کے لیے پردے لگائے گئے۔

سارے ملک میں لگ بھگ 2,24,000 رائے دہی کے مراکز (Polling Booths) قائم کیے گئے۔ 25,00,000 سے زائد آہنی باکس تیار کیے گئے۔ اور تقریباً 62,00,00,000 بیالٹ پیپر (ووٹ) چھاپے گئے۔ کم وبیش 10 لاکھ عہدیداروں نے انتخابات کے عمل کی نگرانی کی اور 17,500 امیدواروں نے اس میں حصہ لیا۔ اور آخر کار 489 افراد پہلی لوک سبھا کے لیے منتخب کیے گئے۔ یہ انتخابات کافی نظم وضبط کے ساتھ، آزادانہ اور منصفانہ انداز میں منعقد ہوئے اور تشدد کے اکا دکا واقعات ہی پیش آئے۔

اس موقع پر عوام کا ردعمل بہت ہی زبردست رہا۔ انہوں نے اپنے ووٹ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے رائے دہی میں حصہ لیا۔ بہت سے مقامات پر عوام نے انتخابات کے لیے تہوار اور عوامی تقریب کی طرح جوش وخروش کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے کسی عید یا تہوار کی طرح اچھے اچھے کپڑے زیب تن کیے۔ خواتین کو زیورات سے آراستہ ہوکر ووٹ ڈالتے دیکھا گیا۔ غریب اور ناخواندہ افراد نے بھی

SCERT TELANGANA

ووٹ دیتے وقت کافی سوچ سمجھ کا مظاہرہ کیا جبکہ رائے دہی کا عمل کافی پیچیدہ تھا۔

صرف شہری علاقوں میں ہی نہیں بلکہ دیہاتوں میں ووٹروں کا ہجوم دیکھا گیا۔ دلتوں اور آدیواسی لوگوں نے بھی کافی تعداد میں رائے دہی میں شرکت کی۔ ان انتخابات کی ایک اہم خصوصیت خواتین کی شرکت تھی۔ لگ بھگ 40 فیصد خاتون رائے دہندوں نے اپنے حق رائے دہی سے استفادہ کیا۔ یہ ایک بہت ہی بڑی کامیابی تھی کیونکہ بہت سی خواتین پردے کی پابندی کرتی تھیں اور عوامی مقامات پر آنا پسند نہیں کرتی تھیں۔

ان انتخابات کے بارے میں امتیازی بات یہ تھی کہ کسی ملک و قوم نے اس قدر بڑے پیمانے پر انتخابات منعقد نہیں کیے تھے جس میں تمام شہریوں نے حصہ لیا ہو اور عورتوں، ناخواندہ لوگوں اور غریبوں کو ووٹ دینے کا حق دیا گیا ہو۔ اہل رائے دہندوں میں سے 46 فیصد رائے دہندوں نے اپنے حق رائے دہی سے استفادہ کیا۔

- آپ کے علاقے کے لوک سبھا کے ممبر کون ہیں؟ آپ کی ریاست یا پڑوسی ریاست کے چند ارکان پارلیمنٹ (M.Ps) کے نام بتلائیے۔
- معلوم کیجیے کہ وہ کس سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں؟
- درج ذیل اصطلاحات کے معنی کے بارے میں اپنے ٹیچر سے گفتگو کیجیے۔

  1. امیدوار 2. انتخابی حلقہ
  3. بیالٹ 4. EVM
  5. انتخابی مہم 6. الیکشن کمیشن
  7. ووٹر لسٹ 8. رائے دہی کا طریقہ
  9. آزادانہ اور شفاف انتخابات

- موجودہ دور میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے انتخابی نشانات کے بارے میں معلوم کیجیے۔
- پہلے انتخابات کس لیے ایک بڑا اور پیچیدہ چیلنج تھے؟
- اپنے اساتذہ اور والدین سے گفتگو کیجیے کہ آج کے دور میں انتخابات کس طرح منعقد ہوتے ہیں؟
- پہلے انتخابات اور آج کل کے انتخابات میں بیالٹ باکس، بیالٹ پیپر اور رائے دہندوں کی عمر وغیرہ کے بارے میں فرق کی نشاندہی کیجیے۔
- رائے دہی کے عمل کو خفیہ کیوں ہونا چاہیے؟

شکل 14.3: الکٹرانک ووٹنگ مشین

آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد میں حائل دشواریاں

انتخابات کے عمل میں ایک مثالی ماحول یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہر ووٹر کو مختلف امیدواروں کے بارے میں جانکاری حاصل ہو، ان کی پیش کردہ پالیسیوں کا شعور رکھتا ہو، اور اس بات کا فیصلہ کرسکتا ہو کہ کس امیدوار کی پالیسی کو ترجیح دی جائے تاکہ وہ امیدوار ووٹر کی ترجیحات کی بہتر نمائندگی پارلیمنٹ میں کرسکے، اور تب وہ اپنی پسند کے امیدوار کو ووٹ دے۔ ووٹر پر کسی بھی امیدوار کی تائید کے لیے کوئی دباؤ نہ ڈالا گیا ہو۔ مثلاً شوہر، مذہبی استاد، آجر یا ذات سے تعلق رکھنے والے قائدین کا دباؤ نہ ہو۔ اور نہ ہی کسی نے اسے ووٹ دینے کے لیے رقمی ادائیگی کی ہو۔ ہر ووٹر کو آزادانہ طور پر فیصلہ کرنے کی آزادی ہو۔

لیکن درحقیقت یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ مختلف امور کے پیش نظر ووٹ دیتے ہیں جیسے ذات، مذہب، روپیہ پیسہ اور تحائف وغیرہ۔ اکثر مقامی طاقتور افراد لوگوں کو ڈرا دھمکا کر کسی مخصوص فرد کو ووٹ دینے کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں۔ اور بعض اوقات حکمران پارٹی ووٹروں پر اثر انداز ہونے کے لیے حکومتی مشنری کا بے جا استعمال کرتی ہے۔ حالیہ عرصے میں الیکشن کمیشن نے اس طرح کی غیر قانونی سرگرمیوں پر قابو پانے کے لیے کافی سخت اقدامات کیے ہیں۔ ان میں چند اقدامات کے بارے میں معلوم کیجیے۔

SCERT TELANGANA

پہلے انتخابات کے بعد لوک سبھا کے لیے کئی ایک انتخابات منعقد کیے گئے۔ ان میں ہر ایک الیکشن میں اپنے ووٹ سے استفادہ کرنے والے لوگوں کا فیصد (%) جدول میں دیا گیا ہے۔

- بتلائیے کہ اب تک لوک سبھا کے کتنے انتخابات منعقد ہوئے؟
- آپ کے خیال میں ووٹ دینے والے لوگوں کے فیصد کو دیکھنا کیوں اہمیت رکھتا ہے؟ اس سے ہمیں کس بات کا پتہ چلتا ہے؟
- آپ کے خیال میں بہت سے اہل رائے دہندے ووٹ کا استعمال کیوں نہیں کرتے ہونگے؟ ممکنہ اسباب پر بحث کیجیے۔
- پہلے انتخابات کے موقع پر مختلف لوگوں کے خیالات کیا تھے؟

جدول: مختلف لوک سبھا انتخابات میں ووٹروں کا فیصد

لوک سبھا انتخاب کا سال	ووٹ دینے والوں کا فیصد
1952	46 %
1957	48 %
1962	55 %
1967	61 %
1971	55 %
1977	60 %
1980	57 %
1985	64 %
1989	62 %
1991	56 %
1996	58 %
1998	62 %
1999	59 %
2004	58 %
2009	58 %
2014	66.4%

2014 کے لوک سبھا کے انتخابات سے متعلق چند دلچسپ حقائق	
پارلیمانی حلقوں کی جملہ تعداد	543
کل رائے دہندے (ووٹرس)	83,41,01,479
انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کی تعداد	8,251
انتخاب میں مقابلہ کرنے والے مرد امیدواروں کی تعداد (93.1%)	89%
انتخاب میں مقابلہ کرنے والے خاتون امیدواروں کی تعداد (6.9%)	11%
قائم کیے گئے رائے دہی کے مراکز کی تعداد	9,30,000
ان امیدواروں کی تعداد جن کی ضمانت ضبط ہوئی	7,000
متعین کیے گئے انتخابی عملہ کی تعداد	1,00,00,000
جملہ سیاسی پارٹیوں کی تعداد جو مقابلہ میں حصہ لیے	464

- ایک جائزہ کے مطابق 1996ء کے انتخابات میں غیر تعلیم یافتہ اور غریب لوگوں میں ووٹ دینے والوں کا فیصد 61% تھا جبکہ تعلیم یافتہ طبقہ (گریجویٹس) میں صرف 53% لوگوں نے ووٹ کا استعمال کیا۔ اس فرق کی کیا وجوہات ہوسکتی ہیں؟ بحث کیجیے۔

SCERT TELANGANA

آپ یہاں دیکھ سکتے ہیں کہ تمام قوانین پارلیمنٹ ہی میں نہیں بنائے جاتے۔

مرکزی فہرست: وہ امورجن پر قانون سازی کا اختیار صرف پارلیمنٹ کو ہی حاصل ہے۔

ایسے کئی امور ہیں جن پر قانون سازی کا اختیار صرف پارلیمنٹ کو ہی حاصل ہے۔ یہ قوانین سارے ملک کے لیے نافذ کیے جاتے ہیں۔مثال کے طور پر ہمارے ملک کی عام کرنسی روپیہ ہے۔اس لیے زر اور بنک کاری سے متعلق کوئی بھی قانون پارلیمنٹ میں بنایا جاتا ہے۔اسی طرح ہمارے ملک میں ٹیلی فون اور ڈاک کے نظام کے لیے یکساں قاعدے اور قوانین نافذ ہیں۔ملک کی دفاع کے بارے میں قانون سازی بھی پارلیمنٹ کے اختیار میں ہے۔ملک کی مسلح افواج اور دفاعی معاملات سے متعلق قوانین پارلیمنٹ میں ہی بنائے جاتے ہیں۔

ریاستی فہرست: وہ امورجن پر قانون سازی کا اختیار صرف ریاستی اسمبلیوں کو ہی حاصل ہے۔

بعض امور پر ریاستی اسمبلی کو قانون سازی کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔لہٰذا ان امور پر مختلف ریاستیں مختلف قوانین بنا سکتی ہیں۔مثلاً سیلس ٹیکس کسی بھی ریاست کی جانب سے ریاست میں اشیاء کی خرید وفروخت پر عائد کیا جاتا ہے۔اور یہ ریاستی حکومتوں کا اہم ذریعہ آمدنی ہے۔اس ٹیکس کی وصولی کے لیے ہر ریاست اپنا قانون بناتی ہے۔اس لیے مختلف ریاستوں میں ٹیکس عائد کی گئی اشیاء اور ٹیکس کی شرح میں فرق ہوسکتا ہے۔

ریاستی سرحدات کے اندر سڑکوں کا انتظام کرنا ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ چنانچہ قومی شاہراہوں کے علاوہ دیگر سڑکوں کی تعمیر ومرمت ریاستی حکومت کرتی ہے۔ایسے ہی چند اہم امور جو ریاستی حکومت کی ذمہ داری ہیں وہ زراعت، آبپاشی، صحت عامہ اور پولیس وغیرہ ہیں۔یہ تمام ریاستی فہرست میں شامل ہوتے ہیں اور ریاستی اسمبلیاں ان امور پر قانون بناتی ہیں۔

مشترکہ فہرست: وہ امورجن پر قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں دونوں کو ہوتا ہے۔

بعض امور ایسے ہوتے ہیں جن پر قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں دونوں کو ہوتا ہے۔مثال کے طور پر تعلیمی پالیسی کو مدون کرنا مرکزی اور ریاستی حکومتوں دونوں کی ذمہ داری ہے۔اس لیے آپ کو ہر ریاست میں مرکزی حکومت کی جانب سے چلائے جانے والے مدارس جیسے سنٹرل اسکولس، کیندریا ودیالیاس کے ساتھ ساتھ ریاستی حکومت کے محکمہ تعلیم کی جانب سے چلائے جانے والے مدارس بھی نظر آتے ہیں۔

کارخانے، صنعتیں، بجلی اور مزدوروں سے متعلق امور ایسے دیگر امور ہیں جن پر قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں دونوں کو ہوتا ہے۔البتہ کسی موضوع پر پارلیمنٹ اور کسی ریاست کی اسمبلی دونوں قانون بنائیں اور ان دونوں کے بنائے ہوئے قوانین میں فرق یا ٹکراؤ کی صورت ہو پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کو ریاستی اسمبلی کے قانون پر برتری حاصل ہوتی ہیں اور پارلیمنٹ کا قانون ہی قابل نفاذ قرار پاتا ہے۔

- گذشتہ سال آپ نے جن قوانین کے بارے میں پڑھا ہے ان کے بارے میں یاد کیجیے۔پارلیمنٹ اور ریاستی قانون ساز اسمبلی میں گذشتہ اجلاس میں زیر بحث قوانین کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

صدرجمہوریہ اور نائب صدرجمہوریہ

تمام ریاستوں کی اسمبلیوں کے اراکین (MLAs) اور پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے اراکین صدر جمہوریہ کو منتخب کرتے ہیں۔ نائب صدر کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ارکان کرتے ہیں۔ نائب صدر راجیہ سبھا کے اجلاس کی صدارت کرتا ہے اور صدر جمہوریہ کی غیر حاضری میں صدر جمہوریہ کے فرائض بھی انجام دیتا ہے۔ پارلیمنٹ میں قوانین کو منظوری حاصل ہونے کے بعد وہ اسی وقت نافذ العمل ہو سکتے ہیں جب صدر جمہوریہ ان پر دستخط کرے۔

- غلط بیانات کی تصحیح کیجیے۔

1. صدر جمہوریہ اور نائب صدر کا انتخاب ایک ہی طرح کے افراد کرتے ہیں۔
2. ہندوستان کا ہر ووٹر صدر جمہوریہ کے انتخاب میں حصہ لیتا ہے۔
3. آندھرا پردیش کے اسمبلی کے تمام ارکان صدر جمہوریہ کے انتخاب میں حصہ لیتے ہیں۔
4. تمام ریاستوں، دہلی اور پانڈیچری کے ودھان سبھاؤں (اسمبلیوں) کے اراکین اور راجیہ سبھا و لوک سبھا کے اراکین صدر جمہوریہ کو منتخب کرتے ہیں۔

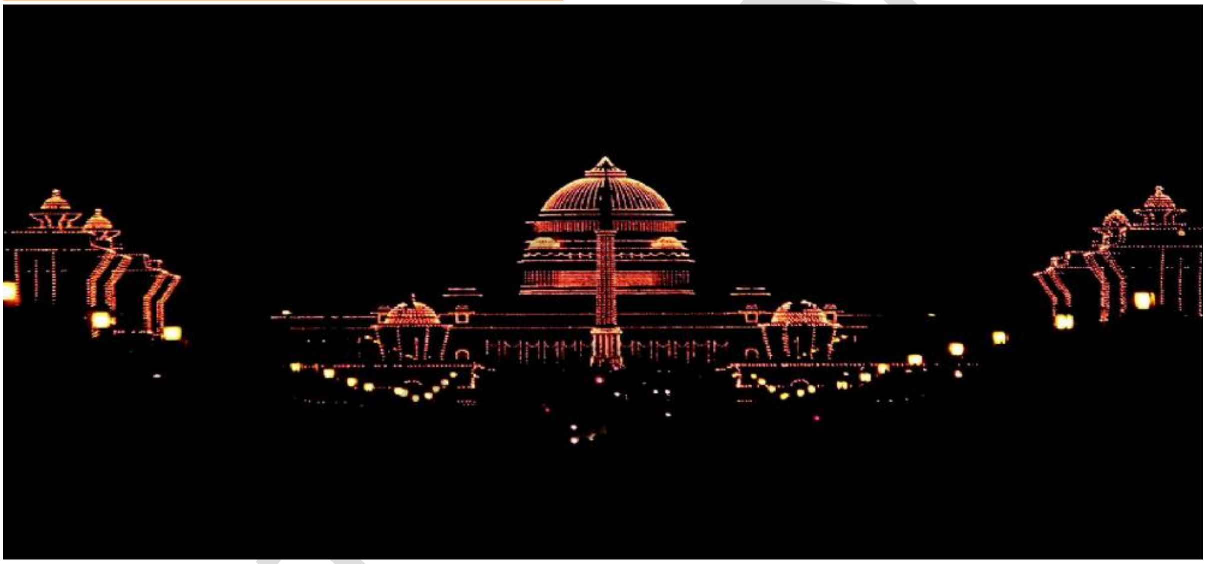

شکل 14.4 : یوم جمہوریہ کے موقع پر رات کے وقت راشٹرپتی بھون کا منظر

مجلس وزراء اور وزیر اعظم

وزیر اعظم اور مجلس وزراء کا انتخاب پارلیمنٹ کے ایوان (لوک سبھا یا راجیہ سبھا) میں سے کیا جاتا ہے۔ پارلیمنٹ کا کام صرف قانون سازی کرنا ہی نہیں ہے بلکہ وہ قانون کے مطابق حکومت چلانے والے افراد کو بھی مہیا کرتی ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں پارلیمانی طرز کی حکومت قائم ہے۔ یہ دونوں کام جداگانہ ہوتے ہیں۔ پہلا کام قانون سازی ہے جو مقنّنہ (پارلیمنٹ) کرتی ہے۔ اور دوسرا کام پارلیمنٹ میں بنائے گئے قوانین کو نافذ کرنا ہے جو عاملہ کے ذریعے نافذ کیے جاتے ہیں۔ عاملہ کا سربراہ بھی صدر جمہوریہ ہوتا ہے۔

وزیر اعظم اور مجلس وزراء مختلف وزارتوں کے نگران کار ہوتے ہیں اور ان کی ماتحتی میں سرکاری ملازمین کا بہت سارا عملہ کام کرتا ہے۔ اس طرح پارلیمنٹ کے بہت سے ارکان میں سے ایک چھوٹا سا گروپ وزیروں کی مجلس بناتا ہے اور وزیر اعظم کی رہنمائی میں حکومت کے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں یہ کیسے ہوتا ہے؟

ذیل میں دیئے گئے خانوں میں موجودہ متعلقہ افراد کی تصاویر چسپاں کیجیے۔

صدر جمہوریہ ہند	نائب صدر جمہوریہ	وزیر اعظم

حکومت ہند کے سارے فیصلے صدر جمہوریہ کے نام پر لیے جاتے ہیں جو ملک کا روایتی سربراہ ہوتا ہے۔لیکن صدر جمہوریہ، وزیر اعظم اور مجلس وزراء کے مشورے سے ہی اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ ودھان سبھا (اسمبلی) کے ارکان کس طرح چیف منسٹر کا انتخاب کرتے ہیں۔بالکل اسی طرح لوک سبھا کے ارکان وزیر اعظم کو منتخب کرتے ہیں۔لوک سبھا میں اکثریت (نصف سے زائد نشستیں) حاصل کرنے والی پارٹی یا مخلوط گروپ کے لیڈر کو صدر جمہوریہ طلب کرتا ہے اور اسے وزیر اعظم مقرر کرتا ہے۔اس طرح وزیر اعظم کو اکثریت کی تائید حاصل ہوتی ہے اور وہ مجلس وزراء کی تشکیل کے لیے اپنی مرضی سے دیگر وزیروں کو منتخب کرتا ہے۔

- موجودہ وزیر اعظم کون ہیں؟ کیا آپ چند ایک سابقہ وزرائے اعظم کے نام بتلا سکتے ہیں؟
- موجودہ مرکزی حکومت میں آپ کی ریاست سے تعلق رکھنے والے وزیر کون کون ہیں؟ معلوم کیجیے۔
- مرکزی حکومت کی اہم وزارتوں اور انکے نگران کا ر وزیروں کے بارے میں معلوم کیجیے۔

کابینہ حکومت کے عاملانہ شعبے کی طرح کام کرتی ہے۔اس کا کام قوانین کو نافذ کرنا، قانون کے مطابق ملک کا نظم ونسق چلانا، ترقی کے منصوبے بنانا اور انہیں روبہ عمل لانا ، نئے قوانین اور پالیسیوں کو مرتب کرنا یا موجودہ قوانین اور پالیسیوں میں ترمیم و تبدیلی کرنا اور انہیں پارلیمنٹ میں منظور کروانا ہوتا ہے۔حکومت کے سارے کام مختلف شعبوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ جیسے مال، خارجی امور، داخلی سلامتی، دفاع، ریلوے، صنعت، زراعت، تعلیم، صحت وغیرہ۔ان میں ہر شعبہ ایک وزارت کی نگرانی میں کام کرتا ہے جس کا سربراہ کوئی تجربہ کار وزیر ہوتا ہے۔وزیر کے علاوہ وزارات میں سرکاری عہدیداروں کی بڑی تعداد ہوتی ہے جن میں اعلیٰ ترین عہدیدار سکریٹری ہوتا ہے۔جو وزرات کے روزمرہ کام کاج اور امور کی دیکھ بھال کرتا ہے اور وزرات سے متعلق مختلف معاملات کا جائزہ لیتا ہے اور ضروری نکات اور تجاویز کو ترتیب دیتا ہے تاکہ وزیر کو ان امور پر فیصلہ سازی میں سہولت ہو۔ان فیصلوں پر عمل آوری بھی وزارات کے سرکاری ملازمین اور عہدیداروں پر فرض ہوتا ہے۔

حکومت کی تشکیل کے لیے مندرجہ ذیل میں سے کونسا درست ہے:

- وہ پارٹی یا مخلوط گروپ حکومت تشکیل دیتا ہے جسے صدر جمہوریہ کی تائید حاصل ہو۔

- وہ پارٹی یا مخلوط گروپ حکومت تشکیل دیتا ہے جسے زیادہ نشستیں حاصل ہوئی ہوں۔
- وہ پارٹی یا مخلوط گروپ جسے نصف سے زیادہ نشستیں حاصل ہوں حکومت تشکیل دیتا ہے۔
- الیکشن کمیشن جس پارٹی کو منتخب کرے وہی حکومت تشکیل دیتی ہے۔
- وہ فرد جسے لوک سبھا انتخابات میں کثیر تعداد میں ووٹ حاصل ہوئے ہوں وزیراعظم بنتا ہے۔

ذیل کے جدول کا جائزہ لیجیے اور بتلائیے کہ پہلے لوک سبھا انتخابات کے بعد کونسی پارٹی حکومت تشکیل دے سکتی ہے؟

1952ء۔ پہلے لوک سبھا انتخابات	
پارٹی	حاصل شدہ نشستوں کی تعداد
کانگریس	364
کمیونسٹ اور حلیف	23
سوشلسٹ	12
کسان مزدور پرجا پارٹی	9
جن سنگھ	3
ہندو مہا سبھا	4
رام راجیہ پریشد	3
دیگر پارٹیاں	30
آزاد	41
جملہ	**489**

کلیدی الفاظ

1. مقنّنہ	2. لوک سبھا	3. راجیہ سبھا	4. الیکشن کمیشن
5. مجلس وزراء	6. مرکزی فہرست	7. ریاستی فہرست	8. مشترکہ فہرست

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔

1. پہلے انتخابات کا انعقاد ایک دشوار مرحلہ کیوں تھا؟ آپ جتنے اسباب کی فہرست گنوا سکتے ہیں؟ لکھیے۔(AS1)
2. آپ کے خیال میں انتخابات کو آزادانہ اور شفاف کیوں منعقد کرنا چاہیے؟(AS1)
3. ذیل میں دیئے گئے امور میں کن پر پارلیمنٹ قانون سازی کرسکتی ہے؟ کن پر اسمبلی قانون بناتی ہے اور کن پر دونوں قانون بنا سکتے ہیں؟ زراعت۔ ریلوے۔ دیہی دواخانے۔ پولیس۔ ڈاک وتار۔ بجلی۔ کارخانے۔(AS1)
4. پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے نام لکھیے۔ ایک جدول بنا کر اس میں درج ذیل امور پر دونوں ایوانوں میں مشابہت یا فرق کو لکھیے۔ معیاد۔ ارکان کی تعداد۔ زائد یا کمتر اختیارات، طریقۂ انتخاب، صدر جمہوریہ کے لیے ووٹ دینا۔(AS3)
5. 2009ء کے پارلیمانی انتخابات میں کسی بھی پارٹی کو قطعی اکثریت حاصل نہیں ہوئی۔ تو حکومت کیسے تشکیل دی گئی؟ اپنے ٹیچر سے تبادلۂ خیال کیجیے اور اس پر ایک نوٹ لکھیے۔(AS1)
6. سارے ملک کے لیے روبہ عمل لائے جانے والے قوانین کو بنانے کے لیے کون ذمہ دار ہے؟(AS1)
7. ذیل کے جدول میں چند خانے خالی ہیں۔ اپنے ٹیچر سے گفتگو کیجیے اور ان کی مدد سے خالی خانوں کی تکمیل کیجیے۔(AS3)

SCERT TELANGANA

عہدہ	کون منتخب کرتا ہے	میعادعہدہ	اہلیت (کم ازکم عمر، رہائش وغیرہ)
M.L.A.		5 سال	
M.P. لوک سبھا			کم ازکم عمر :25 سال
M.P. راجیہ سبھا			
چیف منسٹر	اسمبلی میں اکثریتی پارٹی کے ارکان		
وزیراعظم			پارلیمنٹ کا ممبر ہو۔
صدر جمہوریہ			کم ازکم عمر: 35 سال

.8 کیا آپ کے خیال میں سیاسی پارٹیوں کو زیادہ سے زیادہ خاتون امیدواروں کو انتخابات میں نامزد کرنا چاہیے؟(AS1)

.9 ذیل کی شکل میں ہندوستان اور دیگر ممالک کے پارلیمانوں میں خواتین کی نمائندگی کو بتلایا گیا ہے۔(AS3)

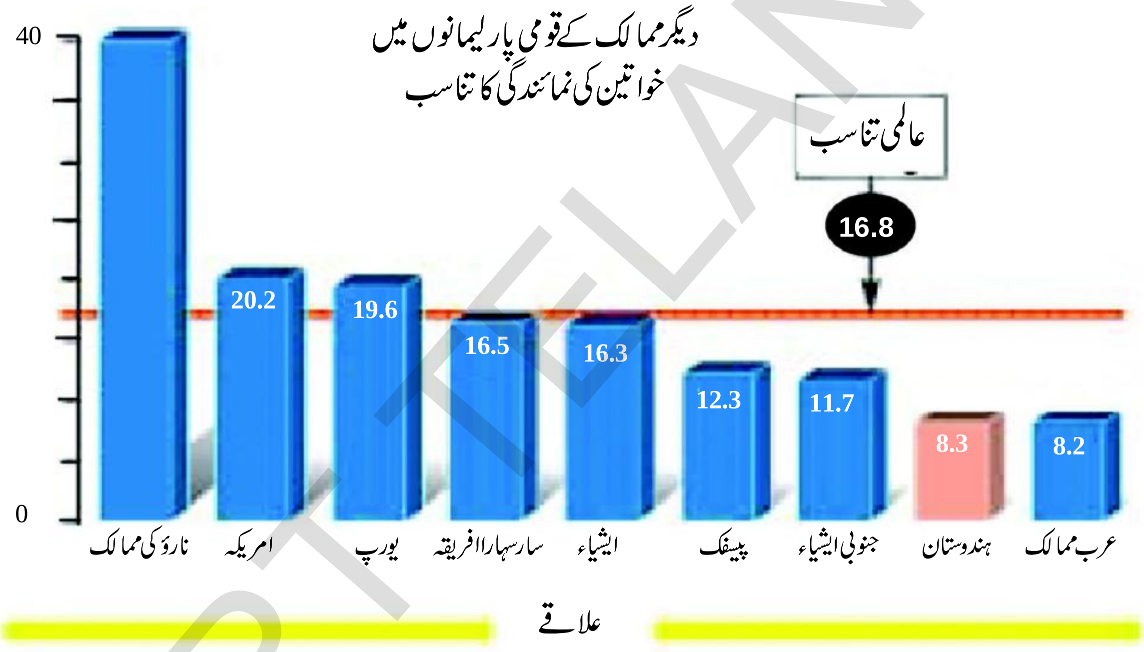

مندرجہ بالا معلومات کی روشنی میں درج ذیل امور پر بحث کرتے ہوئے ایک مضمون لکھئے۔

- کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کی پارلیمنٹ میں خواتین کی نمائندگی مناسب ہے؟
- جمہوریت میں نمائندگی کا تصور کیسے اہمیت رکھتا ہے؟
- اس کے لیے مناسب حل کیا ہوسکتا ہے؟ اگر آپ ممبر پارلیمنٹ ہوتے تو اس مسئلہ پر کس طرح اپنے خیالات کا اظہار کرتے؟

آپ کے خیال میں چند ممالک نے اپنے پارلیمانوں میں خواتین کی نمائندگی کو کیسے بہتر بنایا ہوگا؟

منصوبہ کام: جب پارلیمنٹ کا اجلاس ہو رہا ہو تو ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے خبروں کو سنئے یا اخبار کا مطالعہ کیجیے اور اجلاس میں ہونے والے اہم باتوں کی فہرست ترتیب دیجیے۔ پارلیمنٹ میں بحث کیے گئے کسی مسئلہ پر ایک مضمون لکھئے یا پارلیمنٹ کے اجلاس میں بحث کے منظر کی تصویر اتاریئے۔

SCERT TELANGANA

باب
15

قانون اورانصاف۔ایک مقدمے کا مطالعہ

سال گذشتہ ہم نے پڑھا کہ قوانین حکومتوں کے ذریعے بنائے جاتے ہیں۔ہم نے قوانین کی عمل آوری میں عاملہ کے رول کا مشاہدہ کیا۔لیکن جب قانون کی خلاف ورزی کی جائے تو کیا ہوگا؟اس باب میں ہم اس کے بارے میں پڑھیں گے۔

جائیداد کا ایک تنازعہ

روی زمینات کا کاروبار (رئیل اسٹیٹ) کرنے والا ہے ۔ وہ بڑی زمینات خریدکر پلاٹ بنا کر فروخت کرتاہے۔روی نے اپنے پلاٹوں کے بارے میں اخبارات کے ذریعے تشہیر کی۔جولوگ پلاٹ خریدنا چاہتے تھےانہیں ہر ماہ-/5000روپے کی اقساط پانچ سال تک ادا کرنا تھا۔

ساموا، جوایک کوآپریٹوسوسائٹی کا ملازم ہے۔اس نے روی کے اخباری اشتہارکو دیکھا اورایک پلاٹ خریدنے کا فیصلہ کیا۔اس نے اپنی آمدنی میں سے بچت کرکے پانچ سال میں تمام اقساط ادا کیے اورمکان کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔لیکن اسوقت اسے پتہ چلا کہ روی نے اسی پلاٹ کوسشیل نامی ایک شخص کوبھی فروخت کیا ہے۔

ساموا اپنے بیٹے کرانتی کے ساتھ روی کے گھر گیا۔اوراس سے اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا جواس نے پلاٹ کی خریدی کے لیے پانچ سال تک ادا کی تھی۔اس بات پر وہاں ایک جھگڑا کھڑا ہوگیااورویرونے ساموا کی پٹائی کی اوراسکاہاتھ توڑڈالا۔

جیسے ہی یہ خبر عام ہوئی وہاں ایک بڑا ہجوم جمع ہوگیا۔گاؤں کا سرپنچ بھی وہاں چلا آیااورساموااورروی کوروکنے کی کوشش کی۔کچھ دیر بعد کرانتی نے اپنے والد ساموا کوقریبی قصبے کو لے گیا جواس منڈل کا مستقر بھی تھا۔وہاں ساموا کوڈاکٹر کے پاس لے جاکر

مرہم پٹی کروائی گئی۔اس کے بعدانہوں نے ڈاکٹر کا تصدیق نامہ (سرٹیفیکٹ) لے کر پولیس اسٹیشن پہنچے تاکہ رپورٹ درج کروا سکیں۔

رپورٹ درج کروانا

پولیس اسٹیشن میں کرانتی نے روی کے خلاف شکایت پیش کی۔شکایت کی عرضی میں حسب ذیل تفصیلات کا ذکر ہونا ضروری ہوتاہے۔

1. عرضی پولیس اسٹیشن کے SHO کے نام لکھی جائے۔
2. شکایت کی تفصیل
3. تاریخ،وقت اور جائے واقعہ
4. کیاواقعہ پیش آیا۔
5. ملزم کا نام،جنس،رہائش کی تفصیل وغیرہ

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

- دی گئی معلومات کے مطابق کیا آپ روی اور سامبا کے بارے میں تفصیلات لکھ سکتے ہیں؟
- آپ کے خیال میں FIR دینے والے فرد کے لیے رپورٹ کی ایک نقل لینا کیوں ضروری ہے؟

- ہر پولیس اسٹیشن ایک مخصوص علاقہ کے لیے کام کرتا ہے۔معلوم کیجیے کہ آپ کا مکان کس پولیس اسٹیشن کی حدود میں آتا ہے؟

6. گواہوں کے نام (جن کی موجودگی میں جرم کیا گیا)
7. درخواست (قانون کے مطابق ملزم کو سزا دینے کی درخواست، اگر قانون یا دفعہ کا علم ہو تو اس کا ذکر کریں)
8. درخواست گذار کی دستخط، رہائش وغیرہ کی تفصیل

پولیس اسٹیشن کے محرر نے دی گئی عرضی کے مطابق شکایت درج کرلی۔اسے First Information Report یا .F.I.R کہا جاتا ہے۔کرانتی نے اس رپورٹ پر دستخط کردی اور محرر سے کہا۔''برائے مہربانی اس رپورٹ کا اندراج اپنے رجسٹر میں کرلیجیے اور اسکی ایک نقل ہمیں دے دیجیے۔'' تب محرر نے جواب دیا ''مجھے رجسٹر میں رپورٹ درج کرنے کے لیے SHO کا انتظار کرنا ہوگا۔'' پولیس اسٹیشن کے انچارج آفیسر کو عموماً اسٹیشن ہاؤز آفیسر (Station House Officer) کہا جاتا ہے۔اس پولیس اسٹیشن کا SHO ایک سب انسپکٹر (Sub-Inspector) تھا۔لہٰذا کرانتی نے SHO کے آنے تک انتظار کیا اور اپنی رپورٹ کو رجسٹر میں درج کروایا۔

- انہوں نے واپسی کے لیے SHO/SI کا انتظار کیوں کیا؟ اگر آپ کو ایسی رپورٹ درج کروانا ہوتا تو آپ اس میں کیا لکھتے؟

First Information Report (F.I.R)

اگر آپ کو پولیس میں کوئی شکایت درج کروانا ہو تو پولیس اسٹیشن میں .F.I.R کا لکھوانا لازمی ہوتا ہے۔ .F.I.R کے لکھنے کے بعد معاملے کی تحقیق کرنا اور مسئلہ کو حل کرنا پولیس کا فرض بن جاتا ہے۔

S H O دی گئی شکایت کا مطالعہ کرتا ہے اور .F.I.R کی بنیاد پر جرم کی نوعیت کو اسٹیشن ہاؤز رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے اور اسکی ایک نقل رپورٹ کرنے والے فرد کو مفت میں فراہم کی جاتی ہے۔

اگر SHO رپورٹ درج کرنے سے انکار کردے تو درخواست گذار راست طور پر DSP یا مجسٹریٹ کے پاس جاکر شکایت درج کرواسکتا ہے۔اس رپورٹ کو انہیں ڈاک کے ذریعے بھی روانہ کیا جاسکتا ہے۔

SCERT TELANGANA

تحقیقات اور گرفتاری میں پولیس کا کردار

پولیس کی ایک اہم ذمہ داری ہے کہ وہ جرم کے بارے میں شکایت کی تحقیقات کریں۔تحقیقات میں گواہوں کے بیانات قلمبند کرنا اور مختلف ثبوتوں کو جمع کرنا شامل ہوتا ہے۔تحقیقات کی بنیاد پر پولیس کو اپنی رائے قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔اگر پولیس یہ خیال کرتی ہے کہ دستیاب ثبوت ملزم کے جرم کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو وہ عدالت میں چارج شیٹ پیش کرتی ہے۔ملزم کو سزا دینا پولیس کا کام نہیں ہوتا۔بلکہ عدالت اور ججوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ ملزم نے واقعی جرم کیا ہے یا نہیں اور اسے کیا سزا دی جانی چاہیے؟

اس کیس میں سب انسپکٹر گاؤں جا پہنچا اور سامبا کے زخموں کا معائنہ کرتے ہوئے تحقیقات کا آغاز کیا۔ڈاکٹر کی رپورٹ میں صاف طور پر درج تھا کہ زخم خطرناک تھے۔تب اس نے روی کے پڑوسیوں سے پوچھ تاچھ کی۔پڑوسیوں نے واقعہ کی تمام تفصیلات سب انسپکٹر کو سنائیں۔تب یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہوگئی کہ سامبا پر حملہ کرنے اور اسے زخمی کرنے والا روی ہی ہے۔

سب انسپکٹر روی کے گھر گیا اور اسے بتایا کہ اسے اس الزام کے تحت گرفتار کیا جارہا ہے کہ اس نے ایک اور شخص (سامبا) کو شدید زخمی کردیا۔اس نے روی کو گرفتار کیا اور منڈل کے پولیس اسٹیشن لے گیا۔اور اس سے پوچھ تاچھ کی تو روی نے اس بات سے صاف انکار کیا کہ اس نے سامبا پر حملہ کیا۔پولیس والوں نے روی سے اسکا جرم قبول کروانے کی بہتر کوشش کی مگر روی اپنے انکار پر اڑا رہا۔تب روی کو پولیس لاک اپ میں بند کردیا گیا تا کہ دوسرے دن اسے مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا جائے۔

- جرم کی تحقیقات کس نے کی اور کیسے کی؟
- ''ملزم'' کا مطلب کیا ہے؟اس واقعہ میں ملزم کون ہے؟
- ملزم کے خلاف کیا الزامات عائد کیے گئے تھے؟
- سامبا نے خیال کیا کہ SHO نے روی کو سزا دینے کے لیے گرفتار کیا ہے۔کیا اسکا خیال درست تھا؟

دیوانی اور فوجداری جرائم (Civil and Criminal Offences)

روی نے سب انسپکٹر سے کہا ''میں اس تمام معاملہ کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔میں سامبا کو پلاٹ کے لیے لی گئی ساری رقم واپس کردوں گا اور ہم اس واقعہ کو بھول جائیں گے۔''

تب سب انسپکٹر نے جواب دیا۔''تم کو کسی صورت میں رقم تو واپس کرنی ہی ہوگی۔مگر تم سامبا کو مارنے کے جرم میں گرفتار کیے گئے ہو۔یہ ایک فوجداری کا مقدمہ ہوگیا ہے۔اگر تم نے سامبا کو مارا پیٹا نہ ہوتا تو پولیس اس معاملہ میں مداخلت نہ کرتی اور سامبا کو تمہارے خلاف ایک دیوانی مقدمہ دائر کرنا ہوتا تھا کہ تم نے اسے پلاٹ نہیں دیا۔تب تم اسے پلاٹ دے سکتے تھے اور اسکا جو نقصان

SCERT TELANGANA

ہوااسکی پابجائی کردیتے تو معاملہ ختم ہوجاتا اوراس مقدمہ میں تمہیں جیل جانے کی نوبت نہیں آتی تھی۔

روی اور ساما کے معاملے میں دوقسم کے تنازعے ہوگئے تھے۔ایک تنازعہ یہ تھا کہ روی نے ساما پر حملہ کیا۔یہ فوجداری جرم تھا۔ چوری، ڈاکہ، ملاوٹ، رشوت خوری،نقلی دوائیں بنانا وغیرہ دیگر چند فوجداری جرائم ہیں۔ان کے درمیان دوسرا تنازعہ یہ تھا کہ روی نے ساما کو نہ پلاٹ دیا اور نہ ہی اسکی رقم واپس کی۔ یہ ایک دیوانی جرم کہلاتا ہے۔

دیوانی مقدمات زمین، جائداداور آمدنی وغیرہ پر لوگوں کے حقوق اور لوگوں کے درمیان تعلقات سے متعلق ہوتے ہیں۔ فوجداری مقدمات میں لوگوں کو عموماً جیل کی سزا کاٹنی پڑتی ہے جبکہ دیوانی معاملات میں جیل کی سزا نہیں دی جاتی۔فوجداری مقدمات ہمیشہ پولیس کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور جرم سے متاثر فرد مجرم کو معاف نہیں کرسکتا۔دوسری طرف دیوانی مقدمہ ایسے شخص کی طرف سے دائر کیا جاتا ہے جو محسوس کرتا ہے کہ اس کے ساتھ کسی نے دھوکہ کیا یا معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔

فوجداری مقدمہ کو پولیس اپنے ہاتھ میں اس لیے لے لیتی ہے کہ یہ حکومت کے بنائے ہوئے قوانین کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اور دیوانی مقدمہ میں دو افراد کے درمیان معاہدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

- جب روی نے ساما کے پلاٹ کو کسی اور فرد کو بیچ ڈالا یہ ایک _____________جرم تھا۔ (فوجداری/ دیوانی)
- جب روی نے ساما کے ساتھ مارپیٹ کی یہ ایک _____________جرم تھا۔ (فوجداری/ دیوانی)

ذیل کے جدول کا مطالعہ کیجیے اور فوجداری قانون اور دیوانی قانون کے درمیان نمایاں فرق کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

سلسلہ نمبر	فوجداری قانون	دیوانی قانون
.1	کسی ایسے فعل کے ارتکاب سے متعلق ہے جسکو قانون نے جرم قرار دیا ہو۔ مثلاً چوری، جہیز طلب کرنا،قتل وغیرہ	کسی ایسے فعل کے ارتکاب سے متعلق ہے جس میں ایک شخص یا ادارے کی معاہدہ کی خلاف ورزی سے دوسرے شخص یا ادارے کو نقصان پہنچا ہو۔مثلاً کرایہ، اشیاءکی خریدی،طلاق وغیرہ۔
.2	اس میں ابتداء میں F.I.R. درج کروائی جاتی ہے اور پولیس تحقیقات عمل میں آتی ہیں تب یہ مقدمہ عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔	متاثرہ شخص کو عدالت میں شکایت درج کروانی ہوتی ہے۔مثلاً کرایہ کی تنازعہ کی صورت میں کرایہ دار یا زمیندار یہ شکایت درج کراسکتا ہے۔
.3	اگر جرم ثابت ہوجائے تو ملزم کو جیل کی سزا ہوسکتی ہے اور جرمانہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔	عدالت متاثرہ شخص کو راحت فراہم کرتی ہے۔ مثلاً مکان خالی کروایا جاتا ہے یا جو رقم باقی ہواسکی ادائیگی کے لیے کہا جاتا ہے۔

SCERT TELANGANA

فوجداری اور دیوانی قانون کے بارے میں آپ کو جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق ذیل کے جدول کو مکمل کیجیے۔

قانون کی خلاف ورزی کی صورت	قانون کی قسم	اختیار کیا جانے والا طریقہ کار
1. چند لڑکوں کا ایک گروپ اسکول جاتی ہوئی لڑکیوں کے ایک گروپ کے ساتھ مسلسل چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے۔		
2. ایک کرایہ دار کو مکان خالی کرنے کے لیے مکان دار دباؤ ڈال رہا ہے۔ تو کرایہ دار مکان دار کے خلاف مقدمہ درج کرنا چاہتا ہے۔		

ضمانت

روی کا مقدمہ چونکہ ایک فوجداری مقدمہ تھا اس پر عدالت میں چارج شیٹ پیش کر کے اسے لاک اپ میں رکھا گیا۔ مگر یہ کوئی سزا نہیں ہوتی۔ بلکہ تحقیقات میں تعاون حاصل کرنے اور ملزم کو ثبوتوں کو مٹانے اور گواہوں کو ڈرانے یا دھمکانے سے روکنے کے لیے رکھا جاتا ہے۔ چند دن گذرنے کے بعد روی کے گھر والے اسے ضمانت پر چھڑانے کے لیے عدالت سے رجوع ہوئے۔ خطرناک جرائم مثلاً قتل، رشوت خوری، ڈاکہ زنی وغیرہ کی صورتوں میں عموماً ضمانت نہیں دی جاتی۔ ضمانت حاصل کرنے کے لیے عدالت میں کسی ضامن کو پیش کرنا پڑتا ہے۔ جو جائیداد کی صورت میں ہوسکتی ہے یا کوئی شخص بھی ضامن کے طور پر عدالت میں پیش ہوسکتا ہے۔ یہ ایک معاہدہ کی صورت میں ہوتا ہے کہ ملزم اس بات کا عہد کرتا ہے کہ عدالت جب بھی طلب کرے گی وہ حاضر عدالت ہوگا۔ عدالت میں موجود جج اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ ملزم کو ضمانت دی جانی چاہیے یا نہیں۔

ضمانت ملزم کا حق ہوتا ہے

ضمانت ملزم کا حق ہوتا ہے۔ البتہ اسکا حصول جرم کی شدت اور گواہوں پر اثر انداز ہونے کے امکانات پر منحصر ہوتا ہے۔ عدالت ضمانت دینے سے قبل اس بات کا یقین حاصل کرتی ہے کہ اگر ملزم کو ضمانت پر رہا کیا گیا تو اس سے سماج، گواہوں یا شکایت کرنے والے (استغاثہ) کو کوئی نقصان پہنچنے کا احتمال تو نہیں ہے۔ قابل ضمانت جرائم میں SHO ضمانت دینے کا اختیار رکھتا ہے جبکہ نا قابل ضمانت جرائم کی صورت میں ملزم کو عدالت میں ضمانت کی عرضی داخل کرنی پڑتی ہے۔

عدالت میں روی اور سامبا کے مقدمے پر وکیلوں نے بحث کی۔ روی کو اپنا وکیل خود کرنا پڑا۔ لیکن سامبا کو سرکاری وکیل یا پبلک پراسیکیوٹر مہیا کیا جاتا ہے۔ قانونی طریقہ کار کافی پیچیدہ ہوتا ہے اور اس پر بحث کرنے کے لیے خصوصی معلومات رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

سرکاری وکیل (Public Prosecutor) کا رول

ایک فوجداری جرم کو عوامی غلطی شمار کرتے ہوئے درج کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ جرم صرف متاثرہ شخص کے خلاف نہیں ہوا بلکہ پورے سماج کے خلاف کیا گیا۔

اس لیے عدالت میں پبلک پراسیکیوٹر ملک کے مفاد کی نمائندگی کرتا ہے۔ پولیس کی جانب سے تحقیقات اور عدالت میں چارج شیٹ پیش کرنے کے بعد اس کا رول شروع ہوتا ہے۔ تحقیقات میں پراسیکیوٹر کا کوئی کام نہیں ہوتا۔ وہ مملکت کی جانب سے عدالت میں بحث کرتا ہے۔ عدالت کے عہدیدار ہونے کی بناء پر یہ اسکی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ غیر جانبداری

SCERT TELANGANA

سے مکمل حقائق، گواہوں اور ثبوتوں کو عدالت کے آگے پیش کرے تاکہ عدالت کو فیصلہ کرنے میں سہولت ہو۔

منصفانہ مقدمہ (Fair Trial)

ساماںبا اور روی کے مقدمے کو ایک جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت میں کالے چغے پہنے وکیل، مقدمے کا سامنا کرنے والے لوگ اور دوسرے مقدمات کی سماعت کرنے کے لیے آئے ہوئے لوگ موجود تھے۔

قانون کی حکمرانی کا اصول کہتا ہے کہ ہر فرد قانون کے آگے برابر ہے۔ کسی کو مجرم قرار دینے سے پہلے اس کو اس بات کا موقع دیا جانا چاہیے کہ کھلی عدالت میں اس کے مقدمے کی غیر جانبدارانہ سماعت کی جائے۔ بحث کا آغاز ''بے گناہی کے مفروضے'' سے ہوتا ہے اور جرم کو ایسے ثابت کرنا پڑتا ہے کہ کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

جج فوری اس فیصلہ پر نہیں پہنچتا کہ روی مجرم ہے کیونکہ ساماںبا زخمی ہوا ہے بلکہ عدالت میں ثابت کرنا پڑتا ہے کہ ساماںبا کو روی نے مارا پیٹا ہے۔

- منصفانہ مقدمہ کیا ہے؟ کیا یہ ضروری ہے؟ کیوں؟ بحث کیجیے۔

پہلی سماعت اور وکیل

جوڈیشل مجسٹریٹ کے عدالت میں ساماںبا اور اسکا بیٹا کرانتی، ویروا اور سب انسپکٹر حاضر تھے۔ روی نے ایک وکیل کو مقرر کیا۔ دوسری جانب ایک اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر حکومت کی جانب سے مقدمہ لڑ رہا تھا۔

کافی انتظار کے بعد روی اور ساماںبا کے مقدمے کی سماعت کا آغاز ہوا۔ یہ جوڈیشل مجسٹریٹ کے آگے اس مقدمہ کی پہلی سماعت تھی۔

سب انسپکٹر نے FIR اور پولیس رپورٹ کی نقل روی کے وکیل کے حوالے کی تاکہ وہ جان سکے کہ اسکے موکل روی کے خلاف کیا الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ ان رپورٹوں کی بنیاد پر روی کے وکیل کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پولیس نے روی کے خلاف کیا ثبوت جمع کیے ہیں۔ یہ تمام معلومات اس کو روی کے لیے دفاعی موقف تیار کرنے میں مددگار رہوتی ہیں۔ جو اس کیس میں ملزم تھا۔

پہلی سماعت کے دوران جوڈیشل مجسٹریٹ نے روی پر الزام عائد کیا کہ اس نے ساماںبا کو شدید زخمی کیا ہے۔ اگر یہ جرم ثابت ہوتا ہے تو اسے چار سال کی جیل ہوسکتی ہے۔ روی نے عائد کیے گئے الزامات سے انکار کیا۔ لہٰذا مجسٹریٹ نے پندرہ دن کے بعد دوسری سماعت کا حکم دیا۔

- روی کے مقدمے کی سماعت کس عدالت میں ہو رہی تھی؟
- پہلی سماعت کے دوران کیا ہوا؟
- حکومت کی جانب سے مقدمے کی پیروی کرنے والا وکیل کیا کہلاتا ہے؟

جج کا رول کیا ہوتا ہے؟

جج کسی کھیل میں امپائر کی مانند ہوتا ہے وہ غیر جانبداری سے کھلی عدالت میں مقدمے کی ساعت کرتا ہے۔ وہ استغاثہ اور Defence کی جانب سے پیش کیے گئے ثبوتوں اور گواہوں کو سنتا ہے۔ اور تمام گواہوں اور ثبوتوں کی موجودگی میں وہ قانون کے مطابق اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ ملزم بے گناہ ہے یا گناہ گار۔ اگر جرم ثابت ہوجاتا ہے تو جج اسے سزا سناتا ہے۔ قانون کے مطابق جج اس شخص کو جیل کو روانہ کرسکتا ہے یا جرمانہ عائد کرسکتا ہے یا دونوں سزائیں دے سکتا ہے۔

تقسیم اختیارات اور آزادی

پچھلے ایک باب میں ہم نے دستور ہند کے بارے میں پڑھا ہے۔ دستورِ ہند کی مختلف خصوصیات میں سے ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ عاملہ، عدلیہ اور مقنّنہ میں اختیارات کی تقسیم کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مقنّنہ اور عاملہ، عدلیہ کے کام میں مداخلت نہیں کرتے۔ عدالتیں حکومت کے ماتحت نہیں ہوتیں اور نہ حکومت کی مرضی سے کام کرتی ہیں۔

پولیس بھی عدلیہ کا حصہ نہیں ہوتی، بلکہ وہ عاملہ کا حصہ ہوتی ہے۔ گذشتہ جماعت میں آپ نے ضلع کے نظم و نسق کے بارے میں پڑھا ہے۔ ضلع کی سطح پر کلکٹر کی طرح ایک پولیس آفیسر ہوتا ہے جو ضلع میں نظم و ضبط اور قانون کی برقراری کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ محکمہ پولیس ریاستی حکومت کے وزارت داخلہ کے تحت ہوتا ہے۔

عدلیہ کی بہتر کارکردگی کے لیے حکومت کے شعبوں میں اختیارات کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کا تقرر میں بھی حکومت کے دیگر شعبوں کی مداخلت کم سے کم ہوتی ہے۔ اور جج کے عہدے پر تقرر کے بعد انہیں عہدے سے ہٹانا کافی مشکل ہوتا ہے۔

- کیا عدالت کے فیصلوں پر سیاسی طاقت کا اثر ہونے کی کوئی گنجائش ہوتی ہے؟ کیوں؟
- آزاد عدلیہ سے کیا مراد ہے؟
- فرض کیجیے کہ ایک بڑی کمپنی جنگلات کے درختوں کو کاٹ رہی ہے اور قبائلی لوگ بھی جلانے کے لیے لکڑی کاٹ رہے ہیں۔ کیا یہ اچھی بات ہے؟ بحث کیجیے۔

گواہوں کی پیشی

ویرو نے اپنے چند دوستوں کے نام بطور گواہ کے دیئے۔ سامبا کے بیٹے کرانتی نے بھی جس نے FIR درج کروائی چند گواہوں کے نام دیئے۔ تحقیقات کے دوران سب انسپکٹر نے سامبا کے دو پڑوسیوں کے نام گواہ کے طور پر درج کرلیے۔ ان تمام گواہوں کو عدالت کی جانب سے سمن جاری کیا گیا کہ وہ دوسری ساعت کی تاریخ پر عدالت میں حاضر رہیں۔

15 دن کے بعد تمام متعلقہ افراد عدالت میں حاضر ہوئے۔ کافی انتظار کے بعد مقدمے کی ساعت شروع ہوئی۔ سب سے پہلے ایک عورت کی گواہی سنی گئی جس نے حکومت کی طرف سے گواہی دی۔ اس نے جھگڑے کے روز ہونے والے تمام تفصیلات سنائیں۔ سرکاری وکیل اور روی کے وکیل دونوں نے اس سے کئی ایک سوالات کیے۔ اس کے علاوہ مجسٹریٹ نے مزید تین گواہوں کے بیانات کو سنا اور انہیں قلمبند کیا گیا۔ باقی ساعت کو اگلے پیشی کے لیے ملتوی کیا گیا۔ اس طرح ہر پیشی پر ایک یا دو گواہوں کے بیانات کو سنا جاتا تھا اور ان سے جرح کی جاتی تھی۔ اور پھر اگلی پیشی کے لیے مقدمہ ملتوی کیا جاتا تھا۔

SCERT TELANGANA

یہ پیشیاں کئی مہینوں تک چلتی رہیں۔ روی نے وکیل کو فیس کے بطور کافی رقم ادا کردی۔ اسے عدالت میں آنے اور جانے کا خرچ بھی برداشت کرنا پڑا۔ اسکی تجارت متاثر ہونے لگی۔اسی طرح ایک سال کا عرصہ گذرگیا۔آخرکار مجسٹریٹ نے فیصلے کا اعلان کیا کہ روی نے جرم کیا ہے اوراسے چار سال کی قید کی سزا سنائی۔

- بحث کیجیے کہ کسی مقدمہ میں گواہوں کے بیانات کی سماعت کیوں ضروری ہوتی ہے؟

اپیل کا نظام (Appellate system)

روی اس فیصلے سے ناخوش تھا۔ وہ بہت فکر مند تھا کہ جب وہ جیل جائے گا تو اس کے گھر والوں کا کیا ہوگا۔ اگر کوئی تحت کی عدالت کے فیصلے سے مطمئن نہیں ہوتا تو اس کو اس بات کا اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجے کی عدالت سے اپنے مقدمے کو رجوع کرے۔

ہمارے ملک میں عدالتوں کے تین درجے ہوتے ہیں۔سب سے نچلے درجے پر بے شمار عدالتیں ہوتی ہیں۔ان عدالتوں کو تحت کی عدالتیں یا ضلع کی عدالتیں کہا جاتا ہے۔ جہاں عموماً لوگ اپنے مقدمے لے کر رجوع ہوتے ہیں۔ یہ عدالتیں ضلع یا ڈویژن میں یا کسی قصبے میں ہوتی ہیں اور مختلف قسم کے مقدمات کی سماعت کرتی ہیں۔اسکے بعد کے درجے میں ہر ریاست میں ایک ہائی کورٹ ہوتی ہے جو ریاست کی اعلیٰ ترین عدالت ہوتی ہے۔سب سے اوپر کے درجے میں سپریم کورٹ ہوتی ہے جو نئی دہلی میں واقع ہے۔ یہ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت ہے۔اس میں سب سے بڑا جج ''چیف جسٹس آف انڈیا'' ہوتا ہے۔سپریم کورٹ کے فیصلوں کو ہندوستان کی تمام عدالتوں کو ماننا لازمی ہوتا ہے۔

- اپنے ٹیچر کی مدد سے آپ کے علاقے میں ان عدالتوں کی جائے وقوع معلوم کیجیے۔
- عدالتوں کے خاکے کو اہرام کی شکل میں پیش کیا گیا ہے کیا آپ ان معلومات کو ڈائیگرام کی شکل میں ترتیب دے سکتے ہیں؟

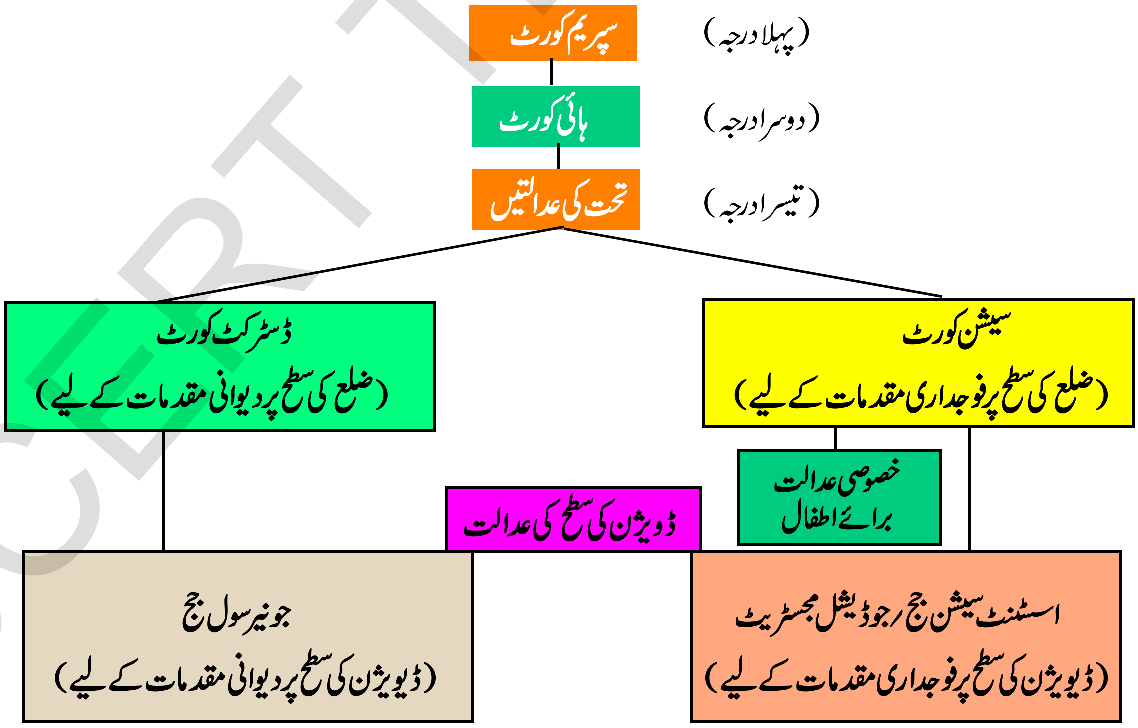

SCERT TELANGANA

سیشن کورٹ میں اپیل

روی کے وکیل نے اسے مشورہ دیا کہ ضلع کے مستقر پر سیشن کورٹ میں اپیل دائر کرنا چاہیے۔ وکیل نے روی سے کہا ''اپیل دائر کرنے کی ذمہ داری تم مجھ پر چھوڑ دو۔ البتہ اس کے لیے تم کو الگ سے فیس دینی پڑے گی۔'' اس عدالت کو تحت کی عدالت سے زیادہ اختیار ہوتا ہے وہ اسکی سزا کو کم کرسکتی ہے۔

روی کافی پریشان تھا۔ وہ مسلسل پیشیوں سے تنگ آ چکا تھا۔ اس نے کہا ''ضلع کا مستقر یہاں سے کافی دور ہے۔ اتنی پیشیوں پر تمام گواہوں کو لانا لے جانا وغیرہ کافی دشوار کام ہے۔ میں یہ سب کیسے کرسکتا ہوں؟ وکیل نے اسے یقین دلایا کہ سیشن کورٹ میں زیادہ وقت نہیں لگے گا بلکہ ایک یا دو پیشیوں میں سماعت مکمل ہوجائے گی جس میں صرف روی کو حاضر رہنا پڑے گا۔ باقی تمام تفصیلات تحت کی عدالت کے مقدمے سے حاصل کرلی جائیں گی۔

روی کے وکیل نے روی کی طرف سے سیشن کورٹ میں اپیل دائر کردی۔ سیشن کورٹ نے جوڈیشل مجسٹریٹ کے فیصلے پر ایک حکم التوا (Stay) کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ روی کو فوری جیل جانے کی نوبت نہیں آئے گی۔ اس عدالت میں روی کو ایک بار پھر عدالت میں حاضر ہونا پڑا۔ سامبا اور اسکے گواہوں کو حاضری کی ضرورت نہیں پڑی۔ باقی پیشیوں کی سماعت پر وکیل کی حاضری کافی ہوگئی۔ سیشن کورٹ نے فیصلہ سنانے کے لیے دو سال لیے۔ یہاں بھی روی کو گناہ گار قرار دیا گیا البتہ اسکی سزا کو کم کرتے ہوئے ایک سال قید کی سزا سنائی گئی۔

- کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ سیشن کورٹ نے روی کی سزا کو کم کیوں کیا؟

ہائی کورٹ (High Court)

روی سیشن کورٹ کے فیصلہ سے بھی مطمئن نہیں ہوا۔ اس کے وکیل نے بتلایا کہ چھوٹی عدالتوں کے فیصلوں کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ جو ریاست کی اعلیٰ ترین عدالت ہوتی ہے۔ ہائی کورٹ میں ملزم یا گواہوں کو حاضر ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ یہاں مقدمے کی تفصیلات کی بنیاد پر فیصلہ سنایا جاتا ہے۔ ''اگر تم اپنی سزا کو کم کروانا چاہتے ہو تو ہم ہائی کورٹ میں اپیل دائر

شکل 15.1 : تلنگانہ اور آندھرا پردیش ہائی کورٹ

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

کرکے اس کی کوشش کر سکتے ہیں۔'' وکیل نے روی سے کہا۔

روی نے وکیل کو مزید کچھ فیس ادا کی اور اسے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کرنے کے لیے کہا۔اپیل دائر کی گئی۔ کچھ مہینوں کے بعد ہائی کورٹ نے اپنا فیصلہ سنایا۔ہائی کورٹ نے سیشن کورٹ کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔اس طرح روی ہائی کورٹ میں مقدمہ ہار گیا اب اسے سیشن کورٹ کی جانب سے دی گئی سزا کو قبول کرنا تھا۔

اب روی کے پاس دو ہی راستے تھے۔ایک تو یہ کہ وہ جیل چلا جائے اور دوسرا یہ کہ وہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرے۔لیکن وہ اس لمبے عرصے میں کافی تھک چکا تھا اب اسے مزید آگے جانے کی ہمت نہیں تھی اس طرح روی کا مقدمہ ہائی کورٹ میں اختتام کو پہنچا۔

- ہائی کورٹ ملزم یا گواہوں کو عدالت میں حاضر ہونے کے لیے طلب نہیں کرتی۔کیوں؟
- کرانتی کا کہنا ہے کہ میرے والد کو انصاف ملا مگر بہت دیر سے ملا۔کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

کلیدی الفاظ

.1 ملزم	.2 F.I.R.	.3 جرم	.4 تحقیقات
.5 گرفتاری	.6 سمن	.7 گواہ	.8 منصفانہ مقدمہ
.9 فیصلہ	.10 اپیل	.11 معاہدہ کی خلاف ورزی	.12 موکل
.13 پبلک پراسیکیوٹر	.14 ضمانت	.15 مجسٹریٹ	

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔

.1 غلط بیانات کو درست کیجیے۔(AS1)

- F.I.R. عدالت میں درج کروائی جاتی ہے۔
- پولیس کے ذریعے گرفتار ہونا سزا پانے کے برابر ہے۔
- ضمانت کی فراہمی ضامن کی بنیاد پر ہوتی ہے۔
- سپریم کورٹ ہمارے ملک کی اعلیٰ ترین عدالت ہے۔

.2 روی کے مقدمے میں پہلی سماعت سے لے کر سیشن کورٹ میں کیا ہوا؟ اسکی تفصیلات کو جدول میں کالموں کے مطابق درج کیجیے۔(AS1)

گواہوں کا کردار	سنائی گئی سزا	روی کی حاضری کی ضرورت

.3 فوجداری اور دیوانی مقدمات میں فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذیل کے بارے میں ایک ایک جملہ لکھئے۔(AS1)

a) سزا اور جیل　　b) سرکاری وکیل　　c) F.I.R. کا اندراج

SCERT TELANGANA

4. کیا سیشن کورٹ یا ضلع کی عدالت، ہائی کورٹ کے فیصلے کو تبدیل کرسکتی ہیں؟(AS1)

5. اگر کوئی شخص سیشن کورٹ کے فیصلے سے مطمئن نہیں ہوتا تو وہ کیا کرسکتا ہے؟ اگر وہ ہائی کورٹ کے فیصلے سے مطمئن نہ ہو تو کیا کیا جاسکتا ہے؟(AS1)

6. S.H.O. اور مجسٹریٹ کے رول کے درمیان کیا کیا فرق ہیں؟(AS1)

7. آپ کے خیال میں ویرو کے مقدمے کا فیصلہ کیا ہونا چاہیے تھا؟(AS2)

8. ایک شخص نے پولیس کے روبرو اپنے جرم کا اقرار کیا۔ اور پولیس نے اسے چھ ماہ کے لیے جیل میں ڈال دیا۔ کیا یہ صحیح طریقہ کار ہے؟(AS1)

9. اس باب میں کیا آپ عاملہ اور عدلیہ کے رول کی شناخت کرسکتے ہیں؟(AS1)

مباحثہ

1. گاؤں اور خاندانوں میں جھگڑے کیوں ہوتے ہیں؟ ان کی وجوہات کیا ہوتی ہیں؟ ان کو نظر انداز کرنے کے لیے رویہ میں کس قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہے؟

2. ایسے مجرمین جو جیل کی سزا کاٹ چکے ہیں۔ ان کے خاندانوں کے حالات کے بارے میں مباحثہ کیجیے۔ ایسے افراد کو مدعو کرکے جیل کی زندگی اور آزادی کے بارے میں گفتگو کیجیے۔

3. اپنی کمرہ جماعت میں کسی پولیس آفیسر یا وکیل کو مدعو کیجیے اور مختلف جرائم اور ان کی سزا کے بارے میں مباحثہ کیجیے اور جرائم کو کیسے روکا جاسکتا ہے؟

منصوبہ کام

ایک قصبے میں جو Peace Land کہلاتا ہے۔ Fiesta فٹ بال ٹیم والوں کو معلوم ہوا کہ جوبلی فٹ بال ٹیم کے حامی افراد نے 40 کلومیٹر دور ایک شہر میں میدان کو نقصان پہنچایا۔ جہاں دوسرے دن ان دونوں ٹیموں کے درمیان فائنل میاچ کھیلنا مقرر تھا۔ اس پر Fiesta ٹیم کے حامیوں کا ایک بڑا ہجوم نے شہر میں جوبلی فٹ بال ٹیم کے حامیوں کے مکانات پر خطرناک ہتھیاروں سے حملہ کردیا۔ اس حملہ میں دس آدمی مارے گئے پانچ خواتین شدید زخمی ہوئیں اور کئی مکانات تباہ ہوئے اور لگ بھگ پچاس آدمی زخمی ہوئے۔

فرض کیجیے کہ آپ اور آپ کے ساتھی فوجداری عدالتی نظام کا حصہ ہیں۔ اپنی جماعت کو اسطرح چار گروپوں میں تقسیم کیجیے۔

1. پولیس
2. پبلک پراسیکیوٹر
3. وکیل صفائی
4. جج

SCERT TELANGANA

رول	فرائض
	گواہوں کی سماعت
پولیس	گواہوں کے بیانات کوریکارڈ کرنا
	جلے ہوئے مکانات کی تصویریں اتارنا
	ثبوتوں کو اکٹھا کرنا
پبلک پراسیکیوٹر	Fiesta ٹیم کے حامیوں کو گرفتار کرنا
	فیصلہ تحریر کرنا
	متاثرہ افراد کی جانب سے بحث کرنا
وکیل صفائی	فیصلہ کرنا کہ ملزمان کو کتنے عرصے کے لیے قید میں رکھا جائے۔
	عدالت میں گواہوں پر جرح کرنا
	فیصلہ سنانا
جج	شدید زخمی خواتین کی طبی جانچ کروانا
	منصفانہ مقدمہ کو یقینی بنانا
	ملزمین سے ملاقات کرنا

بائیں جانب کے کالم میں فرائض کی فہرست دی گئی ہے۔ دائیں جانب دیے گئے رول کے ساتھ ان کے جوڑ ملائیے۔

- اب Fiesta ٹیم کے حامیوں میں سے ایک طالب علم کو بلائیے اور اس سے مندرجہ بالا تمام فرائض انجام دینے کے لیے کہیے۔ فوجداری عدالتی نظام میں اگر ایک ہی فرد تمام فرائض انجام دے تو کیا آپ کے خیال میں متاثرین کو انصاف مل سکتا ہے؟ کیوں نہیں؟
- آپ کیوں اس بات پر یقین کرتے ہیں کہ فوجداری عدالتی نظام میں مختلف افراد کو مختلف فرائض انجام دینا مفید ہوتا ہے؟ کوئی دو اسباب بیان کیجیے۔

SCERT TELANGANA

باب 16

زمینداری نظام کی تنسیخ

آزادی کے وقت دیہی غریبی

ہندوستان کی آزادی کے وقت سب سے بڑا مسئلہ دیہی علاقوں میں پائی جانے والی غریبی تھی۔ ایک تخمینہ کے مطابق دیہی آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ (55فیصد) مفلس اور نادار تھا۔ مجموعی طور پر 18.6 کروڑ لوگ غریبی کی دلدل میں تھے۔ وہ بہت سے وسائل جیسے اراضیات سے محروم تھے۔ انہیں تعلیمی سہولتیں بھی ملازمت کے حصول کے لیے میسر نہیں تھیں۔ دراصل ملازمت کے لیے مواقع بہت قلیل تھے۔ ان کے لیے ملازمت کا ایک ہی ذریعہ زرعی مزدوری کی حیثیت سے حاصل تھا۔ اجرت نہایت قلیل ملتی تھی۔ کسانوں کی ایک بڑی تعداد بے زمین تھی۔ بعض دیہاتوں کو زمینداروں کی اراضیات قول پر دستیاب ہوتی تھیں۔ کسانوں کو مالکین کو کرایہ ادا کرتے ہوئے جبری مزدوری بھی کرنی پڑتی تھی۔ بھوک مسلسل ان کا تعاقب کرتی رہتی تھی۔ اکثر و بیشتر قحط سالی اور مہلک بیماریاں تباہی کا باعث ہوتی تھیں۔

آزادی کے وقت دیہی غریبی کے خاتمہ کے لیے غریب کسانوں کو کاشتکار کے لیے زمین دینے سے اتفاق کیا گیا۔ ایسا اس وقت ممکن تھا جب زمینداری کا یا جاگیرداری نظام کی تنسیخ کی جائے۔ برطانوی دور میں جدوجہد آزادی میں کسانوں کے دیرینہ مسائل اور ان کی امیدوں کو اجاگر کیا گیا۔ کسانوں کے مانگ میں مال گذاری میں تخفیف، مہاجنوں کی گرفت سے چھٹکارا اور زمینداروں کے ظلم وستم سے نجات تھی۔ ان کا مطالبہ تھا کہ زمین ان کسانوں کو دی جائے جو خود کاشت کرتے ہیں۔ ''کاشتکار کو زمین دی جائے'' نعرہ بھی تھا۔

- کیا آپ سوچتے ہیں کہ دیہی عوام کے لیے روزگار کے دیگر مواقع ہیں۔
- آپ کے علاقہ میں چار افراد کی بہتر طرز زندگی کے لیے کتنے ہیکٹر زمین کافی ہوگی۔
  (پانی سے سیراب ہونے والی زمین اور غیر سیراب زمین کے اعداد وشمار علیحدہ فراہم کیجیے)
- کاشتکار کے لیے زمین کے نعرے کا مفہوم تھا کہ کرایہ دار کسان کو زمین دی جائے۔ ان بے زمین زرعی مزدوروں کا کیا ہوگا جو اجرتوں پر کام کرتے ہیں؟

زمینداری اور دیگر درمیانی مدتوں کی تنسیخ

تمام ریاستی حکومتوں نے 1950ء میں زمینداری نظام کی منسوخی کا قانون منظور کیا۔ جبری مزدوری جیسے بیگار اور وٹی چاکری کا بھی خاتمہ کردیا گیا۔ اس سے دیہی عوام کی ایک اہم شکایت رفع ہوگئی۔

زمینداروں کے تسلط کی تین اقسام کی نشاندہی کی گئی۔

(i) مالگزاری کی وصولی (ii) کاشت کی گئی اراضیات پر اجارہ داری (مسلمہ کرایہ داروں کی جانب سے کاشت کی گئی اراضیات جو راست زمینداروں کی زیر نگرانی تھی) (iii) جنگلات اور غیر افتادہ زمین پر تسلط۔

SCERT TELANGANA

ان مسائل کواصلاح اراضیات کے قانون میں واضح کیا گیا۔

i. زمینداروں کی جانب سے مالگزاری کی وصولی کے نظام کو برخواست کیا گیا۔ اب سے اراضیات کے مالکین راست حکومت کو مالگزاری ادا کریں گے۔ چونکہ زمیندار اس ذرائع آمدنی سے محروم ہوجائیں گے اس لیے حکومت نے انہیں ایک مشت رقم ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ معاوضہ ان کی سالانہ آمدنی سے 20 تا 30 گنا زیادہ تھا۔

ii. زمینداروں کی وہ اراضیات جن پر مسلمہ کرایہ دار کاشت کیا کرتے تھے ان اراضیات کو حکومت نے لے لیا اور کرایہ دار کسانوں کو اراضیات کا مالک قرار دیا۔ اب وہ درمیانی افراد کے بجائے راست حکومت کو مالگزاری ادا کریں گے۔ جب حکومت نے محسوس کیا کہ اس نے زمینداروں کو معاوضہ کے ادائیگی میں بہت ساری رقم خرچ کرڈالی تو ایک قانون بنایا گیا کہ کرایہ دار کسانوں کو اس صورت میں اراضیات دی جائیں گی جب وہ تھوڑا بہت معاوضہ حکومت کو ادا کریں۔ ایسے کسان جنہوں نے معاوضہ دیا وہ اراضیات کے مالک بن گئے اور زمینداری نظام سے انہیں نجات مل گئی۔ کم وبیش 2 یا 25 کروڑ کرایہ دار کسانوں کو فائدہ پہنچا اور کاشت کرنے والی زمین کے وہ مالک بن گئے۔ تاہم سینکڑوں ہزاروں غریب کسان جو معاوضہ ادا نہیں کر سکتے انہیں کرایہ دار کی حیثیت سے قانونی طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ چنانچہ وہ بے زمین کسانوں کی حیثیت سے زندگی گذارنے لگے۔ وہ بڑے کسانوں اور سابقہ زمینداروں کی اراضیات میں کام کرنے لگے۔

iii. قانون میں اس بات کی صراحت کی گئی کہ زمینداران کی خود کاشت کردہ اراضیات کے مالک رہیں گے جن پر وہ راست یا فصلوں میں حصہ رکھنے والوں یا مزدوروں کے ذریعہ کاشت کرواتے ہیں اس قانون کی روسے بہت سے زمینداروں نے اپنی اراضیات پر اپنا تسلط برقرار رکھا۔ انہوں نے اپنے کرایہ داروں کو فصل کے حصہ دار یا مزدور ہونے کا اعلان کیا۔ انہوں نے بہت سے کرایہ داروں کو زمینات سے نکال دیا اور ان اراضیات کو اپنی کاشت کے لیے حاصل کرلیا۔ انہوں نے قانون کی بہت سی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اراضیات کے معتدبہ حصہ پر اپنا کنٹرول برقرار رکھا۔ اراضیات کی اصلاح کے قانون میں اس بات کی صراحت نہیں کی گئی کہ ایک شخص کتنی زمین پر مالکانہ حقوق رکھ سکتا ہے۔

iv. نئے قوانین کے لحاظ سے حکومت نے بیکار اور جنگلات کی اراضیات کو حاصل کرلیا۔ جن پر زمینداروں کو قبضہ تھا۔ زمیندار درختوں کو کاٹ کر فروخت کررہے تھے۔ اس طرح جنگلات کا ایک بڑا حصہ تباہ ہوگیا تھا۔ حکومت نے بیکار اراضیات کا ایک بڑا حصہ اپنے دسترس میں لے لیا اور اسے فروغ دیتے ہوئے غریب لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔

1 بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اراضیات کی اصلاح کے قوانین نے صرف زمینداروں کی مدد کی۔ کیا آپ اس خیال سے اتفاق کرتے ہیں؟

2 بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اراضی کے اصلاحات قوانین کے ذریعہ صرف خوشحال کسان، مزدوروں کو ہی زمینات اور اقتدار منتقل کیا گیا۔ کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

3 بعض لوگوں کا احساس ہے کہ قوانین نے مختلف دیہی گروہوں کے مفادات میں ہونے والے داخلی تصادم کو کم کرنے کی کوشش کی۔ کیا آپ اس خیال سے متفق ہیں؟

4 ان قوانین سے کسی کو زیادہ فائدہ پہنچا اور کسی کو فائدہ نہیں ہوا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ زمینداروں کو زیادہ نقصان ہوا؟

SCERT TELANGANA

تلنگانہ میں جاگیرداری نظام کا خاتمہ

تلنگانہ کے علاقہ میں کسانوں کی زبردست تحریک چل رہی تھی۔ آصفیہ سلطنت کو انڈین یونین میں ضم کیا گیا۔ آزادی سے قبل جبری مزدوری' وٹی چاکری کو 1927ء میں منسوخ کردیا گیا تھا۔ لیکن اس قانون پر عمل آوری نہیں ہوئی۔ لیکن جن علاقوں میں تلنگانہ مسلح جدوجہد طاقتور تھی ان خرابیوں کا 1948ء میں خاتمہ کردیا گیا۔ جب تلنگانہ تحریک کا آغاز ہورہا تھا نظام نے کرایہ دار کسانوں کے تحفظ کے لیے قوانین مرتب کئے تھے۔ ان کی روشنی میں وہ اپنے ناموں کا اندراج کرواتے اور انہیں مستقل طور پر کاشت کاری کے حقوق عطا کئے جاتے تھے۔

حیدرآباد کے بھارت سرکار میں انضمام کے فوراً بعد بھی نظام ریاست حیدرآباد کے راج پرمکھ رہے۔ انہوں نے ایک فرمان جاری کیا اور اپنی شخصی اراضیات صرف خاص کو منسوخ کردیا۔ اس کے ساتھ جبری مزدوری کی تمام اشکال کو ممنوع قرار دیا۔ 15 اگست 1949ء میں ایک دوسرے فرمان کے ذریعہ سمستان اور مقطعوں کو برخواست کیا گیا۔ ان جاگیروں میں کاشت کرنے والی کمیونٹی کے غالب طبقوں کو اراضیات کے پٹے دیئے گئے۔ حیدرآباد کے جاگیرداری تنسیخ کے قانون کے مطابق جاگیروں کے ایک بڑے حصہ کو حکومت نے چند دنوں کے اندر حاصل کرلیا۔ کم و بیش 18 کروڑ کا معاوضہ ادا کیا گیا۔ اس قانون کے تحت 995 جاگیرداروں کو برخواست کیا گیا اور اراضیات کو کاشت کرنے والے کسانوں کو دیا گیا۔

بھودان تحریک

تلنگانہ کی زمینداری' مسلح کسانوں کی بغاوت نے ملک میں تشویش کی لہر دوڑادی تھی۔ سرودیا رہنما آچاریہ ونوبا بھاوے نے اراضیات کے ارتکاز کے مسئلہ کو پرامن طریقہ یعنی بھودان تحریک کے ذریعہ حل کرنا چاہا۔ بھودان کے معنی بے زمین کسانوں کو زمین حوالہ کرنا ہے۔ وہ زمینداروں سے رضا کارانہ طور پر اراضیات لے کر بے زمین کسانوں میں تقسیم کرنا چاہتے تھے۔ ونوبا نے 18 اپریل 1951ء میں بھودان تحریک کا آغاز کیا۔ اسے اراضیات کی اصلاح کی تاریخ میں ایک سنگ میل سے موسوم کیا گیا۔ ونوبا حیدرآباد کے قریب شیورام پلی تک آئے۔ وہ یادادری ضلع میں پوچم پلی تک پیدل سفر کرتے ہوئے پہنچے۔ ایک تالاب کے قریب ایک درخت کے نیچے دعایہ اجتماع رکھا گیا۔ اس جلسہ میں بچھڑے ہوئے طبقہ سے تعلق رکھنے والے چالیس خاندانوں نے اراضیات کے حصول کی گذارش کی۔ اس جلسہ میں ویڈارا رامچندر ریڈی نے 250 ایکڑ اراضیات کا عطیہ اپنے والد کی یاد میں دے دیا۔ میسیا پہلا شخص تھا جسے زمین ملی۔ اس واقعہ سے متاثر ہوکر ونوبا جی نے تحریک میں سرعت پیدا کی اور اسے گرام دان تحریک میں تبدیل کردیا۔ ونوبا جی نے سارے ملک میں 44 لاکھ ایکڑ اراضیات عطیہ کے طور پر حاصل کیں۔ تاہم اس تحریک نے ملک کے اراضیات کے مسئلہ کے حل کے لیے کچھ زیادہ پیشرفت نہیں کی۔ زمینداروں کا ملک میں زرخیز اراضیات کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ برقرار رہا۔

شکل: 16.1 ونوبا جی' رامچند رریڈی اور میسیا کی تصاویر

SCERT TELANGANA

اس کے علاوہ مالگزاری کی شرح میں کمی کی گئی۔

نئی حکومت نے حیدرآباد زرعی اصلاحی کمیٹی کا تقرر کیا۔ اس کا مقصد اراضیات کا ارتکاز، پیداوار بڑھانے کے ذرائع موجودہ قانون کی روشنی میں کسانوں اور کرایہ داروں کی امنگوں کا مطالعہ تھا۔ اس کمیٹی نے دوررس سفارشات کیں جیسے ملکیت پر تحدیدات، زمینداروں سے فاضل اراضیات کا حصول، کرایہ دار کسانوں کا تحفظ وغیرہ تھا۔ تاہم اس کی چند ایک سفارشات پر عمل کیا گیا۔

حیدرآباد کرایہ دار قانون 1950ء میں نافذ کیا گیا۔ اس کی رو سے تمام کرایہ داروں کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ زمینداروں کے خوشنودی پر کام کرنے والے کرایہ دار کسانوں کو محفوظ کرایہ داروں کو درجہ دیا گیا۔ وہ تمام کرایہ دار جو چھ سال سے مسلسل اراضیات پر قابض ہیں انہیں محفوظ کرایہ داروں یا قلیل سی رقم کی ادائیگی پر پٹہ داروں کا درجہ دیا گیا۔ اب انہیں اراضیات سے بہ آسانی بے دخل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ کئی نسلوں تک اراضیات پر کاشت کرسکتے تھے۔ اس طرح حیدرآباد انعامی اراضیات کی تنسیخ کا قانون 1955ء میں روبہ عمل لایا گیا۔

1950ء کے اراضیات کے ابتدائی اصلاحی قانون کو 1954ء میں نافذ کیا گیا۔ اس سے اراضیات کی اصلاح کے مقصد پر کاری ضرب لگی۔ اس سے کاشتکاروں کے مخصوص طبقات کو محفوظ کرایہ داری کا حق نہیں دیا گیا۔ اس قانون نے زمینداروں کو کروڑہا روپۓ دینے کی سفارش کی۔ اس طرح ایک آزاد ملک کو جاگیرداری نظام سے چھٹکارا حاصل کرنے کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ بڑی عمارتیں، مویشیوں کے ٹھکانے، زرعی اوزار سابقہ زمینداروں کے تصرف میں رہے۔ چونکہ اراضیات کی حد پر کوئی تحدیدات نہیں تھیں اس لیے ہزاری ایکڑ زرخیز اراضیات ان کے پاس خود کاشت اراضیات کی حیثیت سے رہ گئیں۔

بہت سے قوانین پرست روی سے عمل آوری ہونے لگی۔ اس سے زمینداروں نے فائدہ اٹھایا۔ کرایہ داری کے قانون میں خامیاں تھیں۔ اس سے زمینداروں نے کرایہ داروں کے اراضیات پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ زمینداری کے نظام کی برخواستگی کے بعد بھی انہوں نے اراضیات پر اپنا قبضہ برقرار رکھا اور اسے اپنی اراضیات کہا۔ ان اراضیات پر کارخانے قائم کئے گئے۔ مثال کے طور پر چلا پلی کے زمیندار نے اپنی شکر کے کارخانہ کے لیے 2650 ایکڑ زمین بتلائی۔ بالآخر اسے آندھرا میں تجارتی صنعت کی حیثیت سے تبدیل کیا گیا۔ انہوں نے تلنگانہ میں اکیسوی ویں صدی میں بھی اپنا غلبہ برقرار رکھا۔

- تلنگانہ میں کسانوں کے کن طبقات میں نے مختلف اصلاحات سے فائدہ حاصل کیا؟ انہیں کن طریقوں سے فائدہ ہوا؟
- ان اصلاحات سے بے زمین افراد کو کس حد تک فائدہ حاصل ہوسکتا ہے؟
- کس حد تک زمینداروں کو نقصان ہورہا ہے اور وہ کس حد تک اپنے مفادات کا تحفظ کرسکتے ہیں؟

اراضیات کی تحدید کا قانون 1972-75ء

زمینداری کے نظام کے منسوخی کے قانون نے اراضیات کے ارتکاز کے مسئلہ کو حل نہیں کیا۔ آپ جدول 1 کا

SCERT TELANGANA

مشاہدہ کرسکتے ہیں۔ اراضیات کے اصلاحات کی تکمیل 1955-56ء میں ہوئی۔کسانوں کے خاندانوں میں دو ہیکٹر زمین سے زیادہ نہیں آئی۔ بڑے زمینداروں کی دسترس میں قابل کاشت اراضیات کا 38 فیصد حصہ تھا۔ بے زمین دلت مزدور زمین کے لیے آواز بلند کررہے تھے۔کسانوں کے انجمنوں نے مزید اراضیات کی اصلاحات کا مطالبہ کرنا شروع کردیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ حکومت وسیع و عریض اراضیات کی ایک حد کا تعین کرے۔حکومت فاضل اراضیات کو حاصل کرے اور بے زمین مزدوروں اور چھوٹے کسانوں میں دوبارہ تقسیم کرے۔

جدول 1 ۔تلنگانہ اور آندھراپردیش میں 1956 - 2006 میں اراضیات کی ساخت اور تقسیم

	1955-56		1980-81		2005-06	
	اراضیات کی کمیت میں حصہ	کاشت کردہ علاقہ میں حصہ	اراضیات کی کمیت میں حصہ	کاشت کردہ علاقہ میں حصہ	اراضیات کی کمیت میں حصہ	کاشت کردہ علاقہ میں حصہ
چھوٹی ہیکٹر 0-2	58%	18%	73%	29%	83%	48%
اوسط ہیکٹر 2-10	32%	44%	25%	52%	16%	46%
وسیع ہیکٹر 10 سے بالاتر	10%	38%	2%	19%	1%	6%
جملہ	100%	100%	100%	100%	100%	100%

ماخذ: ڈائرکٹریٹ اقتصادیات اور اعداد وشمار حیدرآباد۔

جدول کا مطالعہ

1955- 56ء کے اعداد وشمار کا مشاہدہ بغور کیجیے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اراضیات کی اصلاح کی عمل آوری کے بعد 60 فیصد کسان چھوٹے کسان رہے۔ان کے پاس 2ہیکٹر سے کم زمین رہی۔حالانکہ ان کی تعداد تمام کسانوں میں نصف سے زیادہ تھی۔ان کے پاس کاشت کی گئی زمین کا صرف 20 فیصد حصہ تھا۔اس کے برخلاف آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بڑے کسان یا زمیندار جو کسانوں میں سے صرف 10 فیصد تھے ان کے پاس کاشت کی گئی زمین کا 38 فیصد حصہ تھا۔

اراضیات پر تحدیدات کے قانون پر عمل آوری 1970ء میں کی گئی۔وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں کو دیکھیے ۔

چھوٹے کسانوں کی تعداد بڑھی گھٹی .... % اوسط درجہ کے کسان تعداد میں کم تھے اور وہ زیادہ/کم اراضیات پر .... پہلے سے زیادہ کنٹرول رکھتے تھے۔وسیع وعریض اراضیات کے مالکین ایک فیصد سے بھی کم پر کنٹرول رکھتے تھے۔لیکن اب وہ زمین کے .... پر قابض تھے۔

یہی صورتحال ہمارے ملک میں تھی۔ اس بات کو ذہن نشین کرتے ہوئے مرکزی حکومت نے اراضیات کی اصلاح کے دوسرے مرحلہ کا آغاز کیا۔اس میں اراضیات کی کمیت پر دھیان دیا گیا۔غریبوں میں اراضیات کی تقسیم پر زور دیا گیا۔اس مقصد کے حصول کے لیے زمینات کی تحدیدات کے قانون کو 1972ء میں روبہ عمل لایا گیا۔ اراضیات کی تحدید کے قانون کو آندھراپردیش کی قانون ساز اسمبلی اور قانون ساز کونسل میں ستمبر 1972ء میں منظور کیا گیا۔اس پر عمل آوری جنوری 1975ء سے ہونے لگی۔

قانون میں پانچ اراکین کے خاندان کو ایک اکائی سے موسوم کیا گیا۔ایسا خاندان 10 سے 27 ایکڑ تری زمین اور 35 سے 54 ایکڑ تک خشک زمین رکھ سکتا ہے۔اس سے زیادہ اراضی کو فاضل زمین کہا گیا اور اسے حکومت حاصل کرنے لگی۔

SCERT TELANGANA

آندھراپردیش میں 8 لاکھ ایکڑ زمین کو فاضل قرار دیا گیا۔اس میں 6 لاکھ 41 ہزار ایکڑ اراضیات کو حکومت لے لی۔حکومت نے 5 لاکھ 82 ہزار ایکڑ زمین کو 5 لاکھ 40 ہزار بے زمین اور غریب کسانوں میں بانٹ دی۔ درحقیقت یہ بھی مطلوبہ مانگ سے کم تھی۔ اس قانون کو صحیح انداز میں عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ زمینداروں کی ریشہ دوانیاں اور حکومت میں سیاسی عزم و عمل کی کمی سے قانون کاغذ پر ہی رہا۔

بہت سے زمینداروں نے عہدیداروں کے پاس غلط اور جھوٹے صداقت نامے داخل کئے اور فاضل اراضیات کو ظاہر نہیں کیا۔اس قانون سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے زمینداروں نے اپنے اراضیات کو اپنے رشتہ داروں، دوستوں حتیٰ کہ اپنے کھیتوں پر کام کرنے والوں کے نام پر کردیا۔ بعض مثالیں ایسی بھی ہیں جہاں جھوٹ موٹ کی طلاق عدالتوں میں دی گئی۔ یہ دکھلانے کے لیے کہ خاوند اور بیوی علیحدہ خاندان ہیں۔ایسے کسان بھی جو فاضل اراضیات رکھتے تھے انہوں نے بھی اپنی زمین کی پردہ پوشی کی۔حکومت کی حاصل کردہ بعض اراضیات قابل کاشت بھی نہیں تھیں۔ اگر آپ جدول 1 دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ 2005-06ء کے اعداد و شمار کے لحاظ سے بہت سے سارے کسان (84 فیصد) چھوٹے کسان تھے۔ان کے پاس تقریباً تمام کاشت شدہ زمین کا نصف حصہ تھا۔اس کے برعکس بڑے زمینداروں کے پاس ایک فیصد سے بھی کم زمین تھی لیکن عملی طور پر ان کے پاس 6 فیصد زمین تھی۔ دراصل بہت سے بڑے زمینداروں نے اپنے اراضیات کو چھوٹے رقبوں میں تقسیم کردیا اور مکاری سے اپنے رشتہ داروں اور نوکروں میں تقسیم کردیا۔یہی صورتحال کم و بیش ہندوستان کی دیگر ریاستوں میں تھی۔

اراضیات پر تحدیدات کے قانون کو مغربی بنگال میں موثر طریقہ سے روبہ عمل لایا گیا۔مغربی بنگال کی حکومت نے عزم راسخ کے ساتھ پیش قدمی کی ۔ بے زمین اور چھوٹے کسانوں کو متحد کیا تاکہ وہ اراضیات پر تحدیدات کے قانون کی عمل آوری میں حصہ لے سکیں۔حکومت نے 12 لاکھ 94 ہزار ایکڑ زمین حاصل کی اور 10 لاکھ 64 ہزار زمین ایکڑ زمین 26 لاکھ 51 ہزار خاندانوں میں تقسیم کی۔اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سیاسی قوت ارادی سے عملی اقدامات موثر ہوتے ہیں اور غریب کسانوں کو اراضیات کے وسائل سے استفادہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

- اراضیات پر تحدیدات کا قانون کیوں ناگزیر ہوگیا تھا؟
- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایسے قانون کو 1950ء ہی میں روبہ عمل لانا چاہئے تھا۔دوسروں کا احساس ہے کہ ایسے قانون کی مخالفت کا اندیشہ زیادہ تھا۔

  اپنی جماعت میں ان دو متضاد خیالات پر بحث کیجیے۔آپ کس خیال سے اتفاق کرتے ہیں۔فیصلہ کیجیے۔
- مغربی بنگال، تلنگانہ اور آندھراپردیش میں اراضیات پر تحدیدات کے قانون کا موازانہ کیجیے اور بحث کیجیے کہ کس طرح اس پر موثر طریقہ سے عمل کیا جاسکتا تھا۔

کلیدی الفاظ

1.اراضیات پر تحدیدات	2.جاگیرداری نظام	3.فرمان	4. کرایہ داری کا قانون
5.بودان تحریک	6.صرف خاص	7.مختہ	8.اراضیات
9.بیگار/وٹی	10.معاوضہ	11.خودکاشت	

SCERT TELANGANA

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

1. ودھان سبھا میں کون سے قوانین منظور کیے گئے اس پر مختلف نقطہ نظر سے کافی بحث ہورہی ہے ۔ 1950 کے اراضیات کے اصلاح کے قانون کے متعلق مختلف قسم کے کیا خیالات ہوں گے؟ کونسا نقطہ نظر زیادہ مؤثر ہے؟(AS1)

2. جب 1970ء میں اراضیات کی تحدید کے قوانین منظور کیے گئے تو اُس تعلق سے کیا خیالات تھے؟(AS2)

3. کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان اصلاحات سے دیہقانی خواتین کو فائدہ ہوا؟ اپنے دلائل دیجیے ۔ (AS1)

4. اگر آپ کے علاقہ میں ویٹی رائج ہے۔تب رپورٹ تیار کیجئے ۔ (AS4)

5. جب اراضیات کی اصلاح کا قانون منظور ہوا تو آپ کو مالکانہ حقوق حاصل ہوئے جب کہ آپ ایک کرائے دار تھے۔اس کا تصور کرتے ہوئے آپ اپنے احساسات قلمبند کیجیے۔(AS4)

6. آپ تصور کریں کہ اراضیات کی اصلاح کے قانون کے وقت آپ ایک زمیندار تھے ۔اُس وقت آپ کے احساسات اور اقدامات کیا تھے۔(AS4)

7. بہت سے لوگوں کا احساس ہے کہ اراضیات کی اصلاح سے کرائیداروں کی اکثریت کونقصان پہنچا۔کیا آپ اس خیال سے اتفاق کرتے ہیں؟ اپنے دلائل دیجیے۔(AS1)

8. اراضیات کی اصلاح کے قانون کوموثر انداز میں روبہ عمل کیوں نہیں لایا گیا جب کہ حکومت نے موثر قوانین بنانے کی کوششیں کیں۔(AS1)

9. تلنگانہ کے نقشے میں ضلع نلگنڈہ میں واقع پوچم پلی گاؤں کی نشاندہی کیجیے۔(AS5)

10. ’’آزادی کے وقت دیہی غریبی‘‘ کی سرخی کے تحت پہلا پیراگراف پڑھیےاورذیل کے سوال کا جواب دیجیے۔

کیا حالات اب بہتر ہو چکے ہیں؟ کس لحاظ سے بہتر ہوئے ہیں؟(AS2)

منصوبہ کام:

5 طلباء پر مشتمل ایک گروپ بنائیے اورآپ کے علاقے کے بزرگوں سے زمین داری تنسیخ کا قانون کے متعلق گفتگو کیجیے اورکیا سبق میں تذکرہ کیے گئے امور آپ کے گاؤں میں رونما ہوئے ہیں اس پر تفصیلی رپورٹ تیار کرکے کمرہ جماعت میں پیش کیجیے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

باب
17

غریبی کا ادراک

دیہی علاقوں میں مصائب

رام چاری کے ضلع نلگنڈہ کے ایک گاؤں میں بڑھئی کا کام کرتا ہے۔ وہ گاؤں میں کسانوں کے لیے اوزار اور ضروری آلات بناتا ہے۔ اُس کے پاس نہ زمین ہے اور نہ ہی مویشی۔ اگرچہ کہ رام چاری دہقان نہیں ہے لیکن اُس کی خوشحالی اُس کے گاؤں کی کھیتی باڑی کی سرگرمیوں پر منحصر ہوتی ہے۔

چند برس قبل رام چاری کے گاہکوں کی تعداد لگ بھگ چالیس کے قریب تھی۔ اُن میں زیادہ تر کسان تھے۔ اُسے خدمات کے عوض دھان مل جاتا تھا۔ ہر آدمی اُسے سال میں 70 کلوگرام دھان دیتا تھا۔ اس طرح اُسے 2800 کلوگرام دھان حاصل ہوتا تھا۔ وہ اپنے خاندان کی ضرورت کے مطابق دھان گھر میں رکھ دیتا اور باقی مارکٹ میں فروخت کر دیتا تھا۔ اُسے 70 کلو دھان کے عوض 375 روپے مل جاتے تھے۔ یہ کچھ برسوں قبل والی بات ہے۔ اُسے سالانہ 8000 روپے مل جاتے تھے۔ اُس رقم سے وہ اپنے خاندان کی کفالت کرتا تھا۔

زراعت کے طریقوں میں تبدیلی آنے سے اُس کی مصیبتوں میں اضافہ ہونے لگا۔ گاؤں میں بارہ ٹریکٹروں کی آمد سے کام میں تخفیف پیدا ہوگئی۔ بڑے اوسط درجہ کے دہقان ٹریکٹر کرائے پر حاصل کرنے لگے۔ بیلوں کا استعمال کم ہونے لگا۔ آپ نے اس خصوص میں پچھلے سبق میں پڑا ہوگا اس کے علاوہ بہت سے چھوٹے کسانوں کو کھیتی باڑی میں مشکلات پیش آنے لگیں۔ نہر سوکھ چکی تھی اور زراعت کے لیے پانی دستیاب نہیں تھا۔ بورویل کی کھدائی، تخم، جراثیم کش ادویات، کیمیاوی کھاد کی خریداری کے لیے زیادہ شرح سود پر کسان قرض لینے لگے۔ فصلوں کی عدم۔ تیاری پر قرض کی ادائیگی مشکل ہونے لگی۔ رام چاری کے گاؤں میں مصائب کی نیلامی (Distress selling) میں 30 بیل گاڑیاں تلف ہوئیں۔ اب رام چاری کے لیے کام کم ہوگیا۔ وہ بہت سی ایسی چیزیں تیار کرتا تھا جو بیل گاڑیوں سے جڑی ہوئی تھیں۔ اب رام چاری کے بنائے ہوئے اوزاروں کے لیے گاؤں میں طلب باقی نہیں رہی۔ گاہکوں کی تعداد سال میں 40 سے گھٹ کر 3، 4 ہوگئی۔ گاؤں میں کام ختم ہوگیا تھا۔

اسی لیے رام چاری کی بیوی اروناوجے واڑہ میں چپل کے کارخانے میں کام کرنے لگی۔ کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ وہ کہتی ہے ''اس سے پہلے میں کبھی مہاجن مزدور نہیں تھی۔ لیکن گاؤں میں کام کرنے کے امکانات موہوم تھے۔'' اُس نے ایک ماہ قبل ہی اپنے شوہر کے پاس تین بچوں کو چھوڑ کر چلی آئی۔ گاؤں سے 250 سے زیادہ مزدوا اپنے بچوں کو چھوڑ کر چلے آئے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

جب ارونا کام کے لیے شہر چلی گئی تو اُس کے خاندان کے افراد کئی مرتبہ بھوکے رہے۔ کئی دفعہ رام چاری نے پڑوسیوں سے پیسے اُدھار لیے اور موٹا چاول خریدا۔ وہ اکثر و بیشتر بیمار رہنے لگا۔ اُس کی صحت خراب رہنے لگی۔ اب وہ پہلے کی طرح کام کرنے کے لائق نہیں تھا۔

- رام چاری کا روزگار گاؤں کی زراعت سے کس طرح وابستہ رہا؟
- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ خاندان کو پیش آنے والی مشکلات میں ذیل کے کیا اسباب تھے
  (الف) رام چاری کی عدم۔واقفیت (یا)
  (ب) گاؤں میں روزگار کی صورتحال
- آپ کیا سوچتے ہیں رام چاری اور اُس کے خاندان کو دو وقت کی روٹی ملنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟
- رام چاری اور دیہات کے کسانوں کے درمیان ترسیل پانے والے عمل کو اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔
- رام چاری عام حالات میں سال میں کتنے کلوگرام دھان اپنے خاندان کے لیے محفوظ رکھتا تھا۔
- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ خاندان کے اخراجات (اناج کے ماسوا) کے لیے سالانہ 8 ہزار روپے کافی ہوتے ہیں؟

کالی چرن بنڈی چلانے والا ہے اُس کا خاندان گاؤں میں رہتا ہے وہ شہر کی مارکٹ میں کام کرتا ہے اور شہر کی جھوپڑ پٹی میں رہتا ہے۔ بعض دفعہ وہ 100 روپے کماتا ہے اور بعض ایام میں وہ 40 روپے سے زیادہ نہیں کماتا۔ وہ اپنی گاڑی کے پھیروں کے حساب سے کماتا ہے۔ چند یا دن میں مارکٹ کی بنڈی سے فروخت کی جانے والی روٹی اور دال کھالیتا ہے۔

وہ اپنے خاندان کو بھیجنے کے لیے پیسے بچاتا ہے اس لیے وہ اکثر و بیشتر بہت کم کھاتا ہے۔ وہ جتنی جسمانی مشقت کرتا ہے اُس لحاظ سے وہ کھانا نہیں کھاتا۔ وہ شام میں بہت تھک جاتا ہے۔ تمام بنڈی چلانے والے جھوپڑ پٹی میں رہتے ہیں۔ وہ شام کا کھانا تیار کرتے ہیں۔ کالی چرن بیس برس تک اسی انداز سے کام کرتا رہا۔ اُسے مناسب غذا میسر نہیں آئی۔ اُس کی توانائی پوری خرچ ہو چکی تھی۔ وہ اپنی عمر سے زیادہ دکھائی دینے لگا تھا۔

- کالی چرن اور رام چاری کی زندگیوں میں کون سی چیزیں مشترک ہیں۔ بحث کیجیے۔

شکل 17.1: اوپر دی گئی شہری تصویر میں دکھائی گئی مختلف معیار زندگی کے بارے میں بحث کیجیے

غریبی۔ مستقل فاقہ کشی

پرانی فاقہ کشی پھیلی ہوئی ہے۔ ہندوستانی دیہاتوں اور شہروں میں رام چاری اور کالی چرن کی طرح روزآنہ مناسب غذا حاصل نہیں کرسکتے۔ وہ صحت مند نہیں رہتے اور نہ ہی سرگرم زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ گلی کوچوں میں رہنے والے بے گھر اور بوڑھے لوگوں کی طرح دکھائی نہیں دیتے۔ وہ ہمیں عام لوگوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن وہ فاقہ کشی اور تھکان کا شکار رہتے ہیں۔ اُنہیں کھانے کے لیے مناسب غذا نہیں ملتی۔ وہ کم کھانا کھاتے ہیں اور یہ صورتحال طویل عرصہ تک جاری رہتی ہے۔ یعنی پرانی اور مستقل فاقہ کشی۔ وہ عام طور پر کمزور اور تھکے ہوئے ہوتے ہیں اور بسا اوقات علیل بھی رہتے ہیں۔

ہمیں اعضاء و جوارح کی حرکت، چلنے پھرنے، بات کرنے اور روزمرہ کے کام کاج کے لیے توانائی کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ ہمیں یہ توانائی ہماری غذاؤں سے حاصل ہوتی ہے۔ اس توانائی کی کیلوری کے ذریعہ پیمائش کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک چائے کے شکر کا چمچہ ہمیں 40 کیلوری مہیا کرتا ہے۔ تیل سے لبریز ایک چمچ 90 کلوکیلوری دیتا ہے۔ اگر آپ کسی کھانے کے پاکٹ کو دیکھیں تو آپ کو کیلوری کا پتہ چلے گا۔

قومی کیلوری کا معیار دیہی اور شہری علاقوں کے لیے یومیہ 2400 اور 2100 کلوکیلوری ہے۔ ایک آدمی کے لیے اوسطاً مطلوبہ غذا 2100 کلوکیلوری فراہم کرنے والی ہو۔ یہ صحت مند رہنے کے لیے کم از کم توانائی ہے۔ دیہی علاقوں میں جسمانی محنت و مشقت زیادہ کی جاتی ہے۔ وہاں یومیہ 2400 کیلوری درکار ہوتی ہے۔

دیہی علاقوں میں 80 فیصد لوگ معیاری کیلوریز سے نیچے رہتے ہیں اور تھوڑی غذا حاصل کرپاتے ہیں۔ پانچ افراد میں چار افراد کی غذا میں کیلوری کی مقدار کم ہوتی ہے۔

صرف دیہاتوں ہی میں کیلوری محدود نہیں ہوتی۔ شہری علاقوں میں بھی پانچ میں سے تین افراد کی غذا کیلوری کے اعتبار سے ناقص ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ عرصۂ دراز سے غریب لوگوں کی غذا میں کیلوری کی مقدار کم رہی ہے۔ 1980 کے مقابلے میں ہمارا ملک زیادہ خوشحال ہوگیا ہے۔ کئی اشیا اور سہولتیں میسر ہیں۔ لیکن غریبوں کے لیے بھوک اور فاقہ کشی بڑھ گئی ہے۔ آج وہ پچھلے 25 برسوں کے عرصہ میں کم کیلوری استعمال کررہے ہیں۔

- اعلیٰ درجہ کے رہنے والوں میں کیلوری کا اوسط کیا ہے؟
- سماج کی نچلی سطح پر رہنے والوں کی یومیہ کیلوری کی مقدار کیا ہے؟

فاقہ کشی ناقابل برداشت ہی نہیں وہ تباہ کن بھی ہوتی ہے۔ کم غذاؤں سے مستقل فاقہ کشی اور کیلوری کی کمی پیدا ہوتی ہے۔ مستقل طور پر فاقہ کشی کا شکار ہونے والے لوگ محفوظ اور غذائیت والے کھانے سے محروم رہتے ہیں۔ اُن کے کم غذاؤں سے وہ پڑھنے، کام کرنے اور جسمانی محنت کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ کم غذا کھانے والے بچے صحت مند بچوں کی طرح نشوونما نہیں پاتے۔ ذہنی طور پر ان کی نشوونما میں تاخیر ہوتی ہے۔ مسلسل فاقہ کشی سے اُن کا طبعی نظام کمزور ہوجاتا ہے۔ وہ بیماریوں اور متعدی امراض کا شکار ہوجاتے ہیں۔ فاقہ کشی سے گذرنے والی مائیں کم وزن اور کمزور بچوں کو جنم دیتی ہیں۔

SCERT TELANGANA

غذائی عدم۔مساوات

سائنس داں تجربہ گاہوں میں تجربے کرتے ہیں۔اعداد وشمار وضع کرتے ہیں۔سماجی تحقیق تجزیہ کے لیے اعداد وشمار کا قیمتی ماخذ ہوتی ہے۔ ہندوستان کی مرکزی حکومت عوام کے معاشی وسماجی حالات کو معلوم کرنے کے لیے قومی نمونے کا سروے ہر چار یا پانچ سال میں کراتی ہے۔ سروے کرنے والے ملک میں گھوم کر بڑی تعداد میں مکانوں میں رہنے والے افراد سے پوچھ تاچھ کرتے ہیں۔مختلف موضوعات پر معلومات اکٹھا کرتے ہیں۔ان اعداد وشمار کو تحقیق کرنے والے حاصل کرتے ہیں۔یہ معلومات جیسے روزگار' لوگوں کا اصراف' اسکول' صحت' پینے کے پانی کا حصول وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں۔ان اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت کے منصوبے صحیح سمت میں روبہ عمل لائے جارہے ہیں یا نہیں۔

گراف (1) کیلوری کی دستیابی پر مشتمل ہے اسے 2004 میں کیے گئے قومی نمونے کے سروے سے حاصل کیا گیا ہے۔تحقیق کرنے والوں نے ہر فرد کے استعمال کردہ کیلوری کے متعلق معلومات اکٹھا کی ہیں۔معلوم کیا ہے کہ امیروں اور غریبوں میں کیلوری کے استعمال میں فرق پایا جاتا ہے۔وہ لوگ جن کی آمدنی بہت کم ہوتی ہے وہ اوسطاً 1,624 کلو کیلوری استعمال کرتے ہیں۔آمدنی و خرچ کے بڑھ جانے سے کیلوری کے استعمال میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔غریب لوگوں کی استعمال کردہ کیلوری آبادی کے اونچے لوگوں کی کیلوری کی بہ نسبت کم ہوتی ہیں۔غریب لوگوں کو جسمانی محنت ومشقت کے سبب زیادہ کیلوری کی ضرورت ہوتی ہے۔

ملک کی ایک کثیر آبادی کی روزمرہ کی غذاؤں میں مطلوبہ کیلوری کم ہوتی ہے۔ایسے تمام لوگ جو مطلوبہ کیلوری کی نچلی سطح پر ہیں انہیں غریب سمجھا جاتا ہے۔

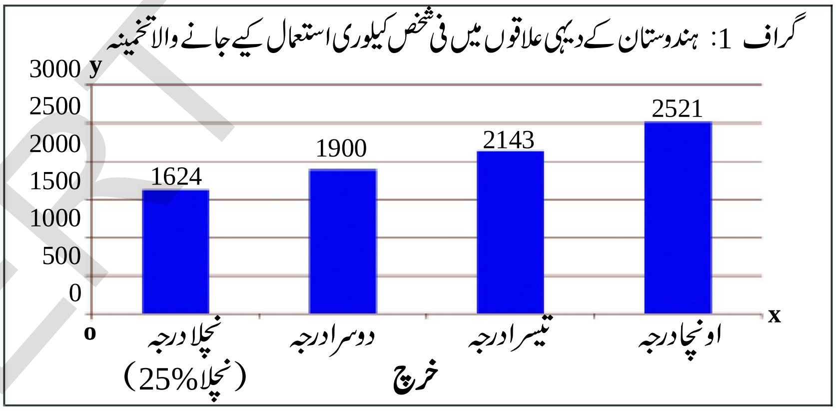

نوٹ: یہاں خرچ سے مراد گھریلو اشیا جیسے غذا' کپڑا' جوتے' تعلیم' طبی امداد' تیل' روشنی' گھر کا کرایہ وغیرہ ہے۔نچلے درجے کا ہر شخص 2004 میں ہر مہینہ 340 روپے سے بھی کم خرچ کرسکا۔وہ اُن اہم چیزوں پر یومیہ 12 روپے سے بھی کم خرچ کرسکا۔ دوسرے درجہ میں رہنے والے کچھ زیادہ خرچ کرسکے۔آگے بڑھیں تو x محور پر خرچ بڑھ جاتا ہے۔

SCERT TELANGANA

مشغلہ

- ہمیں مناسب غذائیت مل رہی ہے یا نہیں، معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے، جسے ماہرین غذائیت (غذائی سائنس داں) Body Mass Index - BMI سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کا تخمینہ لگانا آسان ہے۔ کمرہ جماعت کے ہر بچہ کو لیجئے اور ان کا وزن اور قدم معلوم کیجئے۔ طالب علم کے وزن کی پیائش کیلوگرام میں کیجئے۔ اب قد کی پیمائش، دیوار پر ایک اسکیل اتار کر، سر کو سیدھا رکھتے ہوئے (جس طرح تصویر 17.2 میں دکھایا گیا ہے)، درست طریقے سے کیجئے۔ ریکارڈ کیے گئے قد کو سینٹی میٹر سے میٹر میں تبدیل کیجئے۔ اب وزن کو قد کے مربع (قد × قد) سے تقسیم کیجئے۔ جو نمبر حاصل ہوگا اسے BMI کہتے ہیں۔ اب کتاب کے آخری صفحہ (261) پر دیئے گئے جدول BMI بلحاظ عمر کو دیکھئے۔ فرض کرو کہ اگر ایک طالبہ (لڑکی) کی عمر 14 سال اور 8 مہینے ہیں اور اس کا BMI 15.2 ہے، تب وہ کم غذائیت کا شکار ہوگی۔ اسی طرح، اگر 15 سال 6 مہینے کے طالب علم (لڑکا) کا BMI 28 ہے، تب وہ زائد وزنی ہوگا۔

شکل 17.2 جسمانی وزن اور قد کی پیائش

طلبا کے حالات زندگی، غذا اور ورزش کی عادتوں سے متعلق کمرہ جماعت میں گفتگو کیجئے، لیکن یہ گفتگو بچوں کو غیر محسوس طریقے سے کریں تاکہ کمرہ جماعت میں انھیں شرمندگی کا احساس نہ ہو۔

BMI = جسمانی وزن (کلوگرام میں) ÷ قد × قد (میٹرس میں)

غربت کیوں؟ اس کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے؟

غربت کی اہم وجہ مسلسل کام کا نہ ملنا ہے یہ بات آپ نے اخذ کی ہوگی۔

روزگار کے مواقع نہ ہوں تو بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے عوام کی خرید و فروخت کی قوت (آمدنی) کم ہوتی ہے۔ اقل ترین خریدی کی صلاحیت نہ ہونے پر وہ شدید بھوک کا شکار ہو جاتے ہیں۔

زراعت۔ روزگار کا ذریعہ

ہندوستان میں 50 فیصد سے زیادہ لوگ اپنے روزگار کے لیے زرعی سرگرمیوں پر انحصار کرتے ہیں۔ اگرچہ کہ ملک کی جملہ آمدنی میں زراعت کی حصہ داری صرف 1/6 حصہ ہے۔ صنعتوں (کارخانوں) اور خدمات کے شعبوں میں محدود روزگار کے مواقعوں کی وجہ سے لوگ زراعت پر انحصار کو جاری رکھنے پر مجبور ہیں۔ ان میں سے اکثر چھوٹے کسان اور زرعی مزدور ہیں۔ ان کے علاوہ بعض لوگوں کا پیشہ زراعت سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسے نجار (رام چاری)، کھیتی باڑی کرنے والے جیسے کمہار، موچی، چھوٹی مصنوعات چلانے والے زراعت پر انحصار کرتے ہیں۔ ہم نے پڑھا ہے کہ اُس کے خاندان کے افراد گاؤں میں زراعت کے انحطاط پذیر ہونے اور زراعت کے طریقے تبدیل ہو جانے سے کس طرح رام چاری اور اُس کے خاندان کے افراد مصائب و آلام کا شکار

SCERT TELANGANA

ہوئے۔ رام چاری کے بنائے ہوئے آلات واوزار کا گاؤں میں کوئی مطالبہ نہیں تھا۔

رام چاری کے پاس زیادہ کام نہیں تھا۔ اُس کی آمدنی بھی نہیں تھی۔ دیگر غریب گھرانوں کی طرح وہ خاندان بھی زمین اور مویشیوں سے محروم تھا۔ اُسی سال گاؤں میں کھیتوں میں کام کرنے کے لیے زرعی مزدوروں کے لیے کچھ نہیں تھا۔ وہاں اُس کے علاوہ دوسرا روزگار نہیں تھا۔

چونکہ بہت سے لوگوں کی خوشحالی روزگار، زراعت پر مبنی ہے اس لیے جب زراعت میں ترقی ہوگی تو دیہی علاقوں میں رہنے والوں کے لیے روزگار اور آمدنی کے ذرائع بھی پیدا ہوں گے۔ جب زرعی پیداوار وافر ہوگی تو لوگ غذائی اجناس اور اشیا کو خریدنے کے قابل ہوسکیں گے۔ آج بہت سے مسائل ہیں جن سے زراعت پر کاری ضرب لگ رہی ہے۔ آپ جماعت ششم میں ایک سبق "ہمارے دور میں زراعت" پڑھ چکے ہیں۔ چھوٹے کسان آبپاشی کے لیے پانی کی قلت، مناسب شرح سود پر قرضوں کا حصول، فصلوں کے بہتر بیج کیمیاوی کھاد کا فقدان ہے۔ (آپ وینکٹ پور کے چھوٹے کسان جیسے روی اور راجو کے بارے میں دوبارہ پڑھ سکتے ہیں) زرعی اشیا کی بھاری قیمتیں، کم پیداوار، فصلوں کی تباہی سے کسانوں کی مشکلات میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ بہت سے چھوٹے کسان روٹی روزی کے لیے زرعی مزدور کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ درحقیقت تلنگانہ اور آندھرا پردیش میں پانچ کسانوں میں چار کسان روی اور راموکی طرح ہیں۔

- حکومت زرعی پیداوار کو بڑھانے اور زراعت پر انحصار کرنے والوں کی مدد کے لیے کچھ اہم قدم اٹھائی ہے۔ کیا آپ اس موضوع پر کچھ سطریں لکھ سکتے ہیں۔ یہ کیوں ضروری ہے؟ آپ اپنے متن سے مثالیں دیں۔

1. حکومت وقت پر بیج، کیمیاوی کھاد، جراثیم کش ادویات، فراہم کرے تاکہ کسان درمیانی آدمی یا تاجروں پر انحصار نہ کرسکیں۔ حکومت معیاری اور مناسب قیمتوں پر اشیا فراہم کرے۔
2. چھوٹے آبپاشی کے منصوبے۔
3. مناسب شرح سود پر بینکوں سے قرضوں کی بروقت فراہمی۔
4. فصلوں کی پیداوار کو بہتر قیمتوں پر فروخت کرنے کے ذرائع فراہم کیے جائیں۔
5. دیہاتوں میں سڑکوں کی تعمیر اور ذرائع حمل ونقل کی بہتری۔
6. فصلوں کی خرابی کی صورت میں کسانوں کی امداد۔

روزگار کے دیگر ذرائع

تلنگانہ اور آندھرا پردیش میں دیہی خاندانوں کے کم وبیش 2 یا 5 فیصد لوگ زرعی مزدور ہیں۔ یہ خاندان بے زمین ہیں اور دوسرے تھوڑی سی زمین پر کاشت کرتے ہیں۔ کام کے مواقع محدود ہیں۔ زرعی مزدوروں کو سال میں 120 سے 180 دنوں تک کام ملتا ہے۔ ایسے طویل موسم ہوتے ہیں جب کھیتوں میں کوئی کام نہیں ہوتا۔

بعض اوقات قحط سالی، سیلاب، کیڑوں کے حملے یا اور کوئی مصیبت کی وجہ سے زرعی کام کرنے کے ایام میں کمی پیدا ہوجاتی ہے۔ ایسے زمانے میں بڑے پیمانے پر کسانوں کا دیہاتوں سے اخراج عمل میں آتا ہے اور دیہاتوں میں مصائب وآلام، بھوک وفاقہ کشی پھیل جاتی ہے۔ ایسے حالات میں روزگار کے تحفظ کے لیے کیا اقدامات کیے جائیں؟ کام کرنے کے حق میں کہا گیا ہے کہ زندہ رہنے کے لیے

SCERT TELANGANA

ہرایک کو کام کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ دستورِ ہند میں کام کے حق کا ''ریاست کے رہنمایانہ اصولوں میں'' حوالہ دیا گیا ہے۔ دستور کی دفعہ 41 میں زور دیا گیا ہے کہ ''ریاست اپنی معاشی استطاعت اور فروغ میں کام کرنے کے حق کا تحفظ کرے گی'' تاہم عوام نے ان حقوق کو عملی جامہ نہیں پہنایا۔حکومت اپنی سوابدید پر عوامی کاموں کی شروعات کرتی ہے اور مزدوروں کو کام

MNREGA قانون برائے مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار کی طمانیت

بالیشور مہاتو ریاست بہار کے ضلع ارار یا کا رہنے والا ہے۔ وہ ہر سال روزگار کی تلاش میں پنجاب جاتا ہے تا کہ وہ اپنے خاندان کی کفالت کر سکے۔ وہ ماہِ جون میں جانے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔ اُسے اُسی کے شہر میں MNREGA کے روزگار مل گیا۔ اب اُس نے وہیں رہنے والا فیصلہ کرلیا۔

ارار یا کے بہت سے لوگ کام کی تلاش میں پنجاب' دہلی' گجرات جایا کرتے تھے۔ اُنہیں مقامی طور پر روزگار نہیں ملتا تھا۔ اگر کام ملتا بھی تو اجرت کم ہوتی تھی۔ فصلوں کے زمانے میں یومیہ 40 سے 60 روپے یا اُس سے بھی کم (25 سے 50 روپے) یومیہ ملا کرتے تھے۔ بالیشور اپنے خاندان کے افراد کی علالت کے زمانے میں اپنے گاؤں ہی میں رہنے پر مجبور تھا۔

شہروں میں بھی نووارد مزدوروں کی حالت افسوس ناک تھی۔ انہیں رہائش' حفظانِ صحت' صاف پینے کے پانی کی سہولتیں نہیں ملتی تھیں۔ گاؤں میں رہنے والی عورتیں اور بچے عدمِ تحفظ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خاندانی رشتے بکھر جاتے ہیں۔

MNREGA سے بالیشور کو تین طرح سے فائدہ ہوا۔ اُسے مقامی سطح ہی پر کام مل گیا۔ اُسے اپنے کھیت کی دیکھ بھال کرنے کا موقع مل گیا۔ اب وہ اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ وقت گزار سکتا تھا۔

حکومت کی جانب سے MNREGA کے تحت ہر بالغ فرد کو جسمانی کام دیا جاتا ہے۔ ایک دیہی خاندان ایک سال میں کم ازکم 100 دن کے کام کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ اُسے مناسب اجرت دی جاتی ہے۔

- ❖ پانی کو جمع کرنا اور پانی سے فصلوں کو سیراب کرنا۔
- ❖ جنگلات کو کاٹنا اور درخت لگانا۔
- ❖ SC' ST طبقے سے تعلق رکھنے والے خاندانوں کی زمینات کو آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی۔
- ❖ پانی کی سربراہی کرنے والی روایتی کمیٹیوں کا احیاء۔

- اپنے استاد کی مدد سے اوپر درج کیے گئے فقروں کا کیا مفہوم ہے معلوم کیجیے۔
- اپنے گاؤں/شہر میں واقع کسی ایک مقام کا دورہ کیجیے جہاں سرکاری کام کیا جارہا ہے۔ آپ اپنی بات چیت درج کیجیے۔
- MNREGA کے تحت SC اور ST افراد کی اراضیات کو آبپاشی کی سہولتیں دی جارہی ہیں اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔
- کس طرح MNREGA نے دیہی علاقوں میں روزگار فراہم کر کے ایک اہم کام انجام دیا ہے؟

SCERT TELANGANA

پر لگاتی ہے لیکن لوگ عام طور پر کام کا مطالبہ نہیں کر سکتے ۔ بالخصوص اپنی رہائش کے قریب کام نہیں مانگ سکتے ۔ برسہا برس کی عوامی جدوجہد کے بعد قومی دیہی کام کے تحفظ کا قانون Mahatma Gandhi National Rural Employment Guarantee (MNREGA) 2005 میں منظور کیا گیا۔ اس سے دیہی علاقوں میں روزگار کے تحفظ کا راستہ ہموار ہوا۔

سماجی تنقیح کی رپورٹ

تلنگانہ میں ضلع نظام آباد کے ایشا پلی کا دورہ کرنے والی سماجی تنقیح کی جماعت نے فروری 2009 میں انکشاف کیا ہے

- رقم کی ادائیگی صحیح کی گئی۔
- عملی طور پر کام کرنے والے ملازم نے اپنے فرائض حسن وخوبی سے انجام دیئے۔
- کام کی جگہ پر مستاجر نہیں تھے۔
- کام کا معیار پست ہے۔

اس کے علاوہ ان چیزوں کا بھی حوالہ دیا گیا ہے:

ناگر اور فصلوں کا کام صرف 15.60 ایکڑ زمین پر کیا گیا۔ لیکن پیمائش اور کام کے رجسٹر میں ناگر اور فصلوں کے کام کو 15 ا ایکڑ پر دکھایا گیا ہے۔ 19.4 ایکڑ فاضل اراضی کے لیے بہت سی رقم حد سے تجاوز کرتے ہوئے ادا کی گئی۔ قدیم تکنیکی ملازم رام موہن اس گھپلے کے لیے ذمہ دار ہے۔

سندھی کیٹ نگری رما دیوی نے ریکارڈ کے مطابق کنکروں کو سڑک پر بچھایا تھا۔ اُس کی مرمت کی تھی۔ اُس چھ دن کی مزدوری کے لیے 400 روپے ادا کیے جانے چاہیے تھے لیکن اُسے مزدوری ادا نہیں کی گئی۔

آپ اپنے گاؤں کے متعلق سماجی تنقیح کی یہ معلومات ویب سائٹ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں:

http://125.17.121.162/SocialAudit/Login.jsp

خریدی جاسکنے والی غذائی اشیا تک رسائی

”بادشاہ اپنے اناج کے گودام سے مصائب و آلام کے وقت دیہی عوام کے لیے اناج کا آدھا حصہ مختص کردے اور دوسرے نصف حصہ کو استعمال کرے ۔ پرانے اناج کے حصہ کو نئے اناج سے تبدیل کرے۔“

ارتھ شاستر (2.15.22-23)

کوٹیلیا۔ چوتھی صدی ق م

حکومت روزگار کے ساتھ خریدے جانے والی غذائی اشیا تک رسائی کو یقینی بنائے۔ اگر ضروری اشیاء کی قیمتیں بہت زیادہ ہوں تو روزگار اور آمدنی سے کچھ نہیں ہوگا۔ حکومت راشن شاپ "Fair Price Shop" کے ذریعہ غذائی اشیا کو عوام تک پہنچا سکتی ہے ۔ حکومت کسانوں سے غذائی اجناس خریدتی ہے اور انہیں راشن شاپ کو فراہم کرتی ہے ۔ راشن شاپ میں اناج کا ذخیرہ رہتا ہے (دیگر ضروری اشیا جیسے شکر، دالیں، مٹی کا تیل) ان چیزوں کو عوام میں فروخت کیا جاتا ہے راشن شاپ پر قیمتیں مارکٹ کی قیمتوں سے نسبتاً کم ہوتی ہیں۔

راشن شاپ کے ذریعہ اناج اور دیگر ضروری اشیا کی تقسیم کو پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم (PDS) کہا جاتا ہے ۔ ہندوستان میں آزادی کے بعد سے PDS کا وجود ہے۔ اس کے ذریعہ سے شہری اور دیہی علاقوں میں رہنے والوں کو غذائی اجناس فراہم کی جاتی ہیں۔ اُس کے کام کے طریقہ کار میں کچھ مسائل پائے جاتے ہیں ۔ بعض مقامات پر راشن شاپ باقاعدگی سے کھولی نہیں جاتی ۔ غذائی اجناس میں ملاوٹ کی

SCERT TELANGANA

تلنگانہ اور آندھرا پردیش میں سماجی تنقیح

حکومت کے روزگار پروگرام کے تعلق سے ایک عام شکایت رشوت ستانی یعنی کرپشن کے تعلق سے رہی ۔ اس اسکیم سے طاقتور اور مستاجر فائدہ حاصل کرتے ہیں ۔ غریب لوگ سرکاری طور پر اعلان کردہ بیان سے کم فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ کرپشن کو کم کرنے کے لیے MNREGA نے لازمی سماجی تنقیح کو روشناس کیا۔

سماجی تنقیح ایک ایسا عمل ہے جس میں کمیونٹی کے افراد پروگرام اور اس کی عمل آوری کی جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ منصوبہ کے فوائد اُن لوگوں تک پہنچتے ہیں یا نہیں جن کے لیے یہ منصوبہ بنایا گیا۔ اس سلسلے میں آندھرا پردیش کا تجربہ قابل تعریف رہا۔ حکومت نے شہری سماج کی جانب سے کیے گئے اقدامات کی بھر پور تائید کی۔

1. چند ایک سرگرم نو جوان جن کا تعلق MNREGA سے ہے اُنھیں سماجی تنقیح کی تربیت دی جا رہی ہے۔

2. یہ نو جوانوں کی ایک ٹیم ہے جو گھر گھر جاتے ہیں اور اُجرت کا رجسٹر' کام کرنے کی جگہ' مزدوروں کا تحریری ریکارڈ تنقیح کرتے ہیں۔ وہ ہر گاؤں میں جلسے کرتے ہیں۔

3. ایک زبردست عوامی جلسہ منڈل کے صدر مقام پر کیا جاتا ہے جس میں ہر گاؤں سے لوگ شریک ہوتے ہیں ۔ اُن کے نمائندے' میڈیا' MNREGA کے کارکن اور متعلقہ حکومتی عہدیدار بھی ہوتے ہیں۔

4. اس جلسہ میں ہر گاؤں میں سماجی تنقیح کے بارے میں پڑھا جاتا ہے' مزدور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ متعلقہ عہدیدار پوچھے گئے سوالات کے جواب دیتے ہیں ۔ وہ شکایت کرنے والے کے آگے وضاحت کرتے ہیں۔

5. عہدیداروں کو شکایتوں کے ازالہ کے وقت کا تعین کرنا پڑتا ہے۔

6. جلسہ عام کے بعد سماجی تنقیح کی ٹیم ہر پندرہ دن میں دیہاتوں کا دورہ کرتی ہے اور کیے گئے فیصلوں کو روبہ عمل لانے کی کوشش کرتی ہے۔

آندھرا پردیش میں سماجی تنقیح کے ذریعہ رشوت ستانی کی کثیر رقم حاصل کی گئی۔ کئی مرتبہ غلطی کرنے والے عہدیداروں نے رضامندی سے منڈل کے عوامی جلسہ میں مزدوروں کی رقم واپس کردی۔ عہدیداروں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ اس عمل میں MNREGA کے مفصل قواعد وضوابط سے مزدوروں کو واقفیت حاصل ہوگئی۔

SCERT TELANGANA

جاتی ہے تاکہ لوگ اُنہیں نہ خریدیں اور راشن شاپ کے مالکین غذائی اجناس کو عوام میں فروخت کرنے کے بجائے دوسرے دکانداروں کو فروخت کرسکیں ۔ کئی لوگ بشمول غریب افراد راشن حاصل نہیں کرپاتے ۔ عام طور پر ان راشن شاپوں کی کارکردگی ملک کی غریب ترین ریاستوں اور غریب ترین علاقوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ رقم کی منتقلی کی اسکیم PDS کا متبادل ہے؟

PDS کو صحیح انداز میں روبہ عمل لانا چاہیے۔ یہ اسکیم جنوبی ہند کی ریاستیں جیسے کیرالا' آندھراپردیش اور تاملناڈو میں بہتر طریقے سے چل رہی ہے۔ اگر ہر فرد کا تعاون رہے تو اُس کی کارکردگی میں اور بہتری پیدا کی جاسکتی ہے۔

حکومت ہند کے اور منصوبے ہیں اُس نے 1997 میں فیصلہ کیا کہ راشن شاپس صرف غریبوں تک محدود رہے۔ اس سے صرف غریب عوام استفادہ کریں۔ باقی لوگ غذائی اشیا زیادہ قیمتوں پر مارکٹ سے خریدیں۔

حکومت اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جاننا چاہی کہ غریب کون ہیں ؟ پنچایتوں سے کہا گیا کہ وہ BPL' غریبی کی نچلی سطح پر رہنے والوں کا سروے کریں۔ اس سروے میں خاندان کی آمدنی' ذرائع آمدنی' دن میں تناول طعام کے اوقات' لباس' رہائش گاہیں' اخراج' قرضے وغیرہ شامل ہیں۔ اس کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ خاندان غریب ہے۔ اس سروے کی اساس پر تین قسم کے کارڈ تقسیم کیے گئے۔ غریب خاندان کو انتودیا کارڈ تقسیم کیے گئے۔ حالات قدرے بہتر تھے انہیں غریب ہی تصور کیا گیا۔ انہیں APL کارڈس دیے گئے باقی ماندہ خاندانوں کو BPL کارڈ جاری کیے گئے ۔ ہر راشن کارڈ کی مقدار اور قیمتیں مختلف تھیں۔ مثال کے طور پر انتودیا کارڈ رکھنے والے اپنے خاندان کے لیے ہر مہینہ 35 کلو اناج (چاول' گیہوں) لے سکتے ہیں۔ آندھراپردیش میں BPL کارڈ رکھنے والے خاندان کا ہر فرد 4 کلو اناج حاصل کرسکتا ہے۔ APL کارڈ رکھنے والے افراد اپنے خاندان کے لیے 2 یا 3 کلو شکر ہر مہینہ حاصل کرسکتے ہیں۔

- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس نئے منصوبے سے غریبوں کو فائدہ ہوگا؟ اپنے جواب کی تائید میں دلائل پیش کیجیے۔
- کیا آپ PDS کی کارکردگی کی بہتری کے لیے کچھ اور طریقے تجویز کرسکتے ہیں؟

زندگی کے حق کی جدوجہد

PDS کی نئی پالیسی بحث و مباحثہ کا محور بن چکی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دیہی علاقوں میں 5 لوگوں میں سے 4 افراد مطلوبہ کیلوری سے کم غذا استعمال کرتے ہیں۔ ابھی تک 10 میں سے 3 خاندان کے پاس دیہی علاقوں میں BPL اور انتودیا کا کارڈ نہیں ہے۔ اس بات کا ہمیں 2004 کے قومی نمونہ کے سروے سے پتہ چلتا ہے۔ عوام کی ایک کثیر تعداد جو پہلے PDS سے استفادہ کرتی تھی وہ اب اس اسکیم سے محروم ہوچکی ہے ۔ بے زمین کسانوں کے کئی خاندان BPL کارڈ سے محروم ہیں ۔ یہ خبر ہے کہ مختلف اچھے خاندانوں کے پاس BPL کارڈ ہیں۔

اس نئی PDS پالیسی میں کئی دیگر تضادات ہیں ۔ حکومت ہند غذائی اجناس کا کثیر ذخیرہ (کسانوں سے خریدا ہوا اناج) رکھتی ہے ۔ گوداموں میں اناج خراب ہوجاتا ہے اور

SCERT TELANGANA

شکل 17.3 بچے اسکول میں دوپہر کا کھانا تناول کرتے ہوئے۔

انہیں چوہے کھاجاتے ہیں۔ راشن شاپ کے ذریعہ اناج BPL اور انتودیا کارڈ رکھنے والوں سے مہیا کیا جاتا ہے ۔ راشن شاپوں میں فروخت نہیں کیا جانے والا اناج کا ذخیرہ بھی ہوتا ہے اورعوام کی ایک کثیر تعداد بھوکا پیٹ لیے سوجاتی ہے۔ یا وہ آدھا پیٹ کھاتی ہے ۔ اس بنیادی حق کی خلاف ورزی ہورہی ہے۔ دستور ہند کی دفعہ 21 میں زندگی کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔لوگ سوال کررہے ہیں کہ بغیر کھانے کے زندگی کیسے ممکن ہے۔ حکومت ذمہ داری قبول کیوں نہیں کرتی۔ حکومت غذائی اجناس خراب کرنے یا سڑانے کے بجائے خود اناج تقسیم کیوں نہیں کرتی ۔ کیا یہ حالت ایسی ہی رہے گی ۔ ایک قابل لحاظ عرصہ سے غذا کے حق کی مہم فروغ پاتی رہی ۔ لوگوں نے قانونی قدم بھی اٹھائے ۔ شہری حقوق کے گروہوں نے سپریم کورٹ میں زندگی کے حق کی خلاف ورزی کے متعلق حکومت کے خلاف درخواست بھی داخل کی ۔ اس میں غذا کا حق بھی اسی حق کا حصہ ہے۔ درخواستوں میں گذارش کی گئی کہ راشن شاپس پر تمام خاندانوں کے لیے اناج موجود رہے ۔ ہر خاندان موجودہ حد سے زیادہ اناج حاصل کرسکے۔

سپریم کورٹ کی ہدایتیں اور عام آدمی کی جانب سے مسلسل دباؤ کے باعث حکومت کی بہت سی اسکیموں بشمول PDS کی کارکردگی پر اثرات مرتب ہوئے لیکن ابھی بہت کچھ کیا جانا باقی ہے۔

- راشن شاپس کو فیئر پرائس شاپس بھی کہا جاتا ہے کیوں؟

SCERT TELANGANA

اس سبق میں ہم ہندوستان میں پھیلی ہوئی بھوک وفاقہ کشی کے تناظر میں کام کرنے کے حق، غذا کے حصول کے حق کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ کام کرنے کا حق اور غذا کا حق غریبی اور بھوک سے بچنے کے لیے بے حد ضروری ہے۔ غریبی سے نجات اور باعزت زندگی کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے۔ اس میں صحت، تعلیم، رہائش، لباس، پانی، حفظان صحت بھی شامل ہے۔ آلودگی، آزادانہ فضا، توانائی، بنیادی سہولتیں، صیانت، عدم۔امتیاز، جمہوری شرکت وغیرہ بھی شامل ہے۔ یہ معاشی اور سماجی حقوق زندگی کے حق کا حصہ ہیں۔ سماج کو اس وسیع تر مقصد کے حصول کے لیے کام کرنا چاہیے۔

کلیدی الفاظ			
1. کم غذا	2. زرعی پیداوار	3. رہنمایانہ اصول	4. عوامی خدمات
5. سماجی تنقیح (Social Audit)	6. غریبی کی نچلی سطح	7. عوامی تقسیم کا نظام	

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔

1. ذیل کا کونسا بیان غریبی ایک مستقل بھوک یا فاقہ کشی کے تناظر میں صحیح ہے (AS1)

(الف) دن میں صرف ایک بار کھانا (ب) مطلوبہ کیلوری سے کم کھانا

(ج) فصلیں تیار کرنے والا، کھیتوں میں ناگر چلانے والا ایک جیسی کیلوری کی غذا کا طالب ہوتا ہے

(د) کھیتوں میں ناگر چلانے والا دکان کے مالک سے زیادہ کیلوری کا طالب ہوتا ہے۔

(ھ) بھوک/فاقہ کشی سے عصبی نظام پر اثر پڑتا ہے۔

2. اس سبق میں غریبی کی کیا وجوہات بیان کی گئی ہیں؟ (AS1)

3. PDS، MNREGA جیسے پروگرام کے اہم خدو خال کیا ہیں؟ وہ غریبی کے کس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ راشن شاپس کیوں ضروری ہیں؟ (AS7)

4. ''زندگی کے حق کی جدوجہد'' کے پہلے دو پیراگراف پڑھیے (صفحہ نمبر 202 اور 203-) اور تبصرہ کیجیے۔

5. اپنے گاؤں میں منعقد کئے جانے والے PDS پروگرام کے متعلق ضلع کلکٹر کو خط لکھیے۔

منصوبہ کام:

آپ کے پڑوس میں واقع راشن شاپ دورہ کیجیے اور ذیل کی چیزوں کا مشاہدہ کیجیے

- راشن شاپ کب کھلتی ہے؟
- راشن شاپ میں کیا چیزیں فروخت کی جاتی ہیں؟
- مختلف کارڈ رکھنے والوں کا ریکارڈ ہے یا نہیں؟
- کیا آپ راشن شاپ کے چاول، شکر کی قیمتوں کا (غریبی کی نچلی سطح پر رہنے والے خاندان) دیگر بنیے کی دکان میں فروخت کیے جانے والے چاول، شکر کی قیمتوں سے تقابل کر سکتے ہیں (بنیے کی دکان پر عام قیمتوں کے بارے میں دریافت کیجیے)۔

SCERT TELANGANA

باب 18

حقوق ـ ترقی تک رسائی

انسانی حقوق کا نظریہ

جمہوریت کی طرح انسانی حقوق کے نظریہ نے بھی 300 برسوں میں ساری دنیا میں اہمیت اختیار کر لی ہے۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ سارے انسان بلا لحاظ ذات پات، جنس، مذہب، ملک وغیرہ، خواہ وہ کم درجہ کے ہوں یا مجرم۔ انہیں چند بنیادی حقوق حاصل ہیں اور ان سے انہیں محروم نہیں کیا جاسکتا۔ غریبی کے تناظر میں دو حقوق نہایت اہم ہیں۔

(1) باوقار زندگی کا حق (2) آزادی وحریت کا حق

زندگی کے حق سے مراد یہ ہے کہ سارے انسان زندہ رہنے کا حق رکھتے ہیں۔ وہ اس طرح سے جیئیں کہ انسانی عظمت پر کوئی سمجھوتہ یا مصالحت نہ ہو پائے۔ آزادی حریت کے حق سے مراد یہ ہے کہ وہ پیش قدمی کر سکتے ہیں۔ اپنا عقیدہ رکھ سکتے ہیں اور بغیر کسی خوف کے وہ اظہار خیال کر سکتے ہیں۔ (دوسروں کی آزادی کو تلف کیے بغیر) وہ اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

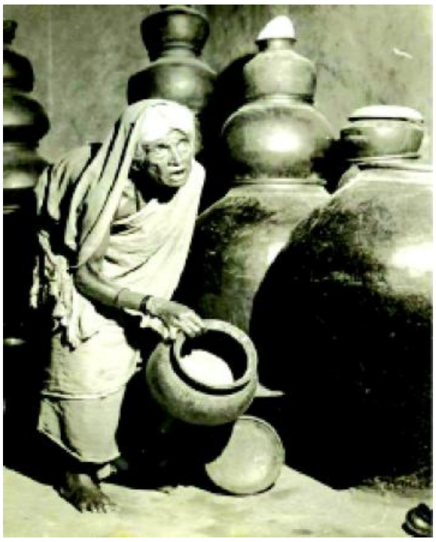

شکل:18.1۔ اس سال بارش نہیں ہوئی

پون گیارہ برس کا لڑکا اپنی ماں کی ساتھ رہتا ہے۔ وہ مندر کے شہر میں رہتا ہے۔ جہاں بہت سے زائرین آتے ہیں۔ پون مندر کے باہر کے دروازہ پر کھڑے ہوکر بھیک مانگتا ہے۔ وہ زائرین کے قدموں میں گر جاتا ہے۔ کھانے کے لیے گڑگڑاتا ہے۔ بعض دفعہ وہ لوگ ٹفن کے ڈبے میں بچے ہوئے خراب ہوتے ہوئے کھانے کو دیتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ ان کے وزنی صندوقوں کو اٹھاتا ہے۔ اسے معمولی سا معاوضہ دیا جاتا ہے۔

پون کی ماں ایک گھر میں نوکرانی کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔ وہ روزانہ بارہ گھنٹے کام کرتی ہے۔ وہ سارا مہینہ اسی طرح کام انجام دیتی ہے۔ اس کے مالکین کے ساتھ گھر کے نوجوان بچے بھی اسے مسلسل حکم دیا کرتے ہیں۔ سب لوگوں کے کھانے کے بعد اسے بچا ہوا کھانا دیا جاتا ہے۔ اسے مالکین کے روبرو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ ان سے نرمی اور عاجزی سے بات کرتی ہے۔ اس کی چھوٹی سی غلطی پر بے عزتی کی جاتی ہے۔ نوکری کے چلے جانے کے ڈر سے وہ اپنے غصہ اور آنسوؤں کو پی جاتی ہے۔

اوپر دی گئی مثال سے کیا پون اور اس کی ماں عزت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں؟ آپ کا کیا خیال ہے۔

- کونسی چیز انہیں ایک باعزت زندگی عطا کر سکتی ہے۔
- کیا پون اور اس کی ماں ان کی مرضی سے کچھ کر سکتے ہیں۔
- پون اور اس کی ماں کی طرز حیات کے لیے کسے مورد الزام قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیا وہ اپنے حالات کے خود ذمہ دار ہیں۔
- پون اور اس کی ماں ایک باعزت اور آزادی زندگی بسر کر سکیں۔ اسے یقینی بنانا کس کا کام ہے۔

SCERT TELANGANA

ہم پچھلے سبق میں غریبی کی چند شکلیں دیکھ چکے ہیں۔صرف بھوک و پیاس ہی نہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ زندگی گذارنے کے لیے وسائل جیسے زمین یا تعلیم سے محروم ہیں۔انہیں کارآمد ملازمت میسر نہیں ہے۔وہ زندگی کی چند بنیادی ضرورتیں جیسے طبی سہولتیں' تعلیم' غذا وغیرہ سے محروم ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی آواز نہیں سنی جاتی۔منصوبوں کی تشکیل کے عمل پر اثر انداز نہیں ہوسکتے یا حکومت کے منصوبوں کو روبہ عمل نہیں لا سکتے۔ انہیں غریبی کی سطح سے اوپر اٹھنے کے لیے وسائل اور سہولتیں کیسے نصیب ہوسکتی ہیں۔

یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب حکومت ان کی خاطر کام کرے۔لیکن اکثر یہ ایقان کیا جاتا ہے کہ غریبوں کی فلاح کے لیے کیے جانے والے اخراجات خیرات کی طرح ہیں اور اس کے وسائل حکومت پر ایک بوجھ ہے۔جب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ عوام کے بنیادی حقوق ہیں تو حکومت کا بنیادی فریضہ بن جاتا ہے کہ وہ ان حقوق کو عملی جامہ پہنائے۔اس کے علاوہ ان پر خرچ کئے جانے والے وسائل کو خیرات یا فضول نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں ملک کے مستقبل کے ضروری سرمایہ کاری تصور کیا جائے۔ اس لیے ایسی قانون سازی ضروری ہوگئی ہے جس سے سارے لوگوں کے معاشی وفلاحی حقوق کا تحفظ ہوسکے۔

جب اقوام متحدہ کی تاسیس 1945ء میں ہوئی تو اس وقت تمام ممالک نے اقرار کیا کہ آزادی' معاشی ترقی سارے انسانوں کا بنیادی حق ہے۔کئی ملکوں نے آزادی کے حق کی ضمانت دی ہے لیکن انہوں نے معاشی فلاح و بہبود جیسے ملازمت' مناسب اجرتیں' تعلیم' طبی سہولتیں' رہائش اور غذا کے حصول کے حق پر چپ سادھ لیتے ہیں۔ ایک بار پھر تمام ممالک نے 1983ء میں دونوں قسم کے حقوق کی اہمیت سے اتفاق کیا۔

ہم کہہ رہے ہیں کہ عوام کو غذا' تعلیم' صحت' رہائش' ملازمت کا حق ہے۔اس کا کیا مطلب ہے؟ ہمارا مفہوم یہ ہے کہ حکومت ان تمام چیزوں کو مہیا کرے تاکہ عوام ان سے استفادہ کرسکیں۔ حکومتیں ان چیزوں کی فراہمی کے لیے قانونی طور پر پابند ہوجائیں۔اگر حکومتیں ان چیزوں کو فراہم نہیں کرتی تو عوام اپنے حقوق کی پابجائی کے لیے عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹا سکتے ہیں۔ پون جیسے لوگ اپنی غذا اور دیگر مطلوبہ اشیا کے حصول کے لیے امیروں کی جانب سے خیرات تصور نہ کریں بلکہ انہیں اپنا بنیادی حق سمجھیں۔وہ اپنے بنیادی حق کی حیثیت سے غذا' تعلیم' رہائش اور طبی سہولتوں کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔

ایسا اسی وقت ممکن ہے جب حکومت ان تصورات کے مطابق قانون سازی کرے۔پچھلے چند برسوں میں حکومت ہند نے ایسے کئی قوانین بنائے ہیں ان قوانین میں حق معلومات' ملازمت اور اسکول کی تعلیم ہے۔سب لوگوں کو غذائی طمانیت کا قانون بھی تشکیل کے مرحلوں میں ہے۔ہم بعض ایسے قوانین کا تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

بدعنوانیوں سے نمٹنے کے لیے معلومات کی ضرورت

حکومت کا نظام وسیع و عریض اور پیچیدہ ہوتا ہے۔ پالیسیوں اور منصوبوں پر عمل آوری مشکل ہوتی ہے۔غریبی کے خاتمہ اور غریبوں کو فائدہ پہچانے والے منصوبے مستحق لوگوں تک پہنچ نہیں پاتے۔امداد کو دوسری طرف منعکس کردیا جاتا ہے۔اس کا سب سے بڑا سبب رشوت ستانی ہے۔اس رشوت ستانی کی سب سے بڑی وجہہ یہ ہے کہ عام لوگ منصوبوں اور ان کی عمل آوری کے بارے میں نہیں جانتے۔

SCERT TELANGANA

عوام تصدیق نہیں کر سکتے کہ اداروں میں کس طرح سرمایہ خرچ کیا۔ یہ جاننا مشکل ہوتا کہ بلدیہ یا پنچایت نے کس طرح کنٹراکٹ دیا۔ کس قسم کی اینٹیں اور سمنٹ استعمال کی گئی۔ مزدور کتنے دن تک کام کرتے رہے۔ اس قسم کی معلومات سے عوام کو آگاہ نہیں کیا جاتا۔ تاہم جمہوریت میں عوام الناس کے پیسے کو فلاحی اسکیمات میں خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ ان کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لیے عوام کو اس بات کا پورا حق حاصل ہے کہ وہ معلوم کریں کہ آخر یہ پیسہ کس طرح خرچ کیا گیا۔ پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ منتخبہ نمائندے ہی قانون ساز اسمبلیوں میں ان معاملات کے بارے میں پوچھ تاچھ کر سکتے ہیں اور رشوت ستانی پر روک لگا سکتے ہیں۔

- ایک سڑک کی تعمیر یا گتہ داروں کی جانب سے مکانات کی تعمیر کے بارے میں معلومات کے متعلق بحث کیجیے۔
- اس کے بارے میں معلومات کے حصول سے احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔

تحریک کا آغاز کیسے ہوا

راجستھان میں عوام الناس کے ایک گروہ نے مزدور کسان شکتی سنگم (MKSS) کے پرچم تلے خود کو منظّم کرتے ہوئے معلومات کا مطالبہ کیا۔ حکومت سے مفصل معلومات حاصل کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں تھا۔ ابتدا میں عہدیداروں کی مدد سے دستاویزات کو اکٹھا کیا گیا۔ عوام نے عوامی جلسوں میں ان دستاویزات کا معائنہ کیا۔ بعض عہدیداروں نے معلومات کے انکشاف سے گریز کیا۔ اس واقعہ سے عوامی تحریک کی شروعات ہوئی۔ اگلے تین برسوں تک جلوس اور جلسے کئے جاتے رہے۔ عوام نے اپنی فلاح و بہبود کے لیے معلومات کے حصول کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے بحث کی اور مندرجہ ذیل نکات پیش کیے۔

- ☜ انسانی نشوونما اور ترقی جمہوری حقوق کے لیے معلومات نہ گزیر ہیں۔ عوام حکومت کی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اگر ان کے پاس سرکاری دستاویزات کی شکل میں معلومات ہوں تو حقیقی ترقی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔
- ☜ معلومات کی فراہمی سے حکومت میں احساس ذمہ داری پیدا ہوگا اور کارکردگی بہتر ہوگی۔ سرکار کے کام کاج پر نگاہ رکھی جاسکتی ہے۔ بدعنوانیوں کی روک تھام بھی کی جاسکتی ہے۔ غریب لوگوں کی بقا کے لیے معلومات ضروری ہیں۔
- ☜ اگر معلومات کو عوام میں پیش کر دیا جائے تو منتخبہ نمائندوں یا عہدیداروں کے غلط فیصلوں کی روک تھام ہوسکتی ہے۔

کئی برسوں کی جدوجہد کے بعد سرکاری معلومات کی فراہمی کا قانون 1996ء میں راجستھان میں بنایا گیا۔ دوسری کئی ریاستوں نے آئندہ برسوں میں اس قسم کے قوانین کو منظور کیا۔ قومی سطح پر حق معلومات Right to Information (RTI) کے بل کو 2005ء میں پارلیمنٹ میں منظور کیا گیا۔ آج حق معلومات میں دستور میں دو بنیادی حقوق جیسے 1۔ اظہار خیال کی آزادی 2۔ زندگی کے حق کے تحت تسلیم کیا گیا۔

SCERT TELANGANA

جن سنوائی (عوامی سماعت): مزدور کسان شکتی سنگم (MKSS) جلسوں کا انعقاد کرنے لگی۔ جسے جن سنوائی یا عوامی سماعت کہا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ بہت سے لوگ سرکاری دستاویزات کو پڑھ نہیں سکتے۔ گاؤں کا ہر آدمی دستاویزات کے بارے میں جاننے کے لیے مشتاق ہوتا ہے۔ انہیں پڑھ کر وضاحت کی جاتی ہے۔ دستی پمپ بنانے کے لیے لوگوں کو کتنی اجرت دی گئی۔ ناموں کی فہرست سے ان کے ناموں کا اعلان کیا جاتا ہے گاؤں والے ان لوگوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں جن کے نام فہرست میں لکھے گئے۔ کیا وہ لوگ موجود تھے یا کہیں ہجرت کر گئے تھے۔ کیا انہیں اتنی ہی رقم دی گئی جتنی کہ رجسٹر میں لکھی گئی ہے۔ اس سے رشوت ستانی بے نقاب ہو جاتی ہے۔ ان واقعات سے عوام الناس نے اقدامات کو ضروری بنا دیا۔ عہدیداروں کو بھی دستاویزات میں دی گئی تفصیلات کی مدافعت اور گفتگو کرنی کی سہولت مہیا کی گئی۔ ضلع کے نظم و نسق اور پنچایت کے عہدیداران جلسوں میں شرکت کرتے ہیں۔ جب رشوت ستانی اور بدعنوانیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے تو متعلقہ افراد کے خلاف فوجداری کے مقدمات درج کئے جاتے ہیں۔

شکل 18.2: خواتین مزدور کسان شکتی سنگم (MKSS) کے جلسہ میں شریک ہو رہی ہیں۔

حق معلومات کی وضاحتیں

حق معلومات کے تحت دی گئی سہولتوں کا مطالعہ کریں گے۔ اس سے عوام الناس کو با آثر بنایا گیا۔ قانون میں وضاحت کی گئی ہے کہ کوئی بھی فرد دستاویزات جیسے سرکاری احکامات، رپورٹیں، نصیحتیں، قواعد و ضوابط کا رجسٹر، حاضری کی فہرست، مراسلہ وغیرہ حاصل کر سکتا ہے۔ وہ شخص جو معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اسے تھوڑے بہت پیسے ادا کرنے پڑتے ہیں تاکہ دستاویز کی نقل بنائی جا سکے۔ اگر معلومات کا مطالعہ کرنے والا شخص غریبی کی نچلی سطح پر ہے تو اسے پیسے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 20-2019
SCERT TELANGANA

قانون میں صراحت کی گئی ہے کہ ہر سرکاری دفتر میں ایک عہدیدار رہے گا جو ان سوالات کا جواب دے گا۔ اسے معلوماتی عہدیدار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس عہدیدار پر ایک اور اعلیٰ افسر ہوتا ہے جو قانونی کارروائی کو یقینی بناتا ہے۔ آگے ریاستی اور مرکزی حکومت کی سطح پر معلومات کا خودمختار کمیشن ہوتا ہے۔ قانون میں صراحت کی گئی ہے کہ ہر محکمہ مطلوبہ معلومات کو فراہم کرے۔ اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ دفاتر معلومات کی فراہمی میں طویل وقت نہ لیں۔ اگر متعینہ وقت میں معلومات فراہم نہ کی جائیں تو ریاستی اور مرکزی معلومات کے کمیشن کے روبرو شکایت درج کی جاسکتی ہے۔

شکل 18.3: حق معلومات۔2005 سے متعلق دیواری تحریر

- اپنے استاد کی مدد سے احکامات، رپورٹیں، روزنامچے تجارتی خط و کتابت کا جدول تیار کیجیے۔ پچھلے ایک سال کے عرصہ میں محکمہ تعلیمات سے کس فرد نے کتنی رقم حاصل کی۔ اسکول میں محکمہ تعلیمات کو رپورٹ بھیجنے کے لیے کتنی دستاویزات، ریکارڈ کو رکھا جاتا ہے۔ دوپہر کے کھانے کی اسکیم کا ریکارڈ کیسے رکھا جاتا ہے۔
- آپ ریاستی معلومات کے کمیشن کے تناظر میں لفظ "آزاد" کی کیا اہمیت محسوس کرتے ہیں۔
- آپ محکمہ صحت کے معلومات فراہم کرنے والے عہدیدار سے کیا سوالات پوچھنا چاہئیں گے؟ (اگر پوچھنا چاہے تو سبق IX کا مطالعہ کریں اور سوالات تیار کریں)

حق معلومات (RTI) کے تحت اگر سرکاری دفتر کے لیے لازمی ہے کہ وہ لوگوں کے استفسار سے پہلے کھلے عام معلومات بہم پہنچائے۔ آپ ان کی عمارت کی دیواروں پر نشاندہی کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کو انٹرنٹ تک رسائی ہے تو بہت سے سرکاری دفاتر نے اپنے ویب سائٹ پر اپنے اداروں کے بارے میں حق معلومات کے کالم میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ آپ ان سرکاری دفاتر کا براہ راست دورہ کیجیے یا ان کے ویب سائٹ دیکھیے اور معلومات کو ضبط تحریر میں لائیے۔

طرز زندگی کو بہتر بنانے کے لیے صحیح سمت میں پیش قدمی

ہم پچھلے سبق میں غذا اور ملازمت کے حق کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ ان کے حصول کے لیے عوامی جدوجہد کی گئی۔ وہ لوگ جو ان حقوق کی نشاندہی کرتے ہیں ان کا ادعا یہ ہے کہ ان حقوق سے لوگ باعزت زندگی گذار سکتے ہیں۔ یہ غریبوں کے تئیں حکومت کی مہربانی کا سوال نہیں ہے۔ حکومت انہیں مزدوری کی سہولتیں فراہم کرتی ہیں۔ معقول قیمتوں پر کھانا مہیا کرتی ہے تاکہ ان کی زندگی کے حالات بہتر ہوسکیں۔ ان حقوق کی بحالی سے سارے سماج کی صحت اور بہبودی بھی ہوتی ہے۔ MNREGA کی سماجی تنقیح کے بارے میں پچھلے سبق میں پڑھا گیا کہ شہریوں کو حکومتی نظام کی کارکردگی پر باقاعدگی سے نگاہ رکھنی چاہیے۔ یہ منتخبہ نمائندوں کا اہم فریضہ ہوتا ہے۔

SCERT TELANGANA

مفت اور لازمی تعلیم کا قانون
Right to Free and Compulsory Education Act (RTE) - 2009

آپ تحریک آزادی اور اعتدال پسندوں جیسے گوپال کشن گوکھلے کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ گوکھلے نے 1911ء میں برطانوی نوآبادیاتی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ملک کے تمام بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کا قانون بنائیں۔ برطانوی حکومت نے اتفاق نہیں کیا۔ بدقسمتی سے آزادی کے بعد بھی ایسا قانون منظور نہیں کیا گیا۔ بالآخر پارلیمنٹ نے 2002ء میں تعلیم کو بنیادی حق تسلیم کیا۔ دستور کی 86ویں ترمیم نے تعلیم کو بنیادی حق تسلیم کیا اور 2002ء میں اسے منظور کیا۔ 86ویں ترمیم میں کہا گیا ہے کہ ''ریاست 6 سے 14 برس کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی۔ قانون اس کا تعین کرے گا۔'' اس قانون کو 2009ء میں منظور کیا گیا۔ اور اسے ''بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کا قانون 2009ء سے موسوم کیا گیا''۔

RTE اعلان کرتا ہے کہ 6 سے 14 برس کے تمام بچوں کو مفت تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے۔ بچوں کے پڑوس میں مدرسوں کی عمارتیں تعمیر کی جائیں۔ پڑھے لکھے اساتذہ کا تقرر کیا جائے اور تمام سہولتیں فراہم کی جائیں۔ اس قانون میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ تعلیم تمام بچوں کی ہمہ جہت نشوونما کو یقینی بنائے۔ سرگرمیوں کے ذریعہ اکتساب علم، تلاش و جستجو کی روح بیدار کرے اور بچوں کے ساتھ دوستانہ ماحول میں تدریسی کام انجام دیا جائے۔ اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ بچوں کو ان کی مادری زبان میں پڑھایا جائے۔ وہ بالاخوف وخطر، فکرمندی اور پریشانی و الجھن کے اپنے خیالات کا اظہار کرسکیں۔

Right of Children to Free and Compulsory Education (RTE) Act, 2009

The RTE Act is meant for providing free and Compulsory Education to all Children in the age group of 6 – 14 years and came into force from 1st April 2010.

Important provisions of RTE Act

- Ensure availability of schools within the reach of the children.
- Improve School infrastructure facilities.
- Enroll children in the class appropriate to his / her age.
- Children have a right to receive special training in order to be at par with other children.
- Providing appropriate facilities for the education of children with special needs on par with other children.
- No child shall be liable to pay any kind of fee or charges or expenses which may prevent him or her from pursuing and completing the elementary education. No test for admitting the children in schools.
- No removal of name and repetition of the child in the same class.
- No child admitted in a school shall be held back in any class or expel from school till the completion of elementary education.
- No child shall be subjected to physical punishment or mental harassment.
- Admission shall not be denied or delayed on the ground that the transfer and other certificates have not been provided on time.
- Eligible candidates alone shall be appointed as teachers.
- The teaching learning process and evaluation procedures shall promote achievement of appropriate competencies.
- No board examinations shall be conducted to the children till the completion of elementary education.
- Children can continue in the schools even after 14 years for the completion of elementary education.
- No discrimination and related practices towards children belonging to backward and marginalized communities.
- The curriculum and evaluation procedures must be in conformity with the values enshrined in the constitution and make the child free of fear and anxiety and help the child to express views freely.

SCERT TELANGANA

بالفرض محال آس پاس مدارس نہ ہوں' اساتذہ کی تعداد پڑھانے کے لیے غیر تشفی بخش ہو۔ تدریس اور اکتساب علم کا مواد میسر نہ ہو یا بچے کی مار پیٹ کی جائے یا اسے ڈرایا دھمکایا جائے۔ اسے غیر دوستانہ انداز میں پڑھایا جائے تو ایسے طلبا ارباب مجاز کے خلاف عدالتوں میں شکایت کرسکتے ہیں۔

- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کا اسکول ان شرائط وقواعد کی تکمیل کرتا ہے؟
- آپ اپنے اسکول کی کارکردگی کے بارے میں ضرورت پڑنے پر کس سے شکایت کرسکتے ہیں۔ معلوم کیجیے؟

کلیدی الفاظ

1. انسانی حقوق	2. RTI قانون حق معلومات	3. RTE قانون حق تعلیم
4. آزادی		

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔

1. غلط بیان کی اصلاح کیجیے۔(AS1)
   الف) حکومت کی فلاحی سرگرمیوں پر نگاہ رکھی جائے۔
   ب) لوگ منصوبوں کی عمل آوری میں صرف منتخبہ نمائندوں کو نمائندگی کرنے کی اجازت دیں۔
   پ) معلومات فراہم کرنے والے عہدیدار معلومات کو لا متناہی وقت تک روک سکتے ہیں۔
   ج) مختلف دستاویزات کو دیکھنے کے بعد اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ منصوبوں کی عمل آوری بغیر بدعنوانیوں کے کیسے ہوتی ہے۔
2. ''رشوت ستانی کے خلاف جدوجہد کی ضرورت''۔اس سرخی کے تحت پیراگراف کو پڑھیئے اور درج ذیل سوال کا جواب دیجیے۔
   حکومت کے کسی منصوبہ کا مشاہدہ کیجیے۔اپنے علاقہ میں اس کی عمل آوری پر ایک نوٹ تیار کیجیے۔(AS2)
3. اخباروں سے حق معلومات کے متعلق چند ایک کامیاب کہانیوں کو جمع کیجیے۔ان کے بارے میں اپنی جماعت کو آگاہ کیجیے۔(AS3)
4. قانون حق تعلیم RTE بچوں کی ترقی کے لیے نعمت ہے؟ وضاحت کیجیے۔(AS1)
5. کیا آپ کو مزید حقوق کی ضرورت ہے؟(AS4)
6. قانون حق معلومات کے متعلق اپنے صدر مدرس سے کونسی معلومات حاصل کریں گے؟(AS4)
7 آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ حق معلومات قانون رشوت (کرپشن) سے نمٹنے میں مددگار رہے؟(AS6)

مباحثہ

رشوت خور آفیسروں پر ACB کی جانب سے کیے گئے دھاووں کی خبر کے تراشے جمع کیجیے اور اپنی کمرہ جماعت میں مباحثہ کیجیے

SCERT TELANGANA

باب 19

سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکیں

آپ نے جماعت ہفتم میں بھکتی تحریک کے بارے میں پڑھا ہے۔کیا آپ ان کے اہم خدوخال کا تصور کر سکتے ہیں۔ آپ یاد کر سکتے ہیں کہ بھکتی کے صوفی سنتوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں میں رائج راسخ الاعتقادی پر نکتہ چینی کی۔ خدا کی وحدانیت اور تمام انسانوں کی مساوات کا درس دیا۔ ان تصورات کو اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مزید تقویت ملی۔

مسیحی مبلغین اور ماہر لسانیات

کئی عیسائی مبلغین یورپی کمپنیوں کے ساتھ عیسائیت کی اشاعت کے لیے ہندوستان آئے۔انھوں نے موجودہ مذہبی رسومات اور عقائد پر سخت تنقید کی۔ لوگوں کو عیسائیت قبول کرنے کی ترغیب دینے لگے۔اس کے ساتھ انھوں نے متعدد تعلیمی ادارے، دواخانے، خیرات خانے، غریبوں اور حاجت مندوں کی امداد کے لیے بنائے۔اس سے لوگوں میں کئی نئے خیالات پیدا ہوئے۔

مسیحی مبلغین، ہندومت اور اسلام کے دانشوروں میں بحث و مباحثہ کی شروعات ہوگئی۔ وہ اپنے مذہبی عقائد کی مدافعت کرنے لگے۔ایسے مباحثوں سے عوام کو ایک دوسرے کے عقائد کو سمجھنے کا موقع ملا۔انہیں اپنے مذہب کے بنیادی حقیقی تصورات کو سمجھنے کا موقع ملا۔

بہت سے یورپی عالموں نے ہندوستان کے قدیم ادب کا مطالعہ کیا۔اس کا ترجمہ کیا اور اسے کتابوں کی شکل میں شائع کیا۔ (چونکہ انہوں نے مشرقی ممالک کی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا اس لیے انہیں مستشرقین کہا جاتا ہے) اب یہ کتابیں مطالعہ کے لیے موجود ہیں۔

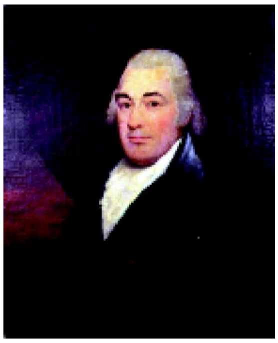

ولیم جونس

میکس ملر

مستشرقین جنھوں نے سنسکرت ادب کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔

قدیم سنسکرت، تامل، تلگو، فارسی اور عربی کتابوں کے تراجم یورپی زبانوں میں کیئے گئے۔ملک کی باثروت اور متنوع ثقافتی وراثت کو سب لوگوں نے تسلیم کیا۔اس کی وجہ سے لوگ نئے خیالات سے روشناس ہوئے اور انہوں نے اپنے مذاہب کی دوبارہ تفسیر کی۔

یورپی افراد نے ہندوستان میں چھاپہ خانہ کو متعارف کیا۔اس سے کئی اخبارات اور رسائل منظر عام پر آنے لگے۔ ہندوستان کی مختلف زبان میں کتابیں شائع ہوئی۔اب کتابیں کم قیمتوں پر لوگوں کی ایک بڑی تعداد تک پہنچنے لگیں۔ اب لوگ ان اخباروں، رسالوں اور کتابوں کے ذریعہ بحث و مباحثہ کو لوگوں کی ایک بڑی تعداد تک پہنچانے لگے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

برہموسماج اور بنگال میں مذہبی تحریکیں

راجہ رام موہن رائے

راجہ رام موہن رائے 1772ء میں بنگال میں پیدا ہوئے۔ وہ سنسکرت، فارسی، انگریزی کے عظیم عالم تھے وہ عربی، لاطینی اور یونانی سے بھی واقف تھے۔

انہوں نے ہندومت، اسلام، عیسائیت اور تصوف کا عمیق مطالعہ کیا تھا۔ مختلف مذہبی کتابوں کے مطالعہ کے بعد انہیں یقین ہوگیا کہ خدا ایک ہے۔ بتوں کی پرستش اور قربانیوں کی انجام دہی غلط ہے۔ انہیں اس بات کا بھی ایقان ہوگیا کہ تمام عظیم مذاہب کے عقائد یکساں ہیں اور ان پر نکتہ چینی بھی درست نہیں ہے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ہمیں ایسے مذہبی عقیدے کو تسلیم کرنا چاہیے جو معقول ہو اور اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ انہوں نے پجاریوں کی بالا دستی کو مسترد کر دیا اور لوگوں کو مذاہب کی اصل کتابوں کے مطالعہ کی ترغیب دی۔ انہوں نے اپنے خیالات کو رسالوں اور کتابوں میں شامل کیا۔ اشاعت کی نئی ٹکنالوجی کو استعمال کیا تاکہ ان کے افکار و نظریات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکیں۔

راجہ رام موہن رائے نے 1828ء میں برہموسماج کو قائم کیا۔ وہ ایسے تمام لوگوں کا اجتماع تھا جن کا ایک عالمی مذہب پر ایقان تھا۔ جو ایک برتر خدا کے تصور کے اصولوں پر مبنی تھا۔ راجہ رام موہن رائے کی 1833ء میں وفات کے بعد دیویندر ناتھ ٹیگور اور کیشوا چندر سین نے تحریک کی رہنمائی کی۔ انہوں نے سارے ہندوستان میں لکچر دیتے ہوئے اپنے خیالات کی تشہیر کی۔

کیشوا سین نے مہاراشٹر کا دورہ کیا اور بمبئی میں 1867ء میں پرارتھنا سماج کی بنیاد رکھی۔ اس کا آغاز مشہور اسکالر آر جی بھنڈارکر اور ایم جی رانا ڈے نے کیا۔ ان کے خیالات بھی برہموسماج سے ملتے جلتے تھے۔

کندوکوری ویریشالنگم

کیشوا سین کے کنڈوکوری ویریشالنگم پر گہرے اثرات پڑے۔ ویریشالنگم نے جنوبی ہند میں اصلاحی تحریک کا آغاز کیا۔

ویریشالنگم نے آندھراپردیش میں برہموسماج کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے اپنی ساری کوشش اور توانیاں بیوہ کی شادی اور بچپن کی شادی کی تنسیخ میں لگادی۔ وہ تعلیم نسواں کے زبردست علمبردار تھے۔ اس زمانے میں عورتوں کی تعلیم کو ممنوع سمجھا جاتا تھا۔ انہوں نے راجمندری کے قریب دھولیش ورم میں ایک اسکول قائم کیا۔

راما کرشنا پرماہنسا

برہموسماج کے اراکین میں اختلافات پیدا ہوگئے۔ وہ چھوٹی تنظیموں میں بٹ گئے۔ اکثر و بیشتر وہ ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔

کیشوا سین آگے چل کر راما کرشنا پرمہنسا کے شاگرد بن گئے۔ سوامی ویکانندا راما کرشنا پرہمسا کے پیرو کار تھے اور انہوں نے راما کرشنا مشن قائم کیا۔ انہوں نے دو مقاصد کو روبہ عمل لانے کی کوشش کی۔ اصلاح شدہ ہندو مذہب کا احیا۔ قومی تعمیر نو کے لیے سماجی خدمت۔

سوامی وویکانندا

SCERT TELANGANA

ان کا خیال تھا کہ ہندو مذہب دوسرے مذاہب سے برتر ہے۔انہوں نے اپنشدوں کی تعلیمات پرزور دیا۔ان کا ترجمہ کیا گیا اور کثیر تعداد میں شائع کیا گیا۔ وہ ہندومت سے اوہام پرستی‘ رسمیت وغیرہ کو ہٹانا چاہتے تھے۔ وہ یورپی ثقافت کے کچھ مثبت خصوصیات جیسے خواتین کا احترام‘ کام کے اصول‘ ٹکنالوجی وغیرہ کو اپنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے تنظیم کے ذریعہ دواخانے‘ مدرسے یتیم خانے قائم کرنا چاہتے تھے۔اس کے علاوہ وہ سیلاب اور قحط سالی کے وقت امدادی کام سرانجام دینا چاہتے تھے۔

- ابتدائی اصلاح پسند یورپی ثقافت اور عیسائیت سے کس طرح متاثر رہے۔
- چھاپہ خانے نے نئے خیالات کی اشاعت میں کیا کردار ادا کیا؟

پنجاب میں آریا سماج

سوامی دیانند سرسوتی (1824-1883) سماجی مصلح تھے۔ انہوں نے کٹر رسمی طرز کے ہندومت کو مسترد کیا اور بھٹکنے والے سنیاسی بن گئے۔

سوامی دیانندسرسوتی

انہوں نے ویدوں کا مطالعہ کیا اور انہیں یقین ہوگیا کہ اس میں حقیقی مذہب کی روح موجزن ہے۔ ہندومت میں بہت سی چیزیں جیسے دیوی دیوتاؤں‘ بت پرستی‘ برہمنی پجاریت‘ ذات پات کا نظام بعد میں وجود میں آیا۔

انہوں نے سادہ رسومات اور ویدوں کے اشلوک پڑھتے ہوئے ایک برتر خدا کی عبادت کرنے کی تلقین کی۔ انہوں نے دوسرے تمام مذاہب کو جھوٹے مذاہب کی حیثیت سے مسترد کردیا۔ وہ چاہتے تھے کہ ایسے ہندو جو دوسرے مذاہب میں داخل ہو چکے تھے وہ ہندومت میں واپس آجائیں وہ ویدوں پر مشتمل ہے۔ انہوں نے آریا سماج کو 1875ء میں قائم کیا۔ اپنے تصورات کا پرچار کیا اور ایک کتاب ستارتھی پرکاش لکھی۔اسے کثیر تعداد میں شائع کیا گیا اور وہ کتاب تعلیم یافتہ طبقہ میں پڑھی جانے لگی۔

ان کی 1883ء میں وفات کے بعد ان کے ماننے والوں نے پنجاب میں دیانند اینگلو ویدک اسکول (DAV) قائم کیا۔ وہاں بچوں کو جدید مضامین کے ساتھ ان کے مذہب اور ثقافت سے بھی واقف کرایا جاتا تھا۔ چند برسوں کے بعد آریا سماج تحریک کے اندر اختلافات پیدا ہوگئے۔ بعض لوگ محسوس کررہے تھے کہ اسکول میں صرف ویدک مذہب پر زور دیا جانا چاہیے۔دیگر مذاہب کے اثرات کو زائل کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔انہوں نے ہری دوار میں گروکل کانگری یونیورسٹی قائم کی۔

- راجہ رام موہن رائے‘ وی ویکانند اور دیانند سرسوتی کے مذہبی تصورات کا تقابلی جائزہ لیجیے اور ان میں پائی جانے والی مشابہت اور اختلافات کی نشاندہی کیجیے۔
- اگر آپ کو دیانند اینگلو اسکول‘ گروکل اسکول اور سرکاری اسکول میں کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو آپ کس اسکول میں داخلہ لینے کو ترجیح دیں گے اور کیوں؟

مسلمانوں میں اصلاح اور تعلیم

جس طرح اصلاح پسند ہندوؤں کو راسخ العقیدہ رسومات کے خلاف جدوجہد کرنی پڑی اسی طرح اصلاح پسند مسلمانوں کو بھی کٹر مذہبی ریت ورواج کے خلاف آواز بلند کرنی پڑی۔ 1857ء کے غدر کو کچل دیئے جانے کے بعد مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان تلخیاں پیدا ہوگئیں۔ بہت سے علما انگریزی تعلیم کے مخالف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جدید سائنسی تعلیم اور فلسفہ اسلامی تصورات کے منافی ہے۔

SCERT TELANGANA

بعض مسلمانوں جیسے سرسید احمد خان(1817 - 1898) کا احساس تھا کہ انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان پائی جانے والی تلخیوں کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ مسلمانوں کو ترقی کرنے کے لیے نظم ونسق میں حصہ لینا ہوگا۔ سرکاری ملازمت کرنی ہوگی۔

یہ صرف جدید تعلیم کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ وہ مسلم ملت کو جدید بنانے کی سعی کرنے لگے۔ اپنے خیالات کی تشہیر اپنے رسالہ کے ذریعہ کرنے لگے۔ سرسید نے جدید تعلیم کے پھیلاؤ کے لیے علی گڑھ تحریک کا آغاز کیا۔ مسلمانوں میں سماجی اصلاحات کا بیڑہ اٹھایا۔ وہ تعلیمی نسواں اور پردہ کی تنسیخ کے قائل تھے۔ انہوں نے اسلام کی وضاحت کی۔ مذہب' جدید سائنس اور فلسفہ کے درمیان حائل خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی۔ سرسید نے 1864ء میں سائنٹیفک سوسائٹی کو فروغ دیا۔ اردو میں بہت سی سائنسی تصانیف کا ترجمہ کیا گیا اور انہیں شائع بھی کیا گیا۔ ان کا عظیم ترین کارنامہ 1875ء میں علی گڑھ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج (MAO) کا قیام تھا۔ وہاں اسلامی ماحول میں انگریزی اور سائنس پڑھائی جانے لگی۔ یہ وقت کے ساتھ مسلمانوں کے لیے اہم ترین تعلیمی ادارہ بن گیا۔ یہ بعد میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی حیثیت سے ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا۔

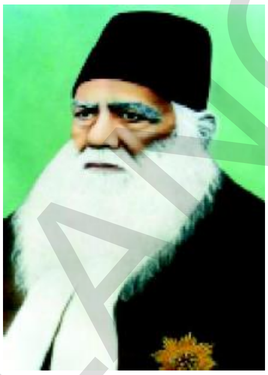

سرسید احمد خان

- آپ نے دیکھا کہ تمام مصلحین نے اپنے اصلاحی خیالات کی مدافعت میں قدیم مذہبی کتابوں کی دوبارہ وضاحت کی۔ تمام بڑے مصلحین کی مثالیں سامنے رکھو اور دیکھو کہ انہوں نے کس طرح کام انجام دیا۔
- آپ 1857ء کے بعد انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والی تلخیوں کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟
- کیا آپ DAV مدارس اور MAO کالجس کے درمیان مشابہت پاتے ہیں؟
- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ متذکرہ بالا مصلحین کا پرچار کیا ہوا کوئی مذہبی تصور بھگتی تحریک کا حصہ نہیں تھا؟

سماجی اصلاحات اور خواتین

آج کل متوسط طبقہ کے خاندانوں کی بہت سی لڑکیاں اسکول جارہی ہیں اور لڑکوں کے ساتھ پڑھ رہی ہیں۔ بڑے ہونے کے بعد بہت سی لڑکیاں کالجوں اور جامعات میں داخلہ لیتی ہیں۔ وہ ملازمت بھی کرتی ہیں۔ خواتین کو مردوں کی طرح مختلف پیشوں کے لیے مسابقت کرنے کی آزادی ہے۔ وہ دور دراز مقامات کا سفر کرتی ہیں اور کام سرانجام دیتی ہیں۔

قانون کے مطابق اگر وہ بالغ ہوں تو کسی بھی ذات اور کمیونٹی کے لڑکے سے اپنی پسند کے لحاظ سے شادی کرسکتی ہیں یا نہیں بھی کرسکتیں۔ بیوائیں دوبارہ شادی بھی کرسکتی ہیں۔ تمام خواتین مردوں کی طرح ووٹ ڈال سکتی ہیں۔ انتخابات میں حصہ لے سکتی ہیں۔ عوامی زندگی میں شریک ہوسکتی ہیں۔ اس کے باوجود عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ اس کے خلاف جدوجہد کرسکتی ہیں اور اپنے حقوق کا برملا اظہار بھی کرسکتی ہیں۔

دوسو سال پہلے حالات مختلف تھے۔ بہت سے بچوں کی شادی پانچ' چھ برس کی عمر میں ہوجاتی تھی۔ مسلمان اور ہندو مرد ایک سے

SCERT TELANGANA

زیادہ شادیاں کرتے تھے۔ ملک کے بعض حصوں میں اعلیٰ ذات کی عورتوں کو ان کے خاوندوں کی لاش کے ساتھ جلادیا جاتا تھا۔ اس رسم کو ستی کی رسم کہا جاتا تھا۔ ایک بیوہ کی زندگی (جو ستی نہیں ہوتی تھی) مصائب وآلام سے معمور رہتی تھی۔ اس کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی تھی لوگ ایسی عورتوں کو منحوس اور غیر محفوظ خیال کرتے تھے۔ انہیں سفید ساڑھی زیب کرنی پڑتی تھی۔ سر کے بال نکلوانے پڑتے تھے۔ انہیں مبارک تقاریب سے دور رکھا جاتا تھا۔ عورتوں کے ملکیت میں حقوق پر بھی تحدیدات تھیں۔ اس کے علاوہ بہت سی عورتوں کی تعلیم کے لئے اسکول تک رسائی نہیں تھی۔ ملک کے کئی حصوں میں رہنے والے لوگوں کا خیال تھا کہ اگر عورت تعلیم یافتہ ہو جائے تو وہ شوہر یا ساس سسر کے قابو میں نہیں رہتی۔

یہ صورتحال ساری کمیونیٹوں میں نہیں تھی۔ عورتوں کے ساتھ ایسا ناروا سلوک قبائلی سماج، مزدور طبقہ کی بہ نسبت اعلیٰ ذات اور با اثر کمیونٹی میں زیادہ تھا۔

شادی کی اقل ترین عمر

1846ء میں ایک قانون منظور کیا گیا۔ اس کی رو سے دس برس سے کم عمر لڑکی کی شادی کو منسوخ کر دیا گیا۔ 1891ء میں عمر کی حد 12 سال کی گئی۔ 1929ء میں شاردا ایکٹ کے ذریعہ اقل ترین حد 14 برس کی گئی۔ 1978ء میں لڑکی کی عمر 18 اور لڑکے کی عمر 21 سال کی گئی۔

سماجی مصلحین (Reformers) جیسے راجہ رام موہن رائے نے لکھا تھا کہ عورتوں کو گھریلو کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ انہیں گھر کی چار دیواری میں بند کر دیا جاتا ہے۔ باورچی خانہ کی حد تک رکھا جاتا ہے۔ انہیں باہر جا کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ انہوں نے ستی کی رسم کے خلاف مہم کا آغاز کیا اور یہ بتانے کی کوشش کی کہ بیوہ کو زندہ جلانے کا تصور قدیم مذہبی کتابوں کے مغائر ہے۔ انیسویں صدی کی ابتدا سے بہت سے برطانوی عہدیداروں نے بھی ہندوستانی روایتوں اور رسومات پر نکتہ چینی کی۔ انہوں نے راجہ رام موہن رائے کے خیالات کی سماعت کی اور 1829ء میں ستی کی رسم کو سرکاری طور پر ممنوع قرار دیا۔

دوسرے بنگال مصلح ایشور چندر ودیا ساگر نے بھی بیوہ بالخصوص کم عمر بیواؤں کی دوبارہ شادی کے لیے جدوجہد کی۔ بالآخر ایک قانون 1855ء میں بیواؤں کی شادی کا منظور کیا گیا۔ ودیا ساگر نے بچپن کی شادی اور ایک مرد کی کئی لڑکیوں سے شادی کی بھی مخالفت کی۔ انہوں نے تعلیم نسواں کی تحریک بھی چلائی اور شدید مخالفت کے باوجود لڑکیوں کے لیے مدارس قائم کیے۔

1856ء میں کلکتہ میں اولین بیوہ خاتون کی شادی سے متعلق ایک شاہد کا بیان:

”میں وہ دن بھول نہیں سکتی۔ جب ودیا ساگر اپنے دوست دلہے میاں کے ساتھ آئے۔ لوگوں کا ایک جم غفیر تھا۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ شادی کی رسم کے بعد ہر جگہ اس پر بحث ہونے لگی۔ بازاروں، دکانوں، گلیوں، عوامی مقامات، طلبا کی اقامت گاہوں، دیوان خانوں، دور دراز کے گاؤں میں واقع گھروں حتیٰ کہ عورتیں آپس میں اس پر بحث کرنے لگیں۔“

بیوہ کی شادی کی تائید اور مخالفت کرنے والوں کے مابین ہونے والے مکالمہ کو قلم بند کیجیے۔

- حکومت کے لیے یہ اہم ہے کہ وہ سماجی اصلاح کے لیے قوانین منظور کرے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

نظام دور میں اصلاحی تحریکات

حیدرآباد برطانوی زیر اثر دیسی ریاست رہنے کے باوجود ملک میں رونما ہونے والی اصلاحات سے متاثر رہا۔ سماجی مصلح جیسے محبّ حسین نے خواتین کے امور پر ”مسلم نسواں“ جریدہ میں مضامین قلمبند کیے۔ محبّ حسین نے تعلیم نسواں کی وکالت کی اور پردہ نظام کے خلاف آواز اٹھائی۔ ان کے مطابق ابتداء میں پردہ کا رواج صرف شاہی گھرانے میں تھا لیکن بعد میں عام مسلمانوں میں رائج ہوگیا۔ ان کی تنظیمیں اصلاحی اور روایات پر تنقیدی

SCERT TELANGANA

ہوا کرتی تھی۔

''ہماری قوم راسخ العقیدہ اور قدامت پسند ہے اورقدیم روایات پرسختی سے عمل کرتی ہے۔''انھوں اتحاد کے لئے صوفی روایات کی وکالت کی۔

''اے۔محبّ وہ لوگ جو ہندواورمسلمانوں میں خلیج پیدا کرنے کے لئے کام کرتے ہیں وہ مردہ سانپ سے زیادہ خطرناک ہیں۔''

آپ نے حسب بالا وضاحت سے یہ غور کیا ہوگا کہ خواتین کے حقوق کے لئے مردوں نے جدوجہد کی۔اس وقت بہت ہی کم خواتین تعلیم یافتہ تھی اور وہ عوامی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے قابل نہیں تھی۔ہم ایسی ہی چند خواتین کے متعلق پڑھیں گے جنھوں نے ایسے حالات میں خواتین کے حقوق کے لئے جدوجہد کی ہے۔

خواتین مصلحین

ساوتری بائی جوتی راؤ پھولے(1831 - 1897)

ساوتری بائی پھولے

ساوتری بائی پھولے اپنے شوہر جوتی با پھولے کے ساتھ مہاراشٹرا میں خواتین کے حقوق کے فروغ کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ جب جوتی با پھلے نے 1848ء میں ''اچھوت'' ذات کی لڑکیوں کے لیے ایک اسکول پونے میں قائم کیا تو انہوں نے ساوتری بائی کو پہلی استادنی بننے کے لیے تربیت کی۔

نچلی ذات کی لڑکیوں کی تعلیم کے لیے سماج میں شدید مخالفت تھی۔اس کے باوجود ساوتری بائی نے پڑھانا جاری رکھا۔جوتی با پھلے کی وفات کے بعد بھی ساوتری بائی نے ستیہ شودھک سماج کی ذمہ داری لی۔وہ جلسوں کی صدارت کرنے لگیں اور کام کرنے والوں کی رہنمائی کرنے لگیں۔ساوتری بائی نے طاعون سے متاثرہ افراد کے لیے بے جگری سے کام کیا۔انہوں نے غریب بچوں کے لیے کیمپ قائم کئے۔وہ وبا کے زمانے میں روز آنہ دو ہزار بچوں کو کھانا کھلاتی تھیں۔

''کیا ایک خاتون کی زندگی اُس کے لیے اتنی ہی من پسند نہیں جتنی کہ آپ کو اپنی زندگی عزیز ہے۔جب ایک عورت کا خاوند مرجاتا ہے تو اس کی زندگی میں کیا رہ جاتا ہے۔حجام آتا ہے اور اس کے سر کے بال نکال دیتا ہے۔تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ اسے شادیوں' استقبالیہ تقاریب اور دیگر مبارک موقعوں پر جانے سے محروم کردیا جاتا ہے۔جہاں ایک شادی شدہ عورت جاسکتی ہے؟ یہ تمام تحدیدات کیوں ہیں؟ کیونکہ اس کا جیون ساتھی مرچکا ہے۔وہ بدقسمت ہے۔اس کی پیشانی پر بدنصیبی لکھی ہوتی ہے۔اس کا چہرہ دکھائی نہ دے۔یہ ایک بدشگونی ہے۔''

- تارابائی شندے ِ ستری پرش تلنا۔1882

(تارابائی' ساوتری بائی پھولے کی ساتھی تھی)

پنڈتا رامابائی سرسوتی(1858 - 1922)

پنڈتا رامابائی سرسوتی

رما بائی مہاراشٹرا میں پیدا ہوئیں ان کے والد نے انہیں کٹر پسندوں کی مخالفت کے باوجود سنسکرت کی مقدس کتابوں کو پڑھایا۔والد کے انتقال کے بعد رما بائی اور ان کے بھائی دونوں سارے ہندوستان میں دربدر بھٹکتے رہے۔انہوں نے بنگال میں کلکتہ کا بھی سفر کیا۔ان کے علمی تبحر کے باعث انہیں پنڈتا رمابائی سرسوتی سے موسوم کیا گیا۔

''مرد ہم عورتوں کے ساتھ جانور کی طرح برتاؤ کرتے ہیں جب ہم اپنے حالات کو سدھارنے کی کوشش کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ہم مردوں کے خلاف بغاوت کررہے

SCERT TELANGANA

ہیں اور وہ ایک گناہ ہے۔ درحقیقت غلط اقدامات کو اچھا بنانے کی کوشش اور ان کی مخالفت نہ کرنا ہی عظیم گناہ ہے۔" رما بائی سرسوتی نے کہا۔

رما بائی نے خواتین بالخصوص بیواؤں کی مدد کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کردی۔ انہوں نے خواتین کی تنظیموں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے انگلستان اور امریکہ کا تنہا دورہ کیا۔ انہوں نے بیرونی دورہ سے ہندوستان واپس آ کر ایک آشرم اور اسکول شاردا سادن بیواؤں کی تعلیم کے لیے ممبئی میں قائم کیا۔ اس اسکول میں خواتین کو ہمہ اقسام کی کئی چیزیں اور تکنیکی مضامین میں تعلیم دی جانے لگی تا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہوسکیں۔ اس تنظیم کے ذریعہ بیواؤں، یتیموں اور اندھوں کو مکانات، تعلیم، ملازمت کی تربیت، طبی سہولتیں فراہم کی جاتی تھیں۔ رما بائی کہا کرتی تھیں کہ عورت خاموشی سے ہر چیز کو گوارا کرلیتی ہے کیونکہ وہ مردوں پر انحصار کرتی ہے۔ جب تک وہ خود مکتفی نہ ہوجائیں اس وقت تک وہ اپنے حقوق کی حفاظت نہیں کرسکتیں۔

مسلم خواتین میں تعلیم

بیسویں صدی کی ابتدا سے مسلم خواتین جیسے بھوپال کی بیگمات نے عورتوں کی تعلیم کے لیے قابل ذکر کردار ادا کیا ہے۔ دوسری ممتاز بیگم رقیہ شوکت حسین نے پٹنہ اور کلکتہ میں مسلم خواتین کے لیے مدارس کا آغاز کیا۔ وہ بے خوفی سے دقیانوسی خیالات پر تنقید کرتی تھیں۔ ان کا احساس تھا کہ ہر عقیدہ کے رہنما نے خواتین کو کمتر مقام دیا ہے۔

ان سماجی مصلحین کی کوششوں کے سبب لڑکیوں کے لیے بہت سے مدارس اور کالجوں کا قیام عمل میں آیا اور کئی خواتین ڈاکٹر اور معلّمہ بن سکیں۔ تاہم بہت سے اور لوگ تھے جو لڑکیوں میں تعلیم کے فروغ کے خلاف تھے۔ ان کا ماننا تھا کہ اگر لڑکیاں تعلیم یافتہ ہوجائیں تو وہ اپنے خاوندوں کے کنٹرول میں نہیں رہیں گی اور گھریلو کام کاج بھی نہیں کریں گی۔ ایسے جرات مند والدین جو اپنے لڑکیوں کو اسکول بھیج رہے تھے ان کا سماجی بائیکاٹ کیا گیا۔ کئی خاندان سماجی تبدیلیوں کے خواہاں تھے اور لڑکیاں بتدریج مدرسوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے لگیں۔

- کیا آج لڑکیوں کو لڑکوں کی طرح تعلیم کے حصول میں مساویانہ اہمیت دی جاتی ہے یا ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے
- لڑکیاں تعلیم کے حصول میں کن مسائل سے دوچار ہوتی ہیں جبکہ لڑکے ان مسائل کا سامنا نہیں کرتے
- آج بیواؤں کے ساتھ برتاؤ میں کس حد تک تبدیلی آئی
- کیا آج بھی دلت اور مسلم لڑکیاں تعلیم کے حصول میں خصوصی مسائل سے دوچار ہیں؟

سماجی اصلاحات اور ذات پات کا نظام

آپ پچھلی جماعتوں میں ذات کے اساس پر امتیازی سلوک کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ اونچی ذات والے جیسے برہمن اور کھتریوں نے محنت کش گروہوں کو سماج کی نچلی سطح جیسے شودر یا اچھوت کا درجہ دیا۔ انہیں مندروں میں داخلہ کی اجازت نہیں تھی۔ اونچی ذات والوں کے کنویں سے پانی لینے، پڑھنے لکھنے اور مقدس کتابوں کے مطالعہ کی اجازت نہیں تھی۔ اس زمانے کے حکمرانوں نے ذات پات کی اساس پر کئے جانے والے امتیازی سلوک کو اپنے درباروں میں نافذ کیا۔ انہیں سزا دی جاتی تھی جو ذات پات کے اصولوں پر کاربند نہیں ہوتے تھے۔

ہندوستان میں برطانوی حکومت کے قیام کے بعد صورتحال میں تبدیلی آتی گئی۔ برطانوی حکمرانوں نے سارے لوگوں کے لیے یکساں قوانین نافذ کیے۔ عیسائی مشنریوں اور حکومت نے مدرسے ذات پات کی اساس کو بالائے طاق

SCERT TELANGANA

رکھتے ہوئے تمام بچوں کو داخلہ دیا گیا۔ عیسائی مبلغین نچلی ذات کے بچوں کو تعلیم دینے میں سرگرم تھے۔ وہ تعلیمی سہولتوں سے محروم تھے۔حکومت کی ملازمتیں' خاص طور پر فوج میں لوگوں کو ملازمت دی جانے لگی۔ اب تک اعلیٰ ذات کے لوگوں نے اچھوتوں کو اس کے لائق نہیں سمجھا۔

کئی لوگوں نے نئی ملازمتوں کی تلاش میں نئے ابھرنے والے شہروں کی جانب رخ کیا۔ ان تمام چیزوں سے نچلی ذات کے افراد کی حالت میں تبدیلی واقع ہوئی اور وہ ذات کی اساس پر کئے جانے والے امتیازی سلوک پر سوال کرنے لگے۔ یہ تبدیلی کس طرح واقع ہوئی کئی لوگوں نے مساوات اور ذات پات کے خاتمہ کے لیے نئی تحریکوں کا آغاز کیا۔

کمرہ جماعت کے اندر کوئی جگہ نہیں

ممبئی پریسڈنسی میں 1829ء میں کچھ لڑکوں کو اچھوت کہا جاتا تھا اور انہیں سرکاری مدرسوں میں داخلہ کی اجازت نہیں تھی۔ جب بعض طلبا اندر جانے پر اصرار کرتے تو انہیں جماعت کے باہر برآمدے میں بیٹھنے کی اجازت تھی۔ وہ باہر سے استاد کا سبق سنا کرتے اور انہیں جماعت کو آلودہ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ جہاں اعلیٰ ذات کے لڑکے پڑھ رہے ہوں۔

1. آپ تصور کیجیے کہ آپ ان میں سے ایک طالب علم ہیں جو اسکول کے برآمدے میں بیٹھے ہوئے اسباق کی سماعت کر رہا ہے۔ آپ کے ذہن میں کس قسم کے سوالات ابھر رہے ہیں ہوں گے؟
2. بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اچھوت بچوں کے لیے مکمل تعلیمی محرومی سے بہتر صورت حال تھی۔ کیا آپ اس خیال سے اتفاق کرتے ہیں؟

جوتی با پھلے اور ستیہ شودھک سماج (1827 - 1890)

جیوتی با پھولے

جوتی با پھلے کا جنم مہاراشٹرا میں ہوا۔ انہوں نے عیسائی مشنری کے مدرسوں میں تعلیم حاصل کی۔

جوتی با پھلے کی زندگی میں اس وقت ایک موڑ آیا جب انہوں نے ایک شادی کے جلوس میں شرکت کی۔ ان کی خاندان کے افراد نے بے عزتی کی۔ بڑے ہونے کے بعد انہوں نے ذات پات والے سماج میں امتیازی سلوک کے بارے میں اپنے ذاتی خیالات کی نشونما کی۔ انہوں نے برہمنوں کے ان دعووٗں پر سخت تنقید کی جس میں وہ خود کو دوسروں سے برتر کہتے ہیں۔ انہوں نے تجویز رکھی کہ شودر (محنت کش طبقات) اور اتی شودر (اچھوت) کو متحد ہو جانا چاہیے۔

جوتی با پھلے نے ستیہ شودھک سماج کو قائم کیا۔ اس کا مقصد سچائی اور مساوات کی اساس پر ایک نئے سماج کی تعمیر تھا۔ انہوں نے اپنی بیوی ساوتری بائی پھلے کے ساتھ مہار اور مانگ ذاتوں کی لڑکیوں کے لیے ایک اسکول قائم کیا۔ انہیں اچھوت سمجھا جاتا تھا۔ انہیں اپنے قریبی رشتہ داروں سے بھی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

پھلے نے کئی کتابیں جیسے غلام گری لکھی۔ انہوں نے ذات پات کے نظام پر نکتہ چینی کی اور اسے غلامی سے محمول کیا۔ پھلے اور ستیہ شودھک سماج نے نچلی ذات کے بچوں کے لیے خصوصی مدارس' کالجس' اقامت گاہوں کے قیام کی مہم چلائی۔ وہاں اساتذہ بھی نچلی ذات سے ہوں گے۔ انہوں نے تحریری مقابلوں' بحث و مباحثہ اور فن خطابت وغیرہ کا انعقاد کیا تاکہ بچوں میں عزت نفس کا جذبہ اور خود۔اعتمادی پیدا ہو سکے۔ انہوں نے نچلی ذات کے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ برہمنوں کے بغیر شادی بیاہ اور مرنے کے بعد کی رسومات خود ادا کریں۔

SCERT TELANGANA

- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مطالبات آج بھی ضروری ہیں؟
- جوتی با پھلے نے نچلی ذات کے اساتذہ کو ایسے طلبا کو پڑھانے کی تاکید کی اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

نارائن گرو۔(1856 - 1928)

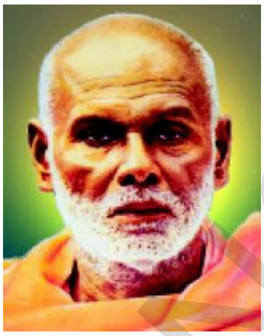

نارائن گرو

نارائن گرو ایک مذہبی رہنما تھے۔انہوں نے تمام انسانوں کے لیے ایک ذات' ایک خدا اور ایک مذہب کا پرچار کیا۔ ان کے والد ایوروید کے ڈاکٹر تھے۔ وہ ایک اسکول بھی چلاتے تھے جہاں نارائن نے تعلیم حاصل کی۔

نارائن گرو نے لوگوں سے نچلی ذات جیسے شراب تیار کرنا' دیوی ماتا کی پرستش اور سالانہ قربانیوں کو ترک کردینے کی تلقین کی۔ انہوں نے مندر تعمیر کیئے جہاں ذات پات کا امتیازی سلوک نہیں تھا اور بغیر برہمن پجاریوں کے سیدھے سادھے انداز میں رسومات انجام دی جاتیں۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ بچوں کے لیے مدرسوں کی تعلیم مندروں کی تعمیر سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔ جلد ہی ان کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ ان کی دانشوری اور روحانیت سے دوسری ذات کے لوگ بھی متاثر ہونے لگے۔ نارائن گرو نے سرگرمی سے ذات پات کے نظام پر تنقید کی اور ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمہ کی اپیل کی۔

- نارائن گرو اور جوتی با پھلے کا تقابلی جائزہ لیجیے۔ان میں کس طرح کی مشابہتیں اور اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بیان کیجیے۔

ڈاکٹر بی۔آر۔ امبیڈ کر
(1891 - 1956)

ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر

امبیڈکر مہاراشٹرا میں پیدا ہوئے۔ان کے والد فوج میں ملازم تھے۔انہوں نے اپنے بچوں کو اسکول جانے کی ترغیب دی۔امبیڈکر نے بچپن ہی میں محسوس کیا کہ روزمرہ کی زندگی میں ذات پات کا تعصب کیا ہوتا ہے۔امبیڈکر اور دوسرے اچھوت بچوں کو اسکول میں علیحدہ کر دیا جاتا تھا۔اساتذہ ان کی جانب تھوڑی سی توجہ کرتے تھے۔انہیں جماعت کے اندر بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔اگر وہ پانی پینا چاہیں تو اعلیٰ ذات کا کوئی لڑکا اوپر سے پانی ڈالتا تھا انہیں پانی یا گلاس کو چھونے کی اجازت نہیں تھی۔کئی سماجی و مالی مزاحمتوں پر قابو پاتے ہوئے امبیڈکر پہلے دلت طالب تھے جنہوں نے ہندوستان میں کالج کی تعلیم حاصل کی۔وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے امریکہ اور انگلینڈ گئے۔انہوں نے ہندوستان واپس آکر وکیل اور معلم کی حیثیت سے کام کیا۔انہوں نے 1927ء میں عوامی تحریک کا آغاز کیا۔دلتوں کو عوامی مقامات سے پانی لینے کی سہولت' مندروں میں داخلہ کے لیے آواز بلند کی۔امبیڈکر کی دلتوں کو منظّم کرنے کی صلاحیت کو دیکھ کر نوآبادیاتی حکومت نے انہیں ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں بات چیت کرنے کے لیے 1932ء میں ایک کانفرنس میں بلایا۔انہوں نے بحث کی کہ دلت علیحدہ ووٹ ڈالیں گے۔وہ مقننہ کے لیے دلت امیدواروں کا انتخاب کریں گے۔اگرچیکہ انگریزوں نے اس مطالبہ کو تسلیم کرلیا تھا لیکن گاندھی جی نے اس کی مخالفت کی۔آخر کار ایک معاہدہ طے پایا۔دلتوں کے لیے چند نشستیں مختص کی جائیں گی۔سارے ہندو اپنے ووٹوں کا

SCERT TELANGANA

استعمال کریں گے۔

انہوں نے دلتوں کے مفادات کی نمائندگی کے لیے ایک آزاد مزدور پارٹی تشکیل دی۔ گاندھی جی نے 1932ء کے آس پاس ایک تحریک چھوت چھات کے خلاف شروع کی۔ انہوں نے اچھوت ذات والوں کو ہری جن یا ایشور کی اولاد کہا۔ وہ دلتوں کے لیے مندروں، پانی کے وسائل اور مدارس تک رسائی چاہتے تھے۔ اس مہم کو کانگریس نے بڑے پیمانے پر چلایا اور لاکھوں دلتوں کو قومی تحریک میں شامل کیا۔

امبیڈکر کو 1947ء میں آزادی کے بعد ملک کے پہلے وزیر قانون کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔ انہیں دستور کے مسودہ کی کمیٹی کا صدرنشین بنایا گیا۔ دستور ساز اسمبلی نے انہیں نئے دستور کو لکھنے کی ذمہ داری دی۔ امبیڈکر نے مسودہ تیار کیا۔ اس میں افراد کے لیے شہری آزادیوں، مذہبی آزادی، چھوت چھات کی منسوخی، امتیازی سلوک کی تمام شکلوں کا خاتمہ وغیرہ تھا۔

امبیڈکر نے خواتین کے لیے وسیع تر معاشی وسماجی حقوق کی وکالت کی۔ انہوں نے سیول سرویس، مدرسوں، کالجوں میں درج فہرست اقوام جیسے ایس سی، ایس ٹی وغیرہ کے لیے تحفظات کو روشناس کیا۔ اس کی دستور ساز اسمبلی نے حمایت کی۔

انہوں نے اپنی زندگی کے آخری برسوں میں محسوس کیا کہ دلتوں کو ہندومت کے اندر عزت و احترام حاصل نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے بدھ مت کو قبول کیا جہاں سب کے لیے مساوی درجہ تھا۔

- گاندھی جی اور امبیڈکر میں دلتوں کے تعلق سے کتنی یکسانیت اور اختلاف پایا جاتا ہے۔
- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آج دلتوں کو مندروں، پانی کے وسائل اور مدرسوں تک جانے کی سہولتیں حاصل ہوگئی ہیں؟ وہ اب تک کن مسائل سے دوچار ہیں۔

بھاگیا ریڈی ورما (1888 - 1939)

بھاگیا ریڈی ورما

تلنگانہ کے کئی دلت رہنما جیسے بھاتیہ ریڈی ورما نے دلت لوگوں میں ان کے حقوق کے لیے جدوجہد کرنے کی لگن پیدا کی۔

ان کا خیال تھا کہ ہندوستان کے اصل باشندے دلت ہیں۔ انہیں اعلیٰ ذات کے آریا باشندوں نے زبردستی محکم بنالیا۔ انہوں نے دلتوں سے اپیل کی کہ وہ خودکو ''آدی آندھرا'' بلائیں۔ بھاگیہ ریڈی نے 1906ء میں ''جگن مترا منڈلی'' کی شروعات کی۔ وہ دلتوں میں لوک گیتوں کے ذریعہ آگہی پیدا کرنے لگے۔ انہوں نے مدرسے قائم کیے۔ انہوں نے نظام سے دلتوں کی تعلیم کے لیے خصوصی مالی امداد جاری کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے دلت لڑکیوں کو مندروں میں دیوداسی یا جوگن بنانے اور قحبہ گری کروانے کے خلاف تحریک چلائی۔ انہوں نے ہندو ذات پات کے نظام کے خلاف لڑنے کے لیے بدھ مت میں دلچسپی لینی شروع کی اور دلتوں کو بدھ مت قبول کرنے کی جانب راغب کیا۔

آرگی راما سوامی

آرگی راما سوامی ریاست حیدرآباد کے اہم دلت قائد تھے۔ وہ اچالا سدھانتا اور برہموسماج کے پیروکار تھے۔ انھوں نے سنتا بالا سماجم کی بنیاد ڈالی اور سکندرآباد میں دلتوں کے لئے سماجی اصلاحی

SCERT TELANGANA

سرگرمیاں انجام دی۔انھوں نے آدی ہندو جاتی اوناتی سبھا کی بنیاد ڈالی۔انھوں نے دلتوں میں شراب کی لعنت کے خاتمہ اور دلتوں کو سماج میں نمایاں مقام دلوانے کے لئے جدوجہد کی۔انھوں نے جوگنی نظام کے خاتمہ اور جانوروں کی قربانی و بچوں کی شادیوں کے خلاف مہم میں حصہ لیا۔

- گوتم بدھ کی تعلیمات ذات پات کے نظام کے متعلق کیا تھیں۔ان کا تذکرہ کیجیے۔
- دلت ہی آندھرا کے اصل باشندے ہیں۔اس خیال سے دلتوں کے اتحاد میں کتنا اضافہ ہوا؟

تحریک آزادی میں خواتین اور دلت

گاندھی جی نے عدم۔تعاون اور ستیہ گرہ میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کی۔انہوں نے خواتین کو کامیابی کے ساتھ اپنی تحریک میں شامل کیا۔وہ نمک ستیہ گرہ' چھوا چھوت کے خلاف مہم' کسانوں کی تحریک میں شریک ہوئیں۔اس سے خواتین کے اندر خوداعتمادی اور وقار کا احساس پیدا ہوا۔یہ ہندوستان کی عوامی زندگی میں نئی بات تھی۔عورتیں بڑی تعداد میں قومی تحریک میں شامل ہوئیں انہیں امید تھی کہ آزادی کے بعد مردوں کے ساتھ انہیں بھی مساویانہ حقوق ملیں گے۔

ایشوری بائی

ایشوری بائی

حیدرآباد میں خواتین کی سیاست میں شراکت داری کم نہیں تھی۔ان میں سے ایک ایشور بائی ہے۔ایشور بائی پسماندہ طبقات کی عظیم قائد تھی۔وہ امبیڈ کر کی پیروکار تھی۔انھوں نے ریپبلک پارٹی انڈیا کی صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دی۔وہ 1950ء میں سکندرآباد میونسپل کارپوریشن کی کونسلر منتخب ہوئی۔انھوں نے 1950ء میں خواتین کے لئے ورک سنٹر قائم کیا اور کثیر تعداد میں خواتین کو ٹیلرنگ،اسپائنگ،نائٹنگ اور دیگر کرافٹس میں تربیت دی۔

انھوں اپنے سرمایہ سے چتنابائی،چلکل گوڑہ مین اسکول قائم کی اور حکومت کو عطیہ میں دیا۔وہ Indian Conference of Social Walfare (ICSW) کی معتمد اور ریڈ کراس سوسائٹی کی رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دی۔انھوں نے ویمن چائیلڈ ویلفیر کی چیرمین کی حیثیت سے بچیوں کی مفت اعلیٰ تعلیم کی قانون سازی کی حمایت کی۔انھوں نے بہ حیثیت رکن قانون ساز اسمبلی تمام سماجی برائیوں،دلت اور خواتین سے ناانصافی،بے زمین غریبوں میں زمینات کی تقسیم کے لئے جدوجہد کی۔انھوں تلنگانہ کو علحٰدہ ریاست کا درجہ دلوانے کے لئے بھی جدوجہد کی۔

ٹی۔این سدالکشمی

ٹی۔ایس۔سدالکشمی

ٹی۔این سدالکشمی تلنگانہ کی مشہور ومعروف دلت سیاسی قائد اور سماجی جہدکار تھی۔لکشمی آریا سماج کی رکن تھی اور انھوں نے دلت سماج میں اصلاحی تحریکات میں فعال کردار ادا کیا۔وہ قانون ساز اسمبلی کی رکن منتخب ہوئی اور بہ حیثیت وزیر اور ڈپٹی اسپیکر خدمات انجام دی۔سدالکشمی نے آرگی راماسوامی کے ساتھ مل کر دلت طبقات کی تعلیمی اور معاشی ترقی کے لئے کام کیا۔ان کا شمار تلنگانہ میں دلتوں کی ترقی میں حصہ لینے والی ابتدائی شخصیات میں ہوتا ہے۔وہ تلنگانہ پرجاسمیتی کے نائب صدر بھی تھی۔

SCERT TELANGANA

کلیدی الفاظ

1. اصلاحات 2. ستی کی رسم 3. پردہ
4. بیوہ کی شادی 5. اچھوت

- تحریک آزادی کی اہم ترین خواتین جیسے کلپنا دت‘ ارونا آصف علی‘ کیپٹن لکشمی سہگل‘ سروجنی نائیڈو‘ کملا دیوی چٹوپادھیائے وغیرہ کے بارے میں معلوم کیجیے۔
- کیا آزاد ہندوستان میں تمام عورتیں ووٹ کے حق سے استفادہ کررہی ہیں؟

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔

1. کیا آپ درج ذیل بیان سے متعلق ہیں۔
”مغربی تعلیم اور مسیحی مبلغین نے ہندوستان میں سماجی‘ مذہبی‘ اصلاحی تحریک کو متاثر کیا۔“ کیوں؟(AS2)
2. اصلاحی تحریک کے فروغ میں چھاپہ خانہ کی کیا اہمیت تھی۔(AS1)
3. مذہبی اصلاح کے پیچھے اہم مقصد پیچیدہ رسومات‘ کئی دیوتاؤں کی پرستش کا خاتمہ تھا۔کیالوگوں نے ان اصلاحات کوقبول کیا۔ وضاحت کیجیے۔(AS2)
4. رمابائی نے بیواؤں کی حالت پہ خصوصی توجہ دی۔اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔(AS1)
5. انیسویں صدی کے ہندوستان میں سماجی مصلح کی حیثیت سے راجہ رام موہن رائے نے کیا کردار ادا کیا؟ وضاحت کیجیے۔(AS1)
6. سرسید احمد خان کا انگریزی تعلیم کو فروغ دینے میں کیا مقصد پوشیدہ تھا؟(AS1)
7. مختلف رہنماؤں نے اچھوت ذات کو دوسروں کے ساتھ مساویانہ رتبہ دلانے کے لیے مختلف راستے اختیار کیئے۔ایسے رہنماؤں جیسے پھلے‘ بھاگیہ ریڈی ورما‘ نارائن گرو‘ امبیڈکر اور گاندھی جی کے خیالات سے معمور ایک جدول بنائیے۔ (AS3)
8. آج بھی ذات ایک نزاعی مسئلہ بنی ہوئی ہے۔نوآبادیاتی دور میں ذات پات کے نظام کے خلاف کون سی تحریک اہم تھی؟(AS4)
9. امبیڈکر مندروں میں داخلہ کی تحریک سے کیا حاصل کرنا چاہتے تھے؟(AS1)
10. ہندوستانی سماج کو سماجی برائیوں سے چھٹکارا دلانے کے لیے کون سی سماجی تحریک پراثر تھی۔آج آپ کونسی سماجی برائیاں دیکھ رہے ہیں؟
11. ایک ورقیہ بنائیے جس میں تعلیم نسواں اور اس کی اہمیت کے تعلق سے آپ کے خیالات کا اظہار ہو۔(AS6)
12. سماجی مصلحین کے کونسے خصوصیات آپ کو پسند ہیں کیوں؟(AS6)

SCERT TELANGANA

سیکولرزم کا فہم

آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں رہتے ہوئے خود کو ہندو یا مسلمان کی حیثیت سے تصور کیجیے۔ جہاں عیسائی بنیاد پرستی بہت مضبوط ہے۔ فرض کیجیے کہ امریکی شہری ہوتے ہوئے بھی کوئی آپ کو گھر کرایہ پر نہیں دے رہا اس سے آپ کیا محسوس کریں گے۔ کیا اس سے آپ تلخی محسوس نہیں کریں گے۔ اگر آپ اس امتیازی سلوک کے خلاف شکایت کریں اور آپ کو ہندوستان واپس جانے کے لیے کہا جائے تو کیا آپ اس سے ناراض نہیں ہوں گے۔ آپ کی ناراضگی کی دو صورتیں ہوگیں۔ آپ کا ردعمل ہوگا اور آپ کہیں گے کہ جہاں ہندوؤں اور مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں عیسائیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک روا رکھا جائے۔ یہ انتقام کی ایک شکل ہے یا پھر آپ کہیں گے کہ سب کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ آپ کہیں گے کہ کسی بھی فرد کے ساتھ مذہبی رسومات اور عقائد کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہ کیا جائے۔ اس اعلان میں یہ خیال مضمر ہے کہ مذہب سے متعلق ہر قسم کے غلبہ کا خاتمہ کیا جائے۔ یہی سیکولرازم کا نچوڑ ہے۔ اس سبق میں آپ ہندوستان کے تناظر سیکولرازم کے بارے میں بہت کچھ پڑھیں گے۔

- سبق کی تمہید کو دوبارہ پڑھیے۔ آپ یہ کیوں محسوس کرتے ہیں کہ انتقامی جذبہ اس مسئلہ کا مناسب حل نہیں ہے۔ اگر مختلف گروہ اس راستہ پر گامزن ہوجائیں تو کیا ہوگا۔

ہمیں تاریخ میں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں اخراج' مذہب کی بنیاد پر ستایا گیا۔ آپ پڑھے ہوں گے ہٹلر نے جرمنی میں کس طرح یہودیوں کو ستایا اور کس طرح کئی لاکھ یہودیوں کا قتل کیا گیا۔ لیکن اب اسرائیل کی صیہونی ریاست اپنی مسلم اور عیسائی اقلیت کے ساتھ برا سلوک کررہی ہے۔ سعودی عرب میں غیر مسلمانوں کو مندر یا چرچ وغیرہ بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ انہیں عوامی مقامات پر جمع ہوکر عبادت کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

متذکرہ بالا تمام مثالوں میں ایک مذہبی کمیونٹی کے اراکین کے ساتھ دوسرے مذہبی کمیونٹی کے لوگ امتیازی سلوک کرتے ہیں۔ انہیں پریشان کرتے ہیں۔ امتیازی سلوک کے واقعات با آسانی وہاں وقوع پذیر ہوتے ہیں جہاں ریاست کی جانب سے ایک مذہب کو دوسرے مذہب کے مقابلہ میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی اپنے مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک گوارا نہیں کرتا۔ دوسرے مذاہب کا غلبہ بھی پسند نہیں کرتا۔ کیا ہندوستان میں ریاست ایک شہری کے ساتھ مذہب کی اساس پر امتیازی سلوک کرسکتی ہے؟

سیکولرازم کیا ہے

آپ پچھلے سبق میں پڑھ چکے ہیں کہ دستور ہند میں بنیادی حقوق شامل کیے گئے ہیں۔ یہ ریاست کے یا اکثریت کے ظلم کے خلاف شہریوں کا تحفظ کرتے ہیں۔ دستور ہند میں شہریوں کو اپنے مذہبی عقیدوں اور رسومات کے ساتھ زندگی گذارنے کی آزادی دی گئی ہے۔ سارے لوگوں کے لیے مذہبی آزادی کے تصور کے پیش نظر ہندوستان نے ایسی حکمت عملی اختیار کی جس کے مطابق مذہب کو ریاست سے علیحدہ کردیا ہے۔ سیکولرازم سے مراد ریاست سے مذہب کی علیحدگی ہے۔

ریاست سے مذہب کی علیحدگی کی کیوں اہمیت ہے؟

جیسا کہ اوپر بحث کی گئی ہے کہ سیکولرازم کا اہم پہلو ریاستی اقتدار سے مذہب کی علیحدگی ہے۔ یہ جمہوری طرز حکومت کے لیے ازبس ضروری ہے۔ دنیا کے سارے ممالک میں زیادہ تر ایک سے زیادہ مذہبی گروہ رہتے ہیں۔ ان مذہبی گرہوں میں سے ایک گروہ کی اکثریت ہوتی ہے۔ اگر یہ اکثریتی مذہبی گروہ ریاستی اقتدار تک پہنچتا ہے تو وہ آسانی سے اقتدار اور مالی وسائل کو دیگر مذاہب کے افراد کے خلاف استعمال کرسکتا ہے۔ اکثریت کی یہ ظلم و زیادتی، امتیازی سلوک، دباؤ اور مذہبی اقلیتوں کے قتل میں تبدیل ہوسکتی ہے۔ اکثریت اقلیتی افراد کو مذہبی رسوم کی ادائیگی سے روک سکتی ہے۔ مذہبی بنیادوں پر کسی بھی قسم کے تسلط کا نتیجہ حقوق کی پامالی کی شکل میں نکلتا ہے۔ جن کی فراہمی کا تیقن جمہوری سماج بلا امتیاز مذہب ہر فرد کو دیتا ہے۔ اسی لئے اکثریت کی آمریت اور حقوق کی پامالی سے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ ریاست اور مذہب کو جمہوری سماج میں علیحدہ رکھا جائے۔

جمہوری سماج میں مذہب کو ریاست سے علیحدہ رکھنے کا ایک اور سبب یہ ہے کہ افراد کی آزادی کی حفاظت کی جائے تاکہ وہ اپنے مذہب سے باہر آسکیں۔ دوسرے مذہب کو قبول کرسکیں یا مذہبی تعلیمات کی وضاحت مختلف انداز سے کرسکیں۔

- اپنے جماعت میں بحث کیجیے کیا ایک ہی مذہب کے اندر مختلف نقطہ ہائے نظر ممکن ہیں؟

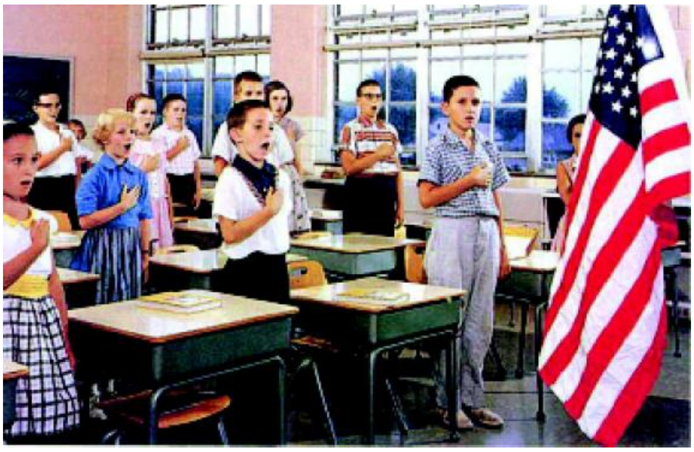

اوپر کی تصویر میں امریکہ کے سرکاری مدارس میں طلبا وفاداری کا عہد لیتے ہوئے

ہندوستانی سیکولرازم کیا ہے؟

دستور ہند میں ہندوستانی ریاست کو سیکولر لازمی قرار دیا ہے۔ دستور کے مطابق ایک سیکولر ریاست ہی مندرجہ ذیل چیزوں کو یقینی بنا سکتی ہے۔

1. ایک مذہبی گروہ دوسرے گروہ پر مسلط نہ ہونے پائے۔
2. ایک ہی مذہبی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے اراکین دوسرے اراکین پر اپنا غلبہ قائم کرنے کی کوشش نہ کریں۔
3. ریاست کسی مخصوص مذہب کو نافذ نہیں کرسکتی۔ افراد کی مذہبی آزادی کو بھی چھین نہیں سکتی۔

ہندوستانی ریاست مذکورہ بالا غلبہ کو روکنے کی خاطر مختلف طریقوں سے کام انجام دیتی ہے۔ پہلا، وہ مذہب سے اپنے آپ کو فاصلہ بنائے رکھنے کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے۔ ہندوستانی ریاست پر کسی مذہبی گروہ کی حکومت نہیں ہوتی اور نہ

ہی وہ کسی ایک مذہب کی حمایت کرتی ہے۔ ہندوستان میں حکومت کے ادارے جیسے عدالتیں، پولیس اسٹیشن، سرکاری مدارس اوردفاتر میں کسی ایک مذہب کی تائید یا اسے فروغ نہیں دیا جا سکتا۔

دوسرا طریقہ جس پر ہندوستانی سیکولرازم مندرجہ بالا غلبہ کی روک تھام کی خاطر عمل پیرا ہے، وہ عدم مداخلت کی حکمت عملی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام مذاہب کے احساسات کا احترام اور مذہبی رسومات میں مداخلت نہ کرنے کا ادعا ہے، ریاست بعض مخصوص مذہبی گروہوں کے لیے استثنائی صورتحال پیش کرتی ہے۔

تیسرا عمل ہندوستانی سیکولرازم مذہبی غلبہ کو روکنے کے لیے مداخلت کے طریقہ کو بھی اختیار کرتا ہے۔ یہ اس کا تیسرا طریقہ ہے۔ ایک ہی مذہب کے ارا کین (اونچی ذات کے ہندو) دوسرے ارا کین (نچلی ذات کے ہندوؤں) پر اپنا تسلط جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ نچلی ذاتوں کا مذہبی بنیاد پر اخراج اور امتیازی سلوک جسے چھوت چھات کہا جاتا ہے اسے دستور میں ممنوع قرار دیا ہے۔ اس مثال سے اندازہ ہوتا ہے کہ ریاست سماجی رسم کے خاتمہ کے لیے مذہبی معاملات میں مداخلت کر رہی ہے تا کہ امتیازی سلوک، غلبہ، اخراج کا خاتمہ کیا جائے جو نچلی ذاتوں کے بنیادی حقوق کے خلاف ہیں جو وہ اس ملک کے شہری ہیں۔ اس طرح مساویانہ ریاست کے حقوق کا بھی احترام کیا جاتا ہے۔ ریاست کمیونٹی کے مذہبی شخصی قوانین میں بھی مداخلت کرتی ہے۔

ریاست کی مداخلت حمایت کی شکل میں ہوتی ہے۔ ہندوستانی دستور نے مذہبی گروہوں کو مدارس اور کالجس قائم کرنے کا حق بھی دیا ہے۔ انہیں غیر ترجیحی بنیادوں پر مالی امداد بھی دی جاتی ہے۔

- ہندوستانی سیکولرازم دوسرے جمہوری ممالک سے کس طرح الگ ہے؟

ہندوستانی سیکولرازم میں ریاست مذہبی معاملات میں مداخلت کر سکتی ہے۔ آپ نے پڑھا کہ چھوت چھات کے خاتمے کے لئے کس طرح دستور ہند نے ہندو مذہبی روایات میں مداخلت کی ہے۔ ہندوستانی سیکولرازم میں ریاست مذہب سے بالکلیہ علیحدہ نہیں ہے۔ البتہ وہ تمام مذاہب سے یکساں فاصلہ بنائے رکھنے کے اصول پر کاربند ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ریاست کی جانب سے مذہبی معاملات میں مداخلت کے لئے ضروری ہے کہ اسکا کوئی دستوری جواز ہو۔ یہ دستوری تصورات ہی اس کے لئے پیمانے کے طور پر کام کرتے ہیں۔ جس کے ذریعہ ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ریاست سیکولر اصولوں پر عمل پیرا ہے یا نہیں۔

ہندوستانی ریاست سیکولر ہے اور یہ مختلف طریقوں سے مذہبی غلبہ کی روک تھام کرتی ہے۔ دستور ہند بنیادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے جو سیکولر تصورات پر مبنی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہندوستانی سماج میں ان حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ بلا شبہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دستوری طریقہ سے انہیں روک سکے۔ بنیادی حقوق سے آگہی و وقفیت سے ہم ان کی

خلاف ورزیوں کے متعلق حساس ہوجاتے ہیں اورانہیں روکنے کے لیے مناسب اقدامات کرتے ہیں۔

● کیا آپ ہندوستان کے کسی بھی حصہ میں واقع ہونے والے کسی حالیہ واقعہ سے واقف ہیں جہاں دستور کے سیکولر تصورات کی خلاف ورزی کی گئی ۔لوگوں کو مذہبی اساس پر ستایا گیا اورانہیں قتل کیا گیا؟

فرانس نے فروری 2004ء میں ایک قانون منظور کیا اور سیاسی و مذہبی علامتوں کا اظہار کرنے والے لباس و دیگر لوازمات پر پابندی عائد کردی۔ان ممنوعہ چیزوں میں اسلامی حجاب' صیہونی ٹوپی' مسیحی صلیب ہے۔اس قانون کی بڑے پیمانہ پر سخت مزاحمت کی گئی۔مخالفت کرنے والوں میں سابقہ فرانسیسی نوآبادیات جیسے الجیریا' تیونس اور مراقش کے تارکین وطن شامل تھے۔فرانس میں 1960ء میں مزدوروں کی قلت پیدا ہوگئی تھی تو حکومت نے ان مہاجرین کو ویزا کی سہولتیں فراہم کیں تاکہ وہ ان کے ملک میں آکر کام کریں۔ان تارکین وطن کی لڑکیاں اسکول جاتے ہوئے حجاب استعمال کرتی تھیں۔ اس قانون کی عمل آوری کے بعد حجاب پہننے والی لڑکیوں کو اسکول سے خارج کردیا گیا۔

کلیدی الفاظ

1- بنیادی حقوق	2- جمہوریت
3- ظلم وستم	4- شخصی قانون
5۔ جبر	6۔حق ترجمانی
7 مداخلت	

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔

1. آپ اپنے پڑوس میں رہنے والوں کے مختلف مذہبی رسومات اورعمال کی فہرست بنائیے۔عبادات دیوتاؤں اورمتبرک مقامات کی پرستش' مذہبی موسیقی اورگلوکاری وغیرہ کی مختلف شکلیں ہوسکتی ہیں۔کیا اس سے مذہبی آزادی کا پتہ چلتا ہے؟(AS3)
2. کیا حکومت کسی ایسے مذہبی گروہ کے معاملہ میں مداخلت کرسکتی ہے جو بچہ کشی پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتا ہے۔اپنے جواب کے ضمن میں دلائل دیجیے۔(AS1)
3. ایک ہی مذہب کے ماننے والوں کے اندر پائے جانے والے اختلافات کی نشاندہی کیجیے۔(AS1)
4. ہندوستانی ریاست مذہب سے دوربھی رہتی اور مداخلت بھی کرتی ہے۔اس تصور سے صورتحال عجیب وغریب ہوجاتی ہے۔آپ اس سبق سے اوراپنے مشاہدہ میں آنے والے واقعات کی روشنی میں مدلل بحث کیجیے۔(AS1)
5. ''سیکولرازم کیا ہے۔'' کے پیراگراف کو پڑھیے اوراس پر تبصرہ کیجیے۔(AS2)

SCERT TELANGANA

باب 21

عہد جدید میں مظاہرہ کیے جانے والے فنون اور فنکار

- یہاں مظاہرہ کیے جانے والے فنون کی چند تصویریں دی گئی ہیں ان میں آپ کتنوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ ہر تصویر کے نیچے نام لکھیے۔
- کیا آپ نے ان میں سے کسی ایک کا بھی مظاہرہ اپنے مقام میں دیکھا ہے؟ جماعت میں اپنے تجربہ کو بیان کیجیے۔

اس سبق میں ہم بیسویں صدی کے مظاہرہ کرنے والے فن کاروں کے بارے میں پڑھیں گے۔ مظاہرہ کرنے والے فن کاروں سے ہماری مراد اُن سے ہے جو رقص کرتے ہیں، گاتے ہیں، ناٹک وغیرہ کرتے ہیں۔ وہ دوسرے فن کاروں جیسے مصور، سنگ تراش اور ادیبوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ اول الذکر کام کو محفوظ نہیں رکھا جاسکتا۔ ہر دفع انہیں ازسرنو مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔

بہت سے لوگ فنون کا مظاہرہ عوام الناس ہی میں کرتے ہیں۔ دہقانی اور قبائیلی خواتین کام کرتے ہوئے یا فاضل اوقات میں یا تہواروں کے موقع پر گاتی بھی ہیں اور رقص بھی کرتی ہیں۔ چٹوکھوڑو تلنگانہ کا ایک فن ہے جسے کسان کام کرتے ہوئے گاتے ہیں۔ ان کے کام کے وقت کے گیتوں کو رقص میں ڈھالا گیا ہے۔ عام طور پر عورتیں چاندنی راتوں میں جمع ہوتی ہیں اور چٹوکھوڑو گانے گاتی ہیں اور تالیوں کی آواز پر ناچتی ہیں۔ اس طرح گاؤں کی لڑکیاں پیڑوں پر جھولے ڈالتی ہیں اور یوویلی پٹالو گاتی ہیں۔ وہ ان نغموں میں لکشمی اور گوری دیویوں کی الوہی کہانیوں کو نمایاں کرتی ہیں۔ خصوصی افراد کئی دیگر فنون کے مظاہرہ کرتے ہیں۔

- اپنے والدین اور دادا، دادی سے پتہ کیجیے کہ خصوصی موقعوں پر خاندان کے افراد کس طرح گانے گاتے اور رقص کرتے تھے؟ ایک چارٹ بنائیے اس میں مواقع اور چند ایک نغمے نمونتاً درج کیجیے۔ کیا حالیہ عرصہ میں ان مظاہروں میں کچھ تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں؟ اپنی معلومات کو اپنے ہم جماعتوں پر واضح کیجیے۔
- اگر آپ میں سے کوئی اس رقص وسرود سے واقف ہو تو انہیں اپنی جماعت میں پیش کرے۔

SCERT TELANGANA

رقص کی مختلف شکلیں

یکشا گانم

ریاست تلنگانہ کا مشہور لوک فن یکشا گانم یا جا کولا بھا گوتم یا ودھی بھا گوتم ہے۔اس میں فنکار دھن پر رقص کرتے ہیں اور اسے ''چنتو بھاگوتم'' بھی کہتے ہیں۔پنڈت آردھیا چرترا اور بساوا پرانم کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رقص تیرویں صدی عیسوی میں مقبول ہوا۔فنکار اس فن کو عوامی مقامات کے اسٹیج پر پیش کرتے ہیں۔ابتداء میں ایک ہی شخص مختلف کردار گاتے ہوئے رقص سے پیش کرتا تھا لیکن فی الحال مختلف فنکار مختلف کردار کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اس میں نہ صرف ایکشن بلکہ قصہ گوئی کو بھی کافی اہمیت حاصل ہے۔یہ مکالمے،گیت اور نظموں کا امتزاج ہوتا ہے۔اسٹیج پر فنکار طبلہ،ہارمونیم اور موسیقی کی دھن کے ساتھ مظاہرہ پیش کرتے ہیں۔فنکاروں کے جسمانی حرکات اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور ان کے کرداروں کے مطابق پیر اور ہاتھوں کی حرکات کی جاتی ہیں۔ مختلف فنکاروں کے کردار کی شناخت ان کے لباس اور اوزار سے ہوتی ہے۔کہانی میں مختلف کردار جیسے دیوتا،راجا،وزراء ،سپاہی،برہمن،دہقاں،عام آدمی اور مزاحیہ خاکے ہوتے ہیں۔

قصہ گوئی کی چند مشہور کہانیاں سگریوا وجایم،بالا ناگاما کتھا،رمپھا رامپالا،چترن گاڈا وِسم اور کرشنا ارجنا یودم ہیں۔ روایتی طور پر ان کہانیوں کے کردار چند ولوذات کے لوگ ادا کرتے ہیں۔موجودہ دور میں بلالحاظ ذات لوگ پیشرفت کرتے ہوئے اس فن کا اکتساب کرتے ہوئے مظاہرہ پیش کررہے ہیں۔

گوسادی:

عادل آباد کے راج گونڈ دیوالی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ہرن سینگوں سے مور کے پروں سے خود کو آراستہ وپیراستہ کرتے ہیں۔اُن کے ہمراہ موسیقی کے آلات جیسے دپو 'ٹوڈ ومؤپیری اور کالی کوم ہوتے ہیں۔

لمباڑی:

آندھراپردیش میں ایک نیم خانہ بدوش قبیلہ لمباڑی بھی ہے۔وہ روزمرہ کے کام کاج جیسے فصل کاٹنا' شجر کاری اور تخم ریزی کے مرحلوں پر ناچتے ہیں۔اُن کے لباس پر کانچ کے منکے' چمکیلی ٹکیا چسپاں ہوتی ہے۔وہ بہت خوبصورت ہوتی ہے ۔جب وہ دسہرہ' دیوالی اور ہولی کے تہوار پر ناچتی ہیں تو لوگ انہیں پیسے دیتے ہیں۔

سادر ناچ:

یہ ناچ کی تنہا شکل ہے ۔ دیوداسیاں صدیوں سے مندروں اور جنوبی ہند کے شاہی درباروں میں ناچتی رہیں ۔ اُس میں مُلم ناڈو بھی شامل تھا۔

کوراونجی:

یہ عورتوں کا ایک ناچ ہے ۔ جب ایک لڑکی کی محبت کامیاب ہوجاتی ہے ۔اُسے محبوب مل جاتا ہے تو اُس وقت وفور شوخ میں رقص کیا جاتا ہے ۔ اور اُس رقص کے ذریعہ جمالیاتی تصورات کی ترجمانی کی جاتی ہے۔

کچی پوڈی:

آندھراپردیش میں ایک برہمن گاؤں کا نام کچی پوڈی ہے۔مختلف افراد مل کر یہ رقص کرتے ہیں ۔ یہ رقص ناٹک کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے ۔اس رقص کو مرد ناٹک کے روپ میں پیش کرتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

صدیوں سے فنکار جیسے رقاص، قصہ گو، گلوکار ناٹک میں کام کرنے والوں نے لوگوں کا دل بہلایا۔ انہیں جمالیاتی ذوق سے ہمکنار کیا۔ روحانی پیامات کی ترسیل کی۔ معاشرے کی خرابیوں پر نکتہ چینی کی اور اعلیٰ انسانی قدروں کی ترجمانی کی۔ فن کا مظاہرہ کرنے والے فنکاروں نے وسیع تر سماجی مقاصد کے لیے لوگوں کو متحد کیا اور بااثر سماجی کردار ادا کیا۔ فقیر پٹالو، بیراگی پٹالو، ڈنڈا گانم، لارڈ کوروساب وغیرہ جیسے دربدر بھٹکنے والے فقیروں اور بیراگیوں نے فقیر پٹالو، بیراگی پٹالو، ڈنڈا گانم، لارڈ کروساب جیسے گانے گاتے رہے۔ وہ گانے تلگو، دکنی اور ملی جلی زبان میں تھے۔

بہت سے دوسرے فن کے مظاہروں جیسے براکتھا اور گلا سدولو میں بہت سے لوگوں کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ابتدا میں ایک مقام سے دوسرے مقام کو جانے والے چرواہوں نے اس فن کا مظاہرہ کیا۔ ان میں سے بعض فن کار مذہبی گروہ جیسے ویرشیومت سے وابستہ رہے۔

- کیا آپ نے گھومنے پھرنے والے فن کاروں کی جانب سے ایسے مظاہروں کا مشاہدہ کیا ہے اُن کے بارے میں اپنے ہم جماعتوں کو مطلع کیجیے؟ وہ کون تھے؟ انہوں نے کیا گانے گائے اور سامعین نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
- اگر اس طرح کے فن کار قرب و جوار میں رہتے ہیں تو اُن سے ملاقات کیجیے، اُن کی زندگی اور آرٹ کے بارے میں دریافت کیجیے۔

کس طرح مظاہرہ کرنے والے فن کار اپنا روزگار حاصل کر سکتے ہیں؟ بعض فن کار ایک مقام سے دوسرے مقام کو جا کر اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مکھیا، زمیندار، عام گاؤں کے لوگ ایسے فن کاروں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ وہ گاؤں والوں کے ہاں سے اناج بھی قبول کرتے ہیں۔ اُن کی فن کاروں کی حیثیت سے بہت عزت کی جاتی ہے۔ اُن کا گاؤں میں استقبال کیا جاتا ہے۔ اُن کے دل لبھانے والے فن کی قدر کی جاتی ہے۔ وہ مندر کے تہواروں کے علاوہ گاؤں کے سالانہ تہواروں کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔ لوگ خصوصی پروگرام کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ اُن کا ماننا ہے کہ اُس سے بارش ہوتی ہے اور طاغوطی طاقتیں گاؤں میں آ نہیں سکتیں۔

بہت سے فن کاروں نے اس طرح دربدری نہیں کی۔ وہ زمینداروں کی حویلیوں اور بادشاہوں کے محلوں سے وابستہ رہے۔

شکل 21.2
گوساڈی رقص

SCERT TELANGANA

اُن کا بہت سارا وقت درباروں اور محلوں میں اپنے سرپرستوں کی درست وتدریس اور فن کے مظاہرہ میں گزرتا تھا۔

ہم پہلے گھوم پھر کر براکتھا پیش کرنے والے فن کاروں کے بارے میں پڑھیں گے۔

براکتھا:

براکتھا تلگو میں قصہ گوئی کا فن ہے۔ براکتھا کا ماخذ بارھویں اور تیرھویں صدی کی ویرشیومت کی تحریک سے وابستہ رہا۔ برا کی اصطلاح ''تنبورہ'' سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک تاروں والا ساز جو قصہ گو کے داہنے بازو سے لگا رہتا ہے۔عموماً اس فن کے مظاہرہ میں پیچو گنٹالا یا جنگالوں ذاتوں یا قبائل سے تعلق رکھنے والے ایک ہی خاندان کے دو یا تین افراد کا گروپ ہوتا ہے۔ براکتھا میں مرکزی قصہ گو تنبورہ کو بجاتے ہوئے گھنگھرو پہن کر ناچتے ہوئے داستان بیان کرتا جاتا ہے۔ وہ سُر تال کے لحاظ سے اسٹیج پر آگے پیچھے متحرک ہوتے ہوئے ناچ کر قصہ گوئی کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ اپنے دائیں انگوٹھے میں انگوٹھی پہنچتا ہے۔ وہ اپنی ہتھیلی میں بھی ایک انگوٹھی رکھتا ہے۔ اس کی مدد سے وہ تنبورہ بجاتا جاتا ہے اور جوش وخروش سے گاتا چلا جاتا ہے۔ایک یا دو افراد مٹکا بجاتے ہیں جسے ڈوکی بدیکی کہا جاتا ہے۔ قصہ گو کی جانب ڈھول بجانے والا موجودہ سیاسی وسماجی موضوعات پر تبصرہ کرتا ہے۔ حالانکہ داستان پرانے قصے کہانیوں والی ہوتی ہے اور بائیں جانب ڈھول بجانے والا طنز ومزاح سے کام لیتا ہے۔

براکتھا کے مشہور ومعروف ٹیپ کے مصرعوں میں ونرا بھارتہ' ویرا کمارا' وجیم' منادے را' تندانا تانا ہیں۔ براکتھا کا آغاز شام میں ہوتا ہے۔ابتدا میں مختلف دیوی' دیتاؤں کی تعریف میں گانے گائے جاتے ہیں۔ پھر قصہ گو داستان کا تعارف کراتا ہے۔ وہ مقام' وقت اور داستان کا سیاق وسباق بھی پیش کرتا ہے۔اس کے مددگار ساتھی ٹیپ کے مصرعوں کو دھراتے جاتے ہیں۔

داستان کی تمہید کے بعد تینوں فن کار مختلف قسم کے کردار اپناتے ہیں۔ واقعات کے بیان میں چھوٹے ہوئے حصے بھی پورے کرتے جاتے ہیں۔ براکتھا میں داستان کا بیانیہ موثر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ناچ' اظہار' گانے اور مناظر کی ترجمانی کہانی میں دلچسپی اور کشش پیدا ہوجاتی ہے۔ براکتھا عموماً دو سے تین گھنٹوں تک بولی جاتی ہے۔لمبی کہانی کو قسطوں کی شکل میں شام کے اوقات میں پیش کیا جاتا ہے۔

عام طور پر براکتھا دسہرہ یا سنکرانتی کے تہواروں کے موقع پر پیش کی جاتی ہے۔رامائن' مہابھارت اور بعض راجاؤں جیسے کمبو جارا جو کی کہانی' ببلی کا قصہ' پالاناٹی کی حکایت' کٹما راجو کی داستان وغیرہ سنائی جاتی ہے۔ تلنگانہ تحریک کے زمانہ میں نظر نے براکتھا پیش کیے۔تلنگانہ کے فن کاروں نے اپنی تحریک کی خاطر نئے طرز کے براکتھاؤں کو پیش کیا۔ ان میں تریو نگری رامن جائیلو کا ''تلنگانہ ویرا یودھولو' ادوری ایودھیا راما کا ''نظام پبلا وم'' اور ایس کے چودھری کا ''قاسم رضوی'' سنکارانہ ستیہ نارائن کی ''کشتہ جیوی' ' نے کافی شہرت حاصل کی۔ ان براکتھاؤں نے عوام کے سماجی ومعاشی مسائل کو اجاگر کیا اور تحریک کے رہنماؤں کے بہادروں کے واقعات کو نمایاں کیا۔مثال کے طور پر

شکل 21.3: براکتھا کے مظاہرہ کی تصویر

SCERT TELANGANA

سنکارا ستیا نارائن کی براکتھا 1944 میں لکھی گئی ۔ اس میں ایک مسلم دہقان شیخ' بندگی کی بہادری وشجاعت بیان کی گئی ۔ شیخ بندگی نے زمیندار وسنوری دیشمکھ کے ظلم وستم کے خلاف بہادری سے لڑائی کی تھی ۔

آج کل حکومت براکتھا کی تنظیموں کی سرپرستی کررہی ہے ۔ وہ کئی سماجی مسائل جیسے خواندگی' ایڈس وغیرہ کے بارے میں عوام میں شعور پیدا کررہے ہیں ۔ براکتھا کے پروگراموں کو ٹی وی پر بھی پیش کیا جارہا ہے ۔ قدیم روایتی فن کاروں نے اس فن کو خیرباد کہہ دیا ہے ۔ اب دوسرے تفریحی مشاغل ابھر کر سامنے آگئے ہیں ۔ اب دیہاتوں میں براکتھا کی سرپرستی نہیں رہی ۔

تھولو بومالتا:

یہ ایک کٹھ پتلی کی نمائش ہے ۔ اسے سفر کرنے والے فن کار پیش کرتے ہیں ۔ کٹھ پتلیوں کو جانوروں کی چمڑی سے بنایا جاتا ہے ۔ اُن کھالوں کی دباغت کی جاتی ہے ۔ انہیں نیم شفاف بنایا جاتا ہے ۔ انہیں کئی شکلوں اور قدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اُن کٹھ پتلیوں کی لمبائی اور قد ایک فٹ سے لے کر چھ فٹ تک ہوتی ہے ۔ ویسے اس کا دارومدار کرداروں کی عمر اور فطرت پر ہوتا ہے ۔ رنگی ہوئی تابناک کٹھ پتلیوں کے کولھے' بازوؤں اور کوہنی میں چھید ہوتے ہیں اس میں باریک ڈوری کے ذریعہ تماشا کیا جاتا ہے ۔

کارکردگی:

روایتی کھیل تھیٹر میں بیانیہ متن کو شاعرانہ انداز میں پیش کیا جاتا تھا ۔ اس میں قصہ گو اور گلوکار سامعین کو دکھائی نہیں دیتے تھے ۔ اداکار اپنی آواز کے اُتار چڑھاؤ سے کٹھ پتلی کو اپنی آواز عطا کرتا تھا ۔

شکل 21.4: تھولو بومالاٹا:

مظاہرہ کی شروعات 9 بجے رات میں ہوتی تھی اور وہ ساری رات جاری رہتا تھا ۔ کٹھ پتلی کی پرچھائیں والے گروپ میں 8 سے 12 تک فن کار رہتے تھے ۔ اس گروپ میں دو عورتیں بھی ہوتی تھیں جو گاتی تھیں اور نسوانی کردار بھی ادا کرتی تھیں ۔ دو لوگ مردانہ کردار نبھاتے تھے ۔ تین سازندے تھے جو ہارمونیم' شروتی بجاتے رہتے اور ایک مددگار تیزی سے کٹھ پتلیوں کو مہیا کرتا اور چراغوں کا انتظام کرتا تھا ۔ وہ اسٹیج کے لیے گاؤں میں ایک کھلی جگہ کا انتخاب کرتے ہیں ۔ چار بانس کی لکڑیوں سے مستطیل کی شکل میں اسٹیج بناتے ہیں ۔ لکڑیوں پر سفید کپڑا باندھ دیتے ہیں ۔ تبصرہ نگار پردہ کے پیچھے رہتا ہے ۔ پردہ پر تیز روشنی پڑتی رہتی ہے ۔

ناٹکوں کا موضوع:

ان مظاہروں میں رامائن اور مہابھارت کی رزمیہ سے بہت سے واقعات لیئے جاتے ہیں ۔ مقامی کہانیاں بھی بیان کی جاتی ہیں ۔ اس میں عصری حالات پر مزاحیہ انداز میں گہرا طنز بھی شامل رہتا ہے ۔ وہ رزمیہ کے لیے مقامی زبان میں کی گئی وضاحتیں پیش کرتے ہیں ۔ وہ شاذ ونادر ہی نئی کہانیاں تحریر کرتے ہیں ۔ مظاہرہ کرنے والے فن کار گھومنے والی ٹولیاں ہوتی ہیں ۔ وہ سال کے 9 مہینے پیسوں اور اناج کے لیے گاؤں گاؤں پھر کر براکتھا پیش کرتے ہیں ۔

جدید ترسیل وابلاغ کے طریقوں' نئے تفریحی ذرائع جیسے فلم اور ٹیلی ویژن کی آمد سے لوگوں نے روایتی مظاہرہ کرنے والے فنون سے منھ پھیر لیا ۔ ماضی کی طرح اب زمیندار اور گاؤں کے سرداران فن کاروں سرپرستی نہیں کرتے ۔ اس کے

SCERT TELANGANA

سبب لوک کتھا کے فن کار روبہ زوال ہورہے ہیں۔ وہ روزگار کے بحران کا شکار ہوگئے ہیں۔ چونکہ وہ محوِسفر رہنے والے فن کار رہے ہیں وہ جدید تعلیم سے محروم رہے۔ اب وہ صرف غیر ہنرمند مزدوروں کا پیشہ اختیار کرسکتے ہیں۔

حکومت اپنے منصوبوں کی تشہیر کے لیے انہیں استعمال کررہی ہے۔ بہت روایتی گروپ حفظان صحت، صحت کا خیال، تعلیم نسواں، خاندانی منصوبہ بندی، ماحولیات جیسے موضوعات پر ناٹک کھیل رہے ہیں۔ عام طور پر حکومت ہی ایسے پروگرام کی مالی امداد کرتی ہے اور انہیں ناٹک کا مواد بھی فراہم کرتی ہے۔

بعض تھولو بما لتا خاندان کے فن کاروں نے دوسرے پیشوں کو اختیار کرلیا ہے۔ اب وہ منقش قندیلوں اور دیوار پر لٹکائے جانے والے چمڑوں کا کاروبار کررہے ہیں۔ انت پور میں کٹھ پتلی کا امداد باہمی کا مرکز قائم کیا گیا ہے۔ اس کا مدعا اُس فن کا فروغ ہے۔

- جب ٹی وی اور فلمیں تفریح کی مؤثر شکلیں بن رہی ہیں تو کیا ایسے وقت لوک فن کی روایتوں کا تحفظ کیا جانا ناگزیر ہے؟ آپ کا اس تعلق سے کیا خیال ہے اپنے دلائل پیش کیجیے۔
- آپ قومی تحریک کے زمانے سے لے کر آج تک فن کاروں کے حالات اور ان کے مظاہروں میں کن تبدیلیوں کا مشاہدہ کررہے ہیں؟
- لوک فن کی تجدید اور احیاء میں قوم پرست اور کمونسٹوں نے کیا کردار ادا کیا؟ آپ کا کیا خیال ہے؟

بھرت ناٹیم زوال اور احیاء:

ہندوستان کے قدیم ناچ کی شکلوں کے ماخذ کا علم بھارتہ کی کتاب سے ملتا ہے۔ آج ٹملناڈو کے خاص ناچ کے انداز کا نام بھرت ناٹیم ہے۔ سو برس پہلے بھرت ناٹیم کے نام کا رواج مفقود تھا۔ ٹملناڈو اور آندھرا پردیش میں رائج قدیم ناچ کو سادر، کراونجی اور کچی پوڈی کہا جاتا تھا۔

موگلیا کنیر آلات سے کھیلتے ہوئے

آج جسے ہم بھرت ناٹیم کہتے ہیں وہ سادر ناٹیم سے ماخوذ ہے۔ دیوداسیاں ناچتی تھیں جو مندر کی عبادت کا جز تھا۔

دیوا داسی کا مطلب دیوتا (دیوا) کی کنیز (داسی) ہے۔ وہ فن کارہ تھی۔ اُسے مندر میں خدمت کے لیے وقف کردیا جاتا تھا۔ دیوداسی کا ناچ مندر کی ریت اور عبادت کا ایک مربوط حصہ تھا۔ والدین اپنے نوجوان لڑکیوں کو دیوتاؤں کی نذر تصور کرتے ہوئے مندروں کی سپرد کرتے تھے۔ انہیں شادی کی اجازت نہیں تھی۔ ان کا استحصال پجاری اور باعصر افراد کرتے تھے۔ اُن کی اولاد بھی انہیں کی طرح زندگی بسر کرتی تھی۔ دیوداسی خاندان موسیقی اور ناچ کے فن میں مہارت رکھتے تھے۔ وہ نٹو وانرس (ناچ کے اساتذہ۔ دیوداسیوں کی نرینہ اولاد) کی مدد سے نسل در نسل روایتوں کا اہتمام کرتے رہے۔

1934 اور 1947 کے درمیان ممبئی اور مدراس پریزیڈنسی میں ایک قانون بنایا گیا اور دیوداسی نظام کو برخواست کیا گیا (لڑکیوں کو مندروں کے حوالے کرنا)۔ بھاگیہ ریڈی ورما نے ریاست حیدرآباد میں دیوداسی نظام کے خلاف مہم چلائی اور نظام سے اُسے برخواست کردینے کی گذارش کی۔

- دیوداسی نظام کی تائید اور مخالفت میں ہونے والے بحث و مباحثہ کا تصور کیجیے۔ دونوں جانب سے کی گئی بحث کیا

SCERT TELANGANA

تھی۔ ایک مختصر سا تمثیلی مناظرہ تیار کیجیے۔

- ایک ایسی نوجوان دیوداسی لڑکی کی حالت کا تصور کیجیے جو دیوداسی بن کر جینا نہیں چاہتی۔ ایک خیالی خط میں اُس کے جذبات کا اندازہ کیجیے جو اُس نے اپنے دوست کو لکھا تھا۔

احیاء

ای۔ کرشنا ایرٌ مجاہدہ آزادی اور وکیل تھے۔ انھوں نے بھرت ناٹیم سیکھا تھا۔ وہ زنانہ لباس پہن کر ناچتے تھے۔ وہ اُس کلنک کو مٹانا چاہتے تھے جو اُس ناچ پر لگ گیا تھا۔ اُنھوں نے اُس آرٹ کے متعلق عوام میں دلچسپی پیدا کی۔ انھوں نے مدراس (چنائی) میں موسیقی کی اکیڈیمی کے قیان میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اُس مقام سے دوداسیاں بھرت ناٹیم رقص پیش کرنے لگیں۔ پہلی دفعہ عوام میں نزاع پیدا ہوئی لیکن دوسری بار پروگرام کامیاب رہا۔ موسیقی کی اکیڈیمی کے شہہ نشین پر پیش کیے جانے سے اُسے عوام میں قبولیت کا درجہ ملنے لگا۔

اب بھرت ناٹیم کی جانب باعزت خاندان کے نوجوان فن کار متوجہ ہونے لگے ہیں۔ ابتدا میں ذہنی صدمہ سے دوچار ہونا پڑا لیکن اُن کی شرکت سے عوامی رائے اس آرٹ کے بارے میں بتدریج تبدیل ہوتی گئی۔ مغربی فن کار جیسے بالیرینا' اناپاؤلووا نے انھیں ہندوستانی ناچ کو سیکھنے کی صلاح دی۔

رکمنی دیوی نے اناپولے میں بحیثیت طالبہ تربیت حاصل کی لیکن پولا کے مشورے پر ہندوستانی کلاسیکل موسیقی کا اکتساب کیا حالانکہ وہ تھیوسافیکل خاندان میں پرورش پائی۔ جس میں موجودہ بھرت ناٹیم میں اصلاح کی گئی۔ اور روحانیت پر زور دیا گیا۔

شکل 21.6: رکمنی دیوی

دیوداسیوں کی ایک تنظیم نے بھرت ناٹیم کی تجدید کی کوشش کی۔ رکمنی دیوی کے استاد کے علاوہ بنگلور ونا گارتمما اور افسانوی رقاص بالا سرسوتی کی کاوشیں بھی رہیں۔ انھوں نے اس روایت کی برقراری کی وکالت کی اور اُسے دیوداسی کمیونٹی میں رکھنے کی تجویز رکھی۔ اُن کی دلیل تھی کہ اگر دیوداسی کمیونٹی سے فن کو جدا کر دیا گیا تو فن مر جائے گا۔ دوسری جانب تعلیم یافتہ افراد کا خیال تھا کہ بھرت ناٹیم کو باعزت خاندانوں کے سپرد کیا جائے۔ بالآخر دو مکتبہ خیال کے لوگ بھی

شکل 21.5: اوگو کتھا مظاہرہ پیش کرنے والے

SCERT TELANGANA

رقص کے ساتھ رہے۔ دیوداسیوں اور نٹوناروں نے دوسری ذات کے لوگوں کو ناچ سکھایا۔

رُکمنی دیوی کا 1935 میں پہلا ناچ کا مظاہرہ سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔ اُن کی کوششوں سے مدراس کے راس العقیدہ کمیونٹی کے لوگ ان کے مواقف ہوگئے۔ رُکمنی دیوی نے کلاشیتر ادارہ قائم کیا۔ اس میں بڑے فن کاروں اور موسیقاروں نے حصہ لیا اور رُکمنی دیوی نے اس ناچ میں کئی نسلوں کی تربیت کی۔

بالا سرسوتی نے دیوداسیوں کے روایتی رقص کو فروغ دیا۔ اُن کا خیال تھا کہ اصلاحات غیر ضروری ہیں اور فن سے انحراف کا سبب بن سکتی ہیں۔ ان کا شجرہ دیوداسی کا تھا۔ اُنھیں بہتر رقص کی وجہ سے بڑی شہرت ملی۔

ہندوستانی سماج میں بھرت ناٹیم میں دوبارہ دلچسپی پیدا ہونے سے ناچ کے اساتذہ نے اپنی تربیتی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور کئی فن کار اس میدان میں داخل ہوئے۔ اس رقص کے کئی انداز اور نام ہیں۔ جیسے پنڈانالور، واضویور، تنجاپور وغیرہ یہ اُن دیہاتوں کے نام ہیں جہاں دیوداسیاں رہا کرتی تھیں۔ ان ناموں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ جلد ہی بھرت ناٹیم ہندوستان کے قدیم ناچ کی شکل کی حیثیت سے مقبول ہوگیا۔ اسے عالمی سطح پر بھی تسلیم کیا گیا اور ہندوستان کا قیمتی اثاثہ مان لیا گیا۔

- ایسا ضروری کیوں ہوا کہ دوسری ذات کے لوگوں نے اس رقص کا احیاء کیا اور اُسے سیکھا؟ آپ کا کیا خیال ہے؟
- اُن لوگوں نے اسے قابل احترام بنانے کے لیے اس میں کیا تبدیلیاں لائیں۔
- ایک طرف اس رقص کے روایتی محافظین کو رقص کرنے کی اجازت نہیں دی گئی دوسری جانب دیگر ذات کے لوگوں نے رقص کو قابل احترام بنایا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس تبدیلی کے تعلق سے کچھ غیر منصفانہ بات ہوئی ہے۔

بھرت ناٹیم کی موجودہ صورتحال

بیسویں صدی میں بھرت ناٹیم کے احیاء کے ابتدائی دہوں میں اس کی شہرت بام عروج پر پہنچ گئی۔ اس رقص کو سیکھنے کی مانگ بڑھ گئی۔ آج سرپرستی، سامعین کی تعداد سے زیادہ اُسے سیکھنے کی چاہ بڑھ چکی ہے۔

اب نٹوناروں سے زیادہ ناچنے والے اس کلا کے محافظ بن گئے ہیں۔ بھرت ناٹیم کے احیاء کے دنوں میں رقص سکھانے والے نٹونار آخری نسل ثابت ہوئے۔ اب رقص کرنے اور

شکل 21.7: بالا سرسوتی

SCERT TELANGANA

سکھانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا تھا۔ اب نٹوناروں کی چنداں ضرورت نہیں رہی۔ کلاشیتر جیسے اداروں میں تجربہ کار ناچنے والوں نے اگلی پیڑھی کی تربیت میں حصہ لیا۔ بہت سے طلبا خانگی طور پر ناچ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ناچنے والے یا موسیقار مظاہرہ کے دوران نٹوورانوں سے خصوصی تربیت حاصل کرتے ہیں۔

بہت سے ناچنے والے ناچ کے دوران ریکارڈ کی ہوئی موسیقی استعمال کرتے ہیں۔ وہ اخراجات کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ آج ناچنے والے اپنے ناچ سے زندگی نہیں گزار سکتے۔ چند ایک استثنائی صورتوں کے علاوہ بھرت ناٹیم آج ذیلی پیشہ بن گیا ہے۔ اُسے خاندانی تائید ہی سے اپنایا جاسکتا ہے۔ بہت کم ناچنے والے اپنی ساری زندگی اس فن کی نذر کرسکتے ہیں۔ پیسے کمانے کے لیے ناچنے والے اسے سکھانے میں جٹ جاتے ہیں۔ اس سے اُن کے ناچ کے معیار اور تدریس پر اثر پڑتا ہے۔

نٹوناروں کی عدم۔موجودگی میں بہت سے ناچنے والے ٹیچر بن گئے۔ اس سے تعلیم کا مربوط سلسلہ ٹوٹ گیا اور رقص کے معیار پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے۔ نئے تربیت دینے والوں کے سبب بھرت ناٹیم میں کئی اضافے کیے گئے۔

بھرت ناٹیم کے اس تجربے کے بعد ناچ کی دوسری شکلیں جیسے کتھا کلی، یکشا گانا، اڑیسی، منی پوری اور کتھک میں نئے تجربات کیے گئے۔ اُن کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

- نٹوناروں کا خصوصی کردار کیا تھا؟ اگر انہیں ہٹا دیا جائے تو رقص پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟
- کس طرح بھرت ناٹیم کی شہرت سے اس کی حوصلہ افزائی ہوئی اور اس سے کچھ مسائل پیدا ہوئے؟

پرینی نرتیم:

اس رقص کو شیوا دیوتا کی پرستش کے وقت پیش کیا جاتا ہے۔ اس رقص کو شیوا مندر میں نٹراج مورتی کے روبرو جارحانہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ جنگ کو جانے والے سپاہی میں محرکہ پیدا کیا جائے۔ اس رقص کو صرف مرد ہی ولولہ سے پیش کرتے ہیں۔ یہ رقص تیرویں صدی عیسوی سے عام ہوا ہے۔ پرینی نرتیم کی تفصیلات کو 'جیاپا سینانی' نے تحریر کیا جو کہ کاکتیہ حکمران گنپتی دیوا کی ہاتھیوں کی ٹکڑی کا کرنل تھا۔ مشہور رقاص نٹراج راما کرشنا نے اس رقص کو اپنے معتقدین کے ساتھ پیش کرتے ہوئے ساری دنیا میں مقبول بنا دیا۔

ڈپو ناتیم

موسیقی آلہ ''ڈپو'' Dappu بکری کی کھال سے بنایا جاتا ہے اور جب اس سے دو چھڑیوں سے بجایا جاتا ہے تب لوگ اس پر رقص کرتے ہیں۔ 15 تا 20 رقاص تقاریب اور مظاہروں سے پہلے یا دوران مخصوص قسم کا لباس زیب تن کرتے ہوئے ڈپو (ڈرمس) سے پیش کرتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

کلیدی الفاظ

1. جانجمہ (Cymbal) 2. گھنگھرو
3. خیرات 4. نقال
5. Tarangam 6. نٹوونار

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔

1. غلط بیان کی تصحیح کیجیے (AS1)
   (الف) رقص کی ساری شکلیں عبادت کے جز کے طور پر ابھریں۔
   (ب) تاریخی طور پر زمینداروں نے فن کاروں کی سرپرستی کی۔
   (ج) براکتھا کو عوام کو اکٹھا کرنے کے لیے اپنایا گیا۔
   (د) آج کل نٹوونار بھرت ناٹیم کی تعلیم دیتے ہیں۔
2. پچھلے پچاس برسوں میں لوک فن کاروں کی زندگی میں کیا تبدیلیاں آئیں؟ بحث کیجیے۔(AS1)
3. لوک آرٹ روبہ زوال ہو رہا ہے آپ کا کیا خیال ہے اس سے ہماری ثقافت کا کس طرح نقصان ہوگا؟(AS4)
4. کیا ہم لوک آرٹ کو جدید زندگی کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے اس کا احیاء کر سکتے ہیں؟(AS4)
5. سادر کے زمانے سے لے کر آج بھرت ناٹیم میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں؟(AS1)
6. ذیل کے کن لوگوں نے دیوداسی کے نظام کی تائید کی اور کس نے اس میں اصلاح کرنی چاہی (AS1)
   بالاسرسوتی ۔ رکمنی دیوی ۔ ویریشالنگم ۔ بھاگیہ ریڈی ورما ۔ کرشنا ائیر ۔ بنگلورو ۔ ناگارتنما
7. فن کاروں کے لیے فن کے ذریعہ روزگار کا حصول کیوں مشکل ہو جاتا ہے؟ فن کار اپنے پیروں پر کیسے کھڑے ہو سکتے ہیں؟(AS1)
8. آپ کے علاقے کے فنکاروں کی جانب سے پیش کئے جانے والے آرٹس اور ڈراموں کے متعلق معلومات اکٹھا کر کے ایک جدول بنائیے؟(AS3)

انٹرویو:

مقامی فنکار کو اپنی کمرہ جماعت میں مدعو کیجیے اور مختلف آرٹس اور ان کے مستقبل پر انٹرویو لیجیے۔

SCERT TELANGANA

باب
22

فلم اور پرنٹ میڈیا

لتا اپنے دادا کے گاؤں گرما کی چھٹیاں منانے گئی' وہ اپنے دادا رنگیا کے ساتھ نئی فلم دیکھنا چاہتی تھی چونکہ رنگیا کی طبیعت خراب تھی اس لیے وہ اپنے بچپن کی باتیں بتا رہا تھا۔ گفتگو کے دوران جب اسے پتہ چلا کہ اس کے دادا کے بچپن میں فلمیں نہیں تھیں تو وہ تعجب کرنے لگی اس زمانے میں ڈرامے اور لوک کہانیاں تھیں جن میں فنکار کام کرتے تھے۔ جیسے برّا کتا' ہری کتا اور کٹھ پتلیوں کا کھیل۔ ڈرامے دوطرح کے ہوا کرتے تھے ایک پدیا ناٹکم یعنی نظموں کو لمبے راگ سے پیش کرتے' دوسرا گدیا ناٹکم یعنی نثری ڈرامے۔ رنگیا اپنے تجربات بتا رہا تھا کہ کس طرح وہ ستیہ ہرش چندرا دیکھنے صبح تک جاگتا رہا۔ دوسرے ڈرامے بھونا وجیم' پدہم' کینا شلکم' بوبلی' وادا کرایم کو بھی یاد کیا جنہیں وہ دیکھا تھا۔ لتا کو یاد آیا کہ وہ اپنے اسکول کے سالانہ تقریب میں ایک ڈرامے میں کام کرچکی تھی اور ایک اسٹیج ڈرامہ بھی دیکھ چکی تھی۔ اسے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ ایک زمانے میں ڈرامے ہی تفریح کا ایک اہم ذریعہ تھے۔

- اپنے والدین سے ان کے بچپن کے ڈراموں کے بارے میں جانئے۔
- یہ بھی معلوم کیجیے کہ وقت کے ساتھ ڈرامہ میں کیا تبدیلیاں آئیں۔

شکل 22.1 : کیمرہ

پراجکٹر

سینما کا جنم

سینما کے وجود کا محرک ممبئی کے واٹس ہوٹل میں 7 جولائی 1896ء کو منعقدہ لومیر برادر کا پہلا پبلک شو تھا۔ انگلستان کے ولیم فریش گرین نے ایک کیمرہ 1896ء میں ایجاد کیا جو ایک سکنڈ میں 10 فوٹو Perforated celluloid film کی مدد سے لے سکتا تھا۔ شکل (22.1) 1895ء میں ووڈول لیتھم نے سینما پروجکٹر ایجاد کیا جس پر لمبی فلم ریلوں کو بغیر کسی بریک کے بنایا جاسکتا تھا۔

سینما کا ارتقاء

ڈرامہ موسیقی کے تمام سازوں کے ساتھ پیش کیا جاتا تھا' ٹکنالوجی کی ترقی سے ڈرامہ کی شوٹنگ ہونے لگی جسے فلم بنا کر کئی جگہوں پر

SCERT TELANGANA

پیش کیا جانے لگا۔ مزید یہ کہ سینما کو کم وقت میں شوٹ کیا جاسکتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس میں بھی ایڈٹنگ اور مکسنگ کے ذریعہ بالکل نیا پن پیدا ہونے لگا۔ جارج برناڈ شاہ اور شیکسپیر کے ڈرامے فلم بنا کر پردے پر دکھائے جانے لگے۔ اسی طرح مشہور تلگو ڈرامے وکرایم' ستیہ ہرش چندرا' کینا شلکم فلموں میں ڈھالے گئے اور ان کی فلمیں بنائی گئیں۔ اسٹیج کے فنکار/آرٹسٹ فلم میں موقع پانے کے لیے اسٹوڈیو کے چکر لگاتے۔ جب سے فلمیں چل پڑیں ڈراموں کی شہرت میں قابل لحاظ کمی ہوتی گئی۔ اس

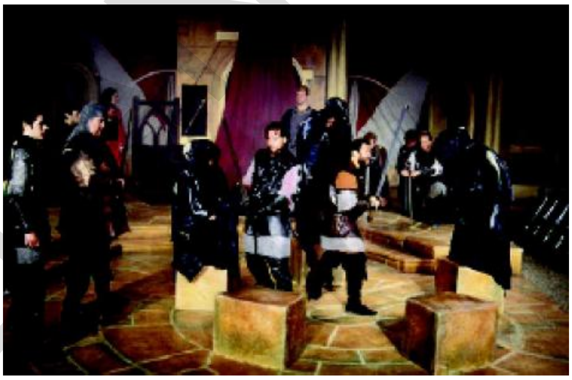

شکل 22.2 : شیکسپیر کے ڈرامے کا ایک منظر

کے باوجود فلم کے مشہور ایکٹر گولا پوڈی ماروتی راؤ اور نصیر الدین شاہ آج بھی ڈراموں میں کام کرتے ہیں۔

- اسٹیج ڈرامہ اور فلم میں کیا فرق ہے؟ تقابلی جدول بنائیے۔
- ڈرامہ سے فلم میں روزگار کا موقع ملنے پر ہونے والی تبدیلیوں پر اپنے استاد کی مدد سے مباحثہ کیجیے۔

لتا کو تعجب ہوا اس بات پر کہ پہلے سینما بغیر آواز کے تھا' ساتھ میں موسیقار ہوا کرتے تھے اور کبھی پراجکٹر چلانے والا ہی کامنٹری دیتا تھا۔ کئی سالوں بعد تکنیکی ترقی ہوئی اور فلمیں آواز کے ساتھ بننے لگیں اور ان کو بولتی فلمیں یا Talkies کہا جانے لگا۔

تلگو میں پہلی خاموش فلم بھیشما پرتگنہ تھی جب کہ پہلی بولتی فلم بھکتا پر ہلادا جو 1931 میں ریلیز ہوئی جس کے پروڈیوسر H.M Reddy تھے۔

- پانچ منٹ کے لیے خاموش پیشکش یعنی صرف حرکات وسکنات کے ذریعہ اداکاری کیجیے اور پانچ منٹ ڈرامہ کیجیے بات چیت/مکالموں کے ذریعہ او ردونوں کارکردگیوں کا تقابل کیجیے کہ کس طرح دونوں کو پیش کیا جاسکتا ہے اور سامعین تک مرکزی خیال کیا پہنچایا جاسکتا ہے۔

پہلی بولتی فلم عالم آرا 1931ء میں ریلیز ہوئی جس کو Ardeshar Irani نے بنایا تھا۔

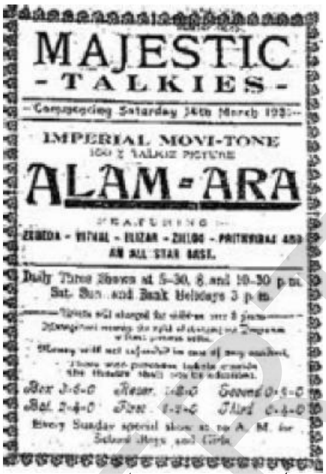

شکل 22.3 : عالم آرا کا پوسٹر

بابائے تلگو فلم رگھو پتی ونکیا ہیں۔ ان کا جنم بندر میں ہوا۔ پھر یہ حیثیت اسٹل فوٹو گرافر (Still photographer) مدراس میں بس گئے۔ انہوں نے مدراس میں فلم اسٹوڈیو بنایا جس کا نام Gaity تھا۔ اسٹوڈیو' تھیٹر کے

رگھو پتی ونکیا

SCERT TELANGANA

شکل 22.4 : نندی ایوارڈ

مالک اور پروڈیوسر ہونے کی بنا پر تلگو فلمی صنعت کے لیے رگھوپتی ونکیا کی خدمات قابل قدر ہیں۔ اس لیے ہر سال حکومت آندھرا پردیش تلگو فلم صنعت کے اداکاروں کو نندی ایوارڈ کے ساتھ رگھوپتی ونیکیا ایوارڈ بھی عطا کرتی ہے۔

سینما۔تفریح کا ذریعہ

سینما سے پہلے تفریح کے ذرائع لوک آرٹ، لوک ناچ/رقص، کلاسیکی ناچ، موسیقی اور ڈرامہ وغیرہ تھے۔لیکن سینما بتدریج تفریح کا اہم ذریعہ بن گیا۔فلمی گانوں کی اپنی شہرت ہے۔ پہلے ریڈیو اوراب ٹیلی ویژن فلمی گانے پیش کرتا ہے۔ لوگ بھی اداکاروں کی تقلید کرتے ہیں۔ انہیں چاہنے والوں کے فین کلب بن گئے ہیں۔ ہیرو، ہیروئینوں / ایکٹروں / اداکاروں یا اداکاروں کے اسٹائل، ڈریس کی لوگ تقلید کرتے ہیں۔ ٹیلی ویژن کی ایجاد سے کسی کو فلم دیکھنے تھیٹر جانے کی ضرورت نہ رہی۔ٹی۔وی پر مختلف چیانل ہیں کچھ تو فلمیں، فلمی گانے، فلمی صنعت کی چیزوں کے لیے مختص ہیں۔

- اپنے گاؤں میں موجود تفریح کے ذرائع کی فہرست بتائیے، آپ ان کی شہرت کا یقین کیسے کریں گے؟ وقت کے ساتھ ان میں کیا تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں؟
- 4یا5 طلباء کی ٹیم بنا کر ان سے مشہور ٹی۔وی۔ چیانلس کا انتخاب کروائیے، ایک ٹیم مختلف موضوعات جیسے خبروں، مذہب، فلم، سیریل کے لے چیانل کی طرف سے مختص کردہ وقت کی نشاندہی کریئے۔اورنئی باتیں اور دریافت دوسری ٹیم تک پہنچایئے۔

سینما اور تحریک آزادی

رنگیا آج بھی 1938ء اور 1939ء میں ریلیز ہوئی پرانی فلموں مالاپلّا اور رئیتو بڑا کا ذکر گرم جوشی سے کرتا نظر آتا ہے۔فلم مالاپلّا، چھوت چھات اور دلتوں کے مندر میں داخلہ پر مبنی ہے۔فلم کا اصل کردار چودھری گاندھیائی نظریات کا حامل ہے۔اونچی ذات والوں کو اصلاح کی تلقین کرتا ہے۔دلتوں کو شراب نوشی ترک کر کے تعلیم حاصل کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ اس فلم میں پجاری کا بیٹا دلت لڑکی سے محبت کرتا ہے۔ایک دفعہ پجاری کی بیوی آگ کی لپیٹ میں آتی ہے تو دلت نوجوان اس کو بچا تا ہے۔تب پجاری کو احساس ہوتا ہے کہ چھوت چھات غلط ہے۔تب دلتوں کو مندر میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ پھر پجاری کے بیٹے اور دلت لڑکی کی شادی ہوتی ہے۔

فلم رئیتو بڑا زمین دار نظام پر مبنی ہے۔جو محنتی، .... کسانوں کی حال کو بتاتی ہے۔فلم میں ایک کسان زمین دار سے قرض لیتا ہے مگر کسانوں کی پارٹی کو ووٹ دیتا ہے۔جس پر زمین دار کسان کو ہراساں کرتا ہے اور تکلیف دیتا ہے۔اس اثناء میں زمین دار کے بیٹے کو اس کا اپنا بھائی اغوا کرتا ہے جس کا زمین دار کے دل پر اثر پڑتا ہے اور اس کا دل بدل جاتا ہے۔ اور گاندھیائی نظریہ کے عین مطابق اپنی زلقنات کسانوں کو دے دیتا ہے۔

لتا نے رنگیا سے کہا گاندھی فلم اس کے اسکول میں بتائی

SCERT TELANGANA

گئی' وہ بولا کہ یہ فلم انگریزی میں ہے جسے رچرڈ اٹن برو نے 1982ء میں بنائی تھی۔ اس نے یہ فلم تلگو میں ڈب کی ہوئی دیکھی۔ یہ فلم ہندی اور دیگر علاقائی زبانوں میں بھی ڈب کی گئی تھی۔

بعد میں قومی تحریک پر کئی فلمیں تیار کی گئیں۔ تلگو میں فلم ''الوّری ستیاراما راجو' اور'' کومرم بھیم'' قبائیلوں کی جدوجہد سے متعلق ہے۔

1882ء میں انگریزی حکومت نے جنگل قانون بنایا جس کی رو سے قبائیلوں کا جنگل میں رہنا اور Podu کی کاشت کرنا منع تھا۔ راجو کی قیادت میں قبائیل اس ہراسانی کی خلاف انگریزوں سے احتجاج کرتے ہیں' اور کئی پولیس اسٹیشنوں پر دھاوا بولتے ہیں اور یہ واقعہ 1922ء کی رمپا بغاوت کے نام سے مشہور ہے۔

ان کی لڑائی انگریزوں سے روایتی ہتھیاروں اور دھاوک میں ضبط شدہ توپوں سے ہوتی ہے۔ تب انگریزی حکومت رتھرفورڈ کی سرکردگی میں آسام رائفل کمپنی ستیاراما راجو۔ دیگر فیاسل قائد بشمول گھنتم دورا کا خاتمہ کرتی ہے۔ یہ فلم نہ صرف تجارتی سطح پر کامیات رہی بلکہ فلک کے گیت کار سری رنگم سری نواس راؤ آموسری سری کے نام سے مشہور ہیں وان کے گیت تلگو ویرا یسورا (تلگو کے بہادر ماگ ذرا) پر بہترین قومی گیت کار کا ایوارڈ دیا گیا۔

فلم 'کومرم بھیم' جولائی 2010ء میں ریلیز ہوئی' جو بننے کے بیس سال سے زائد عرصے کے بعد ہوئی۔ مکومدم گاری گوپال ریڈی اس فلم کے ہیرو ہیں فلم کے ہدایت کار اللّانی سریدھر جن کو پہلے بہترین ہدایت کار ایوارڈ ملا۔ اس فلم کو بہترین فلم برائے قومی یک جہتی اور دیگر ریاستی ونندی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ کومرم بھیم موجودہ ضلع آصف آباد کا ایک قبائلی گونڈ ہے۔ گو کہ وہ ناخواندہ تھا۔ اس نے نظامی حکومت کی جانب سے قبائلیوں کے استعمال کے خلاف جدوجہد کی قانونی اور ہتھیاروں دونوں طرح سے جنگ کی۔ 27/ اکٹوبر 1940ء کو بھیم نظام حکومت کے ساتھ جنگ میں باب جھری کے مقام پر مارا گیا۔

تلگو میں کئی فلمیں قومی یک جہتی پر بنی ہیں ان کی کہانی یا کچھ حصّہ اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔ کئی گیت قومی یک جہتی اور حب الوطنی پر بنی ہیں۔

اچانک رنگیا نے یہ گیت گانا شروع کیا (ویٹرلی پوتیلّا دورا ویڈلا پو) (چلے جا انگریز چلے جا) جو فلم منادیشم کا ہے جو 1949ء میں بنی تھی۔

لتا ایک گیت گائی (بھلے نانا منا باپوجی) جو گاندھی جینتی اور قومی تقارب کے موقع پر اسکول میں پیش کیا جاتا ہے۔ لتا کو تعجب ہوا جب اس کے دادا نے بتایا کہ یہ گیت 1955ء میں ریلیز ہوئی فلم ''دونگارا موڈو'' کا تھا۔

- تحریک آزادی پر بنی دو فلموں کے نام بتایئے؟
- تلگو فلموں سے حب الوطنی کے گیت جمع کیجیے۔

سماج پر فلموں کا اثر

جب سماج آرٹ پر اثر انداز ہوتا ہے تو فلموں پر بھی یہ سچ ہے کہ فلمیں سماج پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بال اور لباس کا اسٹائل مشہور فلموں سے اپنایا جاتا ہے۔ مکالمے' گانے اور چال چلن فلموں سے نقل کئے جاتا ہے۔ اداکارہ' اداکارئیں کے کئی پرستار (فین) ہیں۔ اور کئی پرستاروں کی تنظیمیں اور کلب ہیں۔ کسی بھی پیشہ ور یا کھلاڑی کے اتنے پرستار نہیں ہیں۔

- دو گروپ بنایئے اور پرستار کلب (فین کلب) کے فوائد ونقصانات پر مباحثہ کیجیے۔

فلمیں سماج میں لوگوں کی رائے اور خیال پر بھی اثر انداز

SCERT TELANGANA

ہوتی ہیں۔تلگو میں کئی فلمیں ہیں جس کا موضوع حب الوطنی، زمین کے لیے لوگوں کی جدو جہد، دشمن سے بے خوف، رشوت کے خلاف لڑنے والے۔زندگی کے سچے بہادر ہیرو وغیرہ۔ ایسے میں فلم کے کئی برے اثرات بھی ہیں۔ جیسے فلموں میں عورت کو غریب اور کمزور بتایا جاتا ہے۔جس سے سماج میں صنفی امتیاز پروان چڑھتا ہے۔سگریٹ نوشی وشراب نوشی کو اکثر بتایا جاتا ہے۔جس سے نوجوانوں کا ذہن اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ وہ ان لعنتوں کو ہیرو کی پہچان سمجھتے ہیں ۔ کئی فلمیں غیر مہذب اور تشدد سے بھری ہیں۔بچوں کی جیل میں پکڑے گئے بچوں نے بتلایا کے جرائم چوری اور تشدد کئے ہیں وہ انہوں نے فلموں سے سیکھے ۔ بچے پر تشدد فلمیں دیکھ کر یا تو تشدد اختیار کرتے ہیں یا تشدد سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتے ہیں۔

دوسری جانب کئی فلمیں ایسی بھی ہیں جو سماج میں واقع ہونے والی سماجی و سیاسی سرگرمیوں پر بنی ہیں جو دستاویزی فلمیں کہلاتی ہیں۔

- حال ہی میں دیکھی ہوئی فلم جس کا موضوع اور اس کے آپ جیسے بچوں پر کیا اثرات پڑے ہیں تجزیہ کیجیے۔
- فلموں کی ایک فہرست بنایئے جو آپ کی جماعت کے بچوں نے ایک ماہ میں دیکھی ہوں پھر ان کی درجہ بندی کیجیے 0 سے 5 تک جس فلم میں تشدد نہ ہو 5 نمبر دیجیے۔اس طرح بڑھتے بڑھتے سب سے زیادہ تشدد سے بھری فلم کو 0 نمبر دیجیے۔

فلم بطور صنعت

تلگو فلمی صنعت ایک سال میں کئی فلمیں بنانے کا ریکارڈ رکھتی ہے۔تلگو فلموں کا سال میں اس کا تقریباً 200 ہے۔ جن میں ڈب کی گئی فلمیں بھی شامل ہیں۔حکومت کی حوصلہ افزائی سے چینائی میں موجود فلمی صنعت حیدرآباد منتقل ہوگئی ہے۔ ہر فلم کی تیاری پر 5 سے 35 کروڑ خرچ ہوئے ہیں۔ ریاست میں 2000 سے زائد تھیٹر ہیں۔فلمی صنعت راست پروڈکشن اور بالراست فلموں کی نمائش کے لیے ہزاروں لوگوں کو روزگار اور ملازمت فراہم کرتی ہے۔

پرنٹ میڈیا

پچھلی جماعتوں میں آپ کچھ عظیم کتابوں کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔قدیم زمانے میں لوگ درخت کے پتوں، چھال اور کپڑے پر لکھتے تھے۔ 11ویں صدی میں کاغذ کی ایجاد اور 15ویں صدی میں گٹن برگ کی ایجاد کردہ پرنٹنگ مشین سے حالات بدل گئے ہیں۔پڑھنا لکھنا پہلے اونچے طبقے تک محدود تھا مگر پرنٹنگ (طباعت) نے علم کو عوام تک لیجانے

SCERT TELANGANA

میں اہم رول ادا کیا ہے۔

(طباعت) پرنٹنگ نے کتاب کی کئی جلدیں / کا پیاں بنانے کے علاوہ اخبار و میگزین کے کلچر کو جنم دیا ہے۔ جو روز آنہ، ہفتہ، پندرہ دن اور مہینے کے وقفہ سے شائع ہوتے ہیں۔

- جریدے/رسالے کئی قسم کے ہیں، پرانی مختلف میگزینوں کے ورق جمع کیجیے جو آپ کے گاؤں میں دستیاب ہیں۔ کیا اس سے ہٹ کر کوئی دوسرے طریقے ہیں جن سے جریدوں کی درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔

پرنٹ میڈیا میں اخبار' ہفتہ واری' میگزین ماہانہ شمارے اور دیگر جرائد شامل ہیں ۔ جو اطلاع اور معلومات فراہم کرتی ہیں وہ قابل قدر ہیں۔ الکٹرانک میڈیا کے دور میں پرنٹ میڈیا کی اہمیت آج بھی برقرار ہے۔

اخبارات ہماری روزمرّہ زندگی میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ کئی محققین کا ماننا ہے کہ چین کا The peking gazette پہلا اخبار ہے جو 618ء میں شروع ہوا۔ ابتداء میں یہ اخبار ہاتھوں سے لکھا جاتا تھا۔ بعد میں یہ پرنٹ اشاعت کیا جانے لگا۔ جدید نقطہ نظر سے پرنٹ / طبع ہونے والا اخبار Oxford Gazzette ہے جو 1655ء میں آکسفورڈ لندن سے شائع ہوا تھا امریکہ میں پہلا اخبار Public Occurrences 1690ء میں شائع ہوا۔ کلکتہ میں پہلا اخبار بنگال گزٹ کے نام سے 1780ء میں شائع ہوا یہ Calcutta Advertiser کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔

اڈین گزٹ' کلکتہ گزٹ اور بنگال جرنل ہندوستان کے دوسرے تیسرے اور چوتھے اخبارات تھے جو کلکتہ سے شائع ہوتے تھے' تلگو کا پہلا اخبار کرشنا پتریکا ہے۔ جس کے مدیر مٹنوری کرشنا راؤ تھے۔

تکنیکی انقلاب نے پرنٹ میڈیا کو جدّت بخشی' کئی دنوں تک اخبارات ہاتھ سے کمپوز کئے جاتے تھے۔ بعد میں Monstype اور Linotype کے طرز میں شائع ہونے لگے۔ اس اثنا میں کی بورڈ مشین Keyboard machine کے ذریعہ چھپوائی کا کام ہونا لگا۔ بعد میں یہ طریقہ بھی قدیم ثابت ہوا۔ پھر آفسیٹ اور لیزر پرنٹنگ اس کے بعد کمپیوٹر سے اخبار چھپنے لگا۔ پہلے اخبارات سیاہ و سفید چھپتے تھے لیکن اب رنگین اخبار۔ کثیر تعداد میں چھپ رہے ہیں۔

اخبارات ہمیں حالات حاضرہ' سیاست' تجارت' کھیل کود اور فلمی خبروں کی جانکاری فراہم کرتے ہیں۔

- جماعت میں اپنے علاقے کے اخبارات لائیں اور طلباء کی زیادہ سے زیادہ ٹیمس بنا کر تجزیہ کیجیے کہ ان اخبارات میں خبریں کس طرح چھپی ہیں؟
- ایک ہفتے کے اخبارات جمع کریں۔ طلباء کی مختلف ٹیمس بنا کر ہر اخبار کے خصوصی صفحات کی فہرست بنائیے اور کلاس میں طلباء کو بتائیے۔ جاننے کی کوشش کریں کہ اخبارات مختلف صفحات کی اشاعت کیوں کرتے ہیں؟

1938ء کے گولکنڈہ اخبار کا تراشہ

SCERT TELANGANA

ثقافتی بیداری اور تحریک آزادی میں اخبارات کا رول

برطانوی دور حکومت میں سماجی مصلح اخبارات کے ذریعہ سماج میں بنیادی تبدیلی لانا چاہتے تھے۔ ہندوازم کی اصلاح ستی کی رسم کا خاتمہ۔ بیوہ عورتوں کی دوبارہ شادی اہم اصلاحات تھے۔ جس کے لیے عظیم قائد بن نے تحریک چلائی اور اخبارات اسی کوشش میں ملک کے مختلف حصّوں سے شائع ہونے لگے۔

کئی مجاہدین آزادی ان اخبارات کے مدیر تھے' امرت بازار پتریکا 1868ء میں شروع ہوا جس کے مدیر سیسر کمار گھوش تھے۔ Benegalee اخبار 1833ء میں شروع ہوا' مدیر سریندر ناتھ بنرجی تھے۔ The Hindu 1878ء میں شروع ہوا' مدیر سبرانیم ایر تھے۔ اخبار کیسری 1881ء میں شروع ہوا' جس کے مدیر بال گنگادھر تلک تھے۔ اخبارات کے مدیروں نے اپنے خیالات کا اظہار اخبارات کے ذریعہ کیا۔ ان اخبارات نے ہندوستانیوں میں قومی شعور بیدار کرنے میں اہم اول ادا کیا۔ پچھلے سبق میں آپ کرشنا پتریکا اخبار کے بارے میں مختصر جان چکے ہیں۔ جس کے مدیر متنوری کرشناراؤ تھے۔

آندھرا مہا سبھا نے ویٹی چاکری (بندھوا مزدوری کے خاتمہ کے لئے) نامی ایک ورقیہ شائع کیا تھا' تاکہ نظام حکومت کے زمینداروں اور جاگیرداروں کے ذریعہ ہونے والے شہری مسائل کے خلاف ریاست حیدرآباد کی عوام میں شعور بیداری کی جائے۔

تلنگانہ کے چند اہم رسالے اور اشاعتیں تھیں: ''نیلگری پتریکا'' جس کے مدیر سیداویشو وینکٹا راما نرسمہا راؤ تھے جو اس وقت کے نلگنڈہ کے تھے۔ ''تینوگو پتریکا'' ودی راجو برادران نے نکالا تھا جو اس وقت کے ورنگل کے اینوگرتی کے تھے۔ ''گولکنڈہ'' جس کے مدیر سوراورم پرتاپ ریڈی تھے انہوں نے قومیت کے فروغ کے مقصد سے اس اخبار کو نکالا تھا۔ اردو رسالہ ''رعیت'' جس کے مدیر مندومولا نرسنگ راؤ تھے۔ جس میں کسانوں کے مسائل کو اجاگر کیا جاتا تھا۔ شعیب اللہ خان کے ''امروز'' میں نظام حکومت کی مطلق العنانیت اور زمینداروں کی غنڈہ گردی کے خلاف مضامین شائع ہوتے تھے۔ جس کے نتیجہ میں ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے تھے اور رضاکاروں نے انہیں قتل کر ڈالا تھا۔

مہاتما گاندھی کثرت سے لکھتے تھے وہ 1918ء میں YoungIndian سے وابستہ ہوئے اور گجراتی میں ایک جریدہ ''نوجیون'' نکالا۔ مہادیوی دیسائی کی ادارت میں شائع ہونے والے جریدہ ''ہریجن'' میں بھی خوب لکھا۔

اہم نکات

1. پروجکٹر 2. کمنٹری/رواں تبصرہ 3. Compose
4. گزٹ 5. اشاعت

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

1. فلم اور ڈرامے میں پائے جانے والے تین فرق لکھئے۔
2. آپ کے خیال میں کیا زبان کی کتاب کی کوئی نظم یا کہانی پر ایک چھوٹی فلم بنائی جاسکتی ہے؟ اس کے لیے آپ کو کن کن لوگوں کی ضرورت ہوگی؟
3. کچھ لوگوں کا ماننا ہے ''سینما'' سماج کو بدلنے کا موثر ذریعہ ہے کچھ لوگ مانتے ہیں کہ ''سینما'' کے اثرات منفی ہیں آپ کس خیال سے متفق ہیں اور کیوں؟
4. پرانی فلموں کے اہم موضوعات کیا تھے؟ آپ نے جو فلمیں دیکھیں ان میں مشابہت ہے یا اختلاف؟
5. تحریک آزادی میں اخبارات نے کس طرح اہم رول ادا کیا؟
6. اخبارات کے ایسے تراشے جمع کیجیے جو عصر حاضر کے مسائل کی عکاسی کرتے ہوں اور ان کی کمرہ جماعت میں نمائش کیجیے۔

مباحثہ: کیا سنیما سے معلومات حاصل ہوتی ہیں یا یہ زندگی برباد ہوتی ہے۔ مباحثہ منعقد کیجیے۔

منصوبہ کام

1. ایک اخبار کا مشاہدہ کیجیے اور اس کے صفحات کس طرح ترتیب دیے گئے ہیں درجہ بندی کیجیے۔ کس قسم کے فوٹوس استعال کیے گئے ہیں۔ اشتہارات کے لیے کتنی جگہ دی گئی ہے۔ اڈیٹوریل میں کونسے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے؟
2. چند مشہور ٹی وی چیانل کا انتخاب کیجیے۔ چار تا پانچ بچوں کی ٹیم تیار کیجیے۔ مختلف موضوعات جیسے مذہب' خبریں' فلمیں' سیریل وغیرہ کے لیے ہر چیانل کے جانب سے کتنا وقت مقرر کیا گیا ہے جائزہ لیجیے۔ اپنے تجربات کا تبادلہ خیال کمرہ جماعت میں دیگر ٹیم سے کیجیے۔

SCERT TELANGANA

باب 23

کھیل: قومیت اور تجارت

- کیا آپ کھیل کھیلنا پسند کرتے ہیں؟
- آپ کونسا کھیل کھیلتے ہیں؟
- آپ سب سے زیادہ کونسا کھیل پسند کرتے ہیں؟
- اُن کھیلوں کے بارے میں سوچیئے جس میں صرف لڑکیاں یا پھر صرف لڑکے حصہ لیتے ہیں؟
- کیا کچھ کھیل صرف گاؤں ہی میں کھیلے جاتے ہیں؟
- کیا کچھ کھیل صرف امیر لوگ ہی کھیلتے ہیں؟

آپ کیوں کھیلتے ہیں؟

دی گئی وجوہات سے آپ اتفاق کرتے ہیں تو () کا نشان لگائیے۔ اگر آپ اتفاق نہیں کرتے تو (×) کا نشان لگائیے۔ اگر آپ کے پاس کچھ اور دیگر وجوہات ہیں تو انھیں فہرست میں لکھیے۔

کیا کھیلنا آسان ہوتا ہے؟	
کیا کھیلنا ایک تفریحی مشغلہ ہے؟	
والدین، اساتذہ اور احباب تعریف کرتے ہیں۔	
کھیل آزمائشی نوعیت کے ہوتے ہیں۔	
کھیل جسم کو صحت مند رکھتا ہے۔	
اپنے پسندیدہ کھلاڑیوں جیسے سچن، ثانیہ کی نقل کی بہت گنجائش رہتی ہے۔	
کھیل تعلیم سے زیادہ آسان ہوتے ہیں۔	
ٹیلی ویژن پر نمایاں ہوتے ہیں۔	
کھیلوں میں تحریری ٹسٹ اور امتحانات نہیں ہوتے ہیں۔	
بین الاقوامی کھیلوں میں تمغے جیتتے ہیں۔	
ملک کو سر بلند کرتے ہیں۔	
عزت، شہرت، نام، دولت کماتے ہیں۔	

جماعت میں سارے طلبا کے خیالات کا جائزہ لیجیے اور معلوم کیجیے کہ کونسی وجہ سب سے زیادہ اہم ترین سمجھی گئی۔

ہم مختلف اسباب کی بنا پر کھیل کھیلتے ہیں لیکن ہم کونسے کھیل کھیلتے ہیں اور کونسے دیکھتے ہیں ان پر سماج میں رونما ہونے والے واقعات کا گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ کرکٹ کی مثال لیجیے اسے انگلستان میں گاؤں کے کھلے میدانوں میں دہقان کھیلا کرتے تھے جیسے ہمارے گاؤں کے رہنے والے کبڈی کھیلتے ہیں۔ لیکن آج کرکٹ ہمارے ملک میں گاؤں اور شہر دونوں جگہ کھیلا جاتا ہے۔ خاص طور پر، اس کھیل سے نوجوانوں کی وابستگی دیوانگی کی حد تک پہنچ چکی ہے۔ لوگ اپنا قیمتی وقت دیتے ہیں اور اُس کا ٹیلی ویژن پر مشاہدہ کرتے ہیں۔ بعض

ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنی پسندیدہ ٹیم کی جیت کے لیے دعائیں کرتے ہیں ۔ کرکٹ کو اتنی مقبولیت حاصل ہوگئی ہے کہ دوسرے کھیل جیسے ہاکی، فٹ بال بشمول روایتی کھیلوں جیسے کبڈی، کھوکھو کے لیے لوگوں کی تائید اور حوصلہ افزائی نہیں ہے۔''اس کا کیا سبب ہے؟'' ایک کھیل جو انگلستان کے دیہاتوں میں کھیلا جاتا تھا اسے ہمارے ملک میں اتنی مقبولیت حاصل ہوگئی۔ اس بارے میں آپ کیا سوچتے ہیں؟ آیئے ہم اس کے اسباب معلوم کریں گے۔

کرکٹ کی ایجاد انگلستان میں ہوئی۔ 19 ویں صدی کے اختتام تک یہ کھیل شریف آدمی (Gentleman) کا بن گیا جو بہت سے زینات رکھنے امیر لوگ ہوتے تھے۔ اس کھیل سے توقع کی گئی کہ وہ انگلستانی قدریں جیسے شفافیت، نظم وضبط، شریفانہ صفات کی آئینہ داری کرے گا۔ اسے مدرسوں میں طلبا کی طبعی تربیت کے لیے روشناس کیا گیا۔ اس کے ذریعے بچوں کو مثالی شہری بنانے کی کوشش کی گئی۔ لڑکیاں، لڑکوں کے لیے جیتنی کردہ کھیل کھیلا نہیں کرتی تھیں۔

انگلستان کے دوسرے کھیلوں جیسے فٹ بال، ہاکی کے برعکس کرکٹ نے اُن ممالک میں اپنی جڑیں پیوست کیں جہاں برطانوی حکومت تھی ۔ اپنی نوآبادیات میں کرکٹ ایک مقبول عام کھیل کی حیثیت سے تشکیل پایا۔ اُسے سفید فارم پناہ گزینوں نے (جنوبی افریقہ، زنبابو، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ویسٹ انڈیز اور کینیا میں) فروغ دیا۔ اس کے علاوہ مقامی عمائدین شہر نے بھی اپنے نوآبادیاتی کے اعداد واطوار کی نقل کرنی چاہی۔ ہندوستان میں بھی سب کچھ ایسا ہی ہوا۔

- اپنے اٹلس میں کرکٹ کھیلنے والے ممالک کی نشاندہی کیجیے۔
- آپ نے دیکھا ہوگا کہ ویسٹ انڈیز ایک سالم ملک نہیں ہے۔ ان جزیروں میں اُس کی نشاندہی کیجیے جہاں پر دوڑ کے نامور کھلاڑی رہتے ہیں۔

ہندوستان میں کرکٹ

کرکٹ کے مداح جانتے ہیں کہ کھیل کے مشاہدے سے کسی ایک ٹیم کی تائید کرنی پڑتی ہے۔ جب رانجی ٹرافی کا میاچ ہوتا ہے دہلی ممبئی کے مقابل میں کھیلتی ہے تو کھیل دیکھنے والوں کی تائید شہر سے تعلق رکھتی ہے۔ دیکھنے والا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ جب ہندوستان آسٹریلیا سے کھیلتا ہے تو حیدرآباد یا چینائی کے لوگ جو ٹیلی ویژن پر کھیل دیکھتے ہیں وہ ہندوستانی کی حیثیت سے کھیل کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔ وہ قومی وفاداریوں کے زیر اثر ہوتے ہیں ۔ لیکن پہلے ہندوستان کی صف اول کی کرکٹ ٹیموں کی جغرافیائی اصولوں کی بنیاد پر تشکیل نہیں دی جاتی تھی 1932ء تک ٹسٹ میاچس میں ہندوستان کی نمائندگی کے لیے اپنی قومی ٹیم بنانے کا اختیار نہیں تھا۔ تو کس طرح ٹیموں کو منظم کیا جاتا تھا؟ علاقائی یا قومی ٹیموں کی عدم۔ موجودگی میں کرکٹ کے چاہنے والے کس ٹیم کی تائید کرتے تھے۔ ہم سوالات کے جوابات کے لیے تاریخ سے رجوع ہوکر جاننے کی کوشش کریں گے راجاؤں کے زمانے یا ہندوستانی کرکٹ کو کیسے فروغ ملا اور وفاداری کا جذبہ کیسے پروان چڑھا۔ نیز اس سے ہندوستانی کس طرح متحد یا منقسم ہوئے۔

ہندوستانی کرکٹ کا آغذ ممبئی میں رہا۔ پہلی ہندوستانی کمیونٹی جس نے کرکٹ کھیلنے کا آغاز کیا وہ پارسی تھی ۔ پارسی لوگ اپنی تجارتی سرگرمیوں کے باعث برطانوی حکمرانوں سے رابطے میں آئے اور وہ پہلے ہندوستانی طبقے تھے جو مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھل گئے۔ پارسیوں نے پہلا ہندوستانی کرکٹ کلب ممبئی میں 1848ء میں اورینٹل کرکٹ کلب کے نام سے قائم کیا۔ پارسی تاجروں جیسے ٹاٹا اور واڈیا نے پارسی کلبوں منڈمہیار کیا اور اُن کی سرپرستی کی ۔ ہندوستان میں رہنے والے انگریزوں نے پرجوش پارسیوں کی مدد نہیں کی۔ درحقیقت سفید فارم افراد کے ممبئی جم خانہ اور کرکٹ کھیلنے والے پارسیوں کے درمیان عوامی چمن کے استعمال پر جھگڑا بھی ہوا۔

جب یہ بات صاف ہوگئی کہ نوآبادیاتی حکمراں انگریزوں کی تائید میں جانبدار ہیں تو پارسیوں نے کرکٹ کھیلنے کے لیے الگ سے جم خانہ تعمیر کیا۔ پارسیوں اور نسل پرست ممبئی کے جم خانے کی رقابت کا

SCERT TELANGANA

اختتام ہندوستانی کرکٹ کے اولین معماروں کے لیے خوش آئند ثابت ہوا۔ پارسیوں کی ایک ٹیم نے 1889ء میں کھیلے گئے کرکٹ میں ممبئی جم خانہ کو شکست دی۔ یہ واقعہ 1885ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے قیام کے صرف چار سال بعد ہی پیش آیا تھا۔

پارسی جم خانہ کا قیام دیگر ہندوستانیوں کے لیے ایک مثال بن گیا۔انہوں نے بھی مذہبی کمیونٹی کی بنیاد پر کلبوں کو قائم کیا۔1890ء تک ہندو اور مسلمان چندوں کی وصولی میں مصروف ہوگئے اور وہ ہندو جم خانہ اور اسلامی جم خانہ کی تائید کے حصول میں جٹ گئے۔ جم خانہ کرکٹ کی تاریخ میں فرقہ وارانہ اور نسلی خطوط پر فرسٹ کلاس کرکٹ کی تشکیل عمل میں آئی۔ نوآبادیاتی ہندوستانی ہمیں کرکٹ کے عظیم الشان اور مشہور مقابلوں میں وائی ٹیمیں علاقائی نمائندگی نہیں کرتی تھی۔ جیسے کہ موجودہ دور میں دائمی ٹرافی میں کیا جاتا ہے۔ بلکہ وہ مذہبی طبقوں کی نمائندگی کرتے تھے۔ ان کھیلوں کے مقابلے کو مخمس کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں پانچ ٹیموں نے حصہ لیا تھا۔ یوروپی، پارسی، ہندو، مسلمان اور دیگر لوگوں نے حصہ لیا تھا۔ 1930ء کے آخری اور 1940ء کی ابتداء میں صحیفہ نگاروں، کرکٹ کھلاڑیوں اور سیاست دانوں نے مخمس کھیل کے مقابلوں کی نسلی اور فرقہ وارانہ بنیادوں پر نکتہ چینی کا آغاز کردیا۔

مہاتما گاندھی اور نوآبادیاتی کھیل

مہاتما گاندھی کا خیال تھا کہ کھیل جسم اور دماغ میں توازن قائم کرنے کے لیے ضروری ہے۔انھوں نے اس بات کی بھی نشاندہی کی کہ کھیل جیسے کرکٹ اور ہاکی کو انگریزوں نے باہر سے ہندوستان میں متعارف کیا اور روایتی کھیلوں کو ہٹادیا۔ انگریزوں نے نوآبادیاتی سوچ کی آئینہ داری کی اور کم اثر انگیز تعلیم کو روشناس کیا۔ اپنے ملک میں سادگی سے عمل پیرا رہنے والوں کو نظر انداز کیا۔

’’مجھے حد سے زیادہ حیرت اور دُکھ ہوگا اگر مجھ سے یہ کہا جائے کہ ہمارے اطفال کھیل سے محروم ہیں۔ اگر آپ قومی کھیل کھیلتے ہیں۔ میں آپ سے کہوں گا کہ آپ کے ادارے کے ذریعے پرانے کھیلوں کا احیا کیا جائے۔ میں جانتا ہوں کہ ہندوستان میں کئی مقامی قابل قدر کھیل ہیں۔ وہ نہایت دلچسپ، پر جوش اور کم خرچ والے ہیں۔ اُن کا صرفہ نہیں کے برابر ہوتا ہے۔‘‘

مہاتما گاندھی کی 24/نومبر 1927ء میں مہندرا کالج کی تقریر۔ مہاتما گاندھی کی منتخبہ نگارشات

’’ایک صحت مند جسم کا مطلب حقیقی جذبہ سے سرشاری اور خدمت کے لیے ہمیشہ تیار رہنے والا۔ میرا خیال ہے ایسے جسم فٹ بال کے میدان میں نہیں بنائے جاتے۔ وہ کھیتوں اور کھلیانوں میں بنائے جاتے ہیں۔ میں آپ کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں۔ میرے بیان کے ثبوت میں آپ کو بہت سی مثالیں مل جائیں گی۔ نوآبادیاتی نظام میں پیدا ہونے والے ہندوستانی اس فٹ بال اور کرکٹ کے جنون میں مبتلا ہیں۔ بعض مخصوص حالات میں ان کھیلوں کی اہمیت ہے۔ آپ اس سیدھی سادی سچائی کو کیوں نہیں سمجھتے کہ انسانوں کی کثیر آبادی جو مضبوط جسم و دماغ کی حامل ہے وہ صرف زراعت پیشہ ہے اور وہ ان کھیلوں سے انجان ہے۔‘‘

لازارس کے نام مراسلہ۔ 17/اپریل 1915ء۔ مہاتما گاندھی کی منتخبہ نگارشات ۔ جلد 14

SCERT TELANGANA

- کرکٹ اور مغربی ثقافت کے فروغ کے تصور میں کیا رشتہ پایا جاتا تھا؟

جدید کرکٹ پر ٹسٹ اور ایک دن کے بین الاقوامی کھیل کا غلبہ ہے ۔ یہ قومی ٹیموں کے درمیان ہوتا ہے ۔ وہ کھلاڑی جنھوں نے اپنے ملک کے لیے کھیلا وہ بہت مشہور ہوئے اور وہ کرکٹ دیکھنے والے لوگوں کے حافظے میں رہتے ہیں ۔ آزادی سے 15 سال قبل 1932ء میں ہندوستانی کرکٹ ٹیم ٹسٹ دنیاوی میں 1932ء میں داخل ہوئی۔ کرکٹ ٹیسٹ میاچ اپنی ابتداء یعنی 1877ء سے آزاد قوموں کے بجائے برطانوی قلم رو کے مختلف حصوں میں مقابلے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ کرکٹ کے کھیل کے ذریعے ایک طرح سے نوآبادیاتی حکمرانوں سے مساوات کا مطالبہ تھا اور اُن کے لیے ایک للکار تھی۔

کرکٹ میں تبدیلی

1970ء وہ دہائی جس میں کرکٹ تبدیل ہوگیا۔ یہ وہ وقت تھا جب ایک روایتی کھیل بدلتی ہوئی دنیا کے لائق بن گیا۔ 1970ء ہی میں جنوبی افریقہ کو بین الاقوامی کرکٹ سے علیحدہ کردیا گیا۔ 1971ء ایک یادگار سال ہے ۔ پہلا بین الاقوامی ایک دن کا کھیل ملبورن میں انگلینڈ اور آسٹریلیا کے درمیان کھیلا گیا۔ مختصر ترین کھیل کی نوعیت کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی او ر اس وجہ سے 1975ء میں کامیابی کے ساتھ پہلے عالمی کپ کا مقابلہ منعقد ہوا۔

جب 1977ء میں کرکٹ کے ٹیسٹ میچوں کا 100 سالہ جشن منایا جارہا تھا اُس وقت یہ کھیل ہمیشہ کے لیے تبدیل ہوگیا ۔ اس میں تبدیلی کھلاڑی یا کرکٹ کے ناظم نے نہیں لائی ۔ ایک تاجر کیری پاکر (Kerry packer) نے انقلابی قدم اٹھایا ۔ وہ آسٹریلیائی ٹیلی ویژن کا رئیس سربراہ تھا۔ اُس نے محسوس کیا کہ کرکٹ میں ٹیلی ویژن کھیل کی حیثیت سے دولت پیدا کرنے کی طاقت ہے ۔ اُس نے قومی کرکٹ بورڈ کی خواہشات کے خلاف دنیا کے سرکردہ 51 کرکٹ کھلاڑیوں سے معاہدہ کیا اور تقریباً دو سال تک ورلڈ سیریز کرکٹ کے نام سے غیر سرکاری ٹیسٹ

کھیل کھیلنے کے لیے مختلف قسم کے کھیلوں کا ساز وسامان ہوتا ہے۔ آپ یہاں اُن کا مشاہدہ کرسکتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان کا معیار آپ کے مقامی بازار میں موجود رہنے والے ساز وسامان سے بالکل مختلف ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایسی چیزیں بچوں کے لیے تفریحی کھیل کے لیے مہیا کی جاسکتی ہیں جب کہ پیشہ وارانہ بالغ کھلاڑی پیسے کمانے کے لیے کھیلتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

اور ایک دن کا بین الاقوامی میاچ کھیلا گیا۔اُس زمانے میں پاکر کی ٹیم کو سرکس کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔

اندرون دو سال میں کھیل کو بند کر دیا گیا۔اُس نے ٹیلی ویژن دیکھنے والوں کے لیے کرکٹ میں اختراع کی اور اُسے پُرکشش بنایا۔ اسے بہت سراہا گیا کھیل کی ہیئت میں تبدیلی آئی۔

رنگ برنگی لباس، محفوظ ہیلمٹ، میدان کی تحدیدیدادات، روشنیوں میں کھیل۔ مابعد پاکر دور میں بھی معیار قرار پایا۔ پاکر نے یہ سبق ذہن نشین کروایا کہ کرکٹ کی تجارتی اہمیت بھی ہے۔جس سے کثیر آمدنی حاصل ہوسکتی ہے۔ کرکٹ بورڈ ٹیلی ویژن کمپنیوں کو میاچ دیکھانے کے حقوق فروخت کر کے دولتمند بن گئے۔ ٹیلی ویژن کے چینلوں نے Television spot کو کمپنیوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ اُن کمپنیوں نے اپنی مصنوعات کو نشر کرانے کے لیے کثیر رقومات ادا کیں۔ وہ کرکٹ کے شائقین کے روبرو اپنی مفوعات کی تجارتی تشہیر کرنے لگے۔ ٹیلی ویژن کی مسلسل عکاسی سے کرکٹ کھلاڑی مشہور شخصیتوں میں شمار ہونے لگے۔ انہیں کرکٹ بورڈ کی جانب سے جہاں اچھا خاصہ معاوضہ ملنے لگا وہیں وہ مختلف تجارتی مصنوعات کی تشہیری فلموں میں کام کر کے اور زیادہ سرمایہ حاصل کرنے لگے۔ ٹائیروں سے لے کر مشروبات کی تشہیر ٹیلی ویژن پر کرنے لگے۔ ٹیلی ویژن نے کرکٹ کو بدل ڈالا۔ اب کھیل کے سامعین کا دائرہ بہت وسیع تر ہو گیا۔ اب کرکٹ چھوٹے موٹے شہروں اور دیہاتوں میں بھی دیکھا جانے لگا۔ اُس نے کرکٹ کی سماجی اساس کو بھی وسعت عطا کی۔ پہلے بچوں کو بین الاقوامی کرکٹ کھیلوں کو دیکھنے کا موقع میسر نہیں تھا۔ کیونکہ وہ بڑے شہروں سے باہر رہا کرتے تھے۔ اب وہ ٹی وی پر کھیل دیکھ سکتے تھے اور اپنے پسندیدہ کھلاڑیوں کی نقل کرتے ہوئے سیکھ سکتے ہیں۔ سیٹ لائیٹ ٹیلی ویژن کی اور ہمہ قومی ٹیلی ویژن کی عالمی پہونچ نے کرکٹ کے لیے بین الاقوامی بازار فراہم کیا۔

1 اُن تبدیلیوں کی فہرست بنایئے جو ٹسٹ کرکٹ کے غلبہ کے اختتام کے ساتھ وجود میں آئیں۔

آج تجارت، ذرائع ترسیل و ابلاغ اور کرکٹ

سڈنی میں ہونے والے کھیلوں کو سورت میں من و عن دیکھا جاسکتا ہے اس سادہ صداقت نے کرکٹ کے معاملہ میں طاقت کے توازن کو تبدیل کر دیا۔اس کا عمل برطانوی شہنشاہیت کے بکھراؤ سے شروع ہوا تھا۔ وہ عالمیانہ کے منطقی اختتام تک پہنچا۔(چونکہ ہندوستان میں کھیل دیکھنے والوں کی کثیر آبادی ہے۔کرکٹ کھیلنے والی قوموں میں اُس کی تعداد زیادہ ہے اور اس کی کرکٹ کی دنیا میں وسیع مارکٹ ہے)۔اسی لیے کھیل کی مرکزیت جنوبی ایشیاء میں منتقل ہوگئی۔ اب انڈین کرکٹ کلب (ICC) کے صدر مقام کو لندن سے بے محصول دبئی میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ اقدام بڑی تبدیلی کی علامت تھا۔

مرکزی مقام کی تبدیلی کی ایک اور علامت قدیم انگریز آسٹریلیائی محور کی بھی تبدیلی تھی۔ کرکٹ میں کی گئی موجودہ تبدیلیاں برصغیر ہندوستان، پاکستان اور سری لنکا سے وقوع پذیر ہوئیں۔ پاکستان نے گیند پھینکنے میں دو نئی چیزوں *doosra* اور پشت سے لہرا کے (Reverse swing) گیند پھینکنے کی اختراع کی۔ یہ ہنرمندیاں بھی برصغیر کے حالات میں فروغ پائیں۔ اسپین گیند بازی کو جدید وزنی بلّوں سے خطرہ ہو گیا تھا۔ اس لیے جارمانہ ہے بازوں کے خلاف اسپین گیند بازوں نے Doosra روشناس کروایا۔ پشت سے لہرا کر گیند کو کھلے آسمان کے نیچے، گرد آلود، ردِعمل ظاہر نہ کرنے وکٹوں پر پھینک رہے تھے۔ ابتداء میں برطانیہ اور آسٹریلیا جیسے ممالک نے دو اختراعوں کا خیر مقدم کیا لیکن انہیں اس تکنیک کے تعلق سے شک و شبہ تھا۔ اُن ممالک نے انہیں کرکٹ کے قوانین کو در پردہ غیر قانونی انداز میں توڑنے موڑنے سے تعبیر کیا۔ لیکن گیند پھینکنے کے

SCERT TELANGANA

اس نئے طرز کو تسلیم کرلیا گیا۔ کرکٹ کے قوانین کو صرف برطانیہ اور آسٹریلیا ہی اپنی مرضی کے مطابق نہیں بنا سکتے۔ یہ نیا انداز' نیا طریقہ ساری دنیا میں تمام گیند پھینکنے والوں (باؤلرس) کی تکنیک کا حصہ بن گیا۔

150 سال پہلے ہندوستان کے پہلے کرکٹ کھلاڑی پارسیوں کو کھیلنے کے لیے کھلے میدان کے حصول کے لیے جدوجہد کرنی پڑی۔ لیکن آج ہندوستانی کھلاڑیوں کے لیے عالمی منڈی کھل چکی ہے۔ انہیں بہت پیسہ دیا جارہا ہے۔ انہیں شہرت بھی مل رہی ہے اور اُن کے لیے ساری دنیا ایک اسٹیج بن چکی ہے۔

تاریخ نے اس کھیل میں بہت سی تبدیلیاں لائیں۔ شوقین شریف زادوں کی جگہ معاوضہ لینے والے پیشہ ور آگئے۔ ایک دن کی کامیابی نے کرکٹ ٹسٹ میاچ کی مقبولیت کو ماند کردیا۔ عالمی تجارت اور ٹیکنالوجی میں نمایاں تبدیلیاں آئیں۔ تاریخ کا کام تبدیلیاں لانا ہوتا ہے۔ اس سبق میں ہم نے ایک نوآبادیاتی کھیل کے پھیلاؤ کو تاریخی تناظر میں دیکھا ہے۔ یہ بات سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ اس کھیل کو مابعد نوآبادیاتی دنیا نے اس سے اپنایا ہے۔

- کرکٹ کے بارے میں کچھ دیر سوچتے ہوئے ساجد نے چند الفاظ تحریر کیے جو صرف انگریزی میں ہیں

Boundary, Over, Wicket

کیا آپ اسے بتاسکتے ہیں کہ ان کے اردو میں متبادل الفاظ کیوں نہیں ہیں؟

جی۔ایچ۔ویہاری سے انٹرویو (آندھراپردیش سے انڈر 19 ورلڈ کپ انڈین کرکٹ ٹیم کے رکن)

سوال: آپ کے احساسات اور تجربے کو بیان کیجیے۔ جب ہماری ٹیم نے ورلڈ کپ فائنل میں آسٹریلیا کو شکست دی؟

جواب: (مسکراتے ہوئے) ہماری کارکردگی تابناک رہی۔ کنگاروؤں کو اُن قومی میدان میں ہرانا سنسنی خیز ہی نہیں بڑا صبر آزما کام تھا۔ یہ کامیابی ہمارے لیے باعث صد افتخار ہے۔

سوال: کرکٹ کا کھیل ہندوستان میں اہمیت اختیار کرتا جارہا ہے آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: ہمارے ملک میں کرکٹ کے لیے بہت دیوانگی ہے اور بہت سے مواقع بھی ہیں۔ بچے گلیوں میں کھیلتے ہیں۔ یہ کھیل ممکن ہے۔ لوگ اپنے کھلاڑیوں کو بہترین اندازی سے کھیلتا ہوا دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ ہندوستان میں 1983ء میں ورلڈ کپ کی کامیابی کے بعد کارکردگی کی سطح پر استحکام اور استقامت پیدا ہوئی۔ ہم نے 2011ء کا ورلڈ کپ جیت لیا اور اب انڈر 19 ورلڈ کپ بھی جتنا ہے۔ اسی طرح کی کئی عہد آفریں کامیابیاں قدم چومیں گی اور اس کی اہمیت وافادیت بڑھتی جائے گی۔

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کرکٹ کے کھیل نے دوسرے کھیلوں جیسے کبڈی' کھوکھو' ہاکی وغیرہ پر سبقت لی ہے؟

جواب: یہ بات کسی حد تک درست ہے۔ فروخت ہے ہمیں دوسرے کھیلوں کی بھی ہمت افزائی کرنی چاہیے۔ مجھے شرمندگی ہے کہ ہاکی میں سرمایہ کی کمی ہے۔ اسپانسرس کو............ کے لیے آگے آنا چاہیے۔ عوام اور حکومت کو اس مسئلہ پر غور کرنا ہوگا۔

SCERT TELANGANA

سوال: کھیلوں سے قومیت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: جی ہاں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کھیل اور قومیت دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں ۔کھیل وہاں سرسبز و شاداب ہوتے ہیں جہاں حوصلہ افزائی ہوتی ہے ۔کھیل دیکھنے والوں سے حمایت حاصل ہوتی ہے ۔کھلاڑیوں کی ہمت افزائی کھیلوں کے میدان میں آج کا رجحان ہے ۔اس کا بنیادی اصول اتحاد اور سخت کوشی ہے ۔کھیلوں سے اتحاد فروغ پاتا ہے ۔ جو کہ قومی تعمیر کا بنیادی جز ہے ۔ایک ملک کی نمائندگی قومی احساسات کی آئینہ دار ہوتی ہے ۔

سوال: دوسرے کھیلوں کی بہ نسبت کرکٹ کو بہت زیادہ تجارتی تائید کیوں حاصل ہے؟

جواب: ٹیلی ویژن' ترسیل و ابلاغ' سرپرستوں کا ہاتھ اسباب ہیں ۔دوسرے کھیلوں کی بھی تشہیر اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے ۔

سوال: یہ کھیل ایک پیشہ ہے یا صرف تفریحی مشغلہ؟

جواب: .... وسطانوی مدرسہ تک میں اس کھیل سے لطف اندوز ہوتا رہا ۔آج میں اُسے ایک پیشہ کی حیثیت سے دیکھتا ہوں ۔ اس کے ذریعہ سے میں میرے ملک کے لیے انعامات جیتنا چاہتا ہوں ۔

سوال: کیا کرکٹ نے دوسرے کھیلوں کو ماند کرتا جارہا ہے؟

جواب: بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارے ملک میں کرکٹ کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے ۔بڑی کمپنیاں کھیل کی سرپرستی کرتی ہیں ۔کھیلوں کے چیانلس کرکٹ کو راست پیش کرتے ہیں لیکن ایسا دوسرے کھیلوں کے سلسلے میں نہیں ہورہا ہے ۔اس طرح روایتی کھیل جیسے کبڈی' کھوکھو' شطرنج اپنی اہمیت کھو رہے ہیں ۔ایک کھیل میں امتیاز حاصل کرنے کے لیے کھلاڑی کو مستقل مزاجی' ثابت قدمی اور سخت محنت سے کام لینا ہوگا ۔کرشمے کام نہیں کرتے ۔مضبوط قوت ارادی ہی سے کامیابی ملتی ہے ۔

دیگر مقبول کھیل اور اُن کا مقام

ہاکی ملک کا ایک مشہور (Popular) کھیل ہے ۔ ہندوستانی ٹیم نے نوآبادیاتی دور میں بھی بہت سے مقابلے جیتے ۔ہندوستان 1980ء تک بین الاقوامی ہاکی کے کھیلوں میں غلبہ رکھتا تھا ۔تاہم' پچھلی دہائیوں میں اس کا انحطاط ہوا ۔کرکٹ کے برعکس ہاکی کو میڈیا یا تجارتی گھرانوں کی تائید حاصل نہیں ہوسکی ۔کبڈی بھی ہندوستان کا ایک روایتی کھیل ہے ۔ یہ دس برس قبل سے بین الاقوامی سطح پر کھیلی جارہی ہے ۔اس میں کامیابی ۔ دوسرے کھیلوں جیسے تیراندازی' بیاڈمنٹن' مکے بازی' وزن اٹھانا' شطرنج' ٹینس وغیرہ میں بھی ہندوستانی کھلاڑیوں نے بین الاقوامی مقابلوں میں کئی تمغے حاصل کیے ۔

تاہم ہم بہت سے جسمانی طاقت کے مظاہروں یا بین

SCERT TELANGANA

الاقوامی مشہور کھیلوں جیسے فٹ بال، والی بال، باسکٹ بال وغیرہ میں کامیاب نہیں ہوئے ۔ ہمارے بہت سے بچوں کے کھیل جو آج بڑے کھیل رہے ہیں انھوں نے بھی زیادہ پیش رفت نہیں کی ۔ بچوں کے کھیلوں کو ذیل کی تصویروں میں دکھایا گیا ہے ۔ کیا آپ ان کے قوانین بتلا سکتے ہیں ؟ آپ ایسا کیوں محسوس کرتے ہیں کہ بڑے لوگ ایسے کھیلوں کو کھیل نہیں سکتے ؟

کلیدی الفاظ			
.1 نو آبادیاتی کھیل	.2 عالمی تجارت	.3 قومیت	.4 کفیل (اسپانسر)

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے ۔

.1 غلط جملوں کو درست کیجیے (AS1)

- نو آبادیاتی حکمرانوں نے اپنے زیر اقتدار قوموں کو آپس میں کھیل کھیلنے کی حوصلہ افزائی کی ۔
- لوگوں نے مغربی طرز کو اپنانے کے لیے کھیل کو اپنایا۔
- ہندوستان کے دیہاتی کرکٹ کھیلے۔
- اسکول میں بچوں میں اچھے آداب و اخلاق کو پیدا کرنے کے لیے کھیل کو روشناس کیا گیا۔

.2 گاندھی جی کے کرکٹ اور دیگر کھیلوں کے بارے میں کیا خیالات تھے؟ مختصر طور پر بیان کیجیے۔(AS1)

.3 ذیل کے جملوں کی مختصر وضاحت کیجیے۔(AS1)

- پارسی ہندوستانیوں کی پہلی کمیونٹی تھی جس نے ہندوستان میں کرکٹ کلب قائم کیا۔
- ICC کی لندن سے دوبئی کو منتقلی کی اہمیت

.4 کسی ایک مقامی کھیل کی تاریخ دریافت کیجیے۔(AS3)

اپنے والدین اور دادا سے پوچھیے کہ اُن کے بچپن کے زمانے میں یہ کھیل کیسے کھیلا جاتا تھا۔کیا آج یہ کھیل اُسی طرح کھیلا جاتا ہے۔اُن تاریخی عوامل کے بارے میں سوچیے جو تبدیلیوں کا سبب بنتے ہیں؟

.5 بالخصوص ٹیلی ویژن ٹیکنالوجی نے کس طرح معاصر کرکٹ کو فروغ دینے میں اہم کردار نبھایا۔(AS1)

.6 کرکٹ کی تجارتی مارکٹ کے نتائج پر ایک ورقیہ مرتب کیجیے۔(AS6)

.7 دنیا کے نقشے میں کرکٹ کھیلنے والے کوئی پانچ ممالک کی نشاندہی کیجیے۔(AS5)

منصوبہ کام: رپورٹ کی شکل میں کسی ایک کھیل کی تاریخ قلمبند کیجیے۔

SCERT TELANGANA

باب 24

تباہی سے نمٹنا

ہندوستان اپنی کثیر آبادی اور بے نظیر زمینی وجغرافیائی خصوصیات کے سبب دنیا کا مائل بہ تباہی ملک ہے۔ قدرتی آفات جیسے طوفان وبادوباراں، زلزلے، قحط سالی، طغیانیاں، زمین کا کھسکنا وغیرہ ملک کے بہت سے حصوں میں کم یا زیادہ شدت سے وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں ہندوستان کا مشرقی اور جنوب مشرقی حصہ بسا اوقات طوفان بادوباراں کا شکار رہتا ہے۔ سطح مرتفع کے اندرونی حصوں یا ہمالیہ کے دامن میں زلزلے، دریائے گنگا و برہم پترا میں سیلاب عام ہے۔ راجستھان، رائل سیما اور جنوبی ہند کے دیگر علاقوں میں سنگین قحط سالی پائی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم مختلف سطح پر ان خطرات سے دوچار روہ لوگ جو ان علاقوں میں رہتے ہیں انہیں ایک سے زیادہ خطرات کا سامنا ہے۔ ساحلی علاقوں میں رہنے والے اکثر وبیشتر سیلاب اور طوفانوں کا سامنا کرتے ہیں۔ کچھ لوگ زلزلے والے علاقے میں رہتے ہیں ایسے علاقے کو کئی خطرات والا علاقہ کہا جاتا ہے۔

جب خطرہ بڑھ جاتا ہے تو نقصان ہوتا ہے لوگ بھی تباہی کا مناسب طریقے سے سامنا کرنے کے لائق نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر، سیلاب ایک خطرہ ہے جب لوگ اس کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو وہ انسانوں، مویشیوں اور قیمتی اشیاء کو بہا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں سیلاب ایک تباہی بن جاتا ہے۔

تباہی کی قسمیں

تباہیوں کی رفتار، مأخذ اور سبب کی اساس پر درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔

الف: ایک تباہی کو رفتار کی بنیاد پر آہستہ یا تیز کہا جاسکتا ہے۔

تباہی کی دھیمی شروعات: ایک تباہی جو کئی دنوں، مہینوں حتیٰ کہ کئی برسوں تک جاری رہتی ہے مثلاً قحط سالی، ماحولیاتی ابتری، جراثیم کا پھیلاؤ، بھوک وغیرہ دھیمی تباہی کی شروعات کہلاتی ہیں۔

تباہی کی تیزی سے شروعات: ایک تباہی جو اچانک لاحق ہوتی ہے وہ صدمہ کہلاتی ہے اس تباہی کا اثر مختصر اور طویل بھی ہوتا ہے۔ زلزلہ، طوفان، بجلی کی لپک، سیلاب، آتش فشاں کا پھٹ جانا، تیز تباہی کی شروعات کی مثالیں ہیں۔

ب: بنیادی سبب' تباہی قدرتی یا انسانوں کی پیدا کردہ ہوتی ہے۔

قدرتی تباہی: ایک قدرتی تباہی قدرت کی جانب سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ اس سے انسانی، مادی، معاشی اور ماحولیاتی نقصانات ہوتے ہیں۔ قدرتی تباہی کے اقسام ملاحظہ کیجیے:

الف: زلزلے

ب: طوفان (سائیکلون)

ج: سیلاب

د: قحط

ھ: سونامی

و: زمین کا کھسکنا

ی: آتش فشاں وغیرہ

آپ نے جماعت ہفتم میں طوفانوں، سیلابوں اور ان کی کمی کے بارے میں پڑھا ہے۔ آپ جماعت ہشتم کی نصابی کتاب میں زلزلوں اور ان کے اثرات کے بارے میں پڑھیں گے۔

انسانی پیدا کردہ تباہی: انسانی پیدا کردہ خطرات سے عام زندگی منتشر ہوجاتی ہے۔ مادی، معاشی اور ماحولیاتی نقصانات

SCERT TELANGANA

ہوتے ہیں وہ لوگ جو اس سے متاثر ہوتے ہیں ان میں حالات سے مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی مثال کے طور پر 1984 میں بھوپال گیاس سانحہ، 1987 میں دہلی میں اُپہار سینما میں آگ کا لگ جانا، 2002 راجدھانی اکسپرس کا پٹریوں سے اتر جانا، 2003 میں کومبا کونم اسکول کا آگ کا سانحہ، 2008 میں جے پور میں سلسلہ وار بم کے دھماکے وغیرہ۔

تباہی سے نمٹنے سے کیا مراد ہے؟

تباہی سے نمٹنے کا عمل مختلف سرگرمیوں کا احاطہ کرتا ہے۔ تباہیوں/ہنگامی حالات پر قابو پانا۔ لوگوں کو تباہی سے بچنے کے لئے لائحہ عمل فراہم کرنا۔ تباہی کے اثرات کم کرنا، تباہی کے المیہ سے چھٹکارا پانا۔ یہ سرگرمیاں تیاری، تخفیف، ہنگامی حالات میں رویہ، انہدامی کام، تعمیر نو اور بازآبادکاری وغیرہ کا انتظام پہلے یا دوران میں یا تباہی کے بعد بھی انجام دی جاسکتی ہیں۔

اساتذہ اور طلباء سماج کا ایک مضبوط حصہ ہوتے ہیں وہ اس طرح کے ناگہانی حالات میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ طلباء اپنے والدین اور کمیونٹی کے افراد تک پیام پہنچا سکتے ہیں۔ ان میں شعور بیدار کرسکتے ہیں۔ اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس خصوص میں طلباء کی بہتر طور پر رہنمائی کریں۔

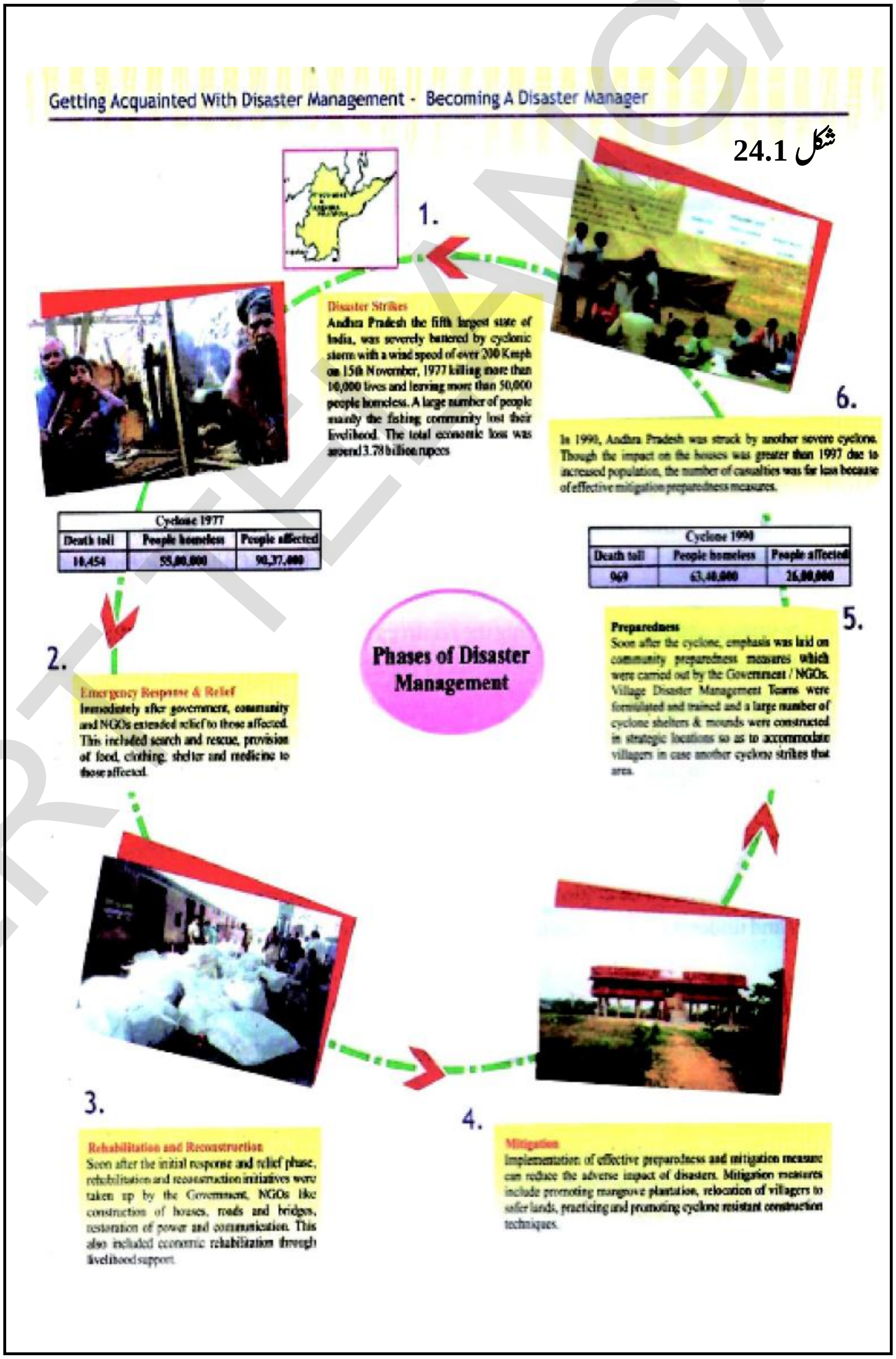

شکل 24.1

SCERT TELANGANA

سُنامی

● کیا آپ جانتے ہیں کہ سُنامی کیا ہے؟ وہ کس طرح تشکیل پاتی ہے؟ اس کے بارے میں پیش گوئی کیسے کی جاسکتی ہے؟ اگر آپ ریاست کے کسی ساحلی ضلع میں مقیم ہیں تو آپ سُنامی سے خود کو کیسے بچاسکتے ہیں؟

سُنامی کی اصطلاح جاپانی لفظ ''سو'' سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنٰی بندرگاہ کے ہیں ''نامی'' کا مطلب موجیں ہیں۔ زلزلوں، جوالامکھی کے پھٹ پڑھنے، پانی کے نیچے زمین کے کھسکنے سے، خوفناک موجیں یعنی سنامیاں پیدا ہوتی ہیں جو ساحلی علاقوں کو تباہ و برباد کردیتی ہے۔ ساحلی علاقوں کے قریب اگر زلزلے واقع ہوں تو سُنامی منٹوں میں آجاتی ہے۔ جب موجیں پانی کی سطح میں داخل ہوتی ہیں تو کئی فٹ تک بلند ہوجاتی ہیں شاذ و نادر حالات ہی میں یہ موجیں دس فٹ کی بلندی تک اُٹھتی ہیں۔ وہ بھرپور تباہ کن طاقت سے ساحل پر قہر برپا کرتی ہیں اس طرح ایک بڑے زلزلے کے بعد سُنامی کا خطرہ کئی گھنٹوں تک رہتا ہے۔

● سنامی کے بارے میں مزید معلومات اور تصویریں اکٹھا کیجیے اور ان کے بارے میں گفتگو کیجیے اور دیواری رسالہ پر آویزاں کیجیے۔

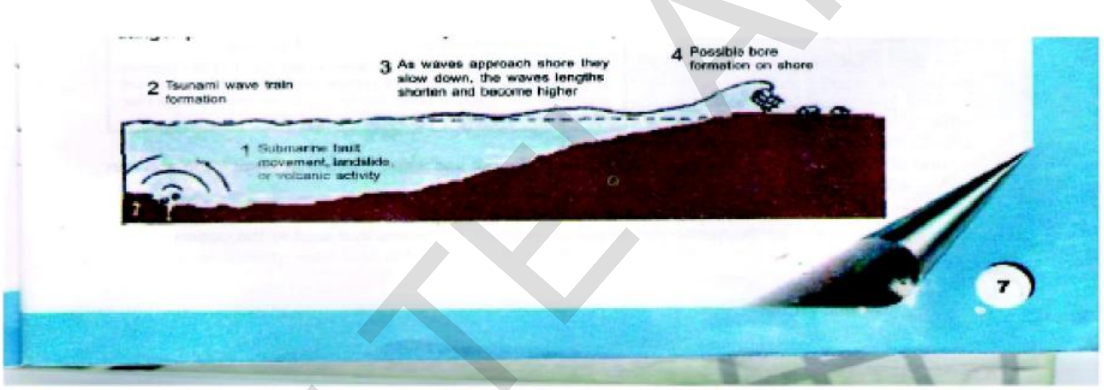

شکل 24.2: سُنامی کی موجوں کی تصویری پیش کش

کیا آپ جانتے ہیں؟

الف: ایک سُنامی کئی موجوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ پہلی لہر بہت طویل نہیں ہوتی۔ پہلی لہر کے بعد میں آنے والی سُنامی کی موجوں کا خطرہ کئی گھنٹوں تک برقرار رہتا ہے۔

ب: سُنامی ساحلی میدان میں فی گھنٹہ 50 کلومیٹر کی رفتار سے آگے بڑھتی ہے۔ ایک عام شخص کے دوڑنے سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے۔

ج: سُنامی دن یا رات میں کسی وقت بھی آسکتی ہے۔

سُنامی سے پہلے کیا کرنا چاہیے؟

☆ آپ کا گھر، اسکول، دفتر یا اکثر وہ مقامات جن پر آپ کی آمد ورفت رہتی ہے کہیں سُنامی کے خطرے والے علاقے تو نہیں؟ معلوم کیجیے۔

☆ اپنا گھر، اسکول، دفتر یا کوئی اور مقام جہاں آپ رہتے ہوں وہاں سے تخلیہ کے راستوں کا خاکہ مرتب کیجیے؟ اس لیے کہ وہاں سُنامی کا خطرہ رہتا ہے۔

☆ راستوں سے تخلیہ کی مشق کیجیے۔

☆ تباہی سے بچنے کی چیزیں تیار رکھیے؟

☆ سُنامی کے بارے میں افراد خاندان سے بحث کیجیے؟

SCERT TELANGANA

سُنامی کو معلوم کرنا

سیٹلا ئٹ ٹکنالوجی کے استعمال سے سُنامی کے طاقتور زلزلے کے بارے میں فی الفور خبر دار کیا جاسکتا ہے۔خبر دار کرنے کا وقت ساحلی پٹی سے دائرہ کے فاصلے پر مبنی ہوتا ہے۔خبر داری میں خاص ساحلی کمیونٹیوں کو قبل از وقت مطلع کیا جاسکتا ہے کہ چند گھنٹوں میں سُنامی آسکتی ہے۔

ساحلی جوار بھاٹے کی لہریں ساحل پر سُنامی کو روک سکتی ہیں لیکن گہرے سمندروں میں وہ بے سود ہوجاتی ہیں۔سُنامی کو معلوم کرنے والے آلات، آبدوز کشتیوں کے تاروں سے زمین سے جوڑے جاتے ہیں انہیں 50 کلومیٹر کے فاصلے پر سمندر کے باہر رکھا جاتا ہے۔سُنامی سے نمٹنے والے ماہرین سمندر کی سطح سے سُنامی کے بارے میں خبر دار کرتے رہتے ہیں انہیں سیٹلا ئٹ کو روانہ کردیا جاتا ہے۔

سُنامی کے دوران کیا کرنا چاہیے

- اگر آپ اپنے گھر میں ہیں اور سُنامی کی خبر سنتے ہیں، تو فوراً خاندان کے سبھی افراد کو بھی باخبر کردیں۔اگر آپ سُنامی کے خطرہ والے علاقے میں رہتے ہیں تو فوراً آپ اپنے خاندان کے ساتھ اُس علاقے کو چھوڑ دیں اور محفوظ مقام کو نظم و ضبط کے ساتھ منتقل ہوجائیں۔
- بچاؤ کے آلات کا کِٹ اپنے ساتھ رکھیں جو کہ ان حالات میں آپ کے لیے آسانی پیدا کرے۔
- تخلیہ کے دوران جانوروں کو بھی اپنے ساتھ رکھیں۔
- اگر آپ ساحل پر ہیں یا سمندر کے قریب ہیں اور زمین میں ارتعاش محسوس کررہے ہیں تو فوراً بلند مقام پر چلے جائیں۔سُنامی کے خطرہ کی خبر کا انتظار نہ کریں۔ان دریاؤں اور نہروں سے دور رہیں جو سمندر کی جانب رواں دواں ہیں۔
- ہمہ منزلہ بلند عمارتیں، مضبوط سمنٹ کی عمارتیں (ہوٹل وغیرہ) نیچے کی جانب ساحلی علاقوں میں ہوتی ہیں ان عمارتوں کی بالائی منزلیں محفوظ مقام ہوتی ہیں۔
- ساحل کے قریب کی چٹانیں، کم گہرے پانی والے کنارے، سُنامی کی طاقتور موجوں کو توڑنے میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں لیکن بڑی اور خطرناک موجیں ساحلی مکینوں کے لئے خطرہ ہوسکتی ہیں۔جب سُنامی کی خبر دی جاتی ہے تو نشیبی ساحلی علاقوں سے دور رہنے ہی میں عافیت ہے۔
- ٹیلی ویژن اور ریڈیو سے مسلسل نشر ہونے والی تازہ خبروں سے باخبر رہیں۔

سُنامی کے بعد کیا کرنا چاہیے؟

- ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو مسلسل دیکھتے اور سنتے رہیں۔ سُنامی نے سڑکوں، پلوں اور دوسرے مقامات کو تباہ کردیا ہوگا۔وہ مقامات غیر محفوظ رہیں گے۔
- زخمی اور پھنسے ہوئے افراد کی مدد سے پہلے اپنے زخموں کا خیال کیجیے۔ضروری ہو تو مرہم پٹی کروائیے۔اگر کسی کو بچانا ہو تو ماہرین کو طلب کیجیے جو ضروری ساز و سامان کے ساتھ مدد کے لئے آئیں گے سیلاب زدہ علاقوں سے دوسروں کو نکالتے ہوئے بعض لوگ خود ہلاک ہوجاتے ہیں یا زخمی ہوجاتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

◆ ان لوگوں کی مدد کریں جو خصوصی امداد کے طالب ہوتے ہیں ۔ جیسے بچے اور بوڑھے اور وہ لوگ جو ذرائع حمل ونقل سے محروم ہیں ۔ بڑے خاندان جو زیادہ افراد پر مشتمل ہوتے ہیں آپ کی امداد کے طالب ہوتے ہیں ان میں کچھ لوگ معذور بھی ہو سکتے ہیں ۔

◆ امکانی تباہی کے علاقوں سے دور رہیے۔ آپ کی موجودگی ہنگامی سرگرمیوں ، بچاؤ کے کاموں میں رکاوٹ پیدا کرسکتی ہے؟ آپ سیلاب سے پیدا شدہ نتائج جیسے آلودہ پانی، ٹوٹی ہوئی سڑکیں، کھسکتی ہوئی زمین، کیچڑ وغیرہ سے دوچار ہو سکتے ہیں۔

◆ ٹیلی فون کو صرف ہنگامی اطلاع کے لئے استعمال کیجیے۔ اکثر ٹیلی فون کے راستے بند ہوجاتے ہیں۔ انہیں ہنگامی اطلاعات بہم پہنچانے کے لئے درست کرنا پڑتا ہے۔

◆ اگر پانی اطراف جمع ہوگیا ہے تو عمارت سے باہر آجایئے۔ سُنامی کا پانی، سیلاب کے پانی کی طرح

شکل 24.3 سُنامی سے تباہ ہوئی کشتیاں

بنیادوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ عمارتیں دھنس جاتی ہیں۔ منزلیں ٹوٹ جاتی ہے۔ دیواریں گر جاتی ہیں۔

◆ بہت احتیاط اور ہوشیاری سے مکانوں یا عمارتوں میں داخل ہونا چاہئے۔ سُنامی کے سیلابی پانی نے عمارتوں کو ناقابل قیاس حد تک نقصان پہنچایا ہوگا۔ ہر قدم پر غور وفکر کرتے رہیے۔

◆ لامبی پتلون، لامبی آستینوں والی قمیض اور مضبوط جوتے پہنئے۔ تباہی کی صورت میں عام زخم پیروں کا کٹ جانا ہوتا ہے۔

◆ عمارتوں کا معائنہ کرتے ہوئے طاقتور بیٹری کی شمع دان، تیز روشنی والی بیٹری کا استعمال کریں۔ بیٹری سے مکان والوں یا استعمال کرنے والوں کو کسی قسم کا خطرہ نہیں رہتا۔ موم بتیاں استعمال مت کیجیے۔

◆ دیواروں، فرش، دروازوں، سیڑھیوں اور کھڑکیوں کا معائنہ کیجیے اس بات کا اطمینان کیجیے کہ عمارت کے انہدام کا خطرہ نہیں ہے۔

◆ بنیادوں کا معائنہ کیجیے۔ دیکھیے کہ کہیں کوئی شگاف یا نقصان تو نہیں ہوا بنیاد میں شگافوں یا نقصان سے عمارت ناقابل رہائش ہوجاتی ہے۔

◆ آگ کے خطرات کا پتہ کیجیے۔ گیس کے راستے رِسنے لگتے ہیں یا منقطع ہوجاتے ہیں۔ برقی کے تاروں، برقی کے آلات پانی میں ڈوبے ہوئے نہ ہوں۔ آتش گیر مادے کی سطح پر نہ ہوں۔ سیلاب کے بعد آگ کا خطرہ زیادہ لاحق رہتا ہے۔

SCERT TELANGANA

◆ زہریلے سانپ پانی کے ساتھ عمارتوں میں داخل ہوسکتے ہیں ۔ ملبے کو صاف کرنے کے لیے لکڑی کا استعمال کیجیے۔ سُنامی کا سیلابی پانی سانپوں اور موذی جانوروں اُن کے ٹھکانوں سے باہر لاتا ہے۔

◆ ڈھیلے پلاسٹر، خشک دیوار اور چھتوں پر نگاہ رکھیے کہیں وہ گر نہ جائیں۔

◆ کھڑکیوں اور دروازوں کو کھول دیجیے ۔ عمارت کو سوکھنے دیجیے۔

◆ کیچڑ اور گیلی مٹی کو جم کر مضبوط ہونے سے پہلے صاف کردیجیے۔

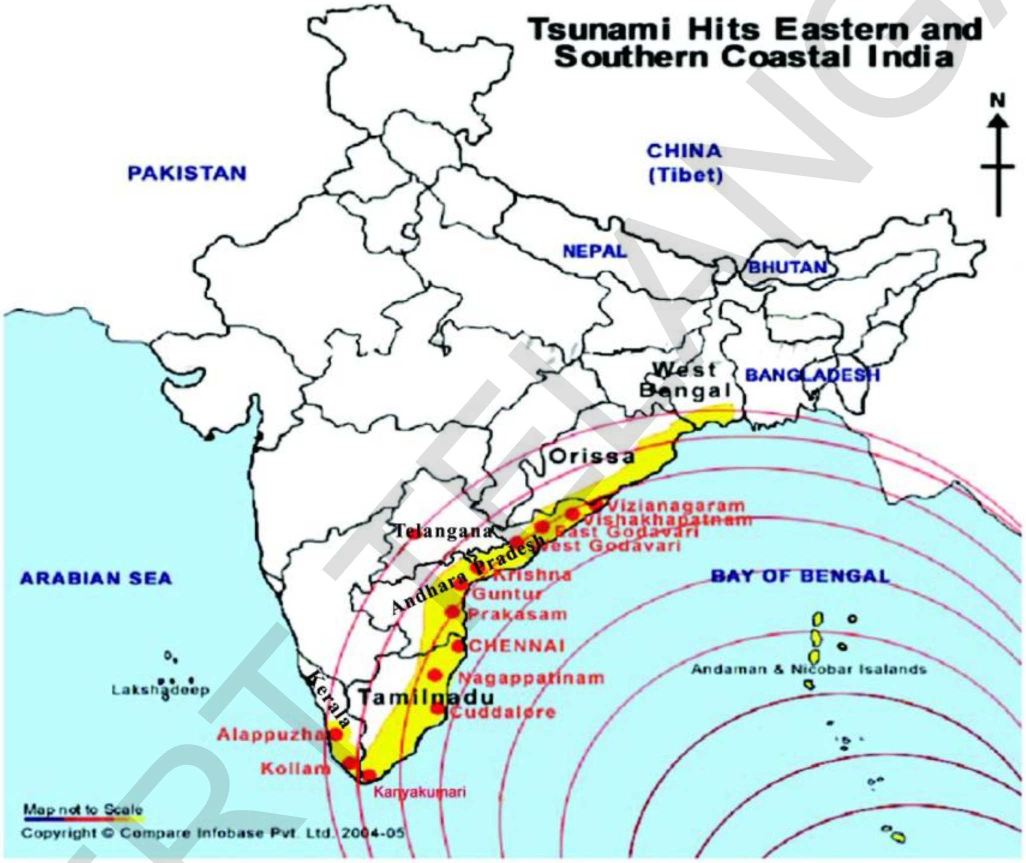

شکل 24.4 : سُنامی مشرقی اور جنوبی ساحلی ہندوستان پر ضرب لگاتی ہے

قحط سالی

قحط سالی میں بنیادی طور پر تباہی کے حالات بارش نہ ہونے کے سبب پیدا ہوتے ہیں۔ بارش کی کمی کو موسمیاتی قحط سالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ایک برس کی مدت میں معتدل بارش ہوتی ہے۔بارش کے موسم میں طویل وقفہ پایا جائے تو فصلیں بارآور نہیں ہوتیں ۔ اسے زرعی قحط سے موسوم کیا جاتا ہے۔اسی طرح بارش کی مقدار اور اس کی تقسیم اہم ہوتی ہے ۔ زیادہ یا کم بارش کو اوسط بارش کے فیصد سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔(70 سے 100 برس) کا تخمینہ۔

زیادہ - اوسط بارش سے 20 فیصد یا زیادہ
معتدل - اوسط بارش کا 19 فیصد سے 19 فیصد تک
ناقص - اوسط بارش کا 20 فیصد سے 59 فیصد تک
کم - 60 فیصد یا اوسط بارش سے بھی کم

SCERT TELANGANA

بعض علاقوں میں جغرافیائی صورتحال کے سبب کم بارش ہوتی ہے۔ان علاقوں کوقحط سالی کی جانب گامزن علاقے کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر رائلسیما اور تلنگانہ کے علاقوں میں ہر پانچ سال کے عرصہ میں قحط سالی دومرتبہ پیدا ہوتی ہے۔

قحط سالی کے اثرات:

قحط سالی کے اثرات تواتر کے ساتھ مرتب ہوتے ہیں۔

- پینے کے پانی کی قلت ۔ پانی کی سطح میں تخفیف
- فصلوں کے اوسط میں انحطاط
- زرعی سرگرمیوں میں کمی کے باعث' زرعی شعبے میں روزگار کا زوال
- زراعت میں شامل رہنے والوں کی قوت خریدی میں انحطاط
- اناج کی قلت
- چارہ کی قلت
- مویشیوں کا فوت ہونا
- کم غذائیت ۔ بالخصوص اطفال میں
- صحت کی خرابی ۔ بیماریاں جیسے اسحال' پیچش' ہیضہ' آشوبِ چشم فاقہ کشی سے پیدا ہوتی ہیں۔
- مصیبتوں میں چیزوں کی نیلامی ہونے لگتی ہے۔اراضی' زیور اور شخصی ملکیت کو رہن رکھنا۔
- روزگار کی تلاش میں ہجرت۔

کس طرح قحط سالی سے نمٹنا چاہیے

قحط سالی آہستہ آنے والی تباہی ہے وہ ہمیں تیاری' شدت میں کمی کا اچھا خاصا وقت فراہم کرتی ہے۔وہ اچانک نازل ہونے والی تباہی نہیں ہے۔ ابتدائی خبرداری سے ارباب مجاز ہر سطح پر بروقت فیصلہ کرسکتے ہیں۔ وہ علاقے جو عام طور پر قحط سالی سے متاثر ہوتے ہیں وہاں حکومت' خانگی اداروں' رضا کارانہ تنظیموں' مقامی عہدیداروں اور دوسری اہم شخصیتوں کے ذریعہ پانی کے تحفظ وغیرہ کی حکمت عملی کے متعلق عوام میں شعور بیدار کیا جانا چاہیے۔

بارش کے پانی سے فصلوں کی کاشت

شہری علاقوں میں بارش کا پانی گھروں کی چھتوں پر جمع ہوتا ہے اُسے فصلیں کی کاشت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ اس پانی کو انجذابی گڑھوں میں منتقل کیا جائے تاکہ زیرزمین پانی کی سطح کو بڑھایا جاسکے۔ بارش کے پانی کو سمپ یا ٹینکوں میں جمع کیا جاسکتا ہے جو اس مقصد کے لیے بنائے جاتے ہیں۔بعض مقامات پر بارش کے پانی کو چھان کر پینے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے جو کہ پینے کے پانی کا بہترین ذریعہ ہے۔

واٹرشیڈ کا فروغ

حکومت قحط زدہ علاقوں میں مربوط واٹر شیڈ کے انتظام کا پروگرام (IWMP) کو روبہ عمل لارہی ہے تاکہ قحط کے اثرات کو کم کیا جائے۔اس کا بنیادی مقصد کمیونٹی کے ہاتھ مضبوط کرنا ہے۔انھیں قدرتی وسائل کو صحیح انداز میں استعمال کرنے کے لائق بنانا ہے۔زمین کی اہلیت کی بناپر اُس کا اور پانی کا مناسب استعمال کیا جائے۔بارش کے پانی کو کھیتوں کو سیراب کرنے' شجرکاری' فصلوں کی کاشت اور درختوں کے اُگانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس سے متبادل روزگار بھی مہیا ہوگا۔قحط سالی سے متاثر نہ ہونے والے روزگار میں غیر ساگوانی جنگل کی پیداوار' نجاری' بکریوں کی پرورش وغیرہ ہے۔

کیا آپ پانی کی بچت کرتے ہیں یا اسراف

ذیل کے سوالنامے کی مدد سے معلوم کیجیے کہ آپ پانی کی بچت کرنے والے ہیں یا اصراف کرنے والے۔آپ کتنا پانی بچا سکتے ہیں۔آپ کا شمار پانی کی بچت کرنے والوں میں ہوتا ہے یا اسراف کرنے والوں میں؟

SCERT TELANGANA

سرگرمی	استعمال 1 (لیٹرس)	استعمال 2 (لیٹرس)	آپ کا استعمال (لیٹرس)
دانت مانجھنا	نل کا پانی (19)	گیلا برش نل کو بند کردو سکھانا (2)	
سبزیاں صاف کرنا	نل کا پانی (11)	سبزیاں صاف کرنے لگن کو بھردو (2)	
برتن مانجھنا	نل کا پانی (114)	برتن کے لگن یا سنکھ میں دھونا اور سکھانا (19)	
پانی سے پاک کرنا	ٹینک کے حجم پر انحصار (20)	ٹینک میں بوتلوں کو رکھنا (15)	
داڑھی بنانا	نل کا پانی (18)	داڑھی بنانے کی کٹوری (0.5)	
نہانا	پانی کا استعمال (95)	بھیگ جانا ۔ صابن کا جھاگ نکالنا (15)	
کار/اسکوٹر/سائیکل دھونا	چمڑے کا پائپ 400 / 50 / 20	بالٹی 40 / 20 / 10	
کپڑے دھونا (مشین سے)	پانی کی سطح (227)	کم سے کم پانی کی سطح (102)	
فرش دھونا	پائپ سے 5 فٹ (200)	بالٹی سے (40)	
منھ ہاتھ دھونا	نل سے (8)	حوض (4)	
جملہ			

آپ کے استعمال شدہ پانی کا حساب کیجیے۔اپنی حالت کا محاسبہ کیجیے۔

- ہیرو ۔ 200> لیٹرس
- پینے کو بچانے والا 400 - 201 لیٹرس
- پانی کو خرچ کرنے والا ۔ 600 - 400 لیٹرس
- پانی کا اسراف کرنے والا 601 لیٹرس

کلیدی الفاظ

1. ہمہ خطرہ والا علاقہ 2. انسانی پیدا کردہ خطرہ 3. فاقہ کشی 4. وبا سے پھیلنے والی بیماری 5. ماحولیاتی آلودگی 6. قحط سالی

اپنے اکتساب کو بڑھایئے

1. آپ کے علاقے میں یا ٹی۔وی پر کیا گیا مشاہدہ کی بنیاد پر، ہونے والی تباہی کا حال بیان کیجیے؟(AS4)
2. تباہی کو کس طرح روکا جا سکتا ہے؟(AS1)
3. تباہی کے تعلق سے بزرگوں کے تجربات اور اُن کے انتظام پر بحث کیجیے اور اپنے تاثرات لکھیے؟(AS3)
4. تباہیوں سے نمٹنے کے لیے لوگوں کو کونسے احتیاطی تدابیر اور اقدامات کرنے چاہیے تجاویز لکھیے۔(AS4)
5. قحط سالی کے اثرات بیان کیجیے۔(AS1)
6. کن موقعوں پر پانی کو ضائع کیا جاتا ہے اور اس کے تدارک کے لیے احتیاطی اقدامات تجویز کیجیے؟(AS6)
7. قدرتی تباہیوں کی تصاویر کا البم تیار کیجیے؟(AS3)

SCERT TELANGANA

WORLD HEALTH ORGANIZATION
BMI CHART for age 14 and 15 – BOYS AND GIRLS

Years	Months	Malnourished (Underweight) Less than		Normal		Malnourished (Obesity) More than	
		GIRLS	BOYS	GIRLS	BOYS	GIRLS	BOYS
14	0	15.4	15.5	15.4 - 27.3	15.5 - 25.9	27.3	25.9
14	1	15.5	15.5	15.5 - 27.4	15.5 - 26.0	27.4	26.0
14	2	15.5	15.6	15.5 - 27.5	15.6 - 26.1	27.5	26.1
14	3	15.6	15.6	15.6 - 27.6	15.6 - 26.2	27.6	26.2
14	4	15.6	15.7	15.6 - 27.7	15.7 - 26.3	26.3	26.3
14	5	15.6	15.7	15.6 - 27.7	15.7 - 26.4	27.7	26.4
14	6	15.7	15.7	15.7 - 27.8	15.7 - 26.5	27.8	26.5
14	7	15.7	15.8	15.7 - 27.9	15.8 - 26.5	27.9	26.5
14	8	15.7	15.8	15.7 - 28.0	15.8 - 26.6	28.0	26.6
14	9	15.8	15.9	15.8 - 28.0	15.9 - 26.7	28.0	26.7
14	10	15.8	15.9	15.8 - 28.1	15.9 - 26.8	28.1	26.8
14	11	15.8	16.0	15.8 - 28.2	16.0 - 26.9	28.2	26.9
15	0	15.9	16.0	15.9 - 28.2	16.0 - 27.0	28.2	27.0
15	1	15.9	16.1	15.9 - 28.3	16.1 - 27.1	28.3	27.1
15	2	15.9	16.1	15.9 - 28.4	16.1 - 27.1	28.4	27.1
15	3	16.0	16.1	16.0 - 28.4	16.1 - 27.2	28.4	27.2
15	4	16.0	16.2	16.0 - 28.5	16.2 - 27.3	28.5	27.3
15	5	16.0	16.2	16.0 - 28.6	16.2 - 27.4	28.5	27.4
15	6	16.0	16.3	16.0 - 28.6	16.3 - 27.4	28.6	27.4
15	7	16.1	16.3	16.1 - 28.7	16.3 - 27.5	28.6	27.5
15	8	16.1	16.3	16.1 - 28.7	16.3 - 27.6	28.7	27.6
15	9	16.1	16.4	16.1 - 28.7	16.4 - 27.7	28.7	27.7
15	10	16.1	16.4	16.1 - 28.8	16.4 - 27.7	28.8	27.7
15	11	16.2	16.5	16.2 - 28.8	16.5 - 27.8	28.8	27.8

SCERT TELANGANA

تعلیمی معیارات

طلبا کو وقت دینا چاہیے کہ وہ سبق میں دیئے گئے متن کو سمجھ کر اخذ کرسکیں۔ متن کے سیاق وسباق میں سوالات مفید ہوتے ہیں۔ یہ سوالات مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں جیسے تعقل پسندی، سبب اور نتیجہ، ذہن کو پڑھنا، صحیح ٹھہرانا، تصور کو اخذ کرنا، مشاہدہ، تجربہ، غور وفکر، تخیل، عکاسی، ترجمانی وغیرہ کا احاطہ کرتے ہیں۔ ہر سبق میں مثالوں اور کلیدی الفاظ کے ساتھ بنیادی تصورات کو ذیلی تصورات سے بحث کی گئی ہے۔

1. تصورات کی تفہیم (AS1)

تلاش وجستجو، بحث ومباحثہ، موضوعاتی مطالعہ، ترجمانی، مشاہدہ وغیرہ کے ذریعہ سے بنیادی تصورات کو سمجھنے کی صلاحیتیں فروغ دی جاتی ہیں۔

2. دیئے گئے متن کا مطالعہ، فہم وادراک اور ترجمانی (AS2)

اکثر وبیشتر دہقانوں، کارخانہ کے مزدروں کے متعلق موضوعاتی مطالعہ کیا جاتا ہے یا سبق میں دی گئی وہ تصویریں جن سے تصور کی براہ راست وضاحت نہیں ہوتی۔ اس لیے بچے مرکزی خیالات کو اخذ کر کے تصویروں وغیرہ کی ترجمانی کرسکیں۔

3. معلومات کی مہارتیں (AS3)

نصابی کتابیں ہی سماجی علم کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ نہیں کرسکتیں۔ مثال کے طور پر شہری علاقوں میں رہنے والے بچے اپنے منتخبہ نمائندوں کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں رہنے والے طلبا اُن کے علاقے میں موجود آبپاشی کے طریقے، پانی کے ٹینکوں کی سہولت کے بارے میں معلومات اکٹھا کرسکتے ہیں۔ یہ معلومات نصابی کتابوں سے میل نہیں کھاتیں۔ اُس کی وضاحت کرنی پڑتی ہے۔ منصوبوں کے ذریعہ معلومات فراہم کرنا بھی ایک اہم صلاحیت ہے۔ مثال کے طور پر اگر وہ ایک تالاب کے بارے میں معلومات جمع کرتے ہیں تو لکھنے کے مواد کے ساتھ تصویریں یا نقشہ بھی بنانا چاہیے۔ وہ جمع کی گئی معلومات کو تصویروں، اشتہاروں کے ذریعے بھی پیش کرسکتے ہیں۔ معلومات کی صلاحیتوں میں معلومات حصول، جدول، دستاویزات، ریکارڈ مرتب کرنا اور اس کا تجزیہ شامل ہے۔

4. ہم عصر موضوعات پر ردعمل۔ سوالات کرنا (AS4)

طلبا کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے کہ وہ اپنے موجودہ حالات کا تقابل مختلف علاقوں یا مختلف ادوار کے باشندوں سے کریں۔ اس تقابلی جائزہ میں اُٹھے ہوئے سوالات کا کوئی ایک جواب نہیں ہوسکتا۔ بعض وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا جواز معلوماتی اور وضاحتی انداز میں کیا جائے۔

5. نقشہ جاتی مہارتیں (AS5)

نصابی کتاب میں مختلف قسم کے نقشے اور تصویریں پیش کی گئی ہیں۔ نقشوں سے متعلق صلاحیت کو فروغ دینا، مقامات کی صحیح پیش کشی اہم بات ہے۔ اس صلاحیت کے فروغ کے کئی مراحل ہیں۔ اپنی جماعت کا نقشہ اتارنا اُس نقشے میں پیش کی گئی بلندی اور فاصلہ کو سمجھنا۔ کتاب میں تصویریں، اشتہارات پیش کیے گئے ہیں۔ ان تصویروں کو تعلق متن سے ہوتا ہے اور وہ صرف بصری اثر کی خاطر نہیں ہوتیں۔ بعض دفع عنوان تحریر کیجیے یا اُن تصویروں کو دیکھیے جن میں سرگرمیاں بھی ہوتی ہیں۔ اُن کا تعلق فن تعمیر وغیرہ سے ہوتا ہے۔

6. توصیف (AS6)

ہمارا ملک زبان، ثقافت، ذات پات، مذہب، جنس وغیرہ کے اعتبار سے تکثیریت کا حامل ہے۔ سماجی علم میں انہیں کے متعلق مختلف پہلوؤں پر غور نہیں کیا جاتا۔ طلبا کو اختلافات کے تعلق سے حساس رہنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20
SCERT TELANGANA

ضمیمہ

ان زائد معلومات اور نقشوں کا استعمال حسب ضرورت کریں

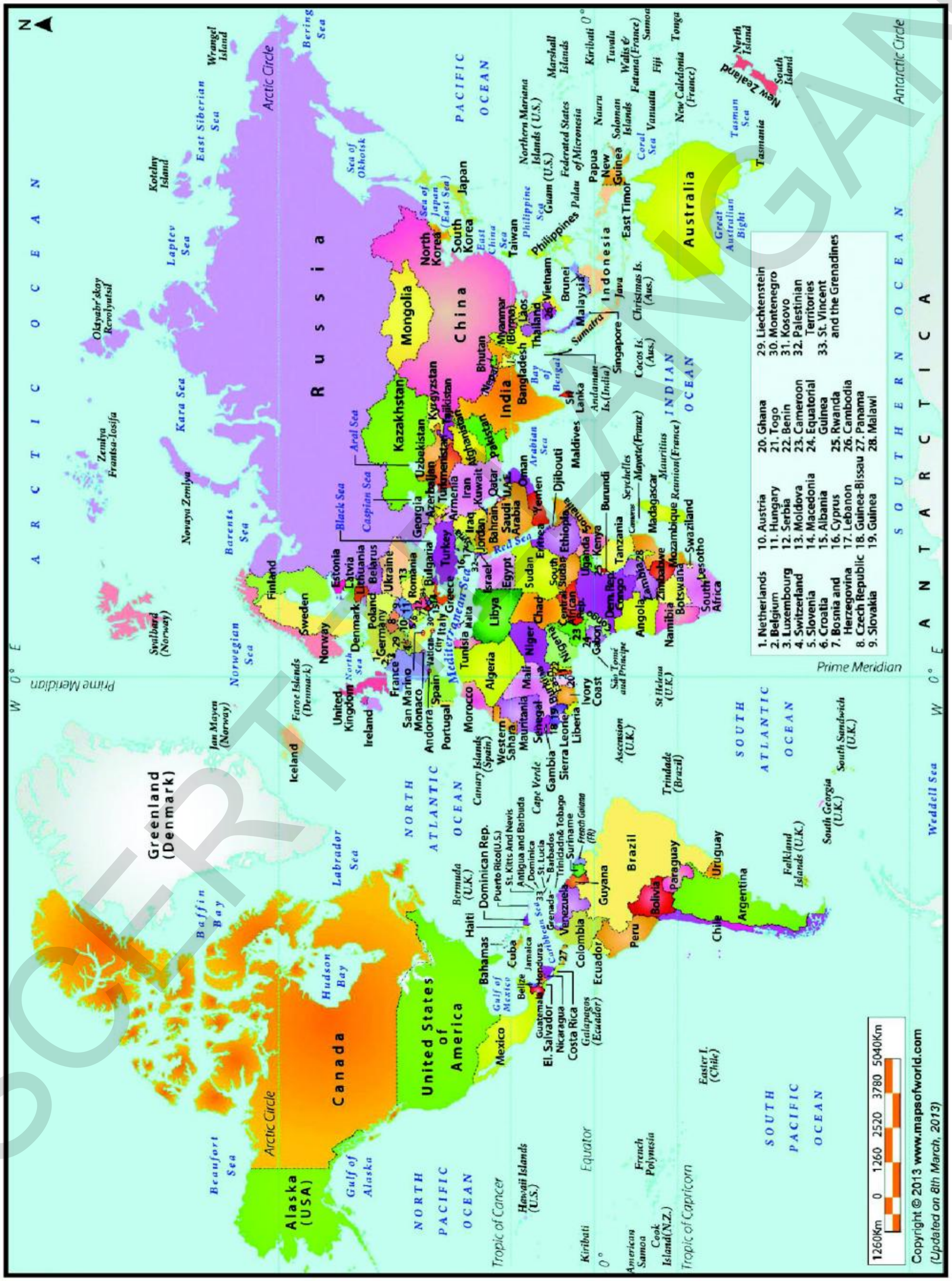

SCERT TELANGANA

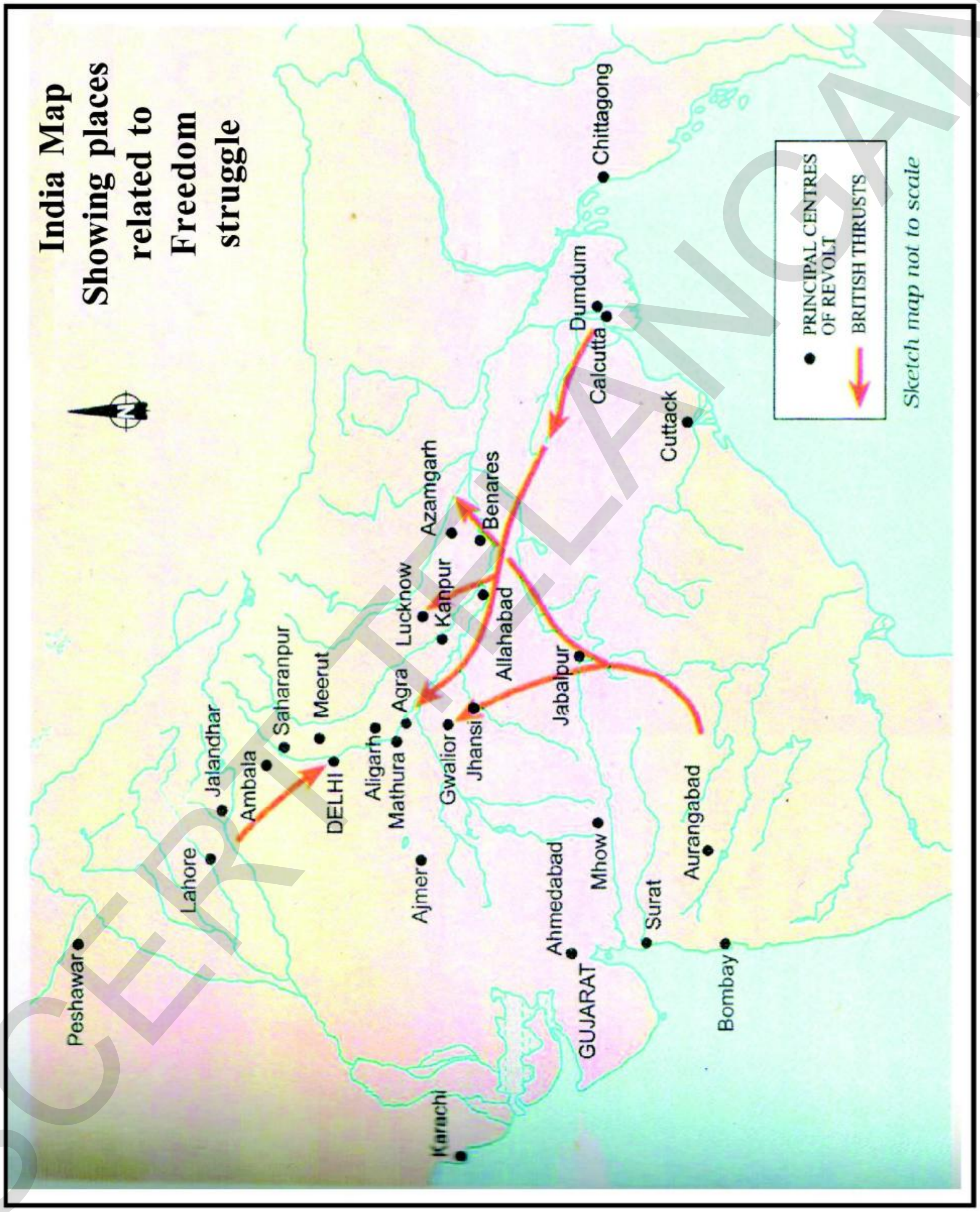

SCERT TELANGANA

World Outline Map

SCERT TELANGANA

ہندوستان کا سیاسی نقشہ

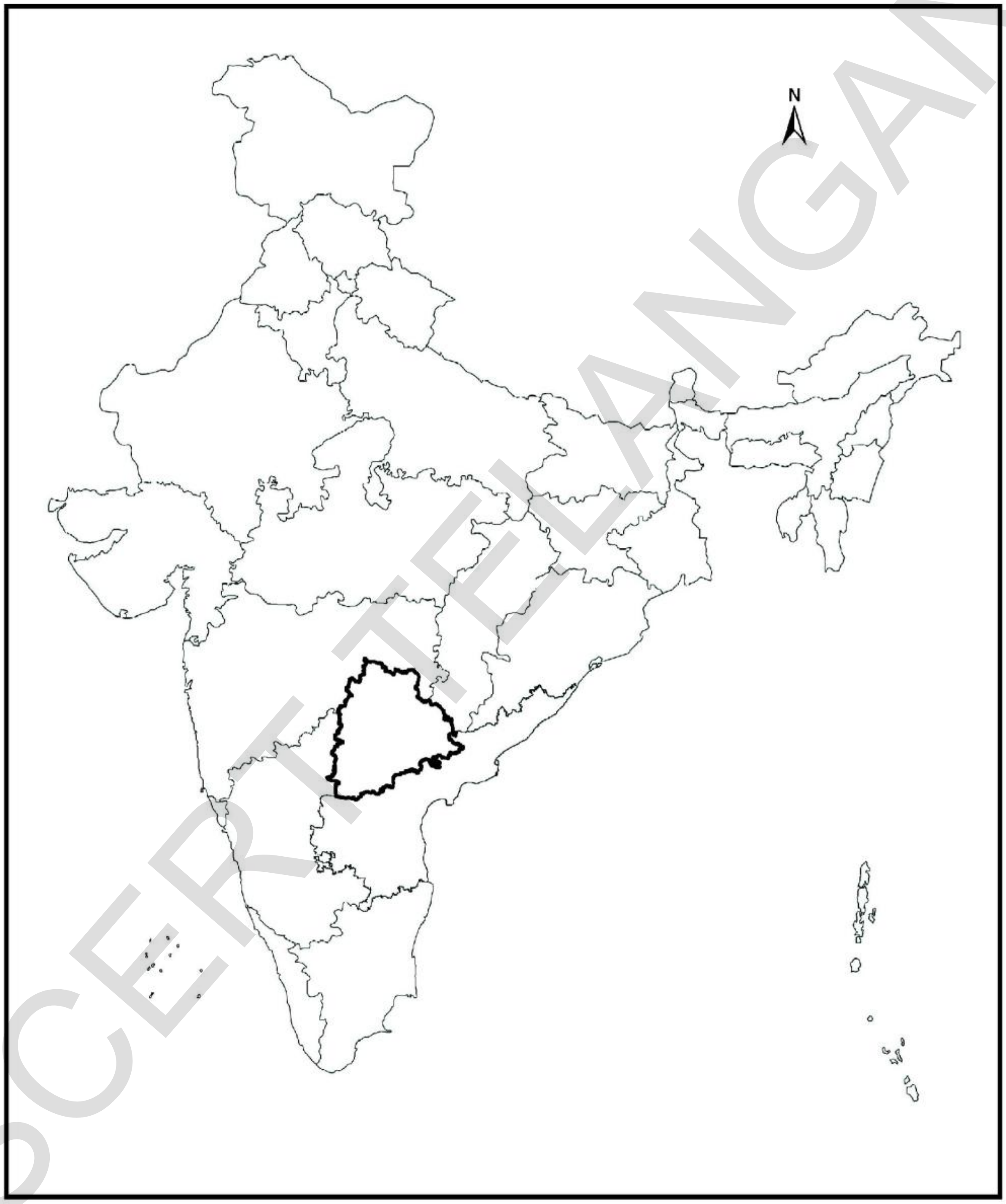

SCERT TELANGANA

تلنگانہ کا سیاسی نقشہ

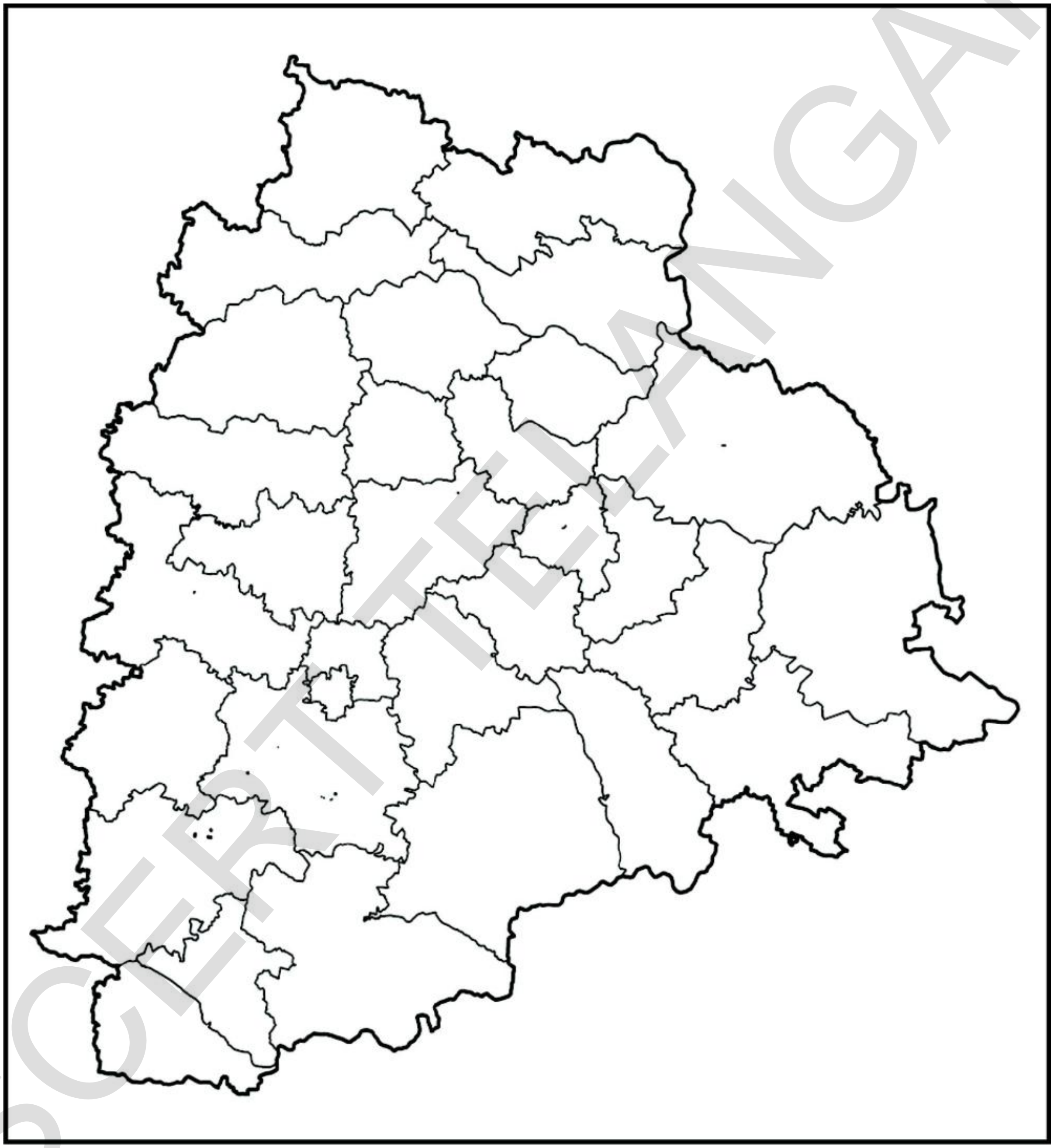

SCERT TELANGANA

European Period in India - Timeline

1500-1700	European trading companies establish bases in India: the Portuguese in Panaji in 1510; the Dutch in Masulipatnam, 1605; the British in Madras in 1639, in Bombay in 1661, and in Calcutta in 1690; the French in Pondicherry in 1673
1757	Decisive victory of the British in the Battle of Plassey; the British become rulers of Bengal
1773	Supreme Court set up in Calcutta by the East India Company
1803	Lord Wellesley's Minute on Calcutta town improvement
1818	British takeover of the Deccan; Bombay becomes the capital of the new province
1853	Railway from Bombay to Thane
1857	First spinning and weaving mill in Bombay
1857	Universities in Bombay, Madras and Calcutta
1870s	Beginning of elected representatives in municipalities
1881	Madras harbour completed
1896	First screening of a film at Watson's Hotel, Bombay
1896	Plague starts spreading to major cities
1911	Transfer of capital from Calcutta to Delhi

National Movement - Timeline

1915	Mahatma Gandhi returns from South Africa
1917	Champaran movement
1918	Peasant movements in Kheda (Gujarat), and workers' movement in Ahmedabad
1919	Rowlatt Satyagraha (March-April)
1919	Jallianwala Bagh massacre (April)
1921	Non-cooperation and Khilafat Movements
1928	Peasant movement in Bardoli
1929	"Purna Swaraj" accepted as Congress goal at the Lahore Congress (December)
1930	Civil Disobedience Movement begins; Dandi March (March-April)
1931	Gandhi-Irwin Pact (March); Second Round Table Conference (December)
1935	Government of India Act promises some form of representative government
1939	Congress ministries resign
1942	Quit India Movement begins (August)
1946	Mahatma Gandhi visits Noakhali and other riot-torn areas to stop communal violence
14-15 August 1947	Pakistan is formed; India gains independence. Mahatma Gandhi tours Noakhali in East Bengal to restore communal harmony

SCERT TELANGANA

Members of the Drafting Committee of the Constitution

The Drafting Committee for framing the constitution was appointed on 29 August 1947, . The committee comprised of a chairman and six other members. In addition a constitutional advisor was also appointed.

The committee members were:

Dr B. R. Ambedkar - Chairman

K M Munshi (Ex- Home Minister, Bombay)

Alladi Krishnaswamy Iyer (Ex- Advocate General, Madras State)

N Gopalaswami Ayengar (Ex-Prime Minister, J&K, member of Nehru Cabinet)

B L Mitter (Ex-Advocate General, India)

Md. Saadullah (Ex- Chief Minister of Assam, Muslim League member)

D P Khaitan (lawyer).

Sir Benegal Narsing Rao was appinted as the constitutional advisor.He later became First Indian Judge in International Court of Justice in 1950.

Other Committee members:

B L Mitter resigned from the committee. He was replaced by **Madhav Rao** (Legal Advisor of Maharaja of Vadodara).

D P Khaitan passed away and was replaced by **T T Krishnamachari**.

Socio - Religious Movements

Sl. No.	Organisation	Founder	Year of Foundation	Purpose
1.	Brahma Samaj	Raja Rammohan Roy	1828	The aim of these organi-sations (1&2) was to attack evils in Hinduism and purify Hinduism, social and economic reforms, inter caste marriages, western education,women education, widow remarriage.
2.	Prarthana Samaj	Dr.Atma Ram Pandurang	1867	
3.	Satya Shodhak Samaj	Jyotiba Phule	1873	Upliftment of lower to reform and protected orthodoxy.
4.	Mohammedan Literacy Society	Nawab Abdul Latif	1863	Spread of education, among Muslims.
5.	Arya Samaj	Swami Dayanand Saraswati	1875	Religious and social reforms, Vedic philosophy.
6.	Theosophical Society	Madam Blavatsky, Henry Olcott	1882	Revival of Vedic philosophy.
7.	Ramakrishna Mission	Swami Vivekananda	1887	Propagate teaching of Rama krishna and to do social work.
8.	Harijan Sewak Sangha	Mahatma Gandhi	1932	Upliftment of backward classes and provide education to them.

SCERT TELANGANA

Telangana State - Places to Visit

District	Places to Visit
Jayashankar Dist	More forest Area, Medaram-Samakka Sarakka -Biggest tribal "Jathara", Palampeta Ramappa, Kaleshwara Muktheshwara Swamy, Ghanapuram Kotagullu, Pandavula Gutta, Lkanavaram Tank, Kochenta Narasimha Swamy Temple, The biggest ITDA-Yeturunagaram.
Janagaon Dist	Janagoan by the Impact of Jaina's, Palakurthy Someshwara Laxminarasimha Swamy, Jeedical Veerachala Sri Seetharama chandra swamy, Pembarthi Handmades, Bammera - Birth Place of a great Poet Sri Bammera Pothana, Palakurthy - Birth place of Palkurki Somanatha.
Warangal Urban Dist	Mamunuru airport, NIT Engineering college, Bhadrakali Temple, Thousand pillars temple, Warangal Mudfort, Rockfort, Kushmahal, Kaloji Health University, Khajipeta junction.
Warangal Rural Dist	Pakalalake, Pakala Shiva Temple, Ainavolu Temple, Bheemunipadam waterfall, Kommala Jathara, Gangadevipalli Grampanchayat.
Mahabubabad Dist	Kurivi Sri Veerabhadra Swamy Temple, Anantharam-Sri Venkateshwara Swamy, Dornakal - Church, Gudur - Bheemunipadam, Narsimhulupeta - Sri Venkateshwara Swamy.
Adilabad Dist	Gayatri kanakai waterfall, Pochera waterfall, Sathnala Project, Mathadi Vagu Project.
Nirmal Dist	Basara Gnanasaraswathi devi Temple, Papeshwaram Temple, Adelli Mahapochamma Temple, Swarna, Gaddenna Vagu, Kadem lake, Sadarmat Barage.
Manchiryal Dist	Singareni Coal Mines, Gandhari Quila, Gandhari Sylvan, Jaipur Mandal - Crocodiles sanctuary, Kotapally Mandal-Blackbuck sanctuary, Jannaram Mandal - Tigers sanctuary, Jaipur Mandal - Power Project.
Komaram Bheem Dist	Jodeghat, Saptagundala waterfall, Samuthula waterfall, Shankarloddi, Arjunloddi Caves, Shiva Temple in Wankidi
Nalgonda Dist	Nagarjunasagar, Moosi Project, Chandampet caves, Devarkonda Fort, Mallanna Temple in Yeleshwaram.
Suryapet Dist	1000 Years Old Chennakeshwava Temple in Pillalamarri
Yadadri Dist	Laxminarasimha swamy in Yadadri, Jaina Temple in Kolanupaka, 1000 Years old Bhuvanagiri Fort built on single Rock

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2019-20

Telangana State - Places to Visit	
District	**Places to Visit**
Hyderabad Dist	Golkonda Fort, Charminar, Hussain Sagar, Birla Mandir, Birla Science Museum, Birla Planetorium, Public Gardens, Assembly, Hi-tech City, Silparamam, Ocean Park, Nehru Zoological Park, Qutub Shahi Tombs, Indira Park, NTR Gardens, Lumbini Park, Ravindra Bharathi, Salar Jung Museum, ...
Jogulamba Dist	Jogulamba Temple - 5th Temple of 18 Shaktipeetas, Gadwala Estate, Anjaneya Swamy Temple at Bichupally, Nettempadu Joorala Project.
Nagarkurnool Dist	Nagarjuna Sagar Tiger Sanctuary, Kalwakurthy Lift Irrigation, Srisailam Left Canal Tunnel, Nallamala Sanctuary, Umamaheshwaraswamy Temple, Vattem Venkateshwara Swamy Temple, Someshwara Temple in Somashila, Mallelatheertham waterfall
Kama Reddy Dist	Siddarameshwara Temple in Bikkanur, Kalabhairava Temple, Laxmi Narasimha Swamy Temple, Bugga Rameshwara Temple, Nizamsagar, Pocharam, Koulasanala Project, Domakonda Estate, Pocharam Project, Pocharam Sanctuary, Gayatri, Magi Sugar Mill.
Wanaparthy Dist	Sri Ranganayaka Temple in Srirangapuram, Ramanpadu Balancing Reservoir, Wanaparthy Estate.
Mahabubnagar Dist	Pillalamarri, Sri Venkateshwara Temple in Mannemkonda.
Nizambad Dist	Sriramsagar Project, Nizam Sugar Mill at Bodhan, Rurdruru Agriculture Research Centre, Badapahad Darga, Prison of Quila, Ghadi of Sirnapally, Sarangapur, Hanuman Temple, Quila of Dischpally, Rama Temple, Deval Masjid, Kandakurthy Triple Allience, Ramadugu Lake, Guthpa Lift Irrigation, Ali Sagar, Ashok Sagar, Janakampeta, Bheema Hills, Ashtamukhi Lake.
Khammam Dist	Sthambhadri Laxminarasimha Swamy, Nelakondapally Budha Sthoopa, Sttupalli opencost mining, House of Ramadas, Quila of Khammam.
Medak Dist	Yedupayala Vanadurga Jathara, Medak Church, Quila of Medak, Jaina Mandir in Kolcharam, Forest of Narsapur, Pocharam Sanctuary.
Ranga Reddy Dist	International Airport, Chilkur Balaji Temple, Ammapalli Temple at Narkuda, Himayat Sagar, Osman sagar (Gandipet), NRSC - Shadnagar, Swayambhu Ramalingeshwara Temple.
Siddipet Dist	Komaravelli Mallanna, Saraswathi Temple at Wargal, Nacharam Laxmi Narasimha Swamy Temple, Jagdevpur Varadaraja Swamy, Konda pochamma, Panduranga Ashram, Karkapatla Industrial Park, Kotilingeshwara Temple, Komati Tank.

SCERT TELANGANA

Telangana State - Places to Visit

District	Places to Visit
Jagityal Dist	Laxminarasimha Swamy Temple in Dharmapuri, Kondagattu Anjaneya Swamy.
Vikarabad Dist	Ananthagiri Hills, Padmanabhaswamy Temple, Bugga Rameshwaram, Bhookailash, Ekamabareshwaram, Juntupally Ramudu, Kondagal Venkateshwara Swamy, Projects of Kotipally, Laknapur, Sarpan Pally, Juntu Pally.
Rajnna Dist	Rajarajeshwara Swamy Temple in Vemulawada, Upper Maner Lake.
Medchal Dist	Sri Ramalingeshwara Swamy Temple at Keesaragutta, Jaina, Budha Centres.
Bhadradri Dist	Sri Seetha Ramaswamy Temple in Bhadradri, Bogtha Water Falls, Pranashala, Projects of Peddavagu, Mukha Mamidi, Kinnerasani, Palem Vagu, KPTS, GENCO Power Plants, National Mining Development Organisation.
Peddapalli Dist	Yellampally, Yelmadugu Lakes, Quila of Ramagiri, Sabitham Waterfalls.
Sanga Reddy Dist	ICRISAT, BHEL, Singuru Lake, Zarasangham, Kethaki Sangameshwara Temple, Yeddumailaram Ordinance factory.
Karimnagar Dist	Old Name was Yelagandula, Lower Maner Lake, World Famous Silver Philigri Art.

SCERT TELANGANA